خطداحیون

کا اسماعیلوں کا اغواء

مظلوم

علی شرف الدین

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

انتساب

دین وشریعت پر پابند، مذاہب و
مذہبیت سے گریزاں اعزاواحباب
کے نام

انتساب دوئم

میرے درد میں بے تابی اور بے قراری سے نکلنے والے شقشقائی مرثیہ نثری کے کلمات کو قابل قرأت بنانے والے اور گرتے ہوئے قلم کو تھامنے والے یاران ایثار گراں عزیزان و برادران محمد تیمور، ابرار حسین، خادم حسین، سید تاثیر شاہ، سید محمد علی نقوی اور سید ناصر شاہ کے نام، میری ایام محنت میں مجھے عزت و تکریم بخشنے والی مادرِ رباب سیدہ زبیدہ بیگم کے نام

وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ

الْإِسْلامِ ديناً فَلَنْ

يُقْبَلَ مِنْه (۳:۸۵)

اعوذ باالله من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورہ نحل کی آیت ۹۸ ﴿فَإِذا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ﴾ اس آیت کریمہ کے تحت قراتِ قرآن سے پہلے استعاذہ کا حکم ہے تا کہ شیاطین جن وانس، مفاہیم ومعانی، سامیہ وشامحہ میں رخنہ اندازی نہ کرسکیں یعنی قرآن سے منحرف نہ کرسکیں جس طرح انھوں نے اہل مدارس کو معانی عالیہ سے منحرف کررکھا ہے چنانچہ نبی کریمؐ نے بھی یہی ہدایت فرمائی ہے کہ جب فتنے وفسادات تاریک رات کی مانند ہجوم لائیں تو قرآن کی پناہ میں آجائیں، قرآن کریم میں شیاطین جن وانس کے شرورات وخطرات سے بچنے کے لیے چندین آیات میں ان سے پناہ لینے کا حکم آیا ہے ان آیات کے پیش نظر ہمیں اس سلسلے میں عناصر و اجزاء ترکیبی جاننا ہوں گے۔ استعاذہ چار عناصر پر مشتمل ہے۔

ا۔ مستعذ: یعنی طالب پناہ گاہ۔

يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا لا تُبْطِلُوا صَدَقاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْأَذى‏ كَالَّذي يُنْفِقُ مالَهُ رِئاءَ النَّاسِ وَ لا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوانٍ عَلَيْهِ تُرابٌ فَأَصابَهُ وابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْداً لا يَقْدِرُونَ عَلى‏ شَيْ‏ءٍ مِمَّا كَسَبُوا وَ اللّٰهُ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكافِرينَ ﴾ "ایمان والو اپنے صدقات کو منّت گزاری اور اذیت سے برباد نہ کرو اس شخص کی طرح جو اپنے مال کو دنیا دکھانے کے لئے صرف کرتا ہے اور اس کا ایمان نہ خدا پر ہے اور نہ آخرت پر اس کی مثال اس صاف چٹان کی ہے جس پر گرد جم گئی ہو کہ تیز بارش کے آتے ہی بالکل صاف ہوجائے یہ لوگ اپنی کمائی پر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اللہ کافروں کی ہدایت بھی نہیں کرتا" (سورہ بقرہ۔۲۶۴) ﴿وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّاكُمْ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلى‏ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئاً إِنَّ اللّٰهَ عَليمٌ قَديرٌ ،وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلى‏ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلى‏ ما مَلَكَتْ أَيْمانُهُمْ فَهُمْ فيهِ سَواءٌ أَ فَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ،وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْواجاً وَ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْواجِكُمْ بَنينَ وَ حَفَدَةً وَ رَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّباتِ أَ فَبِالْباطِلِ

یُؤْمِنُونَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْن﴾ ”اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہ ہی وفات دیتا ہے اور بعض لوگوں کو اتنی بدترین عمر تک پلٹا دیا جاتا ہے کہ علم کے بعد بھی کچھ جاننے کے قابل نہ رہ جائیں ۔بیشک اللہ ہر شے کا جاننے والا اور ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ ہی نے بعض کو رزق میں بعض پر فضیلت دی ہے تو جن کو بہتر بنایا گیا ہے وہ اپنا بقیہ رزق ان کی طرف نہیں پلٹا دیتے ہیں جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں حالانکہ رزق میں سب برابر کی حیثیت رکھنے والے ہیں تو کیا یہ لوگ اللہ ہی کی نعمت کا انکار کر رہے ہیں۔ اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارا جوڑا بنایا ہے پھر اس جوڑے سے اولاد قرار دی ہے اور سب کو پاکیزہ رزق دیا ہے تو کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ ہی کی نعمت سے انکار کرتے ہیں“ (نحل ۷۰ سے ۷۲)

۲۔مستعاذ بہ:۔جو شیطان رجیم پر بھی تسلط و قدرت رکھتا ہو یعنی خالق مستعید و مستفید ہ منہ کا مالک و مدبر و مربی یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

۲۔مستعاذ بہ:

انسان کو مستعاذ ہ لیتے وقت یہ دیکھنا اور سوچنا چاہئے کہ وہ خود کو جس ذات یا ہستی کی پناہ میں دینا چاہتا ہے آیا وہ اس کو پناہ دینے کی قدرت رکھتی ہے یا نہیں، اس کو مستعاذ ہ بہ کہتے ہیں۔

ا۔ایک زمانے میں مسلمانوں نے شرور امریکا سے بچنے کے لئے روس سے پناہ لی، دنیا نے دیکھا کہ روس نے اپنے پناہ دہندگان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور آخر میں خود روس کے ساتھ کیا ہوا۔

۲۔ہمارا ملک پاکستان ہندوستان کے شرور اور شرارتوں سے نجات کے لئے امریکا کی پناہ میں گیا لیکن امریکا نے ہمیں تحفظ نہیں دیا اور جس کی وجہ سے ہم نے پناہ مانگی تھی اس نے اس ہندوستان کو پناہ دی۔

۳۔اس ملک میں ہندوستان سے تعلقات بہتر بنانے کے بارے میں دو مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔

ا)۔ہندوستان سے بہتر تعلقات قائم کرنا چاہئیں تا کہ دونوں ملکوں میں سکون کی زندگی قائم ہو سکے۔

۲)۔دوسرا نظریہ یہ ہے کہ وہ ہمارا دیرینہ دشمن ہے اس سے دوستانہ تعلقات نہیں ہونے چاہئیں۔

لیکن بدقسمتی سے یہ دشمنی و اختلافات صرف سیاسی بیانات کی حد تک محدود ہیں جبکہ ان کی طرف سے آنے والے تمام مفاسد اجتماعی و غیر اسلامی یہاں بغیر کسی اختلاف کے اچھے ماحول میں قائم ہیں اور یہاں کے لوگ بڑے

سکون واطمینان سے ہندوستان کی غیر اسلامی وغیر اخلاقی تہذیب وثقافت اپنائے ہوئے ہیں، یہ چیز روز روشن کی طرح واضح وآشکار ہے۔

۴۔ایک عرصے سے ہم چین کی پناہ میں گئے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا چین، روس اور امریکا کے فراری کو پناہ دے سکتا ہے۔

۵۔عالم اسلام میں قائم تحریکات اسلامی اپنے اپنے ملک کے حکمرانوں اور حکومتوں کے ظلم وزیادتی کے تدارک یا اپنے ہاں حکومت اسلامی کے قیام کے لئے مسلمان سرمایہ دار ملکوں کی پناہ میں گئیں، کیا انہوں نے انہیں پناہ دی؟ آج قطر نے اخوان المسلمین کو قطر چھوڑنے کا کہا ہے۔

۶۔شیعوں نے سنیوں سے بچنے کے لئے ایران سے پناہ مانگی، کیا ان کو پناہ ملی بلکہ انہوں نے خود اپنا ایٹمی پروگرام روک کر امریکہ سے پناہ مانگی ہے۔

۷۔ہمارے عمائدین دینی شیعوں کے تحفظ کی خاطر پی پی اور آغا خان کے تحفظ و پناہ میں گئے کیا پی پی نے ان کو تحفظ دیا یا عام مسلمانوں کے سامنے ان کے چہرے کو مسخ کیا۔اسی طرح آغا خانی بھی ان کا تحفظ نہ کر سکے۔

۸۔مہاجرین یعنی اردو بولنے والے خود کو بچانے کے لئے اپنی تنظیم کے تحفظ میں گئے، آگے انہوں نے انہیں کس کے تحفظ میں دیا، وہ بھی سب کو پتہ ہے، کیا کسی کی غلامی میں جانے سے بھی کسی کو تحفظ ملا ہے۔

۹۔احزاب دینی نے خود کو سعودیوں کے تحفظ میں دیا لیکن انہوں نے خود کو جس کے تحفظ میں دیا، وہ خالق کائنات، مالک الناس اور رب الناس کے تحفظ میں نہیں گیا۔

۱۰۔حضرت موسیٰ فرعون کو دعوت دینے گئے، وہاں ان کو فرعون کی طرف سے خطرہ لاحق ہوا، فرعون بادشاہ مصر تھا، مصر کی رعیت ان کو اپنا معبود و الہ مانتی تھی، موسیٰ و ہارون نے اپنے آپ کو اپنے رب کی پناہ میں دیا (غافر ۲۷) انسان کو ایسی ہی ہستی کی پناہ میں جانا چاہئے جو کسی کی پناہ میں نہ ہو اور ہر کام کرنے کی قدرت رکھتی ہو اور یہ ہستی اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے لہٰذا انسان کو اگر ناکامی و نامرادی اور مایوسی و پریشانی سے بچنا ہے تو اسے صرف اللہ کی پناہ میں جانا چاہئے۔

۳۔ستعاذ منہ:

شیاطین جن وانس اوران کےلشکر ابرہہ یعنی غرب وشرق کے کفر وشرک والحاداور سیکولر مسلمانوں کے شر سے بچنے کے لیےانسان نے کسی مضبوط ترین سہارے کی پناہ لینی ہے یہ شیاطین جن وانس ہیں جوانسان کے کھلے اورپوشیدہ دشمن ہیں(سورہ اسراء۵۳ فاطر۱۶،اعراف۲۲۔)

شیطان آپ کوسکون و اطمینان اور آرام و راحت سے نکال کر بدبختی و شقاوت کی دلدل میں پھنسانا چاہتا ہے۔(بقرہ۳۶)فقرکی دھمکی دیتا ہے۔(بقرہ۲۶۸)ڈراتا ہےاورہمیشہ ڈرپوک بناتا ہے(عمران۱۷۵)شیطان بدترین ساتھی ہے(نساء۶۱) شیطان دھوکہ دیتا ہےاور گمراہ کرنے کے بعد چھوڑ دیتا ہے(فرقان۲۹)شیطان دعوت دیتا ہے(نساء۷۶)دھوکہ دیتا ہے(نساء۱۲۰)(اسراء۶۴)شیطان دشمنی پھیلاتا ہے(مائدہ۹۱)شیطان انسان پر چارطرف سے حملہ کرتا ہے آگے پیچھے اوردائیں بائیں سے(اعراف۱۷)شیطان جنوں اورانسانوں دونوں میں ہوتے ہیں(سورہ الناس)

۴۔مستعاذ ولاجلہ:

﴿مِنْ شَرِّ ما خَلَقَ ،وَ مِنْ شَرِّ غاسِقٍ إِذا وَقَبَ ،وَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثاتِ فِي الْعُقَدِ ،وَ مِنْ شَرِّ حاسِدٍ إِذا حَسَدَ﴾

سورہ فلق وناس میں ہمیں کن کن شرور سےاللہ کی پناہ میں جانا ہے،بیان کیا گیا ہے یہاں ہم صرف﴿وَ مِنْ شَرِّ النَّفَّاثاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ کے بارے میں بیان کریں گے۔

قرآن کریم سے شغف رکھنے والے حضرات بے تاب ہوتے ہیں کہ قرآن سمجھنے کے لیے تراجم پڑھیں۔تراجم اپنی جگہ ترجمہ لفظی وحرفی سے تجاوز نہیں کرپاتے بلکہ ترجمہ لفظی سمجھانے سے بھی قاصر رہتے ہیں اس کی ایک مثال سورہ فلق کی آیت ۴ ہے جہاں نفاثات ''تھوکنے''اور''پھونکنے'' کوکہا ہے ترجمے میں اس سے زیادہ وضاحت نہیں کی ،اس سے عام آدمی کوکیا سمجھ آئے گی ،اکثر علماء کا کہنا ہے کہ جب بھی کوئی جادو کرے تو سورہ فلق و الناس پڑھو ،اس سے زیادہ وضاحت نہیں کرتے ،اسی طرح کلمہ نفاثات کے معنی ''تھوکنے''اور''پھونکنے'' کے کیئے ہیں یہاں بھی کوتاہی کی ہے کلمہ نفاثات صیغہ مبالغہ ہے جس کا معنی ہے بہت زیادہ پھونکنے والا ،اس کا یہ معنی نہیں

کرتے، اسی طرح کلمہ عقد کا معنی بعض گرہ اور بعض گرہوں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ یہ کون سی گرہیں ہیں اور کتنی گرہیں ہیں، ہم یہاں بطور اختصار گرہوں کی بات کریں گے جو ہمارے شیاطین ہمارے گرہوں میں پھونکتے ہیں، ہمیں جاننا چاہیے کہ ہماری کتنی گرہیں ہیں جیسے گرہ عائلی، گرہ عائلی میاں بیوی کے درمیان جو جوڑ ہے اسے کہتے ہیں، جس کو قرآن نے میثاق غلیظ کہا ہے سابق و حاضر دونوں زمانوں میں میاں بیوی کے درمیان اختلافات اور ناچاقی پھیلانے والوں کو جادوگر، ساحر تعویذ کرنے والے وغیرہ کے نام سے پکارتے ہیں جبکہ یہ گرہوں میں پھونک مارنا ہے، جبکہ عصر جدید میں سحر و جادو کے پھونکنے کا نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے، اس کی طرف کوئی عالم دین توجہ نہیں دیتا اور نہ دلواتا ہے۔

عصر جدید میں پھونکنے والے:

۱۔مروجہ درسگاہیں نیچے سے اوپر تک شوہر سے نافرمانی و بغاوت کی تلقینات کرتی ہیں جو کہ ایک قسم کی گرہ میں پھونک مارنا ہے۔

۲۔بین الاقوامی ادارے ہیں جوان دونوں میں پھونکیں مارتے ہیں آوارہ گردی پر اکساتے ہیں، اور دوسری طرف علماء ان پھونکوں کے انسداد اور رختے کی بجائے ان کو تعویذ دیتے ہیں۔

۳۔ملک میں رائج ازدواجی شرائط ورسومات غیر عقلی و غیر شرعی ہیں جو کہ اپنی جگہ ایک پھونک ہیں جس پر بہت سے علماء اپنی مہر تصدیق و توثیق لگاتے ہیں اور اب تو خود علماء کے گھروں میں بھی یہی غیر عقلی و غیر شرعی ازدواجی شرائط کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

گرہ والدین واولاد:

اولاد اور والدین کی گرہ میں پھونک کی وجہ سے اولادوں اور والدین میں بدمزگی و بدتہذیبی اور بعض اوقات جدائی کی نوبت آتی ہے، اس گرہ کو لگانے والے چند گروہ ہیں جو پھونکتے ہیں۔

فرقہ باطنیہ کی پھونک:

فرقہ باطنیہ نے اولاد کے لیے والدین پر کچھ حقوق بیان کئے ہیں یہ حقوق اپنی جگہ ایک قسم کی پھونک ہیں۔

۱۔اولاد کے لیے اچھے نام رکھو،قرآن کریم میں بتوں سے منسوب نام رکھنے سے منع کیا گیا ہے اس کے علاوہ کوئی بھی نام رکھیں،شریعت کی رو سے کوئی ممانعت نہیں لیکن فرقہ حروفیہ نے میدان میں آ کر نام گزاری کے اثرات بتائے ہیں اور فرقہ حروفیہ کے نمائندہ ملاؤں نے بھی نام گزاری کے بارے میں فلسفہ تراشیاں کرتے ہوئے محاسن و مفاسد بتائے ہیں ۔یہ بھی ایک پھونک ہے کیونکہ بہت سے اچھے اچھے نام والے بعد میں بہت فاسد مسمّٰی بنتے ہیں،نام رکھنا کوئی دشوار عمل نہیں کہ اس کے لیے کہتے ہیں یہ والدین کا حق ہے، کیونکہ حق وہاں ہوتا ہے جہاں حق ادا کرنا مشکل ہو۔

۲۔تزویجی پھونک:اب آتے ہیں ازدواج کی طرف،ازدواج مرد وعورت کے درمیان ایک عہدو پیمان ہے،جس کی پاسداری وو فاداری خود ان پر عائد ہوتی ہے۔والدین اس سلسلے میں کسی کی بھی ذمہ داری نہیں لے سکتے ،اگر وہ یہ کام انجام دیں گے تو صرف رسومات کی حد تک،ہم ان تینوں کے بارے میں وارد روایات کی تحقیق اپنی کتاب منهل ادراسات و الروایات والراوی میں کریں گے(انشااللہ) کہ یہ روایات درست ہیں کہ نہیں ۔

۳۔اولاد کی تعلیم:

اس میں زیادہ سے زیادہ دین کے اہم اصول ومبانی کی حد تک اولاد کو تعلیم دلوانا ہے،اولادوں کو فنی ومعاشی اور اقتصادی تعلیم دیں،یہ اصول کہاں سے آیا ہے،اس کے لیے بہت سے والدین مصائب ومشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہاں سے والدین اور اولاد کے درمیان دوری اور اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

صاحبان حیثیت عزیز واقارب کی اولاد آ کر غریب گھرانوں میں پھونک مارتی ہے یہاں سے اولاد کے مطالبات بڑھتے ہیں اور وہ غلط راستے پر لگ جاتی ہے۔

عصر حاضر میں تعلیمی درسگاہوں میں مذاہب فاسدہ وملحدہ قادیانی،آغا خانی،ہندو،مسیحی،سیکولر استاد،استانیاں اور ہم جماعت سب اس مسلمان طالب علم کے اندر پھونکتے ہیں اور والدین بے چاروں کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔لہٰذا ان درسگاہوں سے فارغ ہونے تک اس کے درجاتِ ایمان گر کر صفر کے نزدیک پہنچ جاتے ہیں اور وہ تنہا والدین ہی کا باغی نہیں ہوتا بلکہ دین و دیانت اور معاشرہ اسلامی کا بھی باغی ہوجاتا ہے۔

کہتے ہیں ماں کے پاؤں تلے جنت ہے،ماؤں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں،باپ سے زیادہ ماں کا حق ہے،یہ سب

باتیں خلاف عقل وشریعت ہیں دعا بندے کا درگاہ ربوبیت میں عجز وانکساری اور اظہار نیازمندی کا نام ہے اگر اولاد باغی وسرکش ونافرمان اور لاابالی وآوارہ ہو یا خود ماں کسی دین وشریعت پر عمل سے نہ صرف دور وگریزاں رہتی ہو بلکہ اسے پامال کرنے والے گروہ کا حصہ ہو جیسا کہ آج کل کے بے دین معاشرے کی اکثر مائیں اپنے بیٹے کو بھی محبت میں بے لگام چھوڑتی ہیں، بتائیں بے دین ماؤں کی دعاؤں کی کیا حیثیت ہوگی۔

حقوق والدین اور اولاد:

جو کچھ علماء اعلام اس سلسلے میں منابر سے یا کتب میں بعض حکایات، اقوال علماء وحکماء یا بعض روایات غیر مصدقہ بیان کرتے ہیں، یہ صرف والدین کے دل بہلانے کا ایک ذریعہ ہے، یہ صرف بعض شخصیات کا ذاتی تجربہ ہے، یہ موثر ہے نہ باعث اجر وثواب چیز ہے جو چیز والدین اور اولاد کے حقوق کا متبادل ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے عجز وناتوانی کی صورت میں ہے، عام حالات میں نہیں ہے، جب تک اولاد کا بچپنا ہے اور وہ ناتواں ہے، اس کی کفالت وپرورش کو اللہ نے والدین کی فطرت وجبلت میں رکھا ہے، وہ والدین کا فعل اختیاری نہیں بلکہ عمل بے اختیاری وبے ارادی ہے لیکن اولاد کا اپنے والدین کے ساتھ سلوک چونکہ فطری نہیں ہے بلکہ یہ ایک حکم تشریعی ہے، وہ قابل داد وتحسین ہے اگر اولاد اس سلسلہ میں تساہل وکوتاہی کرے گی تو قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا لیکن یہ کہنا کہ نافرمان اولاد دنیا ہی میں اس نافرمانی پر عذاب الٰہی سے دوچار ہوگی، اس میں کوئی صداقت نہیں۔

حقوق خواتین:

اس وقت پورے ملک میں خواتین مظلوم ومحروم ہیں، ان کو حقوق نہیں دیئے جاتے، ان پر تشدد کیا جاتا ہے، تعلیم کے بہانے سے ان کو ازدواج سے محروم رکھ کر دنیا بھر میں گناہ کبیرہ کو فروغ دیا جارہا ہے، رسومات ازدواج میں جاہلیت قدیم وجدید کو استحکام دینے کے لیے آپ لوگ سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں جب ان تمام برائیوں کے ذمہ داران کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ علماء خود بے حجاب خواتین کے اجتماع میں جاتے ہیں اور یہ برائیاں علماء کے کہنے پر، ان کے سامنے اور ان کی شرکت میں انجام پاتی ہیں، نام نہاد دانشور کہتے ہیں یہ سب علماء کے کہنے پر ہو رہا ہے، یہ بات صحیح ہے کہ ایسے علماء کے کہنے پر چلنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم

سے پہلے دنیا میں بھی انہیں ذلت وعار و ننگ اور بدنامی ومصائب کا بھی سامنا ہوگا۔

اس وقت مسلمان ملکوں میں مسلمان خواتین کی جو حالت زار ہے وہ ان کے عزیز والدین، خاندان اور بین الاقوامی شریعت کی پیروکاری کی وجہ سے لاحق ہے، اگر مسلمان بین الاقوامی تعین کردہ شریعت سے آزاد ہو کر شریعت محمدؐ کے پابند ہو جائیں تو ان کی زندگی آج ہی آسان ہو جائے گی۔ مسلمان خواتین کی آج کل کی زندگی کا مسئلہ روٹی کپڑا اور مکان کا حصول نہیں، اگر یہ مسئلہ ہے تو یہ بہت ہی محدود پیمانے پر ہوگا لیکن ہمہ گیر مسئلے درج ذیل ہیں:

۱۔ ازدواج کے بعد اختلاف و ناہم آہنگی۔

۲۔ عدم ازدواج

۳۔ عدم ارث خواتین۔

ازدواج کے بعد رونما ہونے والے تنازعات ومسائل کا بہترین حل یہی ہے کہ آپ سب قرآن کی ہدایت پر عمل پیرا ہو جائیں۔ اگر پھر بھی مسئلہ حل نہ ہو تو طلاق کو نعم البدل تصور کریں اور اس کی خود ساختہ قباحت کو مغربی پروپیگنڈا تصور کریں نیز مطلقہ سے ازدواج نہ کرنے کی منطق کو غلط اور بے بنیاد قرار دیں، قرآن وسنت پر عمل کے بعد بھی مسئلے کے حل کے لیے جس حد تک طلاق کا رواج ہوگا، اس کے اچھے اثرات بعد میں پتہ چلیں گے، نیز وہ اپنے لئے بدیل پیدا کریں گے۔

نفاثات سیاسی:

یعنی آئندہ آنے والی حکومت کس کی ہوگی، اس گرہ کو نفاثات سیاسی کہتے ہیں، ہمارے ملک پاکستان میں نظام کے حوالے سے کتنے تصورات پائے جاتے ہیں، یہ جاننے کی ضرورت ہے، ملک میں اہل اسلام کی اکثریت ہے لیکن وہ اسلام کے بارے میں کیا ترجیحات رکھتے ہیں، یہ واضح نہیں۔ ان کی اندر کی باتیں اور ترجیحات کیا ہیں، یہ بھی واضح نہیں، ملک میں اہل وطن کے زیادہ رجحانات ملک کو استحکام بخشنے والوں کی طرف ہیں ان کے علاوہ رجحانات کیا ہیں، یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔

نفاثات دانش وران:

کالم نگاری کی نفاثات نے پاکستانیوں کو اس طرف متوجہ کرنا شروع کیا کہ امریکہ اور مغرب والے اور

مسلح افواج پاکستان آئندہ یہودی لابی کے نمائندہ عمران کو لانے والے ہیں چنانچہ اس نفث کے سحر و جادو کو ماننے والے دانشور قریشی و ہاشمی ،فحاشی وعریانی کی مہم جویوں کے نمائندوں، رقاصاؤں اور اداکاروں نے تیزی سے تحریک انصاف میں شمولیت اختیار کرنا شروع کردی اور آئندہ وزارتوں میں شامل ہونے کے لیے فارم بمعہ فیس داخل کرانے شروع کردیے یہاں تک کہ عمران خان اپنے مسفورات (عریاں لباس والی خواتین) اور قادری اپنی محجابیات کولیکر ایک متحدہ گروہ کی شکل میں آگے بڑھنے لگے اور ان کے پیچھے عباپوشوں کا ایک ٹولہ اور ان کے بقول اتباع اہل بیت والے بھی شامل ہوگئے، مسلمانوں سے ہٹ کر الحادی نظام کو ترجیح دینے والی اقلیت کے گروہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے اور اس پھونک سیاسی کے زیر اثر آنے والوں نے اپنے کثرتی غرور کی نمائش کرنے کے لیے شاہراہ دستور اسلام آباد پر دھرنا دیا لیکن اس کا دورانیہ طویل ہونے کے بعد اس پھونک سے غبارہ پھٹ گیا، اسکو نفاثات سیاسی کہتے ہیں ۔اس نفاثات سیاسی کے پھٹنے پر قادری صاحب نے فرمایا یہ اللہ کو منظور نہیں تھا کہ حکومت جائے یا ختم ہوجائے (روزنامہ ایکسپریس ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ)

منظمات احزاب:

یہ منظمات جب کسی بچے میں پھونکتے ہیں تو وہ فرزند حزب بن جاتا ہے فرزند والدین نہیں رہتا۔ملک میں کتنے فرزندوں کو ان منظمات نے اپنے مقاصد شوم کے لیے عقیقہ بنایا ہے، چاہے وہ احزاب دینی ہوں یا الحادی۔

نفاثات مذہبی النَّفّاثاتِ: یعنی مذہبی گرہ میں پھونکنا ہے۔

مذہب جادۂ اسلام سے نکلنے والے فرعی راستے کا نام ہے۔

اسلام دشمن عناصر اسلام میں پھونک مار کر اسلام کو تقسیم نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام نا قابل تقسیم ہے، اس لیے کے اسلام اللہ کا دین ہے اور اللہ نا قابل تقسیم ہے، اس طرح اس کا رسولؐ بھی نا قابل تقسیم ہے۔جبکہ اسلام ''گرہ'' نہیں رکھتا، اس لئے اس میں پھونک نہیں ماری جاسکتی لیکن باہر سے آنے والوں نے جس گرہ میں پھونک ماری ہے وہ گرہ مذہب ہے جو کہ اسلام سے نکلا ہوا ایک راستہ ہے لہٰذا تاریخ بشریت میں اس گرہ میں بہت زیادہ پھونکیں ماری گئی ہیں۔جس طرح غبارے میں زیادہ پھونک ماری جائے تو یہ غبارہ پھٹ جاتا ہے اسی طرح کسی

فرقے میں پھونکنے سے یہ بھی پھٹ جاتا ہےاور اس سے ایک اور فرقہ نکلتا ہے۔اسی طرح یہ فرقے والے انکی پھونکوں سے پھٹ کر تقسیم در تقسیم اور فرقہ در فرقہ ہورہے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ امت اسلامی میں تقسیم امت نمبر ایک، امت نمبر دو ،محمدی نمبر ایک اور محمدی نمبر دو نہیں ہے، یہاں سے ایک فرعی راستہ بنایا جس کا نام مذہب اہل بیت ہے۔اہل بیت کی برگزیدہ ہستیاں جن کی نشو ونما اسلام کے دامن میں ہوئی ہے، ان میں کوئی پھونک نہیں چل سکی۔چنانچہ سقیفہ کے موقع پر جب علی کی غیر موجودگی میں خلافت کا فیصلہ ہوا تو ابوسفیان نے آکر حضرت علی سے کہا کہ یہ قبیلہ بنی تمیم وعدی والے کون ہوتے ہیں جو پیغمبرؐ کی مسند پر بیٹھیں،اس منصب کے لیے سب سے زیادہ آپ سزاوار ہیں تو حضرت علی نے فرمایا ابوسفیان جاہلیت کے نفاثات کو چھوڑو،ہم جانتے ہیں تم مخلص اسلام نہیں ہو،ہم تمہاری پھونک میں نہیں آئیں گے۔اسی طرح امام حسن وحسین اور بعد والے امام زادوں کو پھونک مارنا شروع کیا،فرزند زید بن زین العابدین کو اٹھایا اور امام صادق کے فرزند اسماعیل میں پھونکا،اس کے بعد ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل میں پھونکا اور ابھی تک اس پھونک کے شرارے چل رہے ہیں،سربراہان مملکت اور فقہاء وعلماء کی اولادوں میں پھونکا ہے،سب جانتے اور مانتے بھی ہیں کہ امام حسین کی عزاداری میں کیا کچھ نہیں پھونکا گیا ہے ،ان شراروں سے پناہ علمی ودینی لینے کی ضرورت ہے،بعد میں ان پھونکنے والوں نے خلفاء کی طرف ان کے فضائل میں پھونک ماری ہے جو اہل اسلام کو قابل قبول نہیں تھا بعض نے علی کے نام سے پھونکا اور حضرت علی کو بشریت یعنی اللہ کی بندگی سے نکال کر الوہیت تک پہنچایا۔اسی طرح امام حسین کے قتل کے بعد نام حسین کے ذریعے بھی بہت پھونکا۔جتنی جعلیات وخرافات اور اکاذیب ان دونوں کے نام سے پھونک کر اسلام ومسلمین کو تہہ و بالا کیا شاید ہی کسی اور نام سے ایسا کیا گیا ہو بلکہ بے شرمی و بے حیائی کی حد تک منابر سے الوہیت و رسالت اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں چنانچہ سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو نفاثات مذہبی ہی سے ہوا ہے۔

نفاثات اجتماعی،گرہ اجتماعی:

اسلام نے وحدت امت کی اکائی کو نسل و زبان اور قبائل کی بے رنگی سے نکال کر ایمان باللہ کی وحدت کا رنگ دیا جو کہ نا قابل تقسیم ہے۔اس میں تقسیم ممکن نہیں تھی لیکن فرقہ ملحدہ باطنیہ نے پہلی بار اس امت کو اہل بیت اور غیر اہل بیت میں تقسیم کیا۔اسلام کے دشمنان نے اجتماع کو ایمان باللہ پر اکٹھا رہنے کی بجائے قومیات کو جاگزین

کیا اور کہنے لگے اللہ سب کے لیے ہے، وطن اپنے لیے ہے چنانچہ اسلام دشمنوں نے اسلامی اجتماع کو مختلف قومیات جیسے فارس، عرب اور دوسری قومیات میں تقسیم کیا ہے۔ بلکہ انھیں تقسیم در تقسیم کیا ہے مثلاً پاکستان میں اس سے بھی آگے بڑھ کر دوسرے صوبوں اور پھر ان سے بھی آگے ضلع اور تحصیل وغیرہ بنائی ہیں۔ یہ تقسیم بندی انھی دشمنان کی پیدا کردہ ہے۔ لہٰذا اب تو وہ لیڈر زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے جو مزید تقسیم بندی کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

نفاثات منظمات الحادی:

مسلمان ملکوں یا امت اسلامی کا شیرازہ اس وقت بکھر گیا جب سے مغربی الحاد کے اشارے یا دباؤ سے مغربی مفادات کی خاطر قائم منظمات الحادی و نفاقی نے امت کی وحدت میں نفاثات کی پھونکیں ماری ہیں۔

اقتصادی گرہ:

آپ کے اقتصاد میں بھی پھونک ماری جاتی ہے اور اس سے پھر طبقاتی گروہ بنائے جاتے ہیں، انکی ترویج کی جاتی ہے اور اس طرح اقتصاد کو تہہ و بالا کیا جاتا ہے۔ غرض اس اقتصاد پر پھونک مارنا ہی طبقاتی تقسیم بندی کرنا ہے۔

اتحادی گرہ:

اس میں پھونک مارنے والے کالم نگار ہیں جو غیر حقیقت کو حقیقت بنا کر پیش کرنے والے ہیں جو ذلت کو اس قدر بڑھاتے ہیں کہ لوگوں کو وہ عزت نظر آتی ہے، یہ اخلاقی جرائم میں ملوث افراد کو عزت دار بنا کر پیش کرتے ہیں، مسلمانوں میں سب سے زیادہ خطرناک یہی پھونکیں مارنے والے ہیں۔ چنانچہ ان پھونکیں مارنے والوں سے نجات صرف اور صرف اسلام میں ہے (سورہ آل عمران۔۸۵) اس مصیبت سے نجات کا طریقہ صرف اس آیت کی تلاوت میں نہیں ہے بلکہ دین اسلام کی پناہ میں جانے میں ہے۔

رب فلق، رب الناس اور ملک الناس کی پناہ مانگتا ہوں:

رب فلق، رب الناس اور ملک الناس کی پناہ مانگتا ہوں، شر ما خلق و شر نفاثات فی العقد سے اور ہر قسم کی جہالت گردی، جہالت گوئی سے (بقرہ ۶۷)، پناہ مانگتا ہوں ہر ایسے سوال سے جس کا مجھے علم و آگاہی نہیں (ہود۔

۴۷)، پناہ مانگتا ہوں ہذیان گویان شیاطین سے (مومنون ۹۷)، پناہ مانگتا ہوں تمام شرور آفاقی و انفسی جنی و انسی سے، پناہ مانگتا ہوں شرورات وسواس وخناسوں سے تاکہ تیری طرف آنے کی راہ میں قائم مذاہب اور خود ساختہ حجتوں کی رکاوٹوں کو ہٹا سکوں۔

افترا پردازوں، تہمت زنان سے پناہ مانگتا ہوں اور تفرقہ پروروں سے جو کسی کے گھر میں نیک نیت بن کر داخل ہوتے ہیں لیکن اندر سے بڑے عزائم لے کر باپ بیٹے، بہن بھائیوں اور میاں بیوی کے درمیان تفرقہ ڈالنے آتے ہیں، ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں ذات عالم سر وخفی کی، اس مرد مقلوب القلب، زبان شیریں، چہرہ پر مسکراہٹ اور دل میں کڑواہٹ رکھنے والے سے پناہ مانگتا ہوں، ذات ممسک کائنات (سورہ فاطر آیت ۲) کی ہر مذبذب و مریب و مرتاب سے پناہ مانگتا ہوں، متکبر و مغرور از دولت محصول نامشروعات سے پناہ مانگتا ہوں، اس شخص یا گروہ کے شر سے بچنے کے لیے جو روز آخرت میں ہونے والے حساب پر ایمان نہیں رکھتا ہے اللہ سے پناہ مانگتا ہوں، ذات علیم خفا و شہادہ سے ان کے شر سے بچنے کی پناہ مانگتا ہوں کہ جن کی زبان مسلمانوں کے ساتھ اور دل اہل کفر و نفاق کے ساتھ ہیں (غافر ۲۷) میں پناہ مانگتا ہوں فرقوں کے شرارہ و شرارتوں سے جو اپنے مخالفین کو نشانہ بناتے ہیں، میں پناہ مانگتا ہوں احزاب لادینیوں سے جو آئے دن اس ملک کو کفرستان بنانے پر تلے ہوئے ہیں، پناہ مانگتا ہوں اللہ کی تمام فرقوں بشمول فرقہ شیعہ سے جنہوں نے ایک طویل عرصہ وابستگان اہل بیت اطہار کو الحادی جماعتوں کی دہلیز پر مثل جمل دیت باندھ کر رکھا جن کا تازہ اور آخری باندھنا شاہراہ دستور اسلام آباد میں دیکھا جہاں دینائے کفر و شرک نے چہرہ اتباع اہل بیت کی شکل و صورت کو دیکھا کہ ان کے دین کی کیا شکل ہے، پناہ مانگتا ہوں اللہ سے ان تمام مذہبی فرقوں کی شرارتوں سے بچنے کے لیے کہ جو اپنے اپنے فرقے کی خاطر ملت کو ٹکڑے ٹکڑے اور تتر بتر نہ کرتے تو آج شاہراہ دستور پر عمران خان و قریشی کی قیادت میں رقاصات و عاریات اور ناچ گانے والوں کی طرف سے غیرت اسلامی کو للکارنے کی نوبت نہیں آتی، پناہ مانگتا ہوں اللہ سے خاص کر پاکستان کی ان دینی جماعتوں سے جن سے اسلام کی خاطر پاکستان کے مسلمانوں نے اپنا دل باندھ رکھے تھے لیکن انھوں نے اسلام قرآن و محمدؐ کی جگہ اسلام محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے شعار کو بلند کیا ہے۔

ہم نے اپنے ملک کو رب فلق کے تحفظ و پناہ میں دینے کی بجائے امریکا کی پناہ میں دیا ہے، ہم نے اپنے

مال کو سوئس بینکوں کی پناہ میں دیا ہے، اپنے عزیز بچوں کو مشنری سکولوں کی پناہ میں دیا ہے حالانکہ وہاں سے وہ خود ہی امریکہ اور برطانیہ نواز بن کر نکلیں گے، ہم نے دین و دیانت کو خرافات گروں کی پناہ میں دیا ہے ۔ ابھی کیا باقی رہ گیا ہے جو ہمارے لئے غیر محفوظ ہے، جس کی حفاظت ہمارے لئے مشکل بنی ہے اور جس کا تحفظ ہمارے لئے انتہائی ضروری ہے جو چیز ہمارے پاس مشکل سے بچی وہ خود "اعوذ" ہے لیکن اس کو بھی ہم نے تعویذ گنڈا کرنے والوں کی پناہ میں دے دیا ہے جو کہ اُردو بازار سے کتب تعویذات کی صورت میں میسر ہے ۔ ہمارا سب کچھ پناہ میں ہے لیکن اللہ رب العزت کی پناہ میں نہیں ہے ۔

مستعاذ: ﴿ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴾، ﴿ بِرَبِّ النَّاسِ ،مَلِكِ النَّاسِ ،إِلٰهِ النَّاسِ ﴾

ابتدائیہ:

ہم علم و ادب کے گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور نہ علم و ادب والے علماء اور مولویوں کی شرف شاگردی نصیب ہوئی، جو چیز میرے ذہن میں نا قابل محو اور نقش حجر بنی ہوئی تھی، وہ پہلا سبق اور درس تھا جو مسلمان بچے کو اس کے ان پڑھ ماں باپ دیتے ہیں کہ ہر مخلوق کا ایک خالق ہوتا ہے، ہم ایک مخلوق ہیں اور ہمارا بھی ایک خالق ہے جس کا نام اللہ ہے اُس نے ہمیں عزت و اطمینان و سکون سے جینے کے لئے ایک آئین بھیجا ہے اس آئین کا نام اسلام ہے، اسلام کے علاوہ کوئی دین نہیں ہے فرقے یا تو کُلی طور پر اسلام سے اجنبی ہیں جیسے بہائی، اسماعیلی، مرزائی یا جزئی طور پر یعنی وہ اسلام اور غیر اسلام سے ممزوج بنے ہیں جیسے فرق اسلام بسیط ہیں چونکہ نا قابل تجزیہ ہیں فرقہ مرکب از اسلام و غیر اسلام ہے بسیط غیر مرکب ہے لہٰذا کسی بھی فرقے کو کسی صورت میں دین نہیں کہہ سکتے ہیں ۔

چونکہ نبی کریمؐ کے بعد اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری پوری امت پر عائد ہوتی ہے، اسلام اہل بیت نبی وصحابہ کرام اور امت دونوں کے نزدیک عزیز تھا لہٰذا ہم اہل بیت کی چوکھٹ پر کھڑے تھے' کیونکہ اہل بیت اسلام کے محافظ تھے ہم چونکہ اسلام کو کنارے پر لگا کر کُل دین کو اہل بیت پرستی میں گردانتے والوں اور نماز روزہ کو خیر باد کہہ کر عزاداری کو کل دین بنا کر لہو لہان ہونے والے جوانوں کو پسند نہیں کرتے تھے اس وجہ سے وہ ہم سے نفرت کرتے تھے اہل بیت خلفاء کے ساتھ نیک سلوک رکھتے تھے آخر وہ شخص یا اشخاص کون تھے جنہوں نے سب سے

پہلے ان کو سب و دشنام کا نشانہ بنایا تھا، اس تلاش نے مجھے خطداحیون کی چوکھٹ تک پہنچایا، جو کہ اسلام کے صف اوّل کے مہاجرین ومجاہدین کو لعن وطعن کا نشانہ بناتے ہیں، ان پر لعن وطعن روکنے کی پاداش میں ہم سنی قرار پائے اور ہمیں دوستداران اہل بیت کی صفوں سے خارج کیا گیا مزید برآں تحقیقات نے مجھے خطداحیون کے بارے میں تحقیق پر اٹھایا۔

شروع کرتا ہوں ذات قدیر وعلیم لامتناہی کے نام سے جو کبیر وعزیز ہے!

جو اپنے علاوہ کسی اور کے نام کے لئے موسوم نہیں ہوا، وہ رحمٰن ورحیم بھی ہے، حمد وستائش مخصوص اس ذات کے لئے جو اہل اسلام کو تمام آفات وبلیات اور مصائب ومشکلات میں اپنے حفظ وپناہ میں رکھتا ہے۔درود وسلام ہادی برحق حامل قرآن ورحمت کل مبعوث عالمین پر نیز ان کی آل اطہار واصحاب اخیار پر روز استقرار تک ،حاضر صفحات شمہ از خبائث دار اجیس فرقۂ متحدرہ خطابی وقداحی ،عجلی ونصیری گزشتہ وحاضر کا جنہوں نے دین عزیز اسلام کے اصول وفروع اور رفقہ وثقافت کو تہہ وبالا کر کے کفر والحاد کو جاگزین کیا ہے۔

عنوان کتاب بذات خود عرض ناشر یا تمہید بن سکتا ہے' مزید براں بسط وکشاد کی ضرورت نہیں رہتی ہے تاہم عنوان میں ابہام کی خاطر کچھ وضاحت کرنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس کتاب میں اغوا اور اغوا کرنے والوں اور اغوا ہونے والوں کا بیان ہوگا۔اغوا کا معنی جیسا کہ قاموس مترادفات میں آیا ہے بہلاوا' جھکاوا، ترغیب دینا اور بہکانا ہے۔اغوا کا معنی سمجھنے کے بعد اغوا ہونے والے اشخاص کو سمجھنا آسان ہوگا، وہ انسان جو کسی کے بہکانے اور بہلاوے کا شکار رہو، اس پر کسی ناصح کی نصیحت اور کسی ہادی کی ہدایت اثر نہیں کرتی ہے، جس کسی کے اندر احساس کمتری وکمزوری پائی جاتی ہو، وہ بہکاوے کا شکار ہو جائے گا معنی اغوا، اور اغوا ہونے والے انسانوں کا ذکر کرنے کے بعد اغوا کرنے والے کو سمجھنا بھی یقیناً آسان ہوگا۔

تاریخ بشریت میں سب سے پہلے بہکانے والا ابلیس مردود ہے جس نے انسانوں کے جد امجد کو بہکایا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ آدم صفی اللہ جیسی ہستی کیسے ابلیس کے بہکاوے میں آئی (بقرہ ۱۲۰) کس زاویے یا کس چیز سے ابلیس نے آدم وحوا کو بہکایا تھا، اس چیز کا نام اور اس زاویے کا ذکر اعراف کی آیت ۱۷ میں آیا ہے، وسائل تعیش (طہ ۔۱۲) بہکانے والا بہکانے کے بعد غائب ہو جاتا ہے اور بعد میں ذمہ داری بھی نہیں لیتا ہے، اس وجہ سے

اللہ نے اس کا نام خناس رکھا ہے قرآن کے آخری سورہ میں نبی کریمؐ اور امت کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ خناس سے بچنے کیلئے خود کو اللہ کی پناہ میں رکھیں۔

لہٰذا کمزور ونا تواں اور اپنے اندر کسی بھی قسم کی کمزوری کو محسوس کرنے والوں کو کسی نام نہاد خیر خواہ کے ذریعے بہکایا جائیگا، چنانچہ اسلام آنے سے پہلے جاہلیت کے دور میں کمزور ونا تواں بے قبیلہ و بے عشیرہ افراد کسی بڑے قبیلے کی پناہ میں جاتے تھے، ان کی خدمات کے معاوضے میں انہیں تحفظ دیا جاتا تھا اُن کو مولائے فلاں بنی ہاشم وعدی کہتے تھے، یہ لوگ آزاد تھے لیکن انہیں کسی کمزوری کی وجہ سے ایک پناہ گاہ کی ضرورت تھی تاکہ اشرار سے محفوظ رہیں۔ انسان کو حالت غفلت وغنودگی میں اغوا کرتے ہیں، وہ دوست ومہربان بن کر آتے ہیں، آپ سوچ نہیں سکتے کہ کس دن وہ شرور پھونکیں گے۔ انسان دو طرف سے نرغے میں رہتا ہے وہ شرور متوقع سے تحفظ کا بندوبست کرسکتا ہے لیکن شرور غیر متوقع سے ایسا اہتمام کرنا ناممکن ہے۔

چنانچہ تاریخ بشریت میں پوری بشریت کو نجات دلانے کے لئے آنے والے ہادی برحق حضرت محمدؐ پر ہر طرف سے شرور کے بادل منڈلا رہے تھے چنانچہ یہود مدینہ و نصاریٰ روم وشام اور مجوس فارس اور مشرکین عرب سب کی توجہ حضرت محمدؐ کی طرف تھی جبکہ حضرت محمدؐ کو ایسے جان نثاروں فدا کاروں اور جان ومال اور ناموس کو اللہ کی راہ میں دینے والوں کا گروہ ملا کہ ان کے ذریعے فتح وفتوح نصیب ہوئی، وہاں متوقع خطرات سے مقابلہ ومقاومت کرنے میں تسلی بخش صورت حال بنی تھی اور اللہ کے فضل سے انہیں یہ صلاحیت میسر آئی تھی لیکن غیر متوقع محاذ سے محتاط رہنے کا حکم دیا گیا تھا لہٰذا اللہ نے چند ین آیات قرآن میں ان سازشوں سے نبی کریمؐ کو آگاہ کیا تھا چنانچہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کو آمادہ کرکے خود کو اللہ کی پناہ میں دے۔ اللہ نے ایک ہی مضمون کے دو سورے نازل کرکے ایک سورہ میں شرورات متوقع مادی سے بچنے کے لئے اور دوسرے میں غیر مادی وغیر متوقع شرورات سے بچنے کے لئے رب فلق کی پناہ لے کر شر ماخلق اور شرسازی وشربازی کرنے والوں، وسوسہ پھیلانے والوں، بہکانے والوں اور تشویش پیدا کرنے والوں سے بچنے کا طریقہ بتایا ہے اور اس کے لیے لئے رب الناس کی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، تمام انسانوں کے مالک کی پناہ میں جانے کا حکم دیا ہے، اس کی وضاحت کے بعد سمجھنا ہوگا کہ بحیثیت امت اسلامیہ واحدہ خیر امت کی طرف شرور کا طبل بجا کر آنے والے یہود ونصاریٰ ہیں لیکن غیر

شعوری طور پر سرنگوں کے راستے سے حملہ کرنے والے ملک میں قائم دو ناسور ہیں جن میں ایک ناسور فرق اور دوسرا ناسور احزاب ہے جو ملک کو ہر آئے دن مفلوج کر رہے ہیں، تاریخ اسلامی میں مسلمانوں میں جنم لینے والے فرقوں اور دائیں بائیں بازو کے احزاب کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ یہی یکے بعد دیگرے مصداق شر ما خلق و نفاثات فی العقد ہیں۔

قرآن کریم کے چار سوروں کا آغاز کلمہ قل سے کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ امت کے لیے ان سوروں کے معانی و مفاہیم پر عمل انتہائی ناگزیر ہے، گویا یہ سورے اساس دین اسلام ہیں، اساس اوّل ذات باری تعالیٰ کو ہر قسم کی شرکیات سے پاک و منزہ سمجھنا تو جہات کا مرکز ہمیشہ اس کی طرف ہو، اللہ الصمد کا معنی ہی یہی ہے 'وسیلہ کے نام سے ۳۶۵ سے زائد بت یا کارخانہ بت سازی نہ بنائیں، مشرکین جاہلیت کی طرح ازلام واستقسام کو استخارہ اور فال کہہ کر نہ دہرائیں، تعویذات واستخارات کے ذریعے امت کی توجہ دین اسلام سے ہٹا کرادھر ادھر منقسم نہ کریں، اس ذات کی حدود میں کسی کی شرکت پذیری نہیں، دوسرا اساس اس کی عبودیت و بندگی ہے، اس کے سامنے تسلیم ہونے والوں اور غیروں کے درمیان کسی قسم کا اشتراکِ عمل اور نقطہ اتحاد و یکجہتی ولو مصالحتی ہی کیوں نہ ہو، قابل قبول نہیں، اللہ پرست اور منکر اللہ اور ملحد و مشرک کا آپس میں کسی قسم کا اتحاد و یکجہتی نہیں ہے۔

تمام شرورات جو ناگہانی حالات اور تاریکیوں میں اس کی مخلوقات اور خصوصاً انسان کو خوف زدہ کرتے اور اس پر حملہ کرتے ہیں اور حلقات اور گرہوں میں پھونک کر ہوا بھرتے ہیں یہ سب آثار وافعال مخلوقات ہیں، تم بھی مخلوق ہو، وہ بھی مخلوق ہیں، وہ کچھ کر نہیں سکتے ہیں ان کنتم مومنین اور اگر تم اللہ کی پناہ میں آجاؤ، ان میں شرورات طبیعی و اجتماعی اور شرارہ علمی و فکری سب شامل ہیں، ان سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ میں جانے کا مطلب یہ نہیں کہ جہاں کہیں کوئی شر و راور خطرہ دیکھیں تو کوئی سورہ پڑھیں یا بازو پر باندھیں اور باقی عام حالات میں اپنے کفریات اور شرکیات میں مستغرق رہیں۔

چوتھے شرورات فکر نفسیاتی ہے یعنی یہ افکار و نظریات و عقائد فاسدہ پھیلاتے ہیں جیسا کہ آج کل یہ کام ذرائع ابلاغ برقی بہت بڑے پیمانے پر کر رہے ہیں اجتماعات انسانی میں خاص کر عصر حاضر میں انسانوں کی اعتقادی و نظریاتی اور اخلاقی جاسوسی سے محفوظ رہنا کسی بھی انسان کے لئے ناممکن جیسا ہے لہٰذا ناممکن ہے کہ کوئی

انسان کسی دوسرے انسان کے عزائم ومنویات سے آگاہ نہ ہو۔

قرآن کریم کے آخری دوسوروں میں اللہ نے اپنے نبیؐ اور آپؐ کے توسط سے امت کو بتایا ہے کہ تمام شرور مادی، ظاہری ومخفی وواقعی اور مصنوعی ونفاقی اور اسی طرح شرورات غیر مادی ونفسیاتی واخلاقی واعتقادی اور فکری وہیجانی کے بارے میں خوف زدگی وپریشانی کا عالم ہو تو تم تن تنہا اپنا دفاع نہیں کر سکتے ہو، لہٰذا اللہ سے پناہ مانگو اور اس سے استعانت طلب کرو۔ یہ صورت حال وہاں پیش آتی ہے جہاں انسان کو خطرات گھیر لیتے ہیں لیکن اس کو پتہ نہیں چلتا ہے کہ وہ لشکر ابرہہ کے گھیراؤ میں ہے لہٰذا انسان مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہمہ وقت خود کو اللہ کی پناہ میں دے۔

خطابیون کی گرہ:

خطابیون نے اساس اسلام ایمان باللہ وحدہ لاشریک ذات یکتا و بے ہمتا تغیر وتبدیل ناپذیر ذات کو ایک متشکل باشکال مختلف میں نزول وصعود کرنے والا پیش کیا کہ جس ہستی کی پناہ میں تم کو جانا ہے وہ خود نزول کرے گی چنانچہ ان کے پھیلائے گئے عقیدے کے مطابق وہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے الوہیت سے نزول کر کے جسد انسانی میں حلول کرتا ہے، جب وہ کسی انسان میں حلول کرے تو اس کو امام کہتے ہیں اور جب وہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کو مہدی کہتے ہیں، وہ دوبارہ آئیں گے اس کا مطلب یہ نہیں لینا ہے کہ اسی صورت میں واپس آئیں گے بلکہ ان کے عقیدے کے مطابق وہ مختلف شکل وصورت میں واپس آئیں گے، ہو سکتا ہے کہ وہ مغیرہ عجلی ابی الخطاب، شبلی، حلاج، ابن عربی، رفاعہ، شہباز قلندر، بھٹ شاہ کی صورت میں ظہور کریں، چنانچہ انہوں نے بہت سوں کی موت کے بعد ان کے دوبارہ آنے کا اعلان کیا لیکن کسی بھی امام کے لئے نہیں کہا ہے کہ یہ وہی ہے جو غیبت میں گیا تھا بلکہ یہ کہا کہ روح علی نے محمد بن حنفیہ میں اور بعد میں ابوالہاشم اور اس کے بعد عبد اللہ بن معاویہ میں حلول کیا ہے ان کا یہ تیسرا اقدام انہدام شریعت ہے یعنی بیعت امام کے بعد تمام تکالیف شرعیہ اوامر ونواہی ساقط ہو جاتی ہیں آئندہ آنے والا قائم آل محمدؐ ہوگا اور وہ شریعت جدید لے کر آئے گا اور شریعت محمدؐ کا خاتمہ کرے گا۔

اس تحریر کا مقصد:

حاضر صفحات اس لیے لکھے ہیں کہ تیس چالیس سال سے پے درپے الحاد اور عالمی کفر وشرک کا بلاد اسلامی

کی طرف ہجوم و غارات اموال، نفس و عزت ایمان کی اغوا گری، آبادیوں کی ویرانی اور قبرستانوں کی آبادی کے دوران دیکھا کہ امت مسلمہ صف واحد یا بنیان مرصوص بن کر کفر جہانی سے نبرد آزما و دوبدو ہونے کی بجائے خود ان کی اتحادی بنی ہے آپس میں سبّاب و دشنام اور عداوت و دشمنی کے خنجر پیچھے سے مارنے کی وجہ سے فضاء اخوت اسلامی ختم ہوگئی اس وجہ سے امت اسلامی قوت قیام کھو کر زمین بوس ہوگئی اس کے اسباب و علل کی تلاش میں حس خفیف و لمس باریک فرقوں اور احزاب ناسور پر پڑی تو فرقوں میں بھی زیادہ خطرناک خطابیوں کو پایا، زیادہ غور و خوض کرنے سے محسوس ہوا کہ دجال کے جیالے ان کے ابرہہ میں شامل ہیں، دائیں طرف خرافات در خرافات کے ٹیلے ہیں اور بائیں طرف علماء و دانشوران کی صدائے مرحبا اور لبیک یا حسین کے بلند نعرے اور پیچھے اولاد عیاش و نواش ہے، نیچے قبور کے دہانے منہ کھولے ہوئے ہیں اور اوپر عذاب کے سیاہ بادل دکھائی دیتے ہیں۔

تحلیل و تجزیہ خطداحیون:

خطداحیون قانون اشتقاق کبار صرفیوں کے تحت دو ناموں خطابیون اور قداحیون سے مرکب نام ہے جسے علماء صرف اشتقاق کبار یا نحت کہتے ہیں یہاں ہم نے خطابیوں سے خط لیا ہے اور قداحیون سے داحیون لیا ہے اس طرح یہ خطداحیون بن گیا ہے۔

کتاب مقالات والفرق تالیف سعد بن عبداللہ اشعری متوفی مابین ۲۹۹۔۳۰۱ھ اور کتاب فرق الشیعہ تالیف حسن بن موسیٰ کنیت ابو محمد النوبختی متوفی ۳۰۱ھ ناشر محمد کاظم الکتبی مطبعۃ النجف ص ۸۰ لکھتے ہیں۔ الخطابیہ اصحاب ابی الخطاب محمد بن ابی زینب الاسدی مقلاص الاجدع کو کہتے ہیں اُسے ابی اسماعیل بھی کہتے تھے جسے تمام فرق شناس سنی شیعہ نے ملحد و ملعون کہا ہے۔ خطابیون اپنے نسب اور کردار میں مشکوک ہونے کی وجہ سے لوگوں میں دعوت نہیں دے سکتے تھے چنانچہ وہ اس دور کو دور تستر کہتے ہیں ۲۶۰ھ کے بعد کوفہ میں حمدان بن اشعث جن کو حمدان قرمطی بھی کہتے ہیں، اُس نے محمد بن اسماعیل کی طرف دعوت دینا شروع کیا۔ عبداللہ بن میمون اور ان کے بیٹے حسین کوفہ آئے، پھر وہ لوگ شام سلمیہ گئے، وہاں سے انھوں نے اپنی طرف دعوت دینا شروع کی، ابتدائی دور میں جب ابی الخطاب اسدی نے امامت کی بنیا د رکھی تو اس کے منہ سے کفریات و شرکیات برملاء ہونے کے بعد ان کے حامی خود کو خطابی و قداحی کہنے سے شرماتے تھے۔ ۲۹۰ھ کے بعد انہوں نے اپنے منتشر و متفرق افراد کو مشترکہ

دشمن کے خلاف جمع کیا تو خطابی وقداحی کی بجائے اسماعیلی کے نام سے جمع کیا، پھر ان کا قرامطہ کے درمیان امام کے مسئلے پر جھگڑا ہو گیا جس کے بعد انہوں نے اپنا نام عبید اللہ مہدی رکھا اس وقت لوگ جو امام مہدی، امام مہدی کرتے ہیں، اس امام مہدی سے مراد یہی عبید اللہ مہدی ہے جو کہ اسماعیلیوں کا امام تھا اور یہ قیروان مہدیہ میں ۳۲۲ھ میں فوت بھی ہو چکا ہے۔ پھر جب ان کی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے اپنا نام فاطمیہ رکھا۔ جس طرح بہت سے سُنّی متضاد فرقے خود کو سنی کہتے ہیں اور شیعہ متضاد فرقے خود کو شیعہ کہہ کر جمع کرتے ہیں اسی طرح اسماعیلی متفرق فرقے بھی خود کو اسماعیلی کہتے ہیں۔ اسی طرح اسماعیلوں کے اغوا کے بعد تکرار اسماعیل سے بچنے کیلئے ہم نے خطداحیون کو اسماعیلیوں کا اغوا کرنے والا کہا ہے۔

محمد بن زینب اسدی اجدع:

کتاب ''امام صادق اور مذاہب اربعہ'' ج ۴، ص ۱۴۳ کے مطابق غالیوں کی مشہور شخصیات میں سے ایک ''مقلاص اسدی'' کوفی ہے یہ فارس نژاد تھا اور اپنے نام کی بجائے کنیت ابی الخطاب سے مشہور تھا، شہرستانی نے اس کا نام محمد اور اس کے والد کا نام ''زینب اسدی اجدع'' بتایا ہے جبکہ بعض نے اس کا نام ''بنابی ثور'' بتایا ہے، یہ شخص کوفے میں سیاسی شخصیات کے ساتھ سرگرم رہتا اور بنی عباس کی طرف دعوت دینے والوں میں پیش پیش رہتا، اس نے انہی مواقع اور حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی مجوسی فکر کو پھیلانے کی مہم بھی جاری رکھی ہوئی تھی بعد ازاں اس کے ماننے والے خطابیہ کے نام سے معروف ہوئے۔ اس نے اپنے لئے ایک حلقہ احباب بنایا اور انھیں لوگوں کو جمع کر کے دعوت دینے کے طور طریقے سکھائے۔ یہ لوگ اپنی فکر پھیلانے کیلئے انتہائی مخفی اور پوشیدہ طریقے سے سرگرم رہتے اور بنی عباس کے اقتدار کو مستحکم کرنے کیلئے کام کرتے، اس گروہ کے بارے میں علمائے شیعہ کا اتفاق ہے کہ یہ لعن وتکفیر کے مستحق ہیں لہٰذا اس گروہ سے برائت کا اظہار ضروری ہے جیسا کہ علمائے رجال نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ابن ابی ثور ایک ملعون، مردود اور رغالی تھا۔

کتاب ''تصوف تشیع'' کے ص ۲۴۲ پر آیا ہے کہ یہ شخص اہل بیت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا جبکہ اس کا اہل بیت سے کوئی رشتہ نہیں تھا، جب امام صادق کو اس کی حرکتوں کی خبر ملی تو آپ نے اسی لمحے لوگوں کو اس کے خطرات سے آگاہ کیا اور ساتھ ہی لوگوں کو کلمۂ اسلام پر متحد اور مسلمانوں کے ساتھ صف اوّل میں رہنے کی تلقین کی

تا کہ ممکنہ خطرے کا مقابلہ کیا جا سکے، امام نے اس سے برأت کا اعلان کیا اور اس کے بارے میں فرمایا یہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ یہ میرے بارے میں کہتا ہے میں (امام) علم غیب جانتا ہوں حالانکہ میں علم غیب نہیں جانتا، اس کا کہنا ہے کہ وہ خود ہمارے علم کا صندوق ہے اور ہمارے اسرار کی جگہ ہے، یہ سب اس نے ہم پر جھوٹ گھڑا ہے۔

تاریخ تشیع میں ابداع و ابتکار، عقائد و افکار فاسدہ و الحادی اسی نے پیدا کیئے ہیں اور اس سلسلے میں بعد میں پیدا ہونے والے اُسی کے وارث ہیں ان میں سرفہرست نصیری ہیں؛ جو اس وقت مذہب اہل بیت کے نام سے عقائد و افکار و نظریات و ثقافت یہودیت اور خاص کر صلیبیت کو فروغ دے رہے ہیں۔

فرقہ شناس شیعہ امثال نوبختی و سعد اشعری اور بہت سے علمائے مذہب نے اس کو اور اس کی اتباع کرنے والوں کو مردود و ملعون قرار دیا ہے اور اس سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔

اسماعیلون:

ابی الخطاب سب سے پہلا مؤسس و بانی عقیدۂ اسماعیلی ہے۔ میمون قداح اور اس کا بیٹا بھی اس فکر کے داعی تھے۔ اس کے بعد ان کے ایک اور ساتھی ابی شاکر میمون ہیں، وہ لوگوں کو یہ دعوت دیتا تھا کہ تمام عبادات کا ایک باطنی چہرہ ہوتا ہے، اللہ نے بندوں پر صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم اور حج واجب نہیں کیئے ہیں نہ کسی چیز سے منع کیا ہے۔ بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ حقیقت و اقعیت میں یہ عبادتیں عامۃ الناس کے لیے عذاب ہیں، یہ ان کی تقصیرات کی وجہ سے ان پر عذاب ہے یہ عبادات اہل خاصہ یعنی اولیاء اللہ کے لیے نہیں ہیں، ان پر ساقط ہیں، جب دشمنان اسلام طاقت و قدرت سے لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکتے تو انھوں نے جعل حدیث سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔

اسماعیل بن امام جعفر صادق:

اسماعیل بن امام جعفر صادق کو ابی الخطاب نے گمراہ کیا ہے اور اسکو دھوکہ دیکر اغوا کر کے اپنے جال میں پھنسایا ہے، یہاں سے اسماعیل کا رشتہ ابی الخطاب سے گہرا ہوا تھا اسماعیل اس کے سائے میں اس ہی کے طور طریقوں پر عمل کرتے تھے، اسی وجہ سے امام صادق نے خطاب و خطابین اور اسماعیل سب سے برأت کا اعلان کیا ہے۔ کتاب کشی میں حماد ابن عثمان سے نقل ہے کہ امام جعفر صادق نے مفضل ابن عمر جعفی سے فرمایا، اے

کافرومشرک تونے میرے بیٹے کو کیوں گمراہ کیا، مفضل بن عمر امام جعفر صادق کے حوالے سے حدیث جعل کرتا تھا اور جب لوگ امام جعفر سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتے تھے تو امام اسے رد فرماتے تھے تو ابی الخطاب کہتا تھا کہ امام صادق نے تقیہ کیا ہے۔ مفضل ابن عمر نے کہا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہے کہ معرفت امام کے بعد نماز وروزہ معاف ہے۔ زمین پر اللہ امام ہے مفضل نے کہا ہے ابی الخطاب کے ساتھ ستر انبیاء قتل ہوئے ہیں ان میں ہمارے نبی ؐ بھی تھے۔ ایسی باتوں کے ذریعے ابی الخطاب نے اسماعیل کو گمراہ کیا تھا، اسماعیل شراب پیتا تھا، وہ کسی قسم کے معاصی وگناہ کے ارتکاب میں کراہت محسوس نہیں کرتا تھا۔

اسماعیلیہ: [کتاب مقالات والفرق سعد اشعری ص ۱۴ پر آیا ہے]

محققین و مؤرخین کی تحقیقات وترجیحات کے مطابق امامت اسماعیلی کی بنیاد رکھنے والا ابی الخطاب اسدی اجدع ہے، اس نے محمد اسماعیل کے فرزند کو اغوا کیا تاکہ وہ اپنے باپ کے بعد لوگوں کو اپنی امامت کی طرف دعوت دیں، اس لئے انہوں نے مدینہ چھوڑ کر خوزستان کی طرف ہجرت کی لیکن ان کا نام مشہور نہیں ہوا۔ فرقہ اسماعیلیہ تیسری صدی کے آخر میں حرکت قرامطہ در بحرین سے شروع ہوا۔ کتاب اسماعیلیہ تالیف احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۷۸ اپر انساب جمہرۃ العرب تالیف علی ابن حزم ظاہری سے نقل کرتے ہیں کہ اسماعیل بن جعفر کے دو بیٹے علی اور محمد تھے۔ محمد کی امامت کے قائلین قرامطہ اور غالی ہیں۔ محمد کی والدہ اُم ولد تھیں۔ احمد ابن عنبہ حسینی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب میں محمد ابن اسماعیل کے نسب کے بارے میں دو اشخاص کا ذکر کرتے ہیں، ایک اسماعیل ثانی اور دوسرا جعفر شاعر۔

اکثر انساب عرب شیعہ وسنی اور بعض مستشرقین کا کہنا ہے کہ محمد بن اسماعیل کی کوئی نسل نہیں ہے، جو نسبت عبید اللہ مہدی کو علی سے دی گئی ہے وہ جھوٹ ہے، جن کو نسبت دی ہے وہ عبداللہ بن میمون قداحی کا بیٹا ہے۔ ابو عبداللہ محمد بن علی بن خوارزمی کوفی متوفی ۳۸۶ھ نے اپنی کتاب میں اس نسبت کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسماعیلیوں کا سلسلہ نسب اہل بیت سے نہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ میمون قداح اہواز کے اطراف میں محلہ قوزح میں رہتا تھا۔ عبداللہ کا باپ میمون ایک فرقے کا بانی ہے جو کہ ابی الخطاب محمد ابن ابی زینب اسعدی کے تابعداروں میں سے تھا، اُس نے حضرت علی کی الوہیت کا اعلان کیا تھا۔ میمون اور اُس کا بیٹا عبداللہ ستارہ پرست تھے۔ عبداللہ نے

ایک مدت اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ وہ سحر و جادو اور شعبدہ بازی کا مظاہرہ کرتا تھا، وہ کہتا تھا میں طی الارض کر سکتا ہوں یعنی مختصر مدت میں زمین میں جہاں چاہوں جا سکتا ہوں۔ وہ آئندہ کی خبریں بھی بتاتا تھا۔ اس کیلئے وہ بہت سے لوگوں کی معاونت حاصل کرتا تھا۔ اُس کے ساتھ بہت سے پرندے بھی ہوتے تھے۔ اُس نے اپنے شہر سے بصرہ ہجرت کی اور وہاں ایک قبیلہ جو کہ خود کو اولادِ عقیل کہتے تھے اُن کے پاس گیا تو لوگوں نے اُس کی الحادی فکر کو دیکھ کر اس کے گھر کو گرایا تو وہ شام کے شہر سلمیہ گیا، وہاں ایک باغ خریدا اور وہاں سے اپنی نبوت کی طرف دعوت کیلئے آدمی بھیجا۔ ہمدان بن اشعث ملقب قرمطہ نے اُس کی دعوت کو قبول کیا، یہ لوگوں کو نقل و حمل کیلئے اُونٹ گھوڑے وغیرہ کرائے پر دیتا تھا۔ یہ فریب کار و مکار تھا، اس نے دعوت دینے کیلئے بعض اہل قلم خریدے تھے جو کہ لکھ کر اُس کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ ۲۶۱ھ کو عبداللہ مر گیا تو اُس کی جگہ اُس کا بیٹا احمد جانشین بنا۔ اُس کے بعد اس نے سعید ابن حسن ابن عبداللہ بن میمون کی طرف دعوت دی، یہ حسن عبداللہ میمون کی حیات میں مرا تھا۔ سعید کی دعوت منتشر ہوئی، وہ پہلے اپنے آپ کو اولادِ عقیل کہتا تھا اُس کے ماننے والے خراسان میں پھیل گئے، وہاں سے سعید مصر گیا اور یہ دعویٰ کیا کہ ہم فاطمی ہیں۔

خطداحیون میں ثالثون کے عقائد:

خطداحیون کے بانیوں میں سے ایک میمون قداح یہودی ہے چنانچہ کتاب زیدیہ و اہل سنت میں عقائد اسماعیلیہ تالیف کمال الدین مرجونی ص ۱۵۲ پر آیا ہے کہ میمون یہودی تھا، وہ شریعت اسلام کو بنیاد سے منہدم کرنے کی خاطر اسلام لایا تھا چنانچہ محمد بن ابی قبائل الحمادی متوفی ۴۷۰ھ نے لکھا ہے کہ میمون قداح ملعون یہودی تھا وہ اولادِ شلعلع سے تھا، وہ شام کے شہر سلمیہ میں سکونت رکھتا تھا اور دیگر یہودیوں کی طرح پیغمبرؐ اسلام اور مسلمین کے لئے عداوت و بغض رکھتا تھا چنانچہ محمد بن حسن اسلمی متوفی ۷۱۱ھ نے کہا ہے کہ اُس کے بیٹے عبداللہ بن میمون مجوس نے بھی اسلام کو منہدم کرنے کے لئے ہر مذہب میں داخل ہو کر اس مذہب سے وہاں کی باطل شق کو لیا چنانچہ اس نے یہودیوں سے ہر چیز کی تاویل کرنے کو لیا ہے، مسیحیوں سے اقنوم ثلاثہ کو لیا پھر اس کو حضرت علی سے نسبت دی ہے مجوسیوں سے نور کو لیا ہے جن کے عقیدے کے مطابق کائنات کی برگشت دو چیزوں نور و ظلمت کی طرف ہوتی ہے۔

خطاب وقداح یہودی و مجوسی نے اسلام سے انتقام لینے کیلئے پہلے مرحلے میں امت اسلامیہ میں اتباع اہل بیت نبی اور غیر اہل بیت میں خلیج قائم کی، دوسرے مرحلے میں آئین اسلام میں ایک ایسے آئین کا اختراع و اختلاق کیا جس کی کسی بھی حوالے اور کسی بھی منطق یا لغت سے تفسیر و توضیح کرنا ممکن نہیں تھا اور جس طرح یہودیوں نے مسیحیوں کے لئے اقنوم کا اختلاق کیا تھا جس کی وضاحت صرف ارباب کلیسا اپنی مرضی سے کریں گے، اسی طرح خطابیون نے آئین اسلام کا نام لے کر امام کے نام سے ایسے ایسے افراد کو بنایا جیسے حاکم با امر اللہ بزرگ جو کہ ختم شریعت کا قائل تھا یا طفل نابالغ اور کسی کی گود میں پرورش پانے والے کو بنایا یا اس کو جو عالم خوف و ہراس میں کسی قسم کی ذمہ داری سنبھالنے سے معذور رہو یا ماں کے شکم میں جنین ہو یا جس کا کوئی وجود ہی نہ ہو، نہ اس کو دیکھ سکتے ہوں نہ کسی محکم و متقن اور قابل قبول دلائل عقلاء سے ثابت کر سکتے ہوں انہوں نے لوگوں کو ایسے بن دیکھے امام کے لامتناہی سلسلے سے جوڑ کر رکھا کہ اب تک وہ اسی کے انتظار میں ہیں۔

دور ابی الخطاب وقداحی:

تاریخ امام جعفر صادق میں آیا ہے کہ آپ کے بڑے فرزند اسماعیل کو خطاب اسدی منافق یہودی نے طمع عیش و نوش کے ذریعے اپنی طرف مائل کیا اور رفتہ رفتہ اپنے کاروبار میں شریک قرار دیا تاکہ وہ امام جعفر صادق کے بعد ان کی امامت کا اعلان کر کے اپنے عزائم و منویات کو ان کے ذریعہ عملی جامہ پہنائیں لیکن وہ امام صادق کی زندگی ہی میں وفات پا گئے لہٰذا وہ اپنے مقصود تک نہیں پہنچے پھر اس نے یہ کام عبداللہ دیصانی مجوسی کے حوالے کیا تو انہوں نے اسماعیل کے فرزند کو اپنی تحویل میں لے کر فارس میں کسی جگہ چھپایا، آخر میں وہ بلا عقب دنیا سے گزرے لیکن استاد ابلیس نے اپنے فرزند احمد کو ان سے منسوب کر کے ان سے پھیلنے والی اولاد کو مہدی بنا کر ایک طویل عرصہ مغرب اور مصر میں حکومت قائم کی یہ صورت حال تنہا خطاب اسدی میمون دیصانی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک مسلسل مشق کی صورت میں جاری رہی ہے۔

اسماعیل امام جعفر صادق کے سب سے بڑے فرزند تھے نیز وہ سب سے زیادہ شکل وصورت، قد و قامت اور فراست و ذہانت کے حامل تھے اور سرگرم انسان تھے ابی الخطاب اسدی جو کہ خود کو امام محمد باقر اور آپ کے بعد امام صادق کے شیعہ مخلص کے طور پر متعارف کرواتا تھا، اس نے اسماعیل کو متاثر کیا اور اپنی طرف راغب کیا

اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ ابھی سے اپنے امام بننے کی تیاری کریں چنانچہ وہ خفیہ طور پر امامت کے نام سے قیام کے لئے بنیاد ڈالنے والوں میں شمار ہوتا ہے لیکن اسماعیل نے امام صادق کی حیات میں وفات پائی ۔ان کے بعد ان کے فرزند محمد بن اسماعیل کی سرپرستی ابی الخطاب نے کی ۔اس کے بعد میمون قداح دیصانی مجوسی نے کی ۔میمون قداح مجوسی نے محمد بن اسماعیل کی امامت کے لئے دعوت شروع کی جہاں اُس نے اس کے لئے دو اہداف رکھے ،ایک یہ کہ ریاست وحکومت اسلامی کے خلاف فارس میں شیعہ حکومت قائم کریں تا کہ حکومت اسلامی ہمیشہ ان کے نرغے میں رہے چنانچہ قیام ہاشمین یا علوین اس تسلسل کا حصہ ہے تفصیل ادوار تاریخ دورضالہ میں دیکھیں، دوسرا ہدف یہ ہے کہ وہ فلسفہ ارسطو و افلاطون کے ذریعے دین اسلام کے اصول کو منہدم کرنا چاہتے تھے چنانچہ میمون قداح کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے عبداللہ نے اس ذمہ داری کو اپنے کاندھے پر اٹھایا، اس طرح یہ حرکت ضدِ اسلامی کیلئے سرگرم رہی ۔

امام صادق کی وفات کے بعد آپ کے معتقدین چند گروہوں میں بٹ گئے تھے ۔کتاب مقالات والفرق تالیف سعد اشعری ص ۷۹ پر لکھتے ہیں ۱۴۸ھ میں امام صادق کی وفات کے بعد آپ کے ماننے والے چھ گروہوں میں بٹ گئے ۔

۱۔امام جعفر صادق زندہ ہیں انہوں نے وفات نہیں پائی ہے، نہ پائیں گے، امام صادق ہی مہدی موعود ہیں ۔

۲۔امام صادق کی وفات کے بعد امام آپ کے فرزند اسماعیل بن جعفر صادق ہیں، یہ گروہ موت اسماعیل کا منکر ہے، ان کی تجہیز وتکفین امام صادق نے کی تھی لیکن اس گروہ کے نزدیک یہ ظاہر نمائی تھی کیونکہ امام صادق نے ان کی جان کو خطرے میں دیکھ کر ایسا کیا ہے لہٰذا اس گروہ کا کہنا ہے کہ اسماعیل زندہ ہیں، اسماعیل ہی زمین کو عدل وانصاف سے پر کریں گے ۔

۳۔اسماعیل کی وفات کے بعد امامت ان کے بیٹے محمد بن اسماعیل میں منتقل ہوئی ۔

۴۔امام جعفر صادق کی وفات کے بعد امامت ابی الخطاب اسدی میں منتقل ہوئی ،ابی الخطاب کے ماننے والے مسجد کوفہ میں عبادو زہاد بن کر بیٹھے تھے اور تمام محرمات سے پابندی ہٹا کر اباحیہ مطلقہ کا اعلان کئے ہوئے تھے اور خطاب اسدی کی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے رہے تھے ۔یہ خبر پھیلتے پھیلتے عیسیٰ بن موسیٰ

بن علی بن عبداللہ بن عباس جو کہ منصور دوانیقی کی طرف سے مدینہ میں والی تھا اُس تک پہنچی، اُس نے ایک لشکر کوفہ میں بھیجا، ان کے ساتھ جنگ لڑی یہ ستر افراد تھے، ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا بصرف لاٹھیاں تھیں، ابی الخطاب نے ان سے کہا، انہی لاٹھیوں سے لڑو، یہی تلوار کا کام کریں گی، یہ سب مر جائیں گے، ختم ہو جائیں گے، تم سب سالم میرے پاس آؤ گے لیکن جب ان لوگوں نے دیکھا کہ لوگ قتل ہو رہے ہیں تو ابی الخطاب نے کہا کیا کروں، اللہ کو تمہارے بارے میں بدا ہو گیا ہے اللہ جانتا ہے تم لوگ مرو گے چنانچہ وہ سب مر گئے، آخر میں ابی الخطاب کو گرفتار کر کے عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس لے گئے عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے قتل کیا اور اس کے جسد کو درخت سے لٹکایا، تو ابی الخطاب کے پیرو کاروں نے کہا ابی الخطاب مرے نہیں ہیں، وہ نبی تھے ان کو جعفر بن محمد نے مبعوث کیا تھا یہاں تک کہ لوگ ابی الخطاب کی ربوبیت والوہیت کے قائل ہوئے اور کہا روح آدم نوح سے منتقل ہو کر محمد میں اور ان کے بعد ابی الخطاب میں داخل ہوئی ہے، پھر ان سے ایک فرقہ مبارکیہ قرامطہ نکلا جو کہ محمد بن اسماعیل کی امامت کے قائل تھے ان کی نظر میں محمد بن اسماعیل قائم آل محمد ہے قائم آل محمد سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ صاحب شریعت ہے یعنی دین محمدؐ کا خاتمہ ہو گیا ہے اور اب دین محمد بن اسماعیل دنیا پر چھائے گا، جب محمد بن اسماعیل ظہور کرے گا تو وہ قرآن جدید لائے گا، دیکھا یہ فرقہ ضدِ اسلام اور ضدِ محمدؐ ہے۔

ابی الخطاب دین اسلام کے خلاف جنگ میں جانشین مغیرہ بن سعید عجلی بنا۔ مغیرہ بن سعید عجلی کی ڈوری ابی الخطاب اسدی مقلاص کے ہاتھ لگ گئی مرتے وقت اُس نے یہ ذمہ داری میمون دیصانی قداح کے سپرد کی یہاں سے یہ حرکت ایک منظم و مربوط شکل میں آگے بڑھی اور یہ نظریہ قائم کیا کہ بنی ہاشم یا فاطمی و علوی سے تعلق رکھنے والی شخصیت کے گرد جمع ہو جائیں، ان سے باتیں سنیں، ان کی باتوں میں اپنی باتیں شامل کر کے عوام تک پہنچائیں، اگر وہ وفات پائیں تو دو گروہوں میں بٹ جائیں، ایک ان کی موت کے منکر ہو جائیں اور ان کی واپسی کا انتظار کریں اور دوسرا گروہ زندہ کو پکڑے، دونوں گروہ میں مشترک چیز امام ہو گا۔

دوسرا دور تستر ہے یہ دور اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد محمد بن اسماعیل سے شروع ہو کر عبیداللہ مہدی کے ظہور تک جاری رہا، امام مستور کو وہ امام مہدی کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ کبھی غائب کو اور کبھی کسی ظاہر کو پکڑیں گے، خطداحیون کے ہاں اماموں کی کوئی کمی نہیں کیونکہ امام انہی کے کارخانہ کی پیداوار ہیں، وہ ناقص کو کامل،

کامل کو ناقص اور حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کہہ کر کھڑا کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے ڈیڑھ سو سال تک امام کو مستور چلایا ہے۔

مہدویت معجون عقائد فواسد ہے:

چنانچہ گزشتہ سطور میں پیش کیا تھا کہ ان کے پاس امام دو ادوار سے گزرے ہیں جن میں سے ایک دور ظہور امام ہے چنانچہ علی سے امام صادق تک ان کے امام ظاہر و مکشوف ہیں ۔اسماعیلیہ ص ۹۶ پر آیا ہے۔

ا۔دور تستر: ۔یہ دور اسماعیل بن جعفر سے شروع ہو کر ان کے فرزند محمد بن اسماعیل مولود ۱۳۲ھ کا دور ہے ان کی پوری زندگی دور تستر میں گزری ،شہر بشہر دیار بدیار دور تستر میں رہنے کی وجہ سے ان کا محمد مکتوم لقب ہو گیا محمد نے ۱۹۳ھ فرغانہ میں وفات پائی محمد لاولد مرے لیکن عبداللہ دیصانی قداحی نے اپنے بیٹے احمد کو محمد کا بیٹا متعارف کروایا کیونکہ وہ دور تستر یہ میں تھے، کسی کو پتہ نہیں کہ وہاں کوئی ہے یا نہیں، پھر ان کے دو بیٹے پیدا ہوئے ۔ان کی امامت کی طرف دعوت دینے والے ان کے فرزند عبداللہ بن میمون تھے عبداللہ میمون کے ایک بیٹے کا نام حسین اور دوسرے کا نام محمد تھا، احمد کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے حسین نے دعوت کی ذمہ داری لی، حسین کے مرنے کے بعد ان کے بھائی محمد نے دعوت شروع کی، حسین کا ایک بیٹا جس کا نام سعید تھا، ان کے نام دعوت دیتا رہا' دور تستر میں وہ جو دعویٰ کرتے تھے، وہی چلتا تھا، باہر والوں کو پتہ نہیں تھا' چنانچہ عراق سے امام مستور سے ملنے کے لئے آنے والے قرامطہ کے وفد بغیر دیکھے واپس چلے گئے، اس وجہ سے ان کے درمیان اختلاف ہوا ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو زندوں میں سے کسی کو انتخاب کیا کرتے تھے لیکن ان کو ہر امام کی وفات پر تین صورتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، ایک گروہ وفات پانے والے پر رک جائے، دوسرا بالغ کو امام بنائیں، تیسرا کوئی نابالغ ملے تو اس کو بھی بنائیں بہر حال تینوں کو لاحق یہ کینسر ان کو ان کے ورثے سے ملا ہے۔

مصطلحات خطراحیون:

خطراحیون نے سادہ عوامی اذہان اور ملاؤں کے اذہان کو تسخیر کرنے ،اپنی خود ساختہ مصطلحات کو زبانوں سے ورد کرنے اور معانی پوچھنے پر غصہ دکھانے والی اصطلاحات از خود جعل کی ہیں، ان مصطلحات نے عوام کو گمراہ کرنے میں اچھا خاصہ کردار ادا کیا ہے ان مصطلحات میں سر فہرست کلمہ امام ہے ۔کلمہ امام اقنوم مسیحی جیسا ہے جہاں

وہ واحدانیت اللہ کو اب، ابن، روح القدس میں گردانتے ہیں اس کو نسبت مسیحی کہتے ہیں۔

اقنوم امام:

شاید بعض حضرات کو یہ کلمہ پسند نہ آئے کیونکہ یہ اصطلاح عقائد مسیحی میں استعمال ہوتی ہے مسیحیوں کا کہنا ہے ان کے عقائد اقنوم ثلاثہ پر ایمان ہے اب، ابن و روح القدس، انہوں نے یہ کلمہ عربی لغات سے لیا ہے اقنوم کتاب معجم الوسیط ج ا ص ۲۲ پر آیا ہے اقنوم۔ جوہر۔ شخص۔ اصل کو کہتے ہیں ان کا الٰہ تین اصل سے مرکب ہے یہ تینوں ملکر اللہ بنتا ہے، اکیلے اکیلے کچھ نہیں، تو ملکر بھی کچھ نہیں، الگ الگ اللہ ہے یہ بھی نہیں، جب اس کی تحلیل کے لیے سوال کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں اس کا مطلب آپ نہیں سمجھ سکتے، اس کی تفسیر و توضیح صرف کلیسا کے علماء کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کرسکتا، خطداحیون کے ہاں امام بھی کچھ اسی طرح سے ہے لیکن مسیحیوں کے ہاں تثلیث ہے، خطداحیون کے ہاں تذبذب ہے، بعض پنج تن کہتے ہیں بعض اثناعشری کہتے ہیں جبکہ بعض کہتے ہیں کہ امام اس سے بھی زیادہ ہیں یعنی ہر پیر وفقیر میں حلول ہوا ہے، لیکن خود خطداحیون اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے لیکن ہم نے مشابہت اور مماثلت کی وجہ سے استعمال کیا ہے یہ کہتے ہیں، جس طرح مسیحی کہتے ہیں یہ تثلیث کسی کی سمجھ میں نہیں آتی اسی طرح خطداحیون بھی یہی کہتے ہیں کہ امام کی معرفت واجب اور ضروری ہے لیکن یہ معرفت ہر کس و ناکس کے لیے ممکن نہیں ہے اب آتے ہیں اس کی وضاحت کی طرف، کسی بھی عقیدہ یا علمی واخلاقی مسائل کو سمجھنے کے لئے سامعین ومخاطبین کا تعین ضروری و ناگزیر ہے ہمارے ہاں علماء دین و شریعت کے مخاطبین دو گروہ ہیں، ایک مروجہ درسگاہوں کے پڑھے ہوئے دانشور حضرات جو کچھ دیر تک آپ کے ساتھ چلتے ہیں لیکن پھر وہ سنت و سیرت مشرکین پر چلنا شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا، ہم نہیں سمجھتے ہیں یہاں تک کہ وہ تمیز کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے ہیں کہتے ہیں علماء کا کام ہماری سمجھ سے باہر ہے دوسرا گروہ حوزات ومدارس کا فارغ التحصیل یا پڑھا ہوا ہوتا ہے جو معنی وہ پیش کرتا ہے وہ ماننا پڑے گا اور جو نہیں مانیں گے وہ عصا ارتداد کے تحت مرتد قرار پائے گا۔

دین اسلام میں استعمال ہونے والے مصطلحات کی دو قسمیں ہیں۔

ا۔ ایک جو صرف اللہ سے بلاواسطہ بشر ہدایت لینے والے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے نبی و رسول یہ دو

اصطلاحات آپ کے بعد میں تبلیغ وارشادو ہدایت کرنے والوں کے لئے استعمال نہیں ہوئیں، امت میں سے کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں خاتم النبیینؐ کی طرف سے نبی یا رسول ہوں، نبی اور رسول کا منصب صرف مبعوث من اللہ اور بلا واسطہ بشر کے لئے مخصوص ہے، اسی طرح کلمہ منذر بھی استعمال نہیں کرسکتے ہیں کہ میں اللہ کی طرف سے یا نبی کی طرف سے منذر ہوں، قرآن میں انما انت منذر آیا ہے دوسرا وہ کلمات ہیں جو امت میں سے ہر وہ شخص جو امور دین کی ہدایت ورہنمائی کیلئے آگے بڑھتا ہے، اس کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے کلمہ حاکم، اولی الامر، قاضی، دین اسلام میں نبی کریمؐ کے ساتھ آپ کے بعد میں کوئی لفظ وکلمہ اس منصب کے مترادف وہم پلہ نہیں ہوسکتا ہے جبکہ خطابیون نے کلمہ امام کو مترادف یا برابر یا نبی سے اونچے مقام کے لئے استعمال کرکے امام کو ہادی ومنذر سے بھی اونچا کرکے اس کو ایک مستقل منصب الٰہی بنایا ہے جو کہ انہوں نے ایک قسم کا جنجالی کھیل کھیلا ہے بطور مثال نبی یا رسول نظام نہیں، وہ مجری ونافذ کنندۂ نظام ہیں نبی وفات پائیں گے لیکن نظام وفات پذیر نہیں نظام باقی رہتا ہے۔

(آل عمران ۱۴۴) اس آیت کریمہ میں آیا ہے کہ اگر نبی وفات پائیں یا قتل ہو جائیں تو دین سے منہ نہیں موڑنا چاہیے۔ امت کے لئے نظام موجود ہے نبی یا رسول دنیا سے رخصت ہوسکتے ہیں اور امت بغیر نبی یا رسول رہ سکتی ہے چنانچہ پوری تاریخ بشریت میں ایسا ہوا ہے کہ انبیاء وقفہ وقفہ سے آئے (مائدہ ۱۹) یہاں نبی خاتمؐ کے بعد امت کا اللہ سے ہدایت لینے کا سلسلہ ختم ہے ہدایت ایک مجموعہ محدود ہوتا ہے، اس میں تبدیلی وترمیم نہیں ہوتی ہے اب اس ہدایت کو پہنچانا، اس کو نافذ کرنا اور اس کی اشاعت کرنا پوری امت کا فرض ہے چنانچہ (سورہ فرقان۔۹۷) میں ہے کہ وہ اپنوں میں سے کسی قابل و لائق فرد کو اس مقصد کے لیے انتخاب کریں، ایسے افراد کی تعداد زمان و مکان کے حساب سے محدود وغیر محدود اختیارات کے حوالے سے بڑھتی رہتی ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، اس کو صاحب امر، امام یا مقتدیٰ کہتے ہیں لیکن خطاحیون نے دوستی اہل بیت کے نام سے دین اسلام کے اصول وفروع کو تہہ وبالا، اوپر کو نیچے، نیچے کو اوپر، فروع کو اصل اور اصل کو فروع میں تبدیل کرکے امام میں مدغم کرکے امام کو اقنوم مسیح جیسا بنایا ہے۔

امام مادہ اَمام سے ہے، یہیں سے ہر پیش رو کو امام کہتے ہیں جس میں کسی قسم کی قدسیت نہیں پائی جاتی ہے، قرآن

کریم میں یہ لفظ صالح و عادل اور فاسد و فاسق و فاجر سب کے لئے استعمال ہوا ہے، یہ کلمات ظرفیہ میں سے ہے ہمیشہ محتاج مضاف الیہ رہتا ہے اُس کا مضاف الیہ کبھی عادل اور کبھی فاسق و فاجر و ظالم ہوتا ہے فرقان ۷۴، اسراء ۷۱ یہ چھوٹے حلقہ، گروہ ادارہ سے لے کر ملکی و عالمی سطح کے پیش رو کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

معاشرہ انسانی کا نظم و نسق ایک امام محدود سے نہیں چلتا ہے، پہلے تین خلفاء راشدین مدینہ میں رہتے تھے جبکہ حضرت علی حالات کے تحت کوفہ میں رہتے تھے تو مدینہ سے باہر کے صوبے جیسے مکہ، عراق، یمن اور شام و فارس وغیرہ میں والی ہوتے تھے جو امام بھی تھے، بڑھتی ہوئی آبادی کے تناسب کے علاوہ بھی زندگی کے شعبوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے، ہر ایک شعبہ کے لئے ایک امام ضروری ہے کیونکہ ہر شعبہ و ادارہ میں ایک ناظر و نگران و مدیر ہوتا ہے اس کو امام کہتے ہیں، یہ تمام ادارے اپنی جگہ ایک اعلیٰ ادارے کے ماتحت ہوتے ہیں، اس کا مدیر امام الائمہ ہوتا ہے، ایک چھوٹے ادارے سے لے کر آخری مرکزی ادارے کے امام تک کے لئے ادارے کی ذمہ داریوں کے حساب سے اعلیٰ و ارفع صفات و شرائط کا حامل امام ہونا ضروری ہوتا ہے اور صفات و شرائط کا فقدان اس منصب سے محرومیت کا سبب بن سکتا ہے، اگر امام بیمار یا سفر میں رکا ہوا ہو اور بعض عوامل و اسباب کے تحت اپنی ذمہ داری سے معذور ہو جائے تو وہ معزول ہو جاتا ہے۔

امام جس وقت حاضر رہنے سے قاصر ہو یا کام سے معذوریت رکھتا ہو تو اس وقت اس کے لئے جانشین ہوتا ہے لیکن خطداحیون نے کلمہ امام کا لغت اور قرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی عجیب تصور پیش کیا ہے، ان کے نزدیک غیاب، مجبوریت، مقہوریت، عصیان اور نافرمانیت کی وجہ سے امام کو مفقود و معیوب نہیں گردانا جاتا ہے انہوں نے امام کے لئے حس وجدان عقل و شرع سے ہٹ کر شرائط و صفات عائد کی ہیں، ذیل میں بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ منصوصیت:

وہ اس سلسلہ میں تذبذب و دورخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے مختلف معنی بیان کرتے ہیں جو کہ ان کا شیوہ رہا ہے، کبھی کہتے ہیں یہ منصب نبوت جیسا ہے جس طرح نبی کو اللہ انتخاب کرتا ہے اسی طرح امام کو بھی اللہ ہی انتخاب کرتا ہے اس کے لئے وہ آیات متشابہات سے استدلال کرتے ہیں جبکہ آیات متشابہات سے استدلال کرنے والوں کو قرآن نے منافق کہا ہے، لہٰذا متاخرین نے اس شرمندگی سے بچنے کے لئے اس سے اعراض کیا

ہے لیکن قول رسولؐ سے استدلال کر کے منوانے کے لئے جو قصہ کہانیاں انہوں نے جعل کیں اور روایات گھڑی ہیں، ان سے آئمہ نے استناد کرنے سے گریز کیا یہاں تک کہ خود آئمہ نے اپنے بعد کے لئے اس سنت قیصر و کسریٰ سے پرہیز کیا چنانچہ حضرت علی سے لے کر امام عسکری تک پہلے امام نے اپنے بعد کے امام پر کسی اجتماع میں اعلان کیا ہو کہ میری وفات کے بعد میرا یہ فرزند امام ہو گا اور تمام ملت کو حکم دیا ہو کہ میرے بعد ان کی اطاعت کریں جس طرح ان کے بقول نبی کریمؐ نے اپنی حیات میں غدیر خم میں لوگوں سے بیعت لی، کہیں بھی ایسا نہیں ملتا ہے حتیٰ امیر المومنین نے سقیفہ کی کاروائی سے اختلاف کرنے کے باوجود قصہ غدیر و ما غدیر سے استدلال نہیں کیا ہے امیر المومنین نے کسی اجتماع میں امام حسن کا یا امام حسین نے امام سجاد کا، اسی طرح امام سجاد نے اپنے بعد کے امام کے نام کا اعلان کیا ہو نہیں ملتا ہے بلکہ یہ منصوصیت اندرون خاندان تک کسی کو پتہ نہیں، کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا یہاں تک کہ امام زین العابدین کے بعد امام محمد باقر اور زید بن علی دونوں نے دعوائے امامت کیا، امام صادق کے چاروں فرزند امامت کے امیدوار بنے ہیں اسی طرح امام موسیٰ بن جعفر کے فرزندان امام علی رضا اور زید النار دونوں نے امام ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ امام علی الھادی کے فرزندان سید محمد اور امام حسن عسکری اور جعفر کذاب تینوں نے دعوائے امامت کیا اگر امامت نص سے ثابت ہوتی تو یہ سب امامت کا دعویٰ نہیں کرتے۔

اثناعشریوں نے امام محمد تقی جواد کو ۹ سال کی عمر میں اور امام علی الھادی کو نابالغی میں منصب امامت کے لئے پیش کر کے صریحاً قرآن کریم کے حکم کو پس پشت ڈالا ہے جہاں اللہ نے (انبیاء۔٦) میں فرمایا نابالغ بچہ اگر یتیم ہو جائے، اس کے اموال اس کے تصرف میں مت دو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے لہذا جو بچہ اپنے اموال کو نہ سنبھال سکتا ہو وہ پوری امت کی امامت کیسے کر سکتا ہے نابالغ کی امامت تاریخ سلاطین حتیٰ خود اسماعیلیوں کے نظام امامت سے بھی الگ اور نرالی ہے کیونکہ ان کے ۱۸ اماموں کی نابالغی کے دور میں ملت کی باگ ڈور اس وقت کے وزیر اعظم یا فوجی سربراہ کے حوالے ہوتی تھی۔

امام حسن عسکری حسب علما انساب لاولد دنیا سے رخصت ہوئے، جیسا کہ سعد اشعری نے لکھا ہے کہ اس وقت اس حوالے سے لوگ ۱۴ فرقوں میں بٹ گئے تھے، چودہ میں سے ایک کا کہنا تھا امام عسکری کی ایک کنیز حاملہ ہے، اس بارے میں محدث قمی نے جو لکھا ہے وہ افسانہ الف لیلیٰ سے مشابہت رکھتا ہے اس کے علاوہ انہوں نے امام کا معنی

نظروں سے غائب واوجھل، تصرفات وہدایات سے معزول کے طور پر متعارف کیا ہے، اب معلوم نہیں وہ کہا ں ہیں مہدی امام ہے ماننے والے اس کے ماموین ہیں اس صورت حال میں چند مفروضے بنتے ہیں۔

(۱) امام مہدی اپنے ماموین کے آگے ہیں۔

(۲) امام مہدی بائیں طرف ہیں۔

(۳) امام مہدی دائیں طرف ہیں۔

(۴) امام مہدی اوپر ہیں۔

(۵) امام مہدی تحت ثرٰی میں ہیں۔

(۶) امام مہدی ہر صورت میں نظروں سے غائب ہیں اور حاضر نہیں ہیں۔

خطداحیون میں شرط منصوصیت کسی آیت محکم یا سنت معتبرہ سے استناد نہیں بلکہ یہ سنت سلاطین فارس و روم و نصرانیت سے استناد کرتے ہیں نظریہ امامت اثناعشری نظریہ امامت خطابیون سے چنداں مختلف نہیں بلکہ انہی کے پیدا کردہ اصولوں کے مطابق ہے البتہ انہوں نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ انہوں نے اپنے امام مستور کو نہ ماننے والوں کے لئے متبادل امام حاضر کا اہتمام کیا لیکن جن کو انہوں نے امام حاضر کے طور پر متعارف کروایا تھا، ان کی سیرت وکردار میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی ہے کہ لوگ ہو بہو ان سے اتفاق کرتے تھے۔

۲۔ دوسرا اقنوم عصمت آئمہ ہے:

یہ کلمہ بھی خطداحیون کی اختراعی واختلاقی اصطلاحات میں سے ہے، یہ کلمہ قرآن کریم میں یا تو مادی چیزوں سے یا اللہ کی کتاب کے احکامات سے تمسک کرنے کے معنوں میں آیا ہے۔ یہ کبھی بھی فکری لغزش وخطا کے لیے استعمال نہیں ہوا ہے سورہ احزاب ۱۷، سورہ ہود ۴۳، سورہ مائدہ ۶۷۔ لیکن خطداحیون ہمیشہ کلمات ذومعنی استعمال کرکے جھگڑے کا بہانہ تلاش کرکے میدان سے فرار ہوتے ہیں، یہ ان کا مفروضہ ہے قرآن کریم نے ان کے اس کردار کو خناس کہا ہے لہٰذا وہ کلمہ خناس کا مصداق ہیں چنانچہ پہلے وہ آگے بڑھتے ہیں اور پھر پیچھے چھپتے ہیں۔ خطابیون کی اصطلاحات عقائد ذومعنی ہیں، وہ انہیں اپنے اندر چھپے عقائد کے لیے استعمال کرتے ہیں لیکن جونہی ان سے اس بارے میں سوال ہوتا ہے تو وہ مکر جاتے ہیں۔ وہ اپنے اماموں کے لئے کلمہ عصمت استعمال کرتے

وقت تذبذب کا شکار ہوتے ہیں کبھی کہتے ہیں۔

وہ عصمت کے فارمولے بتانے سے قاصر ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ایک انسان میں دوسرے انسانوں سے ہٹ کر عصمت کب اور کیسے پیدا ہوتی ہے' ان کے عقائد اشکالات سے بھرے اور گھرے ہوتے ہیں چنانچہ اس بارے میں ان کی زبان میں تذبذب آتا ہے، اگر کہیں ان کی طینت میں عصمت ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ یہ ان کے لئے امتیاز نہیں بنتی ہے، اللہ نے ان کو ایسا بنایا، دوسروں کو نہیں بنایا تو اس میں ان کا کیا کردار ہے اور دوسروں کی کیا خامی ہے کہ جو چیز اللہ نے انہیں دی، وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہے' کبھی کہتے ہیں ہاں ان سے غلطیاں اور خطائیں صادر ہوتی ہیں اور جب امام کی غلطیاں ثابت ہوتی ہیں تو کہتے ہیں کہ عصمت سے مراد گناہ نہ کرنا نہیں بلکہ امام دیگر سربراہان جیسے ہوتے ہیں البتہ ان سے بازپرس نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ عقیدہ گزشتہ ادیان میں براہمہ کا تھا۔

۳۔ وہ علم غیب جانتا ہے:

قرآن کریم میں علم غیب کو اللہ نے اپنی ذات کے لئے مختص کیا ہے، بعض اوقات اپنے انبیاء کے لئے بعض غیوب بتائے جاتے ہیں اور انبیاء اتنا جانتے ہیں جتنا ان کو بتایا جاتا ہے، کیا کسی نبی نے یا حضرت محمدؐ نے اور ان کے اماموں نے اعلان کیا ہے، وہ علم غیب جانتے ہیں سوائے مصادر غلات کی مرویات کے، یہاں بھی وہ فارمولے اور یہ بات بتانے سے قاصر ہیں کہ ان کے اندر علم غیب کب اور کیسے آتا ہے، نبی کریمؐ کی چالیس سال عمر گزر گئی لیکن ان کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا تھا نبی کریمؐ آخر عمر تک یہ اعلان کرتے رہے کہ وہ علم غیب نہیں جانتے ہیں، اس سلسلہ میں قرآن کریم میں جگہ جگہ خود آپ کی زبان سے کہلوایا گیا کہ میں علم غیب نہیں جانتا ہوں اس سلسلہ میں آیات عرض ناشر رشد و رشادت میں ملاحظہ کریں جبکہ ان کا کہنا ہے کہ ائمہ علم غیب جانتے ہیں، علم آنے کا فارمولا وحی ہے جبکہ وحی حضرت محمدؐ کے بعد بند ہوگئی ہے، یہ کہتے ہیں کہ ملائکہ ان سے بات کرتے ہیں، ملائکہ نے ان سے بات کی ہے، کہتے ہیں مادر موسیٰ و عیسیٰ سے بات کرنے کا ذکر قرآن میں آیا ہے حالانکہ ان سے صرف ایک موقعہ پر بات کی تھی نہ کہ ہمیشہ ان سے بات کرتے تھے، اس کا کوئی ذکر نہیں علاوہ ازیں ان سے بات کرنے کا ذکر قرآن میں آیا ہے خود ان کا ذکر قرآن میں نہیں آیا ہے جبکہ قرآن میں آئمہ سے تو بات کرنے کا بھی ذکر نہیں آیا ہے، اگر ہر

شخص پر وحی آسکتی ہےتو وہ خود اپنے لئے دعویٰ کیوں نہیں کرتے ہیں، اگر وہ علم غیب جانتے تھےتو بتائیں کہ انہوں نے یہ جانتے ہوئے بھی زہر کیوں کھایا کہ زہر کھانا خودکشی اور حرام ہے، کہتے ہیں نبی کریمؐ نے ان کو القاء کیا ہے، بتائیں کہ وہ القاء کیا ہوتا ہےاور کیسے القاء کرتے ہیں۔

۴۔اقنوم تصرف در کائنات:

کہتے ہیں کہ وہ کائنات میں اولی بالتصرف رکھتے ہیں، یہ تصرف ان کو کیسے اور کس ہدف ومقصد کے لئے دیا جاتا ہے، اگر منصب امامت کے لئے دیا جاتا ہےتب بھی یہ غلط ہے کیونکہ منصب امامت ان کےعقیدے کے مطابق نص رسولؐ سے ثابت ہوتا ہےاس کے لئےنقلی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ معجزہ کی۔انبیاءکومعجزہ اس لئے دیا جاتا تھا کہ وہ اس سے اپنی نبوت کوثابت کریں کیونکہ وہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں، جب ساحرین فرعون نے اپنی رسیاں پھینکیں اور وہ سانپ بن گئیں تو موسیٰ کوحکم ہوا، وہ اپنا عصا پھینکیں تو عصا پھینکتے ہی وہ اژدھا بن گیا، جب حضرت موسٰی دریا نیل کے کنارے پہنچے تو پیچھے سےفرعون ان کا تعاقب کرتے آیا، قوم ڈر گئی، حضرت موسیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ اب کیا ہوگا، صرف وعدۂ الٰہی پر یقین تھا کہ وہ نجات پائیں گے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ میں نے نیل پر عصا مارنا ہے، حکم ہوا عصا ماریں، دریا شگاف ہوگیا، تصرف مطلق کہ جسے جہاں چاہیں استعمال کرسکتے ہیں یہ کسی نبی کوبھی نہیں دیا گیا ہے۔اللہ نے حضرت موسیٰ کوعصا دیا تھا لیکن ان کو پتہ نہیں تھا کہ عصاء کہاں استعمال کرنا ہے، ان کو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ عصا کیا بنے گا حضرت عیسیٰ مردے کو زندہ کرسکتے تھے لیکن ان کے بارے میں کسی زندہ کوموت دینے کا ذکر نہیں آیا، کسی مادرزاد نابینا کو بینائی دینے کا ذکر آیا ہے لیکن کسی بینا کو نابینا کرنے کا ذکر نہیں۔حضرت محمدؐ کو قرآن دیا ہے لیکن حضرت محمدؐ نے کسی مردے کوزندہ نہیں کیا ہے اگر قدرت تصرف در کائنات صرف دعوے سے ثابت ہوتی ہے جیسا کہ صوفی کہتے ہیں کہ وہ تصرف در کائنات کا اختیار رکھتے ہیں اور انبیاء کے معجزوں کی طرح کے کام وہ بھی کرسکتے ہیں تو ایسی صورت میں صوفیوں اور ان میں فرق کیا ہوگا؟ اگر صوفی جھوٹ بولتا ہےتو برملا کہو کہ صوفی جھوٹ بولتا ہے کیونکہ ان کو اللہ نے تصرف در کائنات کا کوئی اختیار نہیں دیا ہے۔

اس گروہ کے نزدیک یہ اختیار امام زادوں بلکہ سقط شدہ کنیزوں، بیواؤں، غلاموں، نوکروں حتی بھنگ، چرس اور

شراب کا نشے کرنے والوں کو بھی یہ اختیار دیا ہے۔ ہمارے معالج کو ایک دفعہ میرپورخاص کسی پیر کے پاس جانا پڑا تھا وہاں پیر صاحب کے سیکرٹری نے پیر کے بارے میں کہا کہ پیر صاحب نے دو تین دفعہ تو سورج کو اتارا تھا۔

خطداحیون نے مسیحیوں کے اقنوم کی مانند امامت کا اختلاق و اختراع کیا ہے جس کے معنی ازروئے لغت و اصطلاح دونوں اقنوم ہیں۔ امامت ان کے پاس اصول دین میں سے ہے لیکن یہ کیوں اور کیسے اصول دین میں شمار ہوتی ہے وہ اس کی وضاحت اور تحلیل نہیں کرپاتے سوائے زبان میں لرزانی و لغزش کے ساتھ کیونکہ حقیقت میں امامت ان کے پاس اصول دین میں سے نہیں بلکہ یہی کل دین ہے یہ کفریہ کلمہ وہ زبان پر جاری نہیں کرسکتے کہ امامت کل دین ہے، ان کے نزدیک اللہ جب بشر کی صورت میں نمودار رہوتا ہے تو وہ امام ہوتا ہے اور جب وہ غائب ہوجاتا ہے تو وہ اللہ ہوتا ہے اور وہی کسی کو نبی بنا کر بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ اللہ کے نام کو اس طرح لکھتے ہیں کہ اسے تھوڑا دور سے دیکھیں تو اللہ لکھا نظر آتا ہے اور جب قریب سے دیکھیں تو یہ پانچ ہستیوں کے نام ہوتے ہیں یہ ثبوت ہے کہ وہ آئمہ کو اللہ سمجھتے ہیں۔

وہ امام کو الوہیت کے برابر یا خود اللہ پیش کرتے ہیں بلکہ دوسرا عنوان ہی تحلیل گران کے نزدیک درست ہے کیونکہ وہ امام کو عالم بالغیب اور متصرف در کون و مکاں سمجھتے ہیں یہ عقیدہ اسلامی عقائد کے تحت قابل تحلیل نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم کی چندین آیات میں علم غیب کو اللہ نے اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا ہے کیونکہ علم و قدرت ذاتی صفات اللہ ہیں جبکہ غیر اللہ غیب نہیں جانتے ہیں جب تک اللہ ان کو مطلع و آگاہ نہ کرے جیسا کہ کثیر آیات میں آیا ہے چنانچہ انبیاء جب غیبی خبریں بتاتے ہیں تو وہ استناد وحی سے کرتے ہیں جبکہ آئمہ کو وحی نہیں ہوتی ہے لہٰذا وہ غیب سے آگاہی حاصل نہیں کرسکتے، اسی طرح قدرت اللہ کی ذات میں سے ہے جبکہ آئمہ مخلوق مقدور ہیں، مقدور قدرت تخلیق نہیں رکھتا ہے سوائے اس قدرت کے جو اس کو سونپی گئی ہو، حضرت عیسیٰؑ مردے کو معجزہ سے احیاء کرسکتے تھے لیکن زندہ کو مردہ نہیں کرسکتے تھے کیونکہ کسی نبی کو یہ معجزہ نہیں دیا گیا ہے۔

مذہب خطداحیون میں اثناعشری بھی شامل ہوچکے ہیں جس کا واضح و جاری ثبوت یہ ہے کہ ان کے منابر سے علی اللہ ہونے کو بیان کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ علی عین اللہ، علی وجہ اللہ، علی ید اللہ ہے جبکہ کسی انسان کا اللہ کی آنکھیں، اللہ کا چہرہ اور اللہ کے ہاتھ بننا صرف حلول کی صورت میں ممکن ہے۔

ان کے خطابی و عجلی ہونے کا ایک واضح و درخشاں نشان نظریہ تفویض ہے جس کے تحت اللہ نے اپنے تمام یا کچھ اختیارات یا امور آئمہ طاہرین کو تفویض کیئے ہیں اس سلسلہ میں ایک دفعہ جناب صلاح الدین صاحب نے مدرسہ معصومین میں منعقدہ اجلاس تحفظ توحید کے خطاب میں فرمایا، ہمارے ہاں شرکیات پھیلنے کی ایک وجہ نظریہ تفویض کی غلط تشریح و تفسیر ہے۔اس کا مطلب آپ اصل تفویض کو تو مانتے ہیں لیکن اس کی تفسیر کو نہیں مانتے لیکن آپ نے اس کی صحیح تشریح کس طرح سے کی، وہ ہم تک نہیں پہنچی۔

خطراحیون کے نزدیک امامت بالاتر از مقام نبوت ہے:

امامت ان کے نزدیک بالاتر از نبوت ہے امامت خود مناصب الٰہی میں سے ہے لیکن بعض کے نزدیک وہ گنتی کے وقت پہلے نبوت اور بعد میں امامت کا ذکر کرتے ہیں لیکن عام حالات میں تقاریر و تالیفات کے مواقع پر یہی عقیدہ بولا جاتا ہے لہذا بہت سے مواقع پر وہ حضرت علی کو وہ مقام دیتے ہیں جو نص قرآن کے تحت رسول اللہ کو بھی حاصل نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم حضرت محمدؐ پر چالیس سال بعد نازل ہوا تھا چنانچہ کثیر آیات قرآن میں نبیؐ سے خطاب میں آیا ہے کہ آپ اس وقت نہیں تھے، آپ یہ بات جانتے نہیں تھے اگر ہم آپ کو نہیں بتاتے' جبکہ ان کا کہنا ہے کہ حضرت علی نے پیدا ہوتے ہی سورہ قد افلح المومنون کی تلاوت کر کے نبی کی بعثت سے پہلے آپ کی نبوت اور اپنی امامت کا اعلان کیا۔

اس مدعی کے لئے بقرہ کی آیت ۱۲۴ اور اس بارے میں وارد روایات ضعیف سے استناد کرتے ہیں' اس فکر کے مبتکر مغیرہ عجلی و خطابی و قداحی، دیصانی اور ہاشم بحرانی ہیں ان کے نزدیک نبوت کا کوئی مقام و منزلت نہیں بلکہ سب کچھ امامت ہے بلکہ وہ خلوت میں محمدؐ کو علی کے لئے پیغام رساں کے طور پر متعارف کرواتے ہیں۔

دین اسلام میں نبی آیا ہے نبی کے بعد ہدایت خلق اور نفاذ شریعت کے لئے مسلمان عالم و عادل ہی جنگ و جہاد اور ادارہ مملکت چلاتے ہیں۔

امامت ان کے نزدیک نقطہ افتراق و انتشار ہے جس کی کوئی مثال تاریخ ادیان وملوک و احزاب سیاسی فاسدہ میں بھی نہیں ملتی ہے بنی امیہ والوں نے ۹۱ سال حکومت کی ان کے ایک بھی خلیفہ کے مرنے کے بعد امت میں اختلاف نہیں ہوا، اس طرح بنی عباس اور بنی عثمان کے ۳۵ سلاطین نے حکومت کی وہاں بھی خلیفہ کے مرنے کے

بعد ایسا اختلاف نہیں دیکھا لیکن خطداحیون کے ہر امام کی وفات کے بعد ملت چند گروہوں میں بٹ گئی اور خطداحیون کے نزدیک ہمیشہ امام ہی نقطہ اختلاف رہا ہے۔

خطداحیون کے ہاں امام ہی کل دین ہے، عقیدۂ امامت ان کا اپنے ابداع و ابتکار ہے جہاں تک لفظ و معنی اور اصطلاح کا تعلق ہے اس کی صفات و شرائط بھی ایسی ہی ہیں گویا ان کے نزدیک امام ایک عجوبہ گڑیا ہے اسے وہ حسب ضرورت جس شکل و صورت اور نام ونشان سے پکارنا چاہیں پکارتے ہیں۔

خطداحیون کا عقیدۂ امام:

۱۔امام کا ہر دور میں ہونا ضروری ہے اصول کافی باب الحجہ ص ۱۶۸ پر اس عقیدے کے بارے میں پانچ روایات ہیں ان روایات میں ہر دور میں ضرورت حجت پر ضرورت بعثت انبیاء سے استناد کرکے استدلال کیا ہے قطع نظر از روایات من حیث مضمون خود ضرورت بعثت انبیاء سے متعارض ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ہر دور میں نبی ہونا ضروری ہے جبکہ آیت میں آیا ہے انبیاء فترت سے مبعوث ہوتے ہیں۔" اے اہل کتاب تمہارے پاس رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد ہمارا یہ رسول آیا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر ونذیر نہیں آیا تھا تو لو یہ بشیر ونذیر آگیا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے" (مائدہ۔۱۹)

۲۔اصول کافی ص ۱۷۸ ص ۔۱۴ از مین حجت سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اس سلسلے میں جو روایات آئی ہیں وہ سب سورۂ نساء کی آیت ۱۶۵ سے متصادم ہیں۔اس کے علاوہ امیر المومنین حضرت علی نے فرمایا "حتی تمت بنبینا محمدؐ حجت" یہاں تک کہ ہمارے نبی حضرت محمدؐ پر اللہ کی حجت ختم ہوگئی۔(خطبہ ۹۱)

[اسماعیلیہ ص ۵۹] ا۔ہر دور میں دو رسول ہوتے ہیں، رسول ناطق و رسول صامت، محمد رسول ناطق تھے جبکہ علی رسول صامت ہیں۔خطداحیون ختم نبوت کو نہیں مانتے، وہ تسلسل حجت کے قائل ہیں یعنی نبی کے بعد امام کی صورت میں حجت کا ہر دور میں ہونا ضروری ہے۔

عقیدۂ مہدویت:

عقیدۂ مہدی یا مہدویت بہت سے عقائد باطلہ و فاسدہ کی کھچڑی ہے بلکہ یہ باطل و فاسد ترین عقائد امامت کا دور دورا ہے اس عقیدہ کو اپنانے کے لئے آیات قرآن وسنت محمدؐ سے استناد کی ضرورت نہیں، عقل وحس و

وجدان سے بھی استناد کی ضرورت نہیں، اس عقیدہ کے حامل انسان دلیل و برہان کی کوئی بھی بات نہیں سنتے چونکہ یہ کسی بھی دلیل و برہان کو جو کتنی ہی محکم و متقن ہی کیوں نہ ہو، نہیں مانتے، اس سلسلہ میں وہ امام سے منسوب مجہول روایات پیش کرتے ہیں۔

ا۔فرقہ ناوسیہ کا کہنا ہے کہ خود امام جعفر صادق نے کہا ہے کہ میں ہی مہدی موعود ہوں، فرمایا اگر پہاڑ سر کے اوپر سے گرے، تصدیق نہ کریں، میں ہی تمہارا صاحب ہوں اگر کوئی تمہیں خبر دے کہ میں نے ہی تیمار داری کی ہے، موت کے وقت آنکھیں بند کی ہیں، غسل دیا ہے، کفن پہنایا اور دفنایا ہے تو تصدیق نہ کریں، میں ہی تمہارا صاحب ہوں اس فرقہ کو ناوسیہ کہتے ہیں۔

یہ عقیدہ تاریخ اسلام میں عبداللہ بن سباء یہودی کی اختراع و اختلاق ہے جس کی بنیاد اسقاط حکومت کی دلیل پر استوار ہے عبداللہ بن سباء نے کہا اگر کوئی میرے پاس علی کا خون آلودہ سر بھی لائے گا تو ہم ان کی موت کو نہیں مانیں گے، یہاں عبداللہ بن سباء نے تنہا علی کی موت سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ دنیا میں قائم اقامۃ دلیل و برہان کی عمارت کو بھی منہدم کیا ہے، اگر کوئی کسی دلیل کو ہی نہ مانے تو کوئی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور جب دلیل کو نہ ماننے کا رواج یا سنت قائم ہو جائے تو پھر کوئی کسی سے حق یا سچ کو منوا نہیں سکتا۔ کسی کی دلیل کو نہ سننے کی بدعت کا بنیاد گزار عبداللہ بن سباء ہے خطداحیون خطابی وقداحی نے یہ فکر اپنے پیش رو یہودی سے لی ہے، کسی انسان کی موت سے انکار اور وہ بھی شہود و تواتر سے ثابت ہونے کے بعد، قرآن کریم کی بہت سی آیات کریمہ سے متصادم و متعارض ہے انہوں نے ان کی عدم موت کا اعلان اس لئے کیا ہے کہ ان پر موت عارض نہیں ہوتی ہے یعنی یہ اللہ ہیں، یہاں سے انہوں نے وجود باری تعالیٰ کے تصور الوہیت کو منہدم کیا ہے تصور مہدی و مہدویت درحقیقت ثالوث یہودیت و صلیبیت کا مشترکہ محاذ ہے جسے انہوں نے ضد دین یا مقابل دین میں کھولا ہے، اس تصور سے جنم لینے والے جرائم و موبقات کو اعداد میں شمار کرنا محال ہے اور ان کو تحفظ دینا ان کے جرائم میں شرکت کرنے کے برابر ہے بلکہ اس کو یوں کہنا درست ہو گا کہ یہ ام المفاسد ہے یہ فکر الوہیت اور شرف انسانیت پر لگنے والا آخری وار ہو گا، امامت کی اس فکر سے انہوں نے بہت سی آیات کا انکار کیا ہے۔

علم و دانش اور عقل و وجدان کا یہ فیصلہ ہے کہ کسی چیز کا دعویٰ کرنے والے کو چاہیے کہ وہ منکر کو اپنے مدعیٰ

کو قبول کرنے کی دعوت دیں، انہیں محکم دلائل پیش کریں، مدعیان وجود مہدی نے ابھی تک اس سلسلہ میں جو دلائل پیش کئے ہیں، وہ آیات متشابہات اور روایات مرسلات وضعیفات کے علاوہ فرقہ ضالہ سے وابستہ لوگوں کی سنت وسیرت کی حکایات اور داستانوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں جبکہ وہ خود امام مہدی کا انکار کرنے والوں سے دلائل طلب کرتے ہیں کہ تمہارے پاس امام مہدی کے نہ ہونے کی کیا دلیل ہے، وہ منکر کی حیثیت سے فریق مخالف کے دلائل سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں وہ صرف شور شرابہ، جعلی قیل وقال اور بے سند اقوال سے شور وغوغا کرتے ہیں، جہاں کہیں امام زمانہ کے بارے میں اشکال واعتراضات سنتے ہیں، وہاں عریضے زیادہ ڈالتے ہیں الٰھم عجل فرجہ، عظم البلاء اور یا علی مدد جیسے اوراد شرکی سے ان کا مذہب زندہ ہے۔ مہدیوں نے امام مہدی کو ایک ایسے نظریہ پر قائم کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی بھی دلیل کو نہیں مانیں گے۔

قیام مہدی یا قیام دلیل وبرھان:

یہ دونوں ساتھ نہیں چل سکتے ہیں، اگر تصور دلائل و براہین کو تسلیم کریں تو تصور مہدی کو چھٹی کرنا ہوگی کیونکہ تصور مہدی ہر نوع وقسم کے دلائل و براہین کی ضد پر قائم ہے۔

۱۔ امام حاضر ہوتا ہے، اگر وہ غیاب میں گیا تو وہ اس منصب سے معزول ہوگا اور اس کا جانشین ناگزیر ہوگا۔

۲۔ عقل وشریعت کسی کی غیر محدود زندگی کو تسلیم نہیں کرسکتی ہیں قرآن کریم میں آیا ہے کہ انسان جہاں کہیں ہونگے ان پر موت طاری ہوگی (نساء ۷۸، آل عمران ۱۸۵، عنکبوت ۵۷) اگر ہمیں پتہ نہیں چلے کہ کوئی شخص مر چکا ہے یا زندہ ہے تو ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس پر حکم موت لاحق ہوگا، اس کی جائیداد وارثوں میں تقسیم ہوگی اور اس کی زوجہ کسی اور کی زوجیت میں جائے گی۔

۳۔ مذہب کی درستگی وحقانیت دلائل و براہین سے ہوتی ہے لیکن ان کے امام نے ان کو یہ پیغام چھوڑا ہے کہ ہر قسم کے ناقابل انکار دلائل بھی لائیں کہ جعفر صادق وفات پا گئے ہیں تو بھی نہیں ماننا، اگر کوئی شخص موثق صادق ومصدق بھی یہ کہے کہ میں نے ہی ان کو غسل دیا ہے، کفن دیا ہے، لحد میں اتارا ہے اور ان کے اوپر مٹی ڈالی ہے اور وہ میرا سر کاٹ کر لائیں تب بھی نہیں ماننا، میں غیب میں جارہا ہوں، واپس آؤں گا۔

خطداحیون کی غیرت دینی دیکھیں تو تنہا خطداحیون گزشتہ بے غیرت نہیں تھے بلکہ فی زمانہ جہاں جہاں خطداحیون

ہوں گے وہ بے غیرت ہی ہوں گے، وہ اس بے غیرتی میں اپنی نجات گردانتے ہیں۔اب تک اس فرقے نے امت کی کتنی شخصیات و ذوات والا مقام یا اقتدار پرست افراد کی موت سے انکار کرکے ان کو مہدی بنایا ہے درجہ ذیل ہیں۔

۱۔حضرت علی بن ابی طالب۔

۲۔عیسیٰ بن مریم

۳۔محمد بن حنفیہ

۴۔ابوہاشم

۵۔محمد باقر

۶۔جعفر صادق

۷۔اسماعیل

۸۔محمد بن اسماعیل

۹۔محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ

۱۰۔مغیرہ عجلی

۱۱۔ابی الخطاب

۱۲۔موسیٰ بن جعفر

۱۳۔محمد بن علی

۱۴۔حسن عسکری

۱۵۔محمد بن حسن

۱۶۔ان کے بعد پیدا ہونے والے ہزاروں کی تعداد میں مہدی ملیں گے کیونکہ مہدی ان کے اپنے کارخانے کی پیداوار ہیں۔

خودساختہ احادیث کا ایک عنوان امام مہدی ہیں:

۱۔امام مہدی کے لفظ ہی میں خودساختگی پائی جاتی ہے کیونکہ مہدی قواعد عربی کے حوالے سے ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں جبکہ یہاں مراد ہدایت دینے والا لیا جاتا ہے۔

۲۔امام مہدی سے مراد وہ ہے جو پس پردہ غیب سے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں، حالات پر نگرانی کرتے ہیں، نظارت رکھتے ہیں۔

۳۔ لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے، ان کی آمد کا ضرور انتظار کرنا چاہیے، جلدی کرنے کی بات نہیں، آئیں گے ضرور چاہے ایک دن کے لیے ہی کیوں نہ آئیں۔

۴۔ امام مہدی کے لفظ کا استعمال کب سے شروع ہوا اور کس نے شروع کیا، یہ بھی بحث طلب ہے۔

۵۔ امام مہدی کے اصل وجود کے ہونے یا نہ ہونے کو نظر انداز کر کے مسلمانوں کو فرعی مسائل، الجھنوں، مباحثوں اور مناظرات میں مصروف کیے ہوئے ہیں

۶۔ دین اسلام میں کوئی ایسا موضوع اصول عقائد، یا فروع دین میں نہیں ہوگا جتنی کہ امام مہدی کے بارے میں وارد روایات موجود ہیں جن کی تعداد چار سو سے زائد بتاتے ہیں۔

۷۔ امام مہدی کے بارے میں لکھی گئی کتابیں اتنی زیادہ ہیں کہ اتنی کتابیں کسی اور امام کے بارے میں نہیں ہیں۔

۸۔ امام مہدی کی آمد کے بارے میں روایات تھوڑے سے فرق کے ساتھ شیعہ، سنی دونوں کے مجموعہ روایت میں پائی جاتی ہیں

۹۔ ایک مہدی یا ایک نجات دہندہ کے انتظار میں امیدیں باندھ کر رکھنے اور ان کے نام سے فراڈ، دھوکہ بازی، اور لوٹ مار، جمع دولت، طلب اقتدار کی مثال اگر تاریخ میں تلاش کریں تو اس کا ماخذ سامری ملے گا۔

۱۰۔اتنی کثیر کتب اور روایات کے ہوتے ہوئے بھی امام مہدی کے بارے میں امت اسلامی میں معتقدین کی تعداد بہت محدود پائی جاتی ہے، اکثر افراد ایسے تصور کو مسترد کرتے ہیں بعض نے کسی بے دین اور ضد اسلام کو مہدی بنایا ہوا ہے، بعض اس کا انتظار کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پیدا ہوں گے۔

۱۱۔اگر امام مہدی کے معتقدین و منتظرین بن کر استفادہ اٹھانے والوں کا سراغ لگایا جائے اور ان کی جمع شدہ

دولت، بودوباش اور خواہشات کا اندازہ لگائیں تو آپ انہیں سب سے زیادہ راحت وعیش طلب اور مالی سہولیات میں محو ومستغرق پائیں گے۔

۱۲۔امام مہدی کے معتقدین اگر اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ کسی بھی دور میں ان کے ماننے والوں کو یکجا نہیں کرسکے، ہر امام کی وفات کے بعد لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوتے رہے ۱۔ ایک نے کہا کہ یہ وفات پا گئے ہیں ان کی وفات پانے کے بعد ہمیں کسی اور کو منتخب کرنا ہے ۲۔دوسرے گروہ نے کہا انہوں نے وفات نہیں پائی ہے، وہ آئیں گے، ان کے آنے تک ان کے اور ہمارے درمیان یہ واسطہ ہیں جس کو انہوں نے نائب کا لقب دیا ہے اور وہ سہولتیں جو امام کو حاصل تھیں وہ ان کے نائب کو دے دی گئیں چنانچہ امام مہدی کے بارے میں نواب اربعہ یا نواب اربعہ عشر کا نام لیا جاتا ہے، بعض حضرات نے پہلے نائب امام مہدی کا دعویٰ کیا پھر تھوڑے عرصے کے بعد خود مہدی ہونے کا اعلان کیا۔

۱۳۔ امام مہدی کے پیدا ہونے اور ابھی بھی موجود ہونے کے بارے میں کسی قسم کے دلائل وشواہد عقلی وشرعی نہیں ملتے ہیں جو دوسروں کو قانع کرسکتے ہوں۔

امیر المومنین علی کے قتل کے بعد آپ کے کسی فرزند یا کسی عزیز یا اصحاب میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ نہیں مرے ہیں لیکن عبداللہ بن سبا یہودی نے یہ اعلان کیا کہ علی قتل نہیں ہوئے ہیں، علی مثل عیسیٰ ہیں، علی کو کسی نے قتل نہیں کیا، علی غیبت میں گئے ہیں، اس نے علی کے غیبت میں جانے کا ذکر کیا ہے لیکن ان کو مہدی نہیں کہا ہے چنانچہ یہ فرقہ غیض وغضب امت قرار پایا اور وہ مستحق سزا قرار پایا نیز اس فرقہ کے مبغوض ہونے کے بعد اس فکر کا حامل مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی ہے جس کا اسلام میں کوئی کردار نہیں، وہ حُبّ اقتدار سے لبریز، فضائل حمیدہ سے خارج تھا وہ از خود کسی منصب کے حاصل کرنے میں دینی واجتماعی پہلو نہیں رکھتا تھا لہٰذا اُس نے محمد ابن حنفیہ کو امام قرار دیا اور محمد ابن حنفیہ کے گرد وہی افراد جمع ہوئے ہیں جو فرقہ سبائیہ سے تھے انکو کسانیہ کہا گیا ہے، مختار کے قتل اور محمد ابن حنفیہ کے بیٹے ابو ہاشم کی وفات کے بعد یہ فرقہ بغیر نام منتشر ہوا۔

اس کے بعد سے امام مہدی کا عقیدہ اقتدار طلبان واقتدار خواہاں افراد کا شعار بن گیا چنانچہ عبداللہ محض نے بیک وقت اپنے دو فرزندوں میں سے ایک کو حجاز اور دوسرے کو بصرہ عراق کے الگ الگ علاقے میں امام

بنایا۔نفس ذکیہ اپنے قد و قامت ،شکل وصورت اور رہن وسہن کے حوالے سے ایک ایسے منصب کے لیے موزوں تھے ،وہاں سے انہوں نے امام مہدی کے تصور کو اٹھایا ہے اور حدیث بنائی ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اس امت کو نجات دلانے کے لیے ایک مہدی آئیں گے ،وہ مہدی یہ مہدی ہیں اور ان کے تمام حلیات وصفات اور نسب کے لیے انہوں نے احادیث جمع کی ہیں ،جب نفس ذکیہ کا قتل ہوا اور محمد باقر کی وفات کے بعد انہوں نے امام محمد باقر کے غیب میں جانے کا دعویٰ کیا اور بعض انکی غیبت کے قائل رہے اور اکثر و بیشتر امام جعفر صادق کے گرد جمع ہوئے لیکن امام جعفر صادق ان کی وہمیات و فاسد عقائد کے سراسر خلاف تھے مہدی کا جو ایک وسیع پیمانے پر تصور پھیلا ہے ،وہ امام صادق کی وفات کے بعد پھیلا ہے ،ابھی تک وہی تصور باقی ہے ۔

امام صادق کی وفات کے بعد ابوالخطاب اسدی محمد ابن مقلاص نے کہا کہ اسماعیل امام صادق کے بعد امام ہو نگے ، یہ فکر مری نہیں ،اپنی جگہ زندہ رہی ، یہاں سے خطا حیون کا امام مہدی کے بارے میں تصور بٹ گیا ، بعض نے خود امام صادق کو امام مہدی قرار دیا کہ آپ غیبت میں گئے ہیں ،بعض نے خود اسماعیل کو امام مہدی قرار دیا کہ وہ مرے نہیں ہیں اور وہ غیبت میں گئے ہیں اور بعض نے ان کے فرزند محمد بن اسماعیل کو امام مہدی قرار دیا کہ وہ امام مہدی ہیں تو بیک وقت اسماعیلی تین اماموں کے امام مہدی ہونے کے قائل ہوئے ،شیعوں میں جو امام مہدی کا تصور ہے وہ اندر سے چار گروہوں میں تقسیم ہے ایک ابوالخطاب ، دوسرا امام صادق ،تیسرا امام صادق کا بیٹا اسماعیل یا اس کا بیٹا محمد بن اسماعیل ۔

دوسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے ان کو نہ ماننے والوں کو جمع کر کے عبداللہ کے پیچھے لگایا ،جب وہ وفات پا گئے تو اس گروہ کو موسیٰ بن جعفر کے پیچھے لگایا ،انکی وفات کے بعد ان کو مہدی بنایا ،آگے جا کر امام حسن عسکری جب لاولد دنیا سے گزرے تو کتاب فرق شیعہ نوبختی اور فرق مقالات سعد اشعری اور دیگر فرقوں نے لکھا کہ امام حسن عسکری جب لاولد دنیا سے گئے تو ان کے ماننے والے چودہ فرقوں میں بٹ گئے ،ان فرقوں میں سے ایک فرقہ کہتا ہے کہ امام مہدی پیدا ہوئے ہیں اور وہ غیبت میں گئے ہیں ،ان کو کسی نے پیدا ہونے کے بعد دیکھا ہے نہ وہ غیب میں جاتے ہوئے کسی کو جانشین و وکیل بنا کر گئے ہیں ،کچھ مدت گزرنے کے بعد بعض نے دعوائے نیابت کیا ہے لیکن کسی نیابت پر بھی اتفاق نہیں ہوا ہے چنانچہ حسب تصریح صاحب مفاخر اسلام ۱۱۶ افراد نے دعوائے نیابت

کیا ہے،ان کی نیابت بھی طریق عقلی اور شرعی وقانونی سے ثابت نہیں ہے، اگر اس وقت امام مہدی کے نام سے کوئی صدا، چیخ و پکار اور شور ہے تو وہ سب طاقت کے بل بوتے پر ہے، یہاں سے آپ قارئین مسلمانوں کو عبرت لینی چاہیے عقل کے ناخن لینے چاہئیں کہ گیارہ بارہ سو سال گزر گئے ہیں، اس کے کیا معنی ہیں کہ ایک انسان ہزار سال سے زیادہ مدت سے غائب ہے اور کسی انسان سے ملاقات نہ کرنے اور غائب ہونے کے باوجود وہ ہماری ہدایت بھی کر رہے ہیں وہ ہماری رہبری کر رہے ہیں حتیٰ ابھی تک امام مہدی کا ایک قول بھی ہم تک نہیں پہنچا ہے کہ جس سے ثابت ہو کہ آپ نے فرمایا ہے، ہاشم بحرانی نے جو ضخیم کتاب لکھی ہے، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ بعض یہودی، مسیحی، مجوسی، وغیرہ نے امام مہدی کو دیکھا ہے اور جب گواہ عادل نہ ہونے کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں اس وقت وہ تقیہ میں تھے، امام اس کا ذکر نہیں کر سکتے تھے، امام اظہار نہیں کر سکتے تھے غور فرمائیں کہ جس امام نے ہدایت کرنی ہے اگر وہ ہی تقیہ میں ہوں تو پھر دوسروں کے لیے کیا حکم ہے؟ اگر وہ تقیہ میں تھے تو کیا ہمیں تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کو ماننا چاہیے؟ جس وقت عقل بیٹھ جائے قرآن کی بات کو نہ مانا جائے شواہد و گواہ کے اصول ختم ہو جائیں تو پھر ایسی غیر عقلی و غیر شرعی بات کو ماننے کی کیا منطق ہے۔؟

تصور مہدی:

تصور مہدی کے غیر اسلامی و غیر قرآنی تصور ہونے اور یہ تصور مفاد پرستوں اور دینی مافیہ کے ایجنٹوں کا ایک کارنامہ یا ان کی اختراع ہونے کے بہت سے شواہد ہیں۔

ا۔اس مہدی کے بارے میں آیات محکمات نہ ہونے کی وجہ سے اس گروہ نے سیرت منافقین پر چلتے ہوئے بہت سی آیات متشابہات سے استناد کیا ہے جیسا کہ ہاشم بحرانی نے ایک سو بیس آیات سے استناد کیا ہے، آیات متشابہات کو روایات مرسلات و مقطوعات کے ذریعے تفسیر کیا ہے، آیات متشابہات سے فقہ ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ اصول دین کو ثابت کیا جائے۔ روایات مرسلات و مقطوعات کے ذریعے سے بہت سے علماء کو شرم و حیاء آئی تو انہیں یہ کہنا پڑا ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمارے پاس آیات قرآن نہیں ہیں جس قرآن میں زوجہ مطلقہ کے نفقہ کا اور عورت کی ماہواری کا ذکر ہوا ہے، طلاق کے بعد عدت میں نفقہ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں امام مہدی کا ذکر کیوں نہیں ہوا، کیا امام مہدی کی حیثیت عورت سے بھی کم ہے، امام مہدی اگر نجات دہندۂ بشریت ہیں تو ان کا ذکر کیوں نہیں

ہوا۔تورات میں محمدﷺ کے آنے کا ذکر آیا ہےتو کیوں قرآن میں امام مہدی کا ذکر نہیں۔مرحوم سید محمد باقر، حکیم آیت اللہ محمد حسین فضل اللہ، اور دیگر بہت سے عمائدین نے واضح انداز میں کہا ہے کہ ہمارے پاس آپ کے بارے میں نہ دلیل عقلی ہے نہ آیات قرآنی ہیں بس ہمارے پاس روایات ہیں۔ان روایات کو صحیح وغلط روایات جانچنے کے معیار سے گزاریں اورانہیں تسلیم شدہ اصول ومعیار پر پرکھیں،اگر یہاں دھوکا نہیں ہےتو کیوں ڈرتے ہیں،کم ازکم آپ کے پاس چارسو روایات ہیں،ان میں سے اگر دس بھی صحیح نکلیں تو وہ بھی آپ کے مقصد کے لیے کافی ہوں گی۔

۲۔ بڑے بڑے علماء جیسے شہید مطہری اورشہید الصدر نے امام مہدی پر استدلال کرتے وقت آیت سے استدلال کرنے کی بجائے تصور مہدی کو بین الاقوامی تصور کہا ہے،کمالِ احترام وتجلیل کے ساتھ ان بزرگان کی خدمت میں خاضعانہ وخاشعانہ اور ذلیلانہ عرض خدمت ہے کہ یہ تصور جن اقوام وملل کا ہے وہ کل اقوام وملل ہیں یا یہ اقوام وملل کے مفاد پرست اور منافق ٹولے کا تصور ہے اگر یہ اقوام وملل کا تصور ہےتو اس دنیا میں بسنے والے ایک ارب سے زائد مسلمانوں میں سے پچاس ساٹھ کروڑ اسے کیوں نہیں مانتے ہیں،اس کو تمام شیعہ بھی نہیں مانتے ہیں،اس کو، صرف ایک ٹولہ کیوں مانتا ہے۔؟

۳۔ اب تک جتنے بھی تصور مہدی غلط ہونے اور کار شیطانی ہونے کے ثبوت دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں،وہ یہ کہ اس کا دعوئ کرنے والے بہت سے لوگوں کا چہرہ اس دنیا میں واضح ہوا ہےاوروہ ملحدین ومنافقین و کافرین ومشرکین کے نمائندے نکلے ہیں،امثال غلام احمد قادیانی،احمد محمد علی باب، بہائی، بہاؤالدین وغیرہ۔
ہاشمی رفسنجانی اپنی کتاب امیر کبیر میں لکھتے ہیں اس وقت بہت سوں نے دعوائے امامت کیا ہے،اسی انقلاب اسلامی کے بعد اب تک بہت سے امام مہدی کے دعوے داروں کو گرفتار کر کے بعض کو زندان میں ڈالا اور بعض کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ کیا شبہ قتل میں قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے، کیا امام مہدی کے دعویدار کو قتل کر سکتے ہیں بتائیں کیوں انقلاب اسلامی کی حکومت میں ان کو قتل کیا گیا۔

۴۔ ایران ،عراق سے لے کر اس ملک میں یہاں بہت سی ایسی جگہیں ملیں گی جو امام زمان سے منسوب ہیں حالانکہ وہ مرکز فحشاء ہیں،اگر واقعی صحیح معنوں میں ایک ایسی ہستی واقعیت رکھتی ہوتو ان علماء کو شرم وحیاء آنی چاہیے

تھی اور وہاں مراکز فحشاء کے بارے میں کہتے کہ کیوں ان مراکز کو ہمارے امام کے نام سے منسوب کیا ہے جہاں گناہ کبیرہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، کیا ہم مسلمان صرف مفاد پرست مافیہ ہیں یا کسی دین و اسلام و قرآن و محمدؐ کے ماننے والے بھی ہیں اگر ہیں تو ان کو ان چیزوں پر خاموش نہیں رہنا چاہیے امام حسینؑ کا ذلت کی زندگی سے دور رہنے کے بارے میں مشہور جملہ "ھیھات من الذلہ" کہنے والے کیوں ذلت برداشت کرتے ہیں اور کیوں ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔

تصور امام مہدی کے شیطانی ہونے کا ایک ثبوت:

ایک روایت میں کہتے ہیں کہ امام کا نام لینا حرام ہے اور دوسری روایت میں عملاً ان کا نام لیتے ہیں، ایک روایت میں کہتے ہیں آپ کی معرفت کے بغیر موت جاہلیت کی موت ہوگی تو دوسری روایت میں کہتے ہیں معرفتِ امام ناممکن ہے، کہتے ہیں اگر کسی نے آپ کو دیکھنے یا ملاقات کرنے کا دعویٰ کیا تو اس کو جھٹلاؤ کہ تم غلط کہتے ہو، تم جھوٹے ہو، تم نے نہیں دیکھا اور دوسری طرف سے علامہ حلی سے لے کر سید البحر العلوم، حسن ابطحی اور آیت اللہ بہجت تک ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے امام سے ملاقات کا دعویٰ کیا ہے اور اس پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں، ایک طرف کہتے ہیں آپ کا ظہور کب ہوگا، کسی کو پتہ نہیں، یہ اللہ جانتا ہے یا خود امام جانتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ خود امام کو بھی پتہ نہیں صرف اللہ جانتا ہے جبکہ حوزہ علمیہ قم میں آیت اللہ بہجت نے دس سال تک امام کے ظہور کی بشارت دیتے دیتے چندے سے اپنے اکاؤنٹ میں بے شمار مال جمع کرلیا لیکن وہ خود دنیا سے چلے گئے اور امام کا ظہور نہ ہو سکا، ہمارے ملک کے گوشہ و کنار میں بھی علماء نے امام زمانہ کے ظہور ہونے کے بارے میں خوشخبریاں دی ہیں چونکہ انہوں نے امام مہدی کے بہت جلد آنے کی خبروں کو بڑے یقین کے انداز میں عام کیا تھا، اس لیے ان کو بسانے کے لیے شہر سازی شروع کی، کسی نے مہدیہ سٹی بنائی کسی نے قائم سٹی بنایا، کسی نے منتظر سٹی بنایا لیکن آخر میں جب سب شرمندہ ہوئے اور مہدی کا ظہور ہوتے ہوئے نظر نہیں آیا تو کراچی کینٹ کے اسٹیشن ماسٹر کی طرح جو کہتا ہے تیز گام اور تیز رو ۱۲ گھنٹے انجن خراب ہونے کی وجہ سے لیٹ ہے، آپ لوگوں نے بھی اسی طرح کہا کہ ہماری نیت خراب ہونے کی وجہ سے امام کا ظہور غیر معینہ مدت تک ملتوی ہوگیا ہے۔ کیا یہ غلط چیزیں نہیں ہوئی ہیں، اگر غلط ہوئی ہیں، تو کسی نے روکا ہے، کیا کسی نے کہا کہ غلط کوئی مت کرو اور لوگوں کو دھوکہ مت دو۔

کہا یہ جاتا ہے کہ فی زمانہ کیسانیہ کے ماننے والے کوئی نہیں، کیا یہ حقیقت سے قرین ہے، کیا شیعہ اثنا عشری کے عقائد وافکار ونظریات اسماعیلیوں اور نصیریوں سے مختلف ہیں اور کیا شیعوں نے ان کو اپنی چھتری کے نیچے تحفظ نہیں دیا ہے، اسماعیلیوں نے اثنا عشری کے نام سے ایک مقدمہ الجیش بنایا ہے۔ یہ ان کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو صاف کرتے ہیں جیسے روبوٹ بارودی سرنگوں کو صاف کرتے ہیں، تا کہ جیش ابرہہ الحادی آسانی سے گزرے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شیعہ اثنا عشری کے عقائد وہی عقائد ہیں جو ابن خطاب اسدی، میمون قداح اور محمد ابن نصیری نے اختراع کیے ہیں بلکہ ان کے عقائد سے بھی بدتر ہیں کیونکہ ان کے ہاں نابالغ کی حکومت نہیں چلتی تھی ان کے نابالغوں کے دور میں ان کے وزیر یا فوجی سربراہ حکومت کو چلاتے تھے، جبکہ شیعوں کے نابالغ اماموں کے دور میں ایسا نہیں ہوا۔ اسماعیلی وقداحی خود عزاداری نہیں کرتے لیکن اثنا عشریوں سے عزاداری کراتے ہیں شیعہ اثنا عشری امام حسین کے نام سے اسلام، حضرت محمدؐ، قرآن کریم حتیٰ امام حسین کو پیچھے دھکیل کر یا پس پشت پھینک کر مارنے، پیٹنے، ڈانٹنے، گانوں اور موسیقی کو عام کرنے کی طرح کے کام کرتے ہیں۔ ان کے پاس اسلام سے مقابلہ کرنے کی کوئی طاقت وقوت نہیں ہے اور نہ ہی یہ اس کے لیے دلائل رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ جب انہیں زنجیر زنی و ماتم، گانوں کی موسیقی پر بنائے گئے قصیدے، نوحے اور عزاداری میں جھوٹ شامل کرنے سے منع کریں کہ جن سے اسلام وقرآن وحضرت محمدؐ اور اہل بیت و اصحاب کی توہین واہانت ہوتی ہو تو یہ فوراً کہیں گے کہ تم وہابی ہو شیعوں کے بڑے بڑے عماموں والے اور علم کا دعویٰ کرنے والے علماء سمیت یہ سب اپنی چھتری کے نیچے مجرمین و فاسقین و فاجرین حتیٰ ملحدین کو پناہ دیئے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارا شیعہ ہے یہاں تک کہ انہوں نے بھٹو، بےنظیر، زرداری، بلاول اور سلمان تاثیر جیسے تمام افراد کو تحفظ دے رکھا ہے، شیعوں کی اس شناخت اور اس طرح کے اعمال کو دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی مذہب شیعہ کو مذہب حقہ سمجھے تو اس سے بڑا بےوقوف اور گدھا اور کوئی نہیں ہوگا۔

شیعہ اثنا عشری، اسماعیلیوں ہی کے نظریہ پر چلتے ہیں، یہ بھی دور ظہور تستر رکھتے ہیں لیکن اثنا عشریوں کا دور غیبت امام، اسماعیلیوں کے دور غیبت امام سے کئی گناہ بدتر ہے، اسماعیلیوں کا دور تستر ۲۵۰ سال کے بعد ختم ہوا تو مہدی عبیداللہ اور اس کی نسل نے مصر اور اس کے اطراف کے وسیع علاقے کا اقتدار سنبھالا اور یوں ان کے

خاندان نے چند صدیوں تک حکومت کی لیکن اثناعشریوں کے امام کو ۱۰۰۰ سال سے زائد گزرنے کے باوجود ان کے ظہور یا حکومت کا کوئی نام ونشان تک نہیں لیکن ہمارے بزرگ علماء، محققین، فقہی باریک بینی و دقت اور آیات اور سنت سے استنباط کر کے ہمیں حکم شرعی بتانے کا وعدہ کرنے والوں نے اپنے بیان کردہ فقہی اصول سے ہٹ کر امام مہدی کو استصحاب سے ثابت کر کے کہا ہے کہ وہ موجود ہیں اور نہ ماننے والے مرتد ہیں، لیکن ان کا یہ حکم عقلِ عقلا کے بعد ان کے بیان کردہ فقہی اصول اور نص قرآن یا صریح آیت قرآن "ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے" کے خلاف ہے۔ یہ جو دعویٰ اثناعشریوں نے کیا ہے کہ ان کے ہاں امام بارہ ہیں اور اس کے لئے جو روایات انہوں نے پیش کی ہیں، وہ روایات یا آئمہ اثناعشری یا اثناعشری خلیفہ دونوں صفویوں کی اختراع ہیں، اثناعشری کی روایت ان روایات سے بھی متعارض ہے جن میں آیا ہے کہ ہر دور میں ایک امام ہوگا یا تو غائب مستور رہوگا یا ظاہر و مکشوف ہوگا، یہ کسی منطق و دلیل کے تحت نہیں بلکہ خود ان کے بقول عقل و منطق سے ہٹ کر قائم امام اقنوم کے تحت ہی ہوسکتا ہے، یہ نئے عقائد وضع و اختراع کرنے والوں کی ساخت ہے جو دور صفوی سے شروع ہوا ہے، چونکہ وفات امام حسن عسکری کے بعد انہیں کوئی قابل و لائق شخص نہیں ملا تو انہوں نے دوبارہ دور تستر کو شروع کیا تھا کہ امام یا ظاہر و مکشوف یا مستور و غائب ہوتا ہے چونکہ وفات امام حسن عسکری کے بعد انہیں کوئی قابل و لائق شخص نہیں ملا کہ وہ جس کی امامت کا اعلان کریں لہٰذا وہ تشتت کا شکار ہیں، آئیں دیکھتے ہیں کہ شیعہ اثناعشریوں کے عقائد و نظریات اصول ومبانی اسلام کے مطابق ہیں یا نہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا اس وقت دنیا کے کسی گوشہ و کنار میں کہیں کوئی ایسے شیعہ ہونگے جن کے عقائد و نظریات افکار ابی الخطاب اسدی ومیمون وقداحی سے مختلف ہوں۔

امام مہدی خطداحیون کے نزدیک:

مہدی از روئے امام ہدایت کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ خطداحیون امام متبادل کے لئے استعمال کرتے ہیں یعنی جب ان کو ان کی پسند کے مطابق اور عوام میں مقبولیت کا حامل شخص نہیں ملتا تھا، وہ اس وفات یا قتل شدہ شخص کو امام مہدی کہہ کر لوگوں کو جمع کر کے خود اپنوں میں سے کسی کو ان کا نائب متعارف کراتے آئے ہیں۔

خطداحیون کے پاس مہدی کو منوانے کی مؤثر دلیل یہ ہے کہ جو آپ کے وجود شریف کو نہیں مانتے ہیں، وہ انہیں مرتد

کہتے ہیں لیکن اگر ان سے کوئی پوچھے کہ امام مہدی کے وجود کے بارے میں کیا دلیل ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہی دلیل ہے کہ لوگ جو انہیں نہیں مانتے ہیں وہ مرتد ہیں۔ چنانچہ ہمارا ایک ٹیلی فونی دوست ہے اور ہم نے ایک دوسرے کو دیکھا نہیں ہے، ان کا نام حیدار حسین ہے، وہ محترم ڈھکو کے مقلد اور چاہنے والوں میں سے ہیں اور ہم سے بھی محبت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ان کا ایک رشتہ دار حوزہ علمیہ قم میں پڑھتا ہے، میں نے ان سے سوال کیا کہ امام زمان کے بارے میں کیا دلیل ہے تو انہوں نے آخر میں کہا اگر آپ نہیں مانتے ہیں تو آپ مرتد ہیں، اس پر یہ دانشور بھی خاموش ہو گیا، یہ عالم دین جا کر قم میں یہ کہے گا کہ میں اپنے ہاں کے ایک دانشور کو خاموش کر کے آیا ہوں، ان میں مزید ہمت نہیں ہوئی، جناب کسی کو مرتد کہنے کے لئے بھی کوئی اصول ہوتا ہے، جو ان کے کہنے کے بعد مہدی کو نہ ماننے والوں کے مرتد ہونے کو نہیں مانتے ہیں ان کے خیال میں وہ بھی مرتد ہیں، جہاں دلائل کی جگہ نہ ماننے والوں کو مرتد کہا جاتا ہو، وہاں جتنے لوگ امام مہدی کو نہ مانیں گے، وہ انہیں بھی مرتد ہی کہیں گے۔

مہدی اور مہدویت میں تردد، کبھی کہتے ہیں مہدی آئے گا اور وہ یہ کام کرے گا، کبھی کہتے ہیں ہم ان کے انتظار میں نہیں ہم تو مہدویت کے قائل ہیں۔

مال امام سے خورد و نوش کا اہتمام ہوتا ہے، یہ اپنی جگہ دو مدوں سے پورا کیا جاتا ہے، ایک بے وقوف و احمق، جاہلوں اور دوسرے بے چارے، دہاڑی دار مزدوروں سے لیا جاتا ہے کہ تمہاری کسب شدہ آمدنی کا پانچواں حصہ امام زمان کا ہے، آپ نے یہ حصہ امام زمانہ کو دینا ہے ورنہ آپ کی آمدنی حرام ہوگی۔

۱۔ یہ، حصہ نہ دینے والوں سے کہتے ہیں کہ اس طرح تمہاری نوکری ختم ہو سکتی ہے، تم جان سے بھی جا سکتے ہو، اوپر سے تم پر عذاب نازل ہو سکتا ہے، تم جل سکتے ہو، آخر میں زہراء مرضیہ تمہاری دشمن ہوں گی اور غاصبین فدک کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا۔

۲۔ مجلس و اجتماعات میں انہیں شرمساری کا سامنا کروائیں گے، ذلیل کریں گے، کھانے سے اُٹھائے جائیں گے، یہ ذلت و خواری صرف نچلے طبقہ کے ساتھ ہوگی۔

۳۔ دوسری عالمی کفر کانفرنس میں اسلام کے خلاف منظور ہونیوالا بجٹ عالم اسلام کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ذریعے تقسیم ہوا ہے جہاں وہ کارآمد سمجھتے ہیں، دولت پھینک دیتے ہیں، مجتہد کے پڑوس میں مسجد و مدرسہ

کاروان اور حسینیہ چلاتے ہیں۔

اس وقت امام مہدی پر مؤسسات ومنشورات لکھے گئے کتب ومجلّات کے اعداد وشمار حد سے گزر گئے، کتابوں کا نام لیں گے تو سننے والے پر حیرانی اور سکتہ طاری ہو جائے گا، وہ تعجب کرے گا، بحرانی نے امام مہدی کے بارے میں ۱۲۰ آیات اور پانچ چھ سو روایات لکھی ہیں، صدوق نے اکمال الدین لکھی، مجلسی نے بحار اور محمد صدر نے موسوعہ مہدی لکھی لیکن ان تمام کتب ومجلّات وموسوعات میں کہیں نہیں لکھا ہے کہ امام کی پیدائش کے بعد انہیں گھر سے باہر کسی عادل ومعتبر وموثق دو علماء یا افراد نے دیکھا ہو یا امام حسن عسکری نے کم سے کم دس بیس معتبر انسانوں کو دکھایا ہو، کہیں بھی ایسا ذکر نہیں ملے گا۔

وہ اس سلسلہ میں بے معنی بلکہ خلاف عقل وشریعت نعرے مثلاً لبیک یا حسین بلند کر کے دوسروں کو خوف زدہ کرتے ہیں تا کہ وہ یہاں کفر والحاد کا ماحول ساز گار کریں۔

یہی لوگ مہدی کے بارے میں شکوک وشبہات بھی پھیلاتے ہیں' دانشور بھی بنتے ہیں پھر اس کو ثابت کرنے کے لئے سر توڑ کوشش بھی کرتے ہیں چنانچہ میرے ساتھ پیش آنے والے دو نمونے ملاحظہ کریں۔

۱۔ محمد نواز از چیلو والے حج کو جانے کیلئے میرے پاس آئے اور کہا آغا صاحب امام مہدی سمجھ میں نہیں آیا، اس بارے میں کچھ وضاحت کریں، ہم نے انہیں مرحوم شہید صدر کی تصور مہدی ترجمہ محترم ساجد صاحب دی، انہوں نے اپنے دوست ثقلین کو دی، دونوں نے یقین کا اظہار کیا، اس کتاب میں امام مہدی کو مشکوک ثابت کیا گیا ہے کیونکہ صاحب کتاب نے صرف طول عمر کے شبہ کو مسترد کیا ہے اصل وجود کو ثابت نہیں کیا ہے۔

۲۔ جناب یاور صاحب کراچی محمود آباد میں رہتے ہیں، صاحب کاروبار ہیں، ان کے بقول ہماری کتابیں پڑھتے ہیں، ایک دن وقت لے کر خصوصی سوال لے کر آئے، اس وقت میرے پاس شبیر اور عمار بیٹھے ہوئے تھے، میں نے ان کو نزدیک بلایا، پوچھا کیا سوال ہے کہا امام مہدی کے بارے میں کچھ تشویش اور شکوک وشبہات ہیں، میں نے ان کو ان کی پیدائش اور نصب امامت کے بارے میں لکھی گئی کتابوں اور ان کے مندرجات کی روشنی میں بتایا کہ یہ دلائل کافی نہیں ہیں، آپ فوراً مطمئن ہو گئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ روایت پیش کی جس میں امام صادق نے فرمایا کہ آپ کے ظہور میں اتنی تاخیر ہو گی کہ لوگوں کو شک ہو گا کہ امام مہدی کا وجود ہی نہیں، شرف الدین ان لوگوں

میں ہے شریعت اسلام میں اگر کوئی شخص غائب ہو جائے یا زیادہ عرصہ گزر جائے تو حاکم شرع ان کی جائیداد ان کے ورثا میں تقسیم کرتا ہے، ان کی زوجہ کی عدت نہیں ہے، بعد میں وہ ازدواج کرتی ہے سوال یہ ہے کہ کیا جس شخص کو کسی نے بھی پیدا ہونے کے بعد چار پانچ سال نہیں، سو سال نہیں ایک ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد بھی دیکھا تک نہ ہو، اس کی حیات پر بغیر کسی دلیل عقلی و شرعی عقیدہ رکھنا بے دینی و بے ایمانی کی دلیل بنتی ہے یا ایمان داری کی۔

۳۔ تاریخ اسلامی میں مدعیان مہدی ہمیشہ اقتدار پرست و زر پرست، منافقین و فاسقین، مجہول الحال والنسب بلکہ ملحدین رہے ہیں' چنانچہ مہدیون کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ اقوام عالم میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے۔

۴۔ مہدیون کبھی کہتے ہیں امام غائب ہے نظروں سے اوجھل ہے، ہم آپ کے انتظار میں ہیں، کبھی کہتے ہیں وہ حاضر و ناظر ہے۔

اعلان مہدی ان کی اپنی پیداوار ہے، وہ جب چاہیں پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ اس کا دعویٰ کرنا چنداں دشوار نہیں کیونکہ اس کا دعویٰ ان کے دیگر دعاوں جیسا محتاج اقامہ دلیل و برہان نہیں، وہ امام مہدی کی موت کا انکار کر کے کہتے ہیں وہ مرے نہیں ہیں چنانچہ ہم نے اپنے ملنے والے محترم مجلسی صاحب سے عرض کیا تھا کہ آپ پانچ دس گواہ عادل پیش کریں جنہوں نے امام حسن عسکری کے گھر میں آپ کے فرزند محمد مہدی کو پیدا ہونے کے بعد دیکھا ہے یا ان کو امامت پر نصب کرتے سنا اور دیکھا ہے تو آپ نے کہا گواہ نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ حالات ایسے تھے کہ وہاں گواہ نہیں رکھ سکتے تھے چنانچہ فقیہ سرگودھا نے بھی یہی بات کی تھی حالانکہ اتنے بڑے دعوے کے لیے محکم دلائل اور گواہ نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ پر مبنی ہے خطداحیون کے جتنے بھی گروہ ہونگے یا بنیں گے، ان کا مذہب ہی امام بنانا ہے، وہ ایک کو پیدا کرتے ہیں اور ایک کو غائب کرتے ہیں۔ ان کے مذہب میں جتنے بھی مہدی زیادہ پیدا ہونگے، ان کے مذہب کو تقویت ملے گی جس طرح آج کے دور میں ہر قسم کے نئے مذہب بنانے کی کوئی ممانعت اور روک ٹوک نہیں ہے کیونکہ سیکولر حکومت ہے، وہ ہر مذہب و پارٹی کو آزادی دیتی ہے دیگر فرق و مذاہب بھی مذہبی ہم آہنگی کے نام سے انہیں تحفظ دیتے ہیں، اگر وہ محدود و بدنام ہیں تو کسی رسمی مذہب میں ان کو تحفظ ملتا ہے۔ پھر آگے جا کر یہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ کسی بھی مذہب کو آپ برا نہیں کہہ سکتے ہیں، اس

طرح جتنے بھی احزاب بنائیں گے قوم اتنی منتشر ہوگی غرض ان کے لئے یہ خوشی کی بات ہے دوسرا گروہ وہ ہے جو بریانی کھانے والے ہوتے ہیں، وہ کسی بھی منطق و دلیل کو نہیں مانتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ جا کر علماء سے بات کریں، کسی نے اگر علماء میں افتخار نقوی یا راجہ ناصر، امین شہیدی و کاظمی کی طرف بات پلٹائی تو اس شخص کی شامت آجائے گی۔

نظام امام زمانہ:

۱۔یہ عقیدہ کثرت اکاذیب، جھوٹ کی بوچھاڑ اور گندگیوں میں پروان چڑھتا ہے۔

۲۔عقیدہ مہدویت دعوائے الوہیت ونبوت سے بیگانہ نہیں ہے۔

۳۔عقل وعقلانیت سے خارج ایک چہ چا ہے۔

۴۔رشوت ستانی پر قائم ہے۔

امام مہدی دنیا کو عدل وانصاف سے پر کریں گے جبکہ قرآن میں آیا ہے ظلم وعدل، مومنین وکافرین اور حق وباطل کی جنگ تا قیامت جاری رہے گی (مائدہ ۱۴۔۶۴۔)

یہ عقیدہ مجموعہ ومرکب عقائد فاسد کا مظہر ہے ملت کو جام کرنے اور سلانے کے ترانے ہیں، یہ عقیدہ کسی بھی دلیل و برہان پر قائم نہیں ہے اس کے باوجود ہم اسلام کا واضح وروشن چہرہ پیش کرنے کے لیے بحث وگفتگو کو جاری رکھیں گے بطور مثال عقیدہ نبوت حضرت محمدؐ خاتم النبیین کو یہود ونصاریٰ دونوں تسلیم نہیں کرتے تو ہم ان سے گفتگو یا بحث کو بعثت انبیاء میں لے جائیں گے، ہم ان کو تورات وانجیل سے استناد کرکے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھ سکتے ہیں اور انہیں بتائیں گے کہ آپ کی کتب میں لکھا ہے کہ آنے والے نبی کی کیا صفات وشرائط ہونی چاہئیں نیز حضرت محمدؐ کی نبوت پر کیا اشکال ہے جبکہ اس کا ذکر آپ کی انجیل وتورات میں ہے۔ لیکن یہاں خطداحیون کا کہنا ہے کہ اگر اس کا سر بھی لائیں گے تو ہم نہیں مانیں گے کہ وہ فوت ہوئے ہیں۔

امام زمانہ جب قیام فرمائیں گے تو دنیا کو عدل وانصاف سے پر کریں گے، یہ وعدہ بیچ سے نکالا ہوا جملہ نہیں جس طرح خطداحیون آیت مودت، آیت رکوع، آیت تطہیر سے نکالتے ہیں اور اسے اس آیت کے آگے پیچھے سے مربوط نہیں کرتے جبکہ یہاں کل بیان یہی ہے لیکن یہ بیان اپنے اندر نفاق اور دھوکہ وفریب سے بھرا ہوا ہے اس کی

وضاحت اس طرح سے ہے کہ دنیا میں بشریت کے لئے دو گروہ نکلے ہیں۔

ا۔گروہ انبیاء نے جو بات اٹھائی ہے اس میں کسی قسم کا ابہام و اجمال نہیں تھا انہوں نے جب اعلان کیا کہ ہماری دعوت بغیر کسی امتیاز رنگ و نسل قوم و قبیلہ اور غنی و فقیر ہے تو کٹنے والے پہلے دن ہی کٹ گئے، رہنے والے رہ گئے البتہ کٹنے والوں نے بعد میں دیکھا داعی اپنی دعوت میں صادق ہے تو ان میں سے بعض حقیقی معنوں میں اور بعض منافقانہ تسلیم ہو گئے۔

۲۔دوسرا دعویٰ مفاد پرست انسانوں کا ہے جو کہ مبہم جملات استعمال کرتے ہیں۔قیام عدالت کی بات کرتے ہیں لیکن جب اقتدار پر آتے ہیں تو ظلم کی انتہا کرتے ہیں بھٹو نے غریبوں کی بات کی لیکن خدمت اور کام وڈیروں کے لئے کیا، انہوں نے خود اور ان کی بیٹی نے عوام کا خون چوسا، وہ خود اس وقت ملک کے بڑے جاگیر دار تھے بے نظیر بھٹو کے اقتدار پر آنے کے بعد تو اس پارٹی اور خصوصاً آصف زرداری کی لوٹ مار کے قصے زبان زد عام ہو گئے اسی طرح آج بارئیش قادری انقلاب و شہادت حسین کی بات کرتے ہیں لیکن اجراء و نفاذ اسلام کی بات سے گریز کرتے ہیں نعرہ ظہور امام مہدی اور قیام عدل کا شمار بھی انہی جیسا نظر آتا ہے، ایک انسان ان میں کہاں اور کیسے تمیز کرے، ان کے شعار اور شعار سوشلزم میں کیا فرق ہے۔ہر سیاست دان حکومت و اقتدار ملنے سے پہلے غریبوں کے مسائل حل کرنے، ان کی تقدیر بدلنے اور ملک کی ترقی کی بات کرتا ہے لیکن اقتدار ملنے کے بعد وہ سابق حکمرانوں کی روش پر چلتے ہوئے غریبوں پر ظلم کے ساتھ ساتھ ملک کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا ہے۔

امام مہدی جب تمام تر طاقت و قدرت سے ظہور کریں گے اور دنیا کے ہر ظالم و جابر کو چیلنج کریں گے تو وہ کیوں ڈرپوک اور خوف زدہ انسان جیسی تقیہ و توریہ والی بات کرتے ہیں، یہ عدالت جو وہ لائیں گے کونسی عدالت ہو گی، نظام سرمایہ داری کی عدالت، کمیونزم و سوشلزم والی عدالت یا میکاؤلی والی عدالت ہو گی۔

۳۔کہتے ہیں اگر قیامت برپا ہونے کے لئے ایک دن بھی باقی رہ گیا تو بھی امام مہدی کا ظہور رہو گا اور وہ دن بہت لمبا ہو گا حالانکہ اس نظام شمسی میں ۲۴ گھنٹے سے زائد لمبا دن ممکن نہیں گویا امام مہدی کی خاطر سارا نظام شمسی و کائنات بدلنا پڑے گا۔آیئے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ کیا امام مہدی کی خاطر ایسا ہو گا یا نہیں؟ اگر قرآن نے نفی میں جواب دیا تو اس کا مطلب ہے کہ ان کا دعوائے ظہور مہدی جھوٹا ہے، "یہ زمین میں اور زیادہ استکبار کرنے لگے اور بری بری

چالیں چلنے لگے، حالانکہ بری چالیں اپنے چلنے والوں ہی کو لے بیٹھتی ہیں۔اب کیا یہ لوگ اس کا انتظار کر رہے ہیں کہ پچھلی قوموں کے ساتھ اللہ کا جو طریقہ رہا ہے وہی ان کے ساتھ بھی برتا جائے؟ یہی بات ہے تو تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقرر راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔''(فاطر۔۴۳)

اگر یہ سارا کچھ معجزوں ہی سے کرنا ہے تو پھر امام مہدی کا کردار کیا ہوگا جبکہ معجزہ بھی کسی نبی یا رسول کو دیا جاتا ہے نہ کہ امام کو۔

فروغ واشاعت نظریہ مہدویت:

امام مہدی یا مہدویت کو معاشرے میں کیسے اور کون فروغ دیتا ہے اس سلسلے میں تجزیہ وتحلیل گران کا کہنا ہے یہ ان ذرائع سے فروغ پاتا ہے۔

ا۔عیش ونوش، کھانے پینے اور جینے کے وسائل کی فراہمی اور مجلّات کی فراوانی سے اس نظریے کو فروغ ملتا ہے اس کے لیے ہزاروں انسانوں کو مفت کے مفت تمام وسائل فراہم کیے جاتے ہیں کہ آپ کو یہاں بیٹھ کر دعائیں کرنی ہیں، آپ کی ضروریات ابھی سے مرتے دم تک خزانہ ومال امام سے پوری ہوں گی اگر کوئی امام زمان کے نام سے ادارہ کھولے گا تو اس کی معاونت کی جائے گی، مجتہد بنیں گے تو ان کیلئے مادام العمر ضروریات پوری کی جائیں گی، اگر مال کو جمع کرنے کا کام کریں گے تو اس کا اپنا کمیشن ہوگا، اب آپ دیکھیں کہ سامراء میں سرداب غیبت امام زمان کے مجاورین ومتولین کے لئے کتنی درآمدات ہیں، مسجد جمکران والوں کے لیے کتنی عیش ونوش کا بندوبست کیا گیا ہے، پاکستان کے شہر لیہ میں امام کی شادی کے نام پر قائم مرکز میں کس قدر عیش ونوش کے تمام وسائل فراہم کیے گئے ہیں ان مراکز کو بنانے والوں کے لیے کتنی عیاشی کے سامان ہیں لیکن امام زمان کا نام لینے والے اور اس نام سے اپنے لیے عیش ونوش کا بندوبست کرنے والے اپنے امام کے پیدا ہونے، امام ہونے، زندہ ہونے یا ان لوگوں کی زندگی میں دخل دینے کے بارے میں ایک دلیل بھی عقل اور قرآن وسنت سے پیش کرنے سے عاجز وقاصر دناتواں ہیں اور اس سلسلے میں ان کے پاس نالائی وپریشانی کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اس تمام عیش ونوش کے بعد ان کو صرف غصہ یہ ہے کہ ہمارے اعتقاد پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے۔

۲۔کثرت تصنیفات روایات مرسلات ،مقطوعات وموضوعات،خواب اور قصہ کہانیوں پر مشتمل ہیں تالیفات متقدمین علماء بعض بطور معاوضہ قرار داد پر لکھی گئیں،اور بعض کتب ومجلّات ہیں جو کہ عقل اور آیت وروایت مستند سے عاری ہیں۔

۳۔آپ خون پسینہ کی کمائی سے بنائی ہوئی مسجد گرا کر این جی اوز کے پیسہ سے نئی مساجد بنائیں۔

اسلامی مجامع میں مندرج احادیث کے ایک مجموعہ کو روایات موضوعہ کے نام سے یاد کرتے ہیں ان موضوعات میں سے ایک مہدی سے متعلق روایات ہیں امام مہدی سے متعلق روایات موضوعات میں سے ہونے کی دلیل وہ موازین ہے جو روایات موضوعہ کی شناخت کے لئے علماء نے وضع کئے ہیں بطور مثال:

ا۔اجر وثواب ،عقاب وسزا جو عقل وقرآن وسنت کے بیان کردہ موازین کے خلاف ہو۔کہتے ہیں امام مہدی کی غیبت کے دور میں آپ کے انتظار کرنے والے کربلا میں امام حسینؑ کی رکاب میں خاک وخون میں غلطاں ہونے والوں سے افضل ہیں۔کیا امام مہدی رسولؐ اللہ سے بھی افضل ہیں؟ کہ رسولؐ اللہ کے ساتھ بدر میں شرکت نہ کر سکنے والوں کو ہمیشہ یہ حسرت رہی کہ بدر میں اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو جو اللہ نے اجر وثواب عطا کیا ہے وہ اُس سے محروم رہے،لیکن نبی کرامؐ نے انہیں یہ نہیں فرمایا کہ آپ کو بھی وہی ثواب ملے گا جو شرکت کرنے والوں کو ملا۔حضرت محمدؐ کی بعثت سے پہلے بعض یہود و نصاریٰ آپ کی بعثت کے منتظر تھے لیکن آپؐ کی بعثت سے پہلے وہ دنیا سے گزر گئے،کیا ان لوگوں کے لیے بھی وہی اجر ہو گا جو بدر واحد میں خون وخاک میں غلطاں ہونے والوں کے لیے ہے؟ کیا دین اسلام میں اجر وثواب،سزا وعقاب کے لیے کوئی اصول وضابطہ ہے یا اناڑی ہے۔

۲۔اسلام میں اعمال کا میزان حج وجہاد وقتال ہے،کیا ایک امام کی رکاب میں جنگ کرنے والے اور اسلام کی خاطر اپنے گھر کی ویرانی و بربادی کی پرواہ نہ کرنے والے اور امام کے نام سے لوگوں سے لوٹی گئی دولت سے اپنے گھر کو سنگ مرمر سے سجانے والے،ائیر کنڈیشن گاڑیوں میں سفر کرنے والے اور متنوع اور نایاب غذاؤں سے لطف اندوز ہونے والے اور اپنی حفاظت کیلئے بہت سے مسلح افراد رکھنے والے برابر ہیں،کیا کوئی صاحب شعور اس بات کو مانتا ہے اگر نہیں مانتا تو باہر محافظ بن کے رہنے والے گارڈ سے پوچھیے کہ کیا آپ کو وہی لطف آیا ہے جو کسی علامہ کے ساتھ گارڈ کو آتا ہے۔

اسلام کے خلاف محاذ سب سے پہلے خطداحیون نے بنایا:

ملک وملت اور دین وشریعت کے خلاف سازشیں دو محاذوں سے ہوئیں جن میں سے ایک محاذِ ملت ہے اور دوسرا محاذِ دین۔ محاذ ملت پر حملہ کرنے والے اس کے نقطہء اتحاد پر حملہ آور ہوتے ہیں' جہاں یہ ملت مختلف نسلوں، رنگوں، قوموں اور جنسوں کو اپنے پیچھے چھوڑ کر جس نقطہ پر جمع ہوئی تھی، اس پر حملہ کرتے ہیں، وہاں وہ ایک نقطہ کی جگہ چندین نقاط بناتے ہیں، ہر ایک نقطے پر ایک نافہم و ناسمجھ اور نہ سننے والے مسلح گروہ سے پاسداری کراتے ہیں چنانچہ یہ ملک جسے مسلمانوں نے بڑی جد و جہد سے حاصل کیا تھا کہ یہاں مسلمان سب یک دل و جان بھائیوں کی طرح ایک قالب میں رہیں گے ہمیں شمال، جنوب اور مشرق و مغرب سب اطراف سے اس کا دفاع کرنا ہے یہ سب چار جہت سے پاکستان ہے لیکن سب سے پہلے یہاں تفرقہ بازی کا نعرہ بلند ہوتا ہے بنگالی' سندھی' پنجابی، آخر میں مہاجرین اور اس کے بعد گلگتی بلتی اور نمی دانم ان کے بعد کتنے گروہ بنتے ہیں اس کے بعد سادہ عوام کو دھوکہ دینے کے لئے سیاسی شعبدہ باز الگ صوبوں کا نعرہ بلند کرتے ہیں' خود کو قوم کا ہیرو کہتے ہیں اور پھر یہی لوگ ایک دن کسی کافر ملک میں بیٹھ کر اس ملک کی سودا بازی کرتے ہیں۔

دوسرے مرحلے میں جو نقطہ تھا وہ دین تھا کہ یہاں کا آئین اسلام ہوگا، اس کو نقطہء اختلاف بنایا اور کہا گیا کہ یہاں اسلام نہیں اسلامی فلاحی ریاست ہوگی، ان دو محاذوں پر حملہ آوروں کا قبضہ ہونے کے بعد اب نئے پاکستان کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور اس کے تحت نہ یہاں نظام اسلام آئے گا اور نہ یہ اسلامی وفلاحی ریاست ہوگی بلکہ یہاں یہود و ہنود و مسیحی او رہندو و بدھ مت سب یکساں حقوق کے مالک ہونگے، اس مطالبے کی منظوری کے لئے نئے پاکستان میں جنازوں اور دھرنوں کی مخترع وبانی وحدت مسلمین بھی ان کے ساتھ بیٹھی ہے۔

صدر اسلام میں بھی نبی کریم کی وفات کے کچھ عرصے کے بعد انہی دو محاذوں پر حملہ ہوا تھا۔

ا۔ وحدت امت جس کو قرآن کریم نے امت واحدہ کہا ہے جہاں تمام روابط و تعلیمات جاہلیت کے افتخار و انساب کو ختم کیا گیا تھا او رعرب وغیر عرب، قریش وغیر قریش سب کو اس نقطہء قربی نقطہء توحید پر متحد کیا گیا تھا، اس نقطے پر جیش کفر و شرک خطداحیون نے حملہ کیا او رامت کو امت اہل بیتؑ وغیر اہل بیتؑ کے نام سے دو گروہوں میں تقسیم کیا، اس کے لئے اسلام دشمن افراد صاحب حلیہ، خاموش طبع اور خواہش اقتدار رکھنے والے کے گرد جمع ہو گئے، کہا آپ

پر ظلم ہوا ہے، آپ کا حق چھینا گیا ہے، پھر اس کے لئے لشکر تیار کیا، جہاں جہاں موقعہ ملا علم اہل بیت بلند کیا چنانچہ خطابیوں اور قداحیون نے خاندان بنی ہاشم کے گھرانوں کی چوکھٹ پر پہرہ داری شروع کی ، اگر وہ خود قابو نہیں آئے تو ان کی اولادوں کے سروں پر ہاتھ رکھا یہاں تک کہ خود اہل بیت کو تتر بتر اور منتشر کیا، امام محمد باقر اور زید بن علی میں اختلاف پھیلایا، اولاد امام حسن اور اولادِ امام حسین میں اختلاف پھیلایا چنانچہ عبداللہ محض نے امام صادق سے کہا آپ میرے فرزندوں سے حسد کرتے ہیں اور پھر اس گروہ نے امام صادق کے چاروں فرزندوں سے دعوائے امامت کرایا، عبداللہ محض کے دونوں فرزندوں کو قابو کیا، اس طرح نقطہء اتحاد آیت واحد نہیں رہا یہ اتحاد بکھر گیا اور اہل بیت والے بھی ایک نہیں رہے۔

خطداحیون کے افکار و تاریخ، عقائد و احکام اور ثقافت و اخلاق:

ادیان میں تقابل کئے بغیر ایک دین پر کھڑا رہنا انسان کو دیئے گئے امتیاز سے روگردانی ہے، یہ خود کو انسان سے گرا کر حیوانوں میں رکھنے کی کوشش ہو گی، امام علی بن ابی طالب نے اس کو ہمج الرعی آواز کے پیچھے جانے والا کہا ہے، دوسرا اس کی تمام تر کوشش کھانے پینے میں استغراق ہے اب اس کو انسان نہیں کہہ سکتے ہیں، اب دین والے عقائد و احکام و اخلاق تابع قرآن و سنت نہیں رہے بلکہ چند صدی گزرنے کے بعد آنے والے کسی عالم دین کہ ہم جن کے بارے میں حسن نیت رکھتے ہیں لیکن حضرت محمدؐ کی جگہ ان کی تقلید کرنا کسی آیت یا سنتِ محمدؐ سے استناد نہیں ہے۔ کسی شخص کی اتباع و تاسی کی سند بغیر پیروی کرنا بھی حیوانی صفت ہے۔ کسی کی تقلید میں رہنے پر اصرار کے علاوہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، صرف عجز و ناتوانی ہے اب علماء و مجتہدین و فقہا اور دانشوران و سکالر حضرات تک اپنی مذہبی فرسودگیوں میں محو ہیں یا اپنے الحادی اساتید کی تعلیمات و ہدایات کی وجہ سے دین سے خارج ہیں دین کو قرآن و حضرت محمدؐ سے استناد کرنے سے گریز کرنے والوں کا اسرار ہے کہ وہ تقلید ہی کو عین دین گردانتے ہیں، اس میں ان کا ایک فلسفہ ہے کہ تقلید کے دروازے سے ہی وہ من مانی کرتے ہوئے بے دینی پھیلا سکتے ہیں قرآن و سنت کی جگہ پر بعد میں آنے والے فقہاو مجتہدین کی تقلید کا دین سے انحراف ہونے کا واضح ثبوت یہ ہے کہ دینی تقابل یا مذہبی تقابل کے ذریعے بہتر دین کو انتخاب کرنے پر اس وقت سماجی و اجتماعی اور معاشرتی و سیاسی پابندی اور بندش ہے اب مذہب کتنا ہی فرسودہ و فاسد کیوں نہ ہو مذہب والوں کو کفر و الحاد اپنانے اور

پھیلانے کی کھلی چھٹی ہے۔لیکن ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں جانے کی یا مذہب سے نجات حاصل کر کے دین کو اپنانے کی اجازت نہیں، حالانکہ عقل انسان کو ہر چیز میں بہتر کے انتخاب کی دعوت دیتا ہے۔قرآن میں بھی یہی ہدایت آئی ہے۔"جو بات کو غور سے سنتے ہیں تو اس میں جو بہترین ہوتی ہے اس کی پیروی کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی ہیں جو عقل والے ہیں۔"(زمر۔۱۸)

مذاہب میں تقابل کے بغیر ایک مذہب پر اصرار اگر انسان کو دیئے گئے امتیاز عقل سے دوری و روگردانی کے برابر یا مترادف ہے تو عقل کے بغیر انسان دو پاؤں والے حیوان ہیں جن کی پہچان آوازوں پر کان لگانے، زندگی بھر کھانے پینے اور عیش و نوش تک محدود ہے اب مسلمان دین کے حوالے سے حضرت محمدؐ کی برائے نام امت ہیں باقی رہی افکار و تاریخ و عقائد اور احکام و اخلاق کی بات تو اس حوالے سے وہ اپنے اپنے مقتداء و پیشوا اور مورث اعلیٰ عبداللہ بن سبا کے پیروکار ہونے کی وجہ سے شرمندہ ہیں لہٰذا وہ ان کا نام لیئے بغیر ان کے عقائد و احکام و اخلاق پر چلتے ہیں خطابیہ وقدا حیہ دونوں کی بنیادی و اصلی فکر اور ان کے عقائد یہودیوں، مسیحیوں اور مجوسیوں سے ملتے ہیں کیونکہ یہ لوگ پہلے یہودی، مسیحی اور مجوسی تھے، ہم یہاں ان کے عقائد و احکام و اخلاق کے بارے میں کچھ حقائق پیش کریں گے۔

خطداحیون کی کوئی غیرت دینی نہیں:

ان کا کوئی دین نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جو دین ان کے پاس ہے، وہ ان کے گلے پڑا ہے، اس کی کوئی سند قرآن اور سنت رسولؐ سے نہیں ملتی ہے لہٰذا جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کے دین کے بارے میں قرآن میں ذکر نہیں ہے تو کہتے ہیں قرآن میں نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے اور جب کہیں کہ جناب عالی آپ کے پاس جو دین ہے اس کی تو حدیث رسولؐ سے بھی کوئی سند نہیں ملتی تو کہتے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، ہم حدیث کو علی سے لیتے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ لوگوں کو بیہودہ چیزوں میں مصروف رکھ کر دین کو بریانی و آغاخانی سے چلاتے ہیں ان کی غیرت جعلیات سے دفاع اور جعلیات کے لئے قربانی و فداکاری ہوتی ہے، وہ اصل اساس دین سے دفاع کی غیرت کھو چکے ہیں۔ میں نے علم و دانش سے وابستہ چند شخصیات کو دین کے بارے میں غور کرنے کی دعوت دی جن میں موضع کھچوراہائی اسکول کے اساتید بھی شامل ہیں انہیں بھی اس بارے میں خط بھیجا تھا معلوم نہیں

اساتید نے دیکھایانہیں، کوئی پتہ نہیں، اسی طرح ضلع چپلو میں واقف و آشنا بعض دانشوروں کو بھی خط بھیجا تھا یہ خط میونسپل لائبریری کے توسط سے بھیجا ہے، انھوں نے بھی دیکھایانہیں، شاید وہ وصیت کریں کہ ان کے مرنے کے بعد اس خط کو ان کے جسم اور کفن کے درمیان رکھیں کیونکہ انہیں خطرہ ہے کہ ان کے مرنے کے بعد یہ خط کسی کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اس خط میں موجود حقائق سے کہیں ان کے غیر حقیقی اور غیر شرعی مذہب کا بیڑہ غرق نہ ہو جائے، میرا یہ خط ہمارے علاقہ چھورکا کے ایک معزز استاد پابند صوم وصلاۃ حاجی جناب ماسٹر غلام مہدی کو بھی بھیجا گیا تھا جس میں لکھا تھا یہ جو دین کے نام سے آپ کے علماء خلاف قرآن و سنت عقائد بتا رہے ہیں وہ غلط ہیں، آپ لوگ اس پر سوچیں تو ان کی غیرت دینی حرکت میں نہیں آئی لیکن سنا ہے کہ محلے والوں نے ایک پہاڑ پر اپنا قبضہ جمایا تو اس کے لئے ان کی غیرت قومی جوش میں آئی ہے۔

خطداحیون اہل بیت کی چھتری میں:

فرق شناسوں کا کہنا ہے شیعہ فرقوں میں سے ایک فرقہ بنام شیعہ اثناعشری ہے جو دیگر فرق شیعہ سے مختلف ہے لیکن تجزیہ و تحلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ایک دھوکہ و فریب ہے اثناعشری وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو اسماعیلیوں کا ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ اثناعشری تمام فرق ضالہ کو اپنی چھتری میں رکھے ہوئے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مینار پاکستان لاہور میں وحدت مسلمین کی طرف سے منعقدہ کانفرنس میں اختتامی خطاب کرتے ہوئے ان کے سرپرست آغا راجہ ناصر نے کہا یہاں شیعوں کے کوئی فرقے نہیں ہیں ہم سب شیعہ ایک ہیں ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ سب خلفاء کے الزام میں جو افراد جیل گئے ہیں ان کا اور میرا عقیدہ ایک ہے۔

۱۔فرق و مذہب جس نام سے بھی ہو وہ ملحدین و کافرین اور اسلام کے باغی و طاغی لوگوں میں سے ایک گروہ ہو گا یا شرک و نفاق میں خطداحی ہے کیونکہ مذہب کے معنی اسلام سے باہر ایک جداگانہ راستے کے ہیں اگر آپ کے پاس اسلام کل ہے تو وہ فرقہ نہیں اور اگر آپ کے پاس اسلام کا کوئی جزء ہے تو وہ محتاج جزء دیگر ہے۔

۲۔ان کا امامت کے بارے میں وہی عقیدہ ہے جو مغیرہ عجلی خطاب و قداحی کا عقیدہ تھا یعنی ائمہ نور ہیں اور وہ علم غیب رکھتے ہیں امام مرتا نہیں یہ عقیدہ مہدی و رجعت کے قائل ہیں۔

۳۔ان کی فقہ قرآن وسنت رسولؐ سے مختلف ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن قابل فہم نہیں اور وہ سنت نبیؐ سے اصحاب کی وجہ سے استناد نہیں کرتے ہیں لہٰذا ان کی فقہ، فقہ خطداحیون سے چنداں مختلف نہیں، فقہ واصول قرآن و سنت سے دور ہونے کے بعد فی زمانہ ان کا عامۃ المسلمین سے سلوک یہ ہے کہ چونکہ ان کے نزدیک غیر معصوم کی اطاعت حرام ہے اور وہ اس کے لیے سورہ نساء کی آیت ۵۹ سے استناد واستدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اولی الامر کا معصوم ہونا ضروری ہے وہ یہاں ایک بڑا خطرناک دھوکہ دے رہے ہیں یعنی ان کے نزدیک عام مسلمانوں میں سے بننے والے حاکم کی اطاعت تو حرام ہے لیکن معصوم مہدی کے آنے کے انتظار کے بہانے سے وہ اسماعیلیوں، قادیانوں ملحدین ومشرکین میں سے جو بھی حاکم آئے اُس کی اطاعت کو جائز قرار دیتے ہیں اور اُسے طاغوت نہیں کہتے یہی فتویٰ ان سے پہلے عمائدین ساجد نقوی اور محسن نجفی وغیرہ کا ہے۔

انہوں نے اس فارمولے کو اس طرح سے پیش کیا کہ اصلی قرآن ہمارے پاس نہیں ہے، موجودہ قرآن پر اصحاب کا ہاتھ لگ گیا ہے سنت محمدؐ جو اصحاب کے توسط سے ہے وہ ہمیں قبول نہیں، ہم سنت محمدؐ کو اہل بیت سے لیں گے وہ اہل بیت سے مراد یہاں امام محمد باقر اور امام صادق کے جھوٹے شاگردوں کو لیتے ہیں جن کی انہوں نے خود مذمت کی ہے، ان سے عقائد لینے والے یہی خطداحیون ہیں، اب آپ سمجھ جائیں کہ شریعت جدید سے مراد روایت خطداحیون ہے۔

شیعہ خطداحیون کے عقائد:

۱۔ان کے عقائد عقائد نصاریٰ ویہود ومجوس سے مرکب ہے، یہودیوں سے ہر چیز کی تاویلات لی ہیں نصاریٰ سے اقنوم لیا ہے۔ جہاں انہوں نے عباد اللہ کو خلعت الوہیت پہنایا ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ نصاریٰ کے پاس صرف الوہیت مسیح تھا لیکن ان کے پاس لاتعداد الہوں کی لمبی فہرست ہے۔ الوہیت کو ذات باری تعالیٰ خالق کون ومکاں سے تحدی کر کے ادنیٰ مخلوق کو خلعت الوہیت پہنانے کے لئے انہوں نے توسل' در توسل حتیٰ حسب فقیہ خطداحیون آیت اللہ حافظ بشیر کے رومال اور لاٹھی سے بھی توسل کر سکتے ہیں اختراع کیا ہے۔

۲۔نبوت کی جگہ امام کا اختراع کر کے نبیؐ کی حیثیت کو تحدی کیا ہے سب کچھ امام ہے اور امام کو اقتدار ملتے وقت ظہور میں لایا، اقتدار جب ہاتھ سے نکلا تو غیب کرایا۔

۳۔معاد سے انکار کے لئے رجعت اور شہادت کا اختراع کیا ہے ان کلمات کو مبہم رکھنے کیلئے طریقہ اقنوم کو اپنایا ہے۔

۴۔امام کو بشریت سے نکالنے کے لئے فکر مجوسی سے قدامت نور کولیا۔

اگر ان عقائد کے تناظر میں دیکھیں تو دنیا بھر میں موجود شیعہ شیعہ خطاحی ہوگا کیونکہ کتب جرائد میں جو آیا ہے وہ اسی شیعہ پر تطبیق ہوتا ہے شیعہ اہلبیت یعنی اتباع حضرت علی زہراء حسنین کے نام سے دنیا کے گوشہ و کنار میں کوئی وجود نہیں رہتا ہے نہ اس کا کوئی مفہوم بنتا ہے کیونکہ رہتی دینا تک عمل زندہ کی پیروی صرف زندوں سے ہوتا ہے چنانچہ سورہ اسراء کی آیت ۷۱ نہج البلاغہ خطبہ میں آیا ہے لابد کل قوم ان یکون امام من براء و فاجر کلمہ امام سے واضح ہے امام مردہ نہیں غائب نہیں ہوتا ہے غائب ہونے کے بعد امام نہیں رہتا ہے اس کے علاوہ دنیا یہود و نصاریٰ سے دوستی کبھی نہیں کی ہے جبکہ خطاحیون کی تاریخ الیٰ یومنا ھذا یہی ہے عراق کی گزشتہ تاریخ میں عثمانیوں کے خلاف ہمارے ملک میں جب سے ہم نے آنکھ کھولی ہے صرف انگریزوں ہی سے نہیں بلکہ ان کا الحادیوں سے سوشیلزم آغاخانیزم سے اتحاد رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف دنیا کفر و شرک صلیبیوں سے اتحاد میں رہے۔

خطاحیون کے فضائل امام فضائل و مناقب اہلبیت کے نام سے رذائل کی اسفار:

خطاحیون نے اپنے مذموم عزائم کو جامہ عمل پہنانے کے لئے تنہا آئمہ اطہار کی شان میں احادیث جعل نہیں کی ہیں بلکہ تمام اصول و موازین عقل و وحی کو درہم برہم کیا ہے، جہاں انہوں نے لوگوں کو قرآن سے روک کر اس سے نظریں ہٹائی ہیں۔ مسلمانوں کو جعل حدیث کی پہچان کے لئے وضع کیے گئے قوانین سے بے نیاز گردانے کے لئے موافق و مخالف کے نام سے کتب کی بھرمار لگائی تا کہ کثیر حوالوں کے ذریعے خوف و ہراس پیدا کر مسلمانوں کو پریشان و ساکت اور مبہوت کریں۔ تجربیات و عقلیات سے روکنے کیلئے دشمن اہلبیت کا ٹھپہ لگا کر چیخ و پکار اور سینہ کوبی کرنے کے لیے لشکر ابرہہ تیار کیا۔ ان تمہیدات کے بعد وہ جتنی احادیث جعل کر سکتے ہیں کر رہے ہیں، یہ سب فرمودات و ارشادات نبی کریمؐ نہیں ہیں یہ شطحیات و کفریات صوفی ہیں جنہیں نبی کریمؐ سے نسبت دے کر آل اطہار کے فضائل بنائے ہیں۔ قرآن و سنت حس و وجدان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو حتیٰ خود اہلبیت کی شان میں اہانت و جسارت میں کیوں نہ ہو اسفار پر اسفار لکھا ہے۔ غلات زنادقہ و ملاحدہ نے اسلام، حضرت محمدؐ اور خلفاء

راشدین سے انتقام لینے کے لئے حضرت علی و زہراء اور حسنین کو مثل قمیص عثمان استعمال کیا ہے جہاں انہوں نے فضائل کے نام سے رذائل کی بوچھاڑ کی ہے۔ کچرا اور کباڑ کو ان کے خانہ یا ان کی ذات سے نسبت دی ہے یہ فضائل و مناقب اہلبیت و علی او رزہراء و حسنین نہیں بلکہ ان کے لئے عیب و نقص ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے خود ساختہ یا دشمنان اسلام و اہلبیت کے گھڑے ہوئے فضائل کی ایک فہرست پیش کرتے ہیں۔

یہ دنیائے عقلاء ادنیٰ سا عقل رکھنے والے سے لے کر نابغہ دہر تک کی سمجھ میں نہ آنے والے فضائل ہیں جس کو طلسم کہہ سکتے ہیں۔

ایک خود ساختہ عقیدہ کیلئے موسوعات و شروحات معاجم تحقیقات کے نام سے اسفار بنائے ہیں، یہ اسفار خود خطاایون نے بنائے ہیں یا رشوت دے کر اہل سنت سے لکھوائے ہیں۔

۱۔ اول ماخلق اللہ نوری و نور علی:

یہ جھوٹ ہے یہ عقیدہ مجوس ہے جہاں وہ کہتے ہیں کہ کائنات ان دو چیزوں نور و ظلمت سے بنی ہے وہ نور و ظلمت کو یزدان و اہریمن کہتے ہیں۔

جبکہ اول ماخلق اللہ ایک مائع ہے جسے قرآن نے ماء کہا ہے۔ ﴿وَ هُوَ الَّذِی خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ فی سِتَّةِ أَیَّامٍ وَ کانَ عَرْشُهُ عَلَی الْماءِ لِیَبْلُوَکُمْ أَیُّکُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً وَ لَئِنْ قُلْتَ إِنَّکُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُولَنَّ الَّذینَ کَفَرُوا إِنْ هذا إِلاَّ سِحْرٌ مُبینٌ﴾ (ہود۔۷) ﴿أَ وَ لَمْ یَرَ الَّذینَ کَفَرُوا أَنَّ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ کانَتا رَتْقاً فَفَتَقْناهُما وَ جَعَلْنا مِنَ الْماءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ أَ فَلا یُؤْمِنُونَ﴾ (انبیا۔۳۰)

۲۔ اولنا محمد واوسطنا محمد و آخرنا محمد وکلنا محمد:

یہ بھی جھوٹ اور غلط ہے کیونکہ ان سب کا نام محمد نہیں تھا، سب کی شکل و صورت ایک جیسی نہیں تھی، سب کی عمر ایک جیسی نہیں تھی بحمد امام و مقتداء اور نبی و رسول تھے اور باقی تمام لوگ بشمول حضرت علی و حسنین امتی اور آپ کے اطاعت گزار تھے۔ اگر اسلام کا نام لیں تو کہتے ہیں، اسلام علی ہے کیونکہ علی نفس رسول ہے، علی کا داماد رسول اللہ ہونا اور علی کا نظر رسول اللہ میں عزیز و محترم ہونا ایک بات لیکن ہر جہت میں علی کے نفس رسول ہونے یا

تمام ائمہ کا حقیقت میں ایک ہونا اور یہ کہنا کہ یہ سب آئمہ دراصل محمد ہی ہیں حالانکہ اللہ نے تو صرف ایک محمدؐ بھیجا تھا کہ جس پر وحی ہوتی تھی اب جن پر وحی نہیں ہوتی وہ سارے محمد کیسے ہو گئے اصل میں یہ وہی منطق حلولیہ والحادیہ و صوفیاء ہے جو قرآن وسنتؐ سے متصادم ہے۔

۳۔ آسمان وزمین کو اللہ نے آل محمدؐ کے لئے خلق کیا ہے:

یہ حدیث مجہولہ مسمّٰی بکساء میں وہ اہانت وجسارت آمیز کلمہ ہے جس میں خاتم النبیّن کو فرع اور ان کی بیٹی حضرت زہراء کو اصل بتایا ہے اسی بنیاد پر غلات نے حضرات حسنین اور حضرت محمدؐ میں فضیلت و برتری وافتخارات میں مناظرہ کرایا یہاں تک کہ غرض خلقت کائنات اہلبیت کو قرار دیا ہے۔ یہ جھوٹ ہے کیونکہ اللہ نے آسمان وزمین کو تمام انسانوں کے لئے خلق کیا ہے چاہے وہ مومن ہوں یا منافق و کافر وملحد ہوں' چنانچہ اس کائنات میں موجودان گنت جدید سہولیات اور بہت سی چیزیں ہیں جن سے عام وخاص اور مومن و کافر سب استفادہ کر رہے ہیں لیکن خود آل محمد ان سے محروم رہے ہیں۔ یہ صریح آیت قرآن کریم کے خلاف ہے جہاں اللہ نے فرمایا ہے سخر لکم ما فی السموات ومافی الارض ﴿أَ لَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ ما فِي السَّماواتِ وَ ما فِي الْأَرْضِ وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظاهِرَةً وَ باطِنَةً وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُجادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ لا هُدىً وَ لا كِتابٍ مُنيرٍ﴾ (لقمان۔۲۰) ﴿وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دائِبَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَ النَّهارَ﴾ (ابراہیم۔۳۳) ﴿وَ هُوَ الَّذي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْماً طَرِيًّا وَ تَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَها وَ تَرَى الْفُلْكَ مَواخِرَ فيهِ وَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (نحل۔۱۴) ﴿أَ لَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ ما فِي الْأَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْري فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ يُمْسِكُ السَّماءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلاَّ بِإِذْنِهِ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَحيمٌ﴾ (حج۔۶۵) ﴿اللَّهُ الَّذي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فيهِ بِأَمْرِهِ وَ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (جاثیہ۔۱۲)۔ چنانچہ اس کائنات میں موجودات سے عام وخاص اور مومن ومنافق، کافر وملحد ومشرک سب استفادہ کر رہے ہیں بلکہ غیر مسلم زیادہ استفادہ کر رہے ہیں ﴿وَ لَوْ لا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً واحِدَةً لَجَعَلْنا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفاً مِنْ فِضَّةٍ وَ مَعارِجَ عَلَيْها يَظْهَرُونَ﴾ (زخرف۔۳۳) میں

ہے اگر آزمائش مقصود نہ ہوتی تو کافروں کے لئے چاندی کے چھت والے گھر ہوتے لیکن خود آل محمد ان سے کتنے مستفید ہوئے، سب جانتے ہیں۔

۴۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ:

یہ بھی جھوٹ ہے۔﴿قُلِ انْظُرُوا ما ذا فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ ما تُغْنِي الْآياتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لا يُؤْمِنُون پیغمبر کہہ دیجئے کہ ذرا آسمان و زمین میں غور و فکر کرو ..... اور یاد رکھئے کہ جو ایمان لانے والے نہیں ہیں ان کے حق میں نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام آنے والے نہیں ہیں﴾ (یونس۔۱۰۱)﴿قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ قَدير آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ اللہ نے کس طرح خلقت کا آغاز کیا ہے اس کے بعد وہی آخرت میں دوبارہ ایجاد کرے گا بیشک وہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے﴾ (عنکبوت۔۲۰)﴿ سَنُرِيهِمْ آياتِنا فِي الْآفاقِ وَ فِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَ وَ لَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلى‏ كُلِّ شَيْ‏ءٍ شَهيد ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفس کے اندر دکھلائیں گے تاکہ ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ وہ برحق ہے اور کیا پروردگار کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر شے کا گواہ اور سب کا دیکھنے والا ہے﴾ (فصلت۔۵۳)

انسان کو اپنے سامنے، اوپر کی طرف آسمان، ستارے، درخت و اشجار اور مخلوقات کی طرف دعوت نظر ہے۔ دیکھو آسمان و زمین میں کیا ہے، ہم انہیں آفاق و انفس میں دکھائیں گے پہلے آفاق ہے اور معرفت آفاق کے بعد معرفت نفس ہے وہ بھی وحی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۵۔ علی نفس رسول اللہ ہیں:

یہ بھی غلط ہے علی کے نفس رسولؐ ہونے کی چند تفاسیر ہو سکتی ہیں، نبی کو علی اپنی جان جیسے عزیز تھے اس معنی میں حضرت محمدؐ کو اپنی گزشتہ اولاد عبداللہ و ابراہیم اور حضرت زہرا و حسنین سب اپنی جان کی طرح عزیز تھے ،علی بھی اپنی اولاد کی طرح عزیز تھے کیونکہ علی بھی آپ کے پروردہ تھے۔ علی نفس رسول ہے جس طرح دو صنوبر ہوتے ہیں یعنی ایک درخت کی دو شاخیں، اس معنی میں علی نبی کی نبوت میں شریک ہیں، یہ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف

ہے،علی نفس نبیؐ نہیں تھے ورنہ عقد فاطمہ صحیح نہیں ہوگا۔علی نفس رسولؐ ہیں اس کا مطلب ہے کہ محمدؐ نے علی میں حلول کیا ہے، یہ الحاد صوفیاء ہے، قرائن کے استعمال سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی مراد یہی ہے۔اگر اسلام کا نام لیں تو کہتے ہیں، اسلام علی ہے کیونکہ علی نفس رسول ہے علی کا دامادرسولؐ اللہ ہونا اور علی کا رسولؐ اللہ کی نظر میں عزیز و محترم ہونا الگ بات ہے لیکن ہر جہت میں علی کے نفس رسولؐ ہونے یا تمام آئمہ کا ایک ہونا اور یہ کہنا کہ یہ سب محمدؐ ہیں حالانکہ اللہ نے صرف محمدؐ کو نبی بنایا تھا صرف آپ پر ہی وحی نازل کی تھی اب جن پر وحی نہیں ہوئی وہ سارے محمد کیسے ہوگئے، یہ منطق وہی منطق حلولیہ والحادیہ اور صوفیاء ہے جو قرآن وسنتؐ سے متصادم ہے۔

۶۔کہتے ہیں کہ اہل بیت کے لیے صدقہ حرام ہے:

یہ بات بھی جھوٹ ہے۔صدقہ قرآن مجید میں زکوٰۃ اور عورت کے مہر یہ کو کہا گیا ہے۔اُس وقت آج کی طرح ہر شخص زکوٰۃ اپنی مرضی سے خود نہیں دیتا تھا بلکہ وہ بیت المال مسلمین میں جمع ہوتی تھی۔بنی ہاشم اور اولاد علی و فاطمہ اپنے ماہانہ یا سالانہ رواتب اسی بیت المال سے لیتے تھے چنانچہ امیر معاویہ کے دور میں بیت المال مسلمین معاویہ کے تصرف میں تھا تب بھی بنی ہاشم معاویہ کے پاس جاتے تھے اور بیت المال سے اپنا حصہ لیتے تھے۔صدقہ آج کی اصطلاح کے مطابق آفات وبلیات دور کرنے یا وقت سفر سلامتی سفر کیلئے دیتے ہیں یا دروازوں پر دستک دینے والے سائلین کو دیتے ہیں یا اخوان الصفا والوں کے صندوق امام زمانہ میں ڈالتے ہیں، یہ صدقہ صدر اسلام میں نہیں تھا۔یہ آج کل سیکولر لوگوں کی وہمیات رفع کرنے، واجبات سے جان چھڑوانے کیلئے دیتے ہیں، یہ اس وقت رائج نہیں تھا۔صدقہ کو حرام اس لیے کہا جاتا ہے کہ جو گروہ اہل بیت کے نام سے حکومت وقت اور خلفاء کا تختہ الٹنے پر تلے ہوئے تھے یہ لوگ بطور طنز حکومت کو بدنام کرنے کے لیے کہتے تھے ہمیں بیت المال سے کچھ نہیں ملتا، اسی بہانے سے انھوں نے خمس کو اٹھایا، کیونکہ یہ لوگ روپوش رہتے تھے دوسرا ان کی تحریک کی سرگرمیوں کی وجہ سے ان کو حکومت بیت المال سے کچھ نہیں دیتی تھی لہٰذا انھوں نے ایک تو اس وجہ سے کہا کہ صدقہ ہمارے لیے حرام ہے اور دوسرا اپنے لیے خمس لینے اور اسے جاری رکھنے کیلئے انہوں نے یہ صدقہ اپنے لیے حرام قرار دیا ہے جبکہ آیت قرآن ہے۔

”جب یہ لوگ مصر جاکر یوسفؑ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا" اے سردار بااقتدار، ہم اور ہمارے

اہل وعیال سخت مصیبت میں مبتلا ہیں، اور ہم کچھ حقیری پونجی لے کر آئے ہیں، آپ ہمیں بھرپور غلہ عنایت فرمائیں اور ہم کو خیرات دیں، اللہ خیرات کرنے والوں کو جزا دیتا ہے۔"(یوسف ۔۸۸)

۷۔آئمہ مخلوق نوری ہیں:

یہ جملہ بھی غلط ہے، ساتھ ہی یہ جملہ بولنے والوں کی جہالت کا ثبوت ہے، ان کے زعم میں مخلوقات دو قسم کی ہیں ایک مادی اور دوسری مخلوقات نوری، ان کے خیال میں ائمہ دوسری مخلوق یعنی نوری ہیں، یہ مفروضہ کلی طور پر غلط ہے کیونکہ نور و مادہ دونوں ایک جنس ہیں نور مادے میں سے نکلتا ہے، یہ مادے کے مقابل نہیں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آئمہ نور ہیں چنانچہ ان کے علماء اپنے منابر سے یہی زور سے کہتے ہیں "میں اور علی ایک نور سے خلق ہوئے ہیں"۔ یہ نور کیا ہے کیا یہ مادیات میں سے ہے یا غیر مادی ہے، عقلاء اور علوم جدید کے ماہرین کہتے ہیں کہ نور مادیات میں سے ہے، وہ جگہ گھیر لیتا ہے جب وہ ایک جگہ پر ہوتا ہے تو دوسری جگہ سے غائب ہوتا ہے، اسی وجہ سے اللہ کی صفات سلبیہ میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جسم نہیں رکھتا ہے کیونکہ جسم محتاج مکان رہتا ہے۔ جو ایک جگہ مقیم ہوتا ہے وہ دوسری جگہوں سے غائب ہوتا ہے اور وہاں کے حالات سے بھی ناواقف ہوتا ہے لہٰذا جو لوگ اس دنیا سے گزرنے والے آئمہ کو حاضر و ناظر کہتے ہیں وہ بتائیں کہ جو قتل ہو گئے یا جو ان کے مطابق ہزار سال سے غائب ہیں وہ مقتول یا غائب حاضر و ناظر کیسے ہو سکتے ہیں آپ انہیں کن معنوں میں حاضر و ناظر کہتے ہیں، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آئمہ کو حاضر و ناظر کہنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امام ہی اللہ ہے اللہ کسی بھی جگہ سے غائب نہیں ہوتا ہے۔ جتنے بھی فضائل آئمہ میں اختلاف ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کو اللہ سمجھتے ہیں لہٰذا وہ ہر چیز جانتے ہیں، ہر کام کر سکتے ہیں حضرت محمد خود بشر ہیں اور ان سے پھیلنے والی نسل بھی بشر ہے۔ **فقل انما بشر مثلکم**، تو کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں فرق صرف یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔

انا و علی من نور واحد اسی مضمون کی گیارہ احادیث کتاب موسوعہ علی ابن ابی طالب تالیف محمد الریشھری جلد ۸ ص ۶۴ پر نقل کی گئی ہیں صاحب موسوعہ نے ان احادیث کی خصائل امالی صدوق فرائد السمطین عوالی الالی علل شرائع فضائل صحابہ ابن حنبل مناقب المغازی امالی طوسی سے نقل کیے ہیں۔

میں اور علی ایک نور سے خلق ہوئے ہیں، اس تناظر میں حضرت فاطمہ کا حضرت علی سے عقد نعوذ باللہ

باطل ہے۔نورواحد سے مراد جد واحد ہے جیسے عبدالمطلب ہیں اس میں علی کے ساتھ اُن کی تمام اولاد بھی شریک ہوگی اس لحاظ سے سب برابر ہوں گے کسی کو ایک دوسرے پر برتری نہیں ہوگی اگر نور سے مراد روح ہے تو ہر ایک کی روح دوسرے سے مختلف ہے کسی کی روح دوسرے کی روح سے کوئی ربط نہیں رکھتی ہے۔اگر نور سے مراد نبوت ہے تو وہ قابل شگاف و تقسیم نہیں۔

۸۔آئمہ محدث ہیں:

یعنی ملائکہ ان سے بات کرتے ہیں، یہ بھی غلط ہے قرآن کریم میں ملائکہ کا کسی بھی جگہ وحی کے علاوہ بات کرنا نہیں ملتا ہے۔

۹۔حضرت علی ابراہیمؑ وموسیٰؑ وعیسیٰؑ کے ساتھ تھے:

یہ بھی جھوٹ ہے، کیونکہ اس سے تناسخ لازم آتا ہے۔

تناسخ بالاتفاق ملت اسلامیہ باطل ہے، کیونکہ تناسخ منکرین قیامت کا عقیدہ ہے جو ایمان بہ آخرت نہیں رکھتے، یہ عقیدہ مذہب براہمہ کا ہے اور اسی مذہب پر خطابی،خطدائی،عجلی،اورنصیری قائم ہیں،یعنی روح ایک جسم سے نکلنے کے بعد دوسرے جسم میں جاتی ہے،اسی تصور کے تحت انھوں نے اپنے مرنے والوں کوشہید کہا ہے کہ وہ مرتا نہیں زندہ ہوکر آتا ہے۔یعنی شہید مرنے کے بعد دوسری شکل میں تناسخ کرتا ہے۔

۱۰۔ذکر علی عبادت ہے:

یہ غلط ہے جس کا ذکر عبادت ہو وہی معبود برحق ہوتا ہے اس لیے صرف اللہ کا ذکر عبادت ہے۔اس طرح سے انھوں نے لوگوں کو دھوکا دیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ نہیں علی ہی معبود ہے، چنانچہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ جو منبر، اسلام کی سربلندی کے لیے تھا، اس پر کفاریات اور دہریت کا پرچار کیا جا رہا ہے، پھر کہتے ہیں یہ فضائل اہل بیت ہیں۔

۱۱۔امیر المومنین سے منسوب جملہ:

ما عبدتك خوفا من نارك ولا طمعا في جنتك بل وجدتك اهلا للعباده :''میں تیری

عبادت جہنم کے خوف اور جنت کی لالچ میں نہیں کرتا ہوں“

یہ جملہ جھوٹ بھی ہے اور الوہیت سے بغاوت بھی، جھوٹ اس لیے ہے کہ یہ جملہ علی نے نہیں فرمایا ہے ،یہ قول صوفیہ رابعہ عدوی کی شطحیات میں سے ایک ہے، یہ الوہیت سے بغاوت اس لیے ہے کہ بادشاہان کا یہ دستور ہے کہ وہ کسی دوسرے بادشاہ کے تحفہ وتحائف کو رد نہیں کرتے اگر کوئی بادشاہ کسی بادشاہ کے تحائف کو رد کرے تو وہ بادشاہ اسے اپنے حق میں اہانت وجسارت سمجھتا ہے چہ جائیکہ ایک بندۂ ناچیز رب العالمین سے کہہ کہ میں تیری جہنم سے یعنی تجھ سے ڈرتا بھی نہیں ہوں اور تیری جنت کی طمع بھی نہیں رکھتا یہ صریح آیات قرآن کے خلاف ہے، ممکن نہیں کہ حضرت علی اس طرح کا جملہ کہہ کر اللہ کی اہانت کریں، پورے دین کی بنیا دو اساس بشارت بہ جنت اور وعید وانذار وعذاب آخرت پر قائم ہے﴿ وَ يَدْعُونَنا رَغَباً وَ رَهَباً وَ كانُوا لَنا خاشِعين﴾ ”اور ہماری بارگاہ میں گڑگڑا کر التجا کرنے والے بندے تھے“(انبیاء۔۹۰)

۱۲۔علی لاکھوں حروف جانتے ہیں:

کتاب موسوعہ امام علی ج ۱۰ ص ۶۱۷ پر آیا ہے کہ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ نے مجھے ایک ہزار حرف سکھائے ہیں اور میں نے ہر حرف سے ہزار حرف نکالے ہیں۔دنیا میں دو قسم کے حروف ہوتے ہیں، ایک حروف تکوینی ہوتے ہیں جن سے مادیات بنتے ہیں، ان کو عناصر کہتے ہیں۔ان کی تعداد اب تک ۱۰۸ بتائی جاتی ہے، ہر ایک کا اپنا ایک نام ہے۔اگر حضرت علی کو پیغمبرؐ نے ایک ہزار حروف سکھائے اور علی نے ہر حرف سے ایک ہزار حرف نکالا تو ان کی تعداد دس لاکھ ہوگی تو ان دس لاکھ میں سے آپ صرف ایک ہزار حروف دنیا کے سامنے پیش کریں تا کہ دینا کی ترقی اور تمدن میں انقلاب آجائے۔

دوسرے حروف تدوین ہیں جو بیان وتحریر میں آتے ہیں، یہ دنیا میں ہر قوم وملت کے ہاں تعداد میں فرق کے ساتھ موجود ہیں اور ہر حرف کا نام ہے لسانیات میں حروف تدوین کی قلت اس کی خوبی ہے کثرت اس کا عیب ہے، مثلاً دنیا میں عبرانی، سریانی، سنسکرت، فارسی عربی، انگریزی حروف ۳۰،۳۵ سے زیادہ نہیں ہیں یہ جو ہزار حرف ہیں بتائیں کس زبان کا حرف ہے، اس کے علاوہ علماء لسانیات کا اتفاق ہے کہ حرف کا کوئی معنی نہیں ہوتا ہے

۱۳۔ نبیؐ نے علی کو ہزار کلمات سکھائے ہیں:

کتاب موسوعہ ج ۱۰ ص ۱۸ اپر امام محمد باقر سے نقل ہے کہ پیغمبرؐ نے علی کو ہزار کلمات سکھائے ہیں اور علی نے ہر کلمہ سے ہزار کلمات کھولے ہیں علماء لسانیت کہتے ہیں کلمہ کو جب دوسرے کلمے سے نہیں جوڑتے ہیں اس کے معنی نہیں بنتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کل قرآن کا معنی سورہ فاتحہ میں ہے فاتحہ کا معنی بسم اللہ میں ہے، بسم اللہ کا معنی باء میں ہے اور میں اس باء کا نقطہ ہوں۔ نقطہ سے ہی حرف بنتا ہے جب حرف کے معنی نہیں ہیں تو نقطے کے معنی کہاں سے آئے تو یہ وہ فضائل ہیں جو دنیا میں کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہے ہیں۔

۱۴۔ نبیؐ نے مجھے ہزار باب سکھائے، ہر باب سے ہزار باب کھل گئے:

"علمنی رسول اللہ الف باب وفتح لی من کل باب الف باب" یہ حدیث بحار جلد ۴۰ ص ۱۲۷ پر آئی ہے، اس طرح کی ۴۵ حدیث نقل کی گئی ہیں اس بارے میں سب سے پہلی حدیث ابن مسرور نے ابن عامر سے، انھوں نے معلی سے، انھوں نے بستام بن مرہ سے انھوں نے اسحاق بن حسان سے انھوں نے ہیثم بن واقد سے انھوں نے علی ابن حسن ابدی سے، انھوں نے طریف سے اور انھوں نے اصبغ بن بناتہ سے نقل کی ہے، یہ حدیث اپنے راویوں میں معلیٰ اور اشجع بن نیابہ جیسے غالی ہونے کی وجہ سے اپنی حجت سند کھوچکی ہے اس کی اسناد مخدوش و مشکوک ہیں نیز متشابہ المعانی، کثیر الاحتمالات بے معنی بلکہ مطالب باطل کی حامل ہے۔

چونکہ یہ متشابہ و متعدد احتمالات کی حامل ہے لہذا یہ کسی فضیلت والے راوی نے روایت نہیں کی ہے اس کے علاوہ اس کے متن کے فارمولے کے حوالے سے دیکھیں تو کوئی بھی شخص کسی خاص موضوع میں تخصص و توجہ کرے تو اس کے لئے نئے باب کھل جاتے ہیں لیکن اگر کسی نے جمع معلومات کرنا چاہا کہ وہ تمام علوم کو جمع کرنے کی کوشش کرے تو اس کے لئے نئے باب کھولنا تو دور کی بات ہے اس کے اپنے جمع کردہ علوم ذہن سے نکل جائیں گے، وہ کسی چیز کے بارے میں استنباط نہیں کر سکیں گے لہذا وہ ایک جامد مقلد بن جائے گا۔ موسوعہ امام علی ج ۱۰ ص ۱۱۶ اس میں آیا ہے حضرت علی نے فرمایا پیغمبرؐ نے مجھے ہزار باب سکھائے ہیں ہر باب سے میں نے ہزار باب کھولا ہے اس بارے میں چار حدیث اسی کتاب میں نقل کی گئی ہیں علی کے لئے یہ فضائل نقل کرنیوالے صرف اتنا زحمت کریں کہ وہ صرف

ہزار باب بتائیں جو پیغمبرؐ نے علی کو سکھائے ہیں باقی جو ہر باب سے ہزار باب نکلے، وہ ہم آپ سے مطالبہ نہیں کریں گے۔

ہر چیز کا ایک فارمولا ہوتا ہے جب تک کسی چیز کا فارمولا نہیں ہوتا اس کے بارے میں اثبات کا حکم نہیں دے سکتے ہیں مثلاً اگر یہ فارمولا آپ کے پاس نہ ہوتو اثبات وجود باری تعالیٰ بھی نہیں کر سکتے ہیں اگر اللہ کی طرف سے بندوں کی ہدایت کرنا اس کی الوہیت کا تقاضا نہیں قرار پائے گا تو ضرورت بعثت انبیاء بھی ثابت نہیں ہوگی تو اس ضابطے کے تحت ایک باب سے ہزار باب کھولنے کا فارمولا کیا ہے پھر کہیں یہ فارمولا کسی کے پاس نہیں ہے کوئی تحمل نہیں کر سکا صرف علی نے تحمل کیا تب بھی علی کی فضیلت نہیں ہوگی جب کہ یہ فارمولا ہر نوابغ کے پاس ہوتا ہے چنانچہ نیوٹن نے درخت سے سیب گرنے سے یہ ثابت کیا ہے زمین میں قوت کشش ہے۔

۱۵۔شہر وباب علم انا مدینة العلم و علی بابها:

یہ روایت بحار کی ج ۴۰ص ۲۰۰ سے شروع ہوتی ہے یہاں کل ۱۱۶ احادیث مندرجہ ذیل کتب سے نقل کی ہیں:

امالی طوسی، امالی صدوق، امالی صدوق عیون، اخبار رضا، توحید صدوق، ارشاد مفید، کشف الغمۃ، جامع اخبار، تفسیر فرات، نہج البلاغۃ، مناقب شہر ابن آشوب کتاب عمدہ سے نقل کیا ہے کتاب میں راویوں کا ذکر ہے لیکن منقولہ کتب بمع راویان سب مخدوش اور ضعیف ہیں یہاں راویوں اور متن دونوں حوالے سے بحث کریں گے پہلے متن کو دیکھتے ہیں اس کا متن چندین حوالے سے مخدوش ہے۔

۱)علم کا کوئی شہر نہیں ہوتا ہے تا کہ اس کا باب ہو کیونکہ شہر جواہر میں سے ہے علم عوارض میں سے ہے علم سینوں میں ہوتا ہے اسکے داخلے کا دروازہ حواس خمسہ ہیں، نکلنے کا دروازہ زبان وقلم ہے۔

۲)نبیؐ حامل قرآن تھے قرآن علمیات پر مبنی ضرور ہے لیکن یہ کتاب علم نہیں ہے،اس میں فزکس کیمسٹری کے فارمولے نہیں ہیں، یہ کتاب ہدایت ہے جو دعوت ایمان وعمل پر مشتمل ہے لہٰذا نبی کریمؐ داعی دین وایمان بن کر آئے تھے داعی علم بن کر نہیں آئے تھے۔

۳)نبیؐ کی حیات میں آپؐ سے لوگ اسلام اور اس کے احکامات پوچھتے تھے علوم کے بارے میں نہیں پوچھتے

تھے۔

۴) نبیؐ کے دروازے ہر ایک کیلئے کھلے تھے یہاں کوئی دربان وحاجب نہیں تھے۔

۵۔) لوگ خود نبیؐ سے پوچھتے تھے درمیان میں کوئی واسطہ نہیں رکھتے تھے۔

۶) نبیؐ کے بعد علی زیادہ تر گوشہ نشین رہے ٗملت اپنے مسائل خلیفہ سے پوچھتی تھی ہاں اگر خلیفہ کو ضرورت محسوس ہوتی تو وہ علی سے پوچھتے تھے یہاں کوئی کلاس نہیں ہوتی تھی۔

۷) علی اپنے دور خلافت میں اصلاح مملکت اور مخالفین سے جنگ میں مصروف تھے علی نے کوئی دانشگاہ نہیں کھولی تھی۔

۸) علی کی وفات کے بعد لوگوں اور علی میں ملاقات اور سوالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔قبور سے کسب علم کرنا صوفیوں کے مصطلحات میں سے ہے جو کہ عقل وقرآن سے متصادم ہے۔

۹) پیغمبرؐ نے کسی کو اپنا باب نہیں کہا۔

۱۰) حضرت محمدؐ کی پہلی حیثیت قاری ومبلغ ومبین قرآن ہے قرآن کتاب ہدایت ہے کتاب علم نہیں ہے۔

۱۱) ہدایات ایک کتاب میں جمع ہوسکتی ہیں علم ایک کتاب میں جمع نہیں ہوسکتا ہے۔

۱۲) جس علم کی آپ لوگ بات کرتے ہیں یہ علم حضرت محمدؐ سے پہلے یونان وفارس وہند میں موجود تھا یہ مملکت اسلامی میں ان ملکوں سے نقل ہوا ہے، بعد میں اس میں توسیع ہوتی رہی ، جو علم پیغمبرؐ کے دور میں آپؐ سے نقل کرتے ہیں جیسے کھانے پینے کے آداب، تعویذات اور طب وغیرہ یہ سب جعلیات اور خلط ملط ثابت ہوچکے ہیں، علمِ لامحدود، انسانِ محدود کے لئے فالتو و بے فائدہ ہے۔

حقائق ووقائع سے متصادم ومتضاد ہے۔

۱۳) ابھی تک اس حدیث کی توضیح وتشریح کرنے میں علماء کسی نکتہ پر نہیں پہنچے ہیں۔

۱۴) ان احادیث میں کائنات کے گزشتہ وحاضر اور آئندہ سے متعلق علم غیب جاننے کا دعویٰ کیا گیا ہے ٗجو نص کثیر آیات کے تحت خود رسولؐ اللہ کو حاصل نہیں ہے تو پیغمبرؐ نے علی کو یہ کہاں سے سکھایا ہے؟

۱۵) دین اسلام کے اصول وفروع وستون حقیقت وواقعیت علم پر مبنی ہیں، اسلام ضد جہل وجاہلیت ہے لیکن اس کا

معنی یہ نہیں ہے کہ اسلام فروغ علم کیلئے آیا ہے علم کے حوالے سے اسلام آنے سے ہزار ہا سال پہلے دنیا کے گوشہ و کنار یونان و مصر و ہند و چین میں فلاسفہ گزرے ہیں جن کو ابھی تک پدران فلاسفہ اور اساتید فلاسفہ کے نام سے یاد کرتے ہیں علم جس طرح پیغمبرؐ سے پہلے تھا اسی طرح آپؐ کے بعد الی یومنا ھذا اس کے دقائق و باریک حقائق مزید کشف ہوئے ہیں اب وہ علم عوام الناس کے استفادہ کے لئے واقع ہوا ہے لہذا پیغمبرؐ کو علم لانے والے یا حضرت علی کو معلم علم متعارف کروانا یا امام جعفر صادق کو معلم یا گردانا درحقیقت ان ذوات کی اہانت و جسارت ہے یہ اس مذہب کی مذموم کوشش ہے جس نے اپنا نام مذہب تعلیمیہ رکھا ہے۔ علم متغیر چیز ہے جسے کسی فرد واحد، زمان واحد میں نہیں لا سکتے ہیں یہی وجہ ہے آج دنیا اسلام کے بارے میں نا دانستہ طور پر یا از روئے عناد کہتی ہے دین اسلام علم آنے سے پہلے والا دین ہے دین اسلام علم لانے والا دین نہیں ہے دین اسلام نظام ہے پیغمبر اکرمؐ ایک جامع قابل عمل نظام لائے ہیں پیغمبرؐ آئین حیات لائے ہیں لہذا اس آئین سے روگردانی کرنے اور اس سے منہ موڑنے کیلئے اور توجہ ہٹانے کیلئے یہ حدیث گڑھی گئی ہے۔

۱۶)اس حدیث میں ابھی تک کسی نے اس بات کی تشریح و توضیح کی ہو آپ کو نہیں ملے گا۔

۱۷)یہ بات حضرت علی کے لئے مختص نہیں ہے بلکہ ہر وہ انسان جو کسی موضوع پر ایک اعلیٰ درس لینے کے بعد مقام تجربہ پر آتا ہے، غور و فکر کرتا ہے تو اس کیلئے بہت سے باب کھلتے جاتے ہیں مثلاً درخت سے سیب گرنے پر نیوٹن کیلئے نظریہ جاذبہ کھلا ہے اسی طرح جتنے بھی منکشفین ہیں انہوں نے ایک نکتہ سے بہت سے باب کھولے ہیں لہذا اس حدیث پر چیخ و پکار کرنے کا مقصد فضیلت علی نہیں، مناقب علی نہیں بلکہ مقصد لوگوں کو اسلام شناسی سے نظام اسلام سے توجہ ہٹانا ہے اسی لیے یہ حدیث گڑھی گئی ہے۔

ان احادیث میں سے ایک حدیث جو حضرت علی کی شان میں گڑھی گئی ہے وہ "میں نقطہ باء ہوں"۔ بحار الانور ج ۴۰ ص ۱۶۵ باب ۹۳ میں اس حدیث میں آپ نے فرمایا ہے میں نقطہ باء ہوں، دنیا جانتی ہے حروف معنی نہیں رکھتے ہیں اور تمام علماء لسانیات کا اتفاق ہے کسی بھی زبان کے حروف تہجی کے کوئی معنی نہیں ہوتے چہ جائیکہ وہ نقطہ جس سے حروف بنتے ہیں، اس کے کوئی معنی ہوں یہ بھی ایک لامفہوم و بے معنی حدیث کے ذریعہ اغفال و غفلت و غنودگی میں مبتلاء کرنا ہے اس کے علاوہ یہ حدیث حدیث نہیں ہے، نہ ہی یہ فرمان علی ہے، یہ شبلی جحدر کا قول

ہے۔

۳۲ رواۃ روایات:

۱۔ابومنصور سکری۔علی بن عمر۔اسحاق بن مرون۔باپ سے حماد بن کثیر۔ابی خالد۔ابن طریقہ۔علی بن بنانۃ۔عن علی بن ابی طالب۔

۲۔محمد بن احمد بن ابراہیم اللیثی۔احمد ہمدانی۔یعقوب بن یوسف۔احمد بن حماد۔عمرو بن شمر۔ابی جعفر۔عن ابانہ۔عن رسول اللہ

۳۔جماعۃ

۱۶۔سلونی قبل ان تفقدونی:

حضرت علی کا یہ اعلان مجھ سے ہر چیز کے بارے میں پوچھیں، ہر دور کے بارے میں سوال پوچھیں، ہم اس کا جواب دیں گے آپ کا یہ فرمان مندرجہ ذیل حقائق سے ٹکراؤ ہے۔آپ نے فرمایا۔سلونی قبل ان تفقدونی کتاب موسومہ امام علی ابی طالب مولف محمد ری شہری ج ۱۰ص ۷۰۳ نقل از احتجاج طبرسی ج ۱ص ۶۱۰ تاریخ یعقوبی ج ۲ص ۱۹۲ مناقب شہر بن آشوب ج ۲ص ۳۸ تاریخ دمشق ج ۴۲ص ۴۰۰ تفسیر عیاشی ج ۲ص ۲۸۲ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ سے میری موت سے پہلے پوچھو، میں آسمان کی راستوں کے زمین کے راستوں کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہوں، میرا سینہ مثل سمندر ہے، میرے اندر علم جمع ہوا ہے میرے مرنے سے پہلے پوچھو، عرش کے نیچے جو بھی ہے، ہم سے پوچھو، ہم خبر دیں گے، عرش کے اوپر کیا ہے مجھ سے پوچھو، عرش سے نیچے کیا ہے، مجھ سے پوچھو، جس چیز کے بارے میں ہم سے پوچھو گے چاہے وہ گزشتہ ہو یا آئندہ ہو، میں تمہیں اس کے بارے میں خبر دوں گا، ہم سے پوچھیں ہر چیز کے بارے میں جو قیامت تک ہونے والی ہے۔

۱) اللہ نے ہر قسم کے سوال کرنے کو بنی اسرائیل سے تشبیہ دی ہے، یہ برے کام بنی اسرائیل کرتے تھے۔قرآن کریم میں ہر سوال کرنے سے اور ہر سوال کا جواب دینے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ ان آیات میں ملاحظہ کریں، ﴿يَسْـئَـلُكَ أَهْلُ الْكِتابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتاباً مِنَ السَّماءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسى أَكْبَرَ مِنْ ذلِكَ فَقالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ ما جاءَتْهُمُ

الْبَيِّناتُ فَعَفَوْنا عَنْ ذٰلِکَ وَ آتَيْنا مُوسى سُلْطاناً مُبِيناً﴾ (نساء۔۱۵۳)﴿قالَ يا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِکَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صالِحٍ فَلا تَسْئَلْنِ ما لَيْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُکَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجاهِلِينَ﴾(ہود۔۴۶)﴿أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْئَلُوا رَسُولَكُمْ كَما سُئِلَ مُوسى مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمانِ فَقَدْ ضَلَّ سَواءَ السَّبِيلِ﴾(بقرہ۔۱۰۸)﴿يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْياءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ إِنْ تَسْئَلُوا عَنْها حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْها وَ اللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ﴾(مائدہ۔۱۰۱)۔ہر سوال کرنے کی آزادی ہر سوال کا جواب دینے کی عادت عقل ونقل دونوں حوالے سے فاسد ہے، اس دروازے سے برے لوگ اور فاسد عزائم رکھنے والے داخل ہوتے ہیں ۔اسلام میں الحاد زندیقی اسی دروازے سے داخل ہوا ہے یہ ممدوح طریقہ نہیں ہے نہ یہ عقلی ہے، ہر کس و ناکس و جاہل و نادان انسان کسی انجینئر سے انجینئرنگ کے فارمولا اور طبیب سے طب کا فارمولا نہیں پوچھتا ہے اور وہ پوچھے بھی تو کوئی جواب نہیں دیتا، طبیب سے طلاب طب سوال کر سکتے ہیں، انجینئر سے طلاب ہندسہ سوال کر سکتے ہیں ۔جواب دینے سے پہلے سائل کی علمی حیثیت معلوم ہونا ضروری ہے، اور جواب دینے والے کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ جواب سوال کرنے والے کی مصلحت میں ہے یا نہیں۔

۲)اللہ نے فرمایا ہے ہر چیز کے بارے میں سوال نہ کرو اگر اس کا جواب ملے گا تو تمہیں برا لگے گا جب اللہ ہر سوال کرنے اور اس کا جواب دینے سے منع کرتا ہے تو علی نے کیسے دعوت دی کہ جو بھی سوال کرنا ہے کرو۔

۳)علی نے فرمایا مجھ سے آسمان کے بارے میں سوال کرو، یہ سوال دھوکہ پر مبنی ہے، اگر کوئی دھوکہ باز شخص یہ کہے کہ مجھ سے لندن وفرانس کی سڑکوں کے بارے میں پوچھو تو ہم کہیں گے کہ کیا یہ سوال کرنے والے لندن وفرانس میں گئے ہیں اگر نہیں گئے تو انہیں جواب بھی سمجھ نہیں آئے گا کہ جواب صحیح ہے یا غلط۔

۴)اگر آسمان کے بارے میں پوچھے گئے سوال کا جواب دیا جائے گا تو سوال کرنے والے کو پتہ نہیں چلے گا کہ جواب صحیح دیا ہے یا نہیں، سوال کا جواب وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کے پاس جواب کے صحیح یا غلط ہونے کی کسوٹی موجود ہو، ایک ماہر فزکس و کیمسٹری یا ماہر ریاضیات اپنی کلاس میں درس کے بعد یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ اب آپ لوگ سوال کرنا چاہتے ہوں تو کر سکتے ہیں لیکن یہ ماہرین کسی عوامی اجتماع میں جا کے ریاضیات فزکس کے بارے

میں لوگ ہم سے سوال کریں، یہ نہیں کہہ سکتے کیوں کہ ان کو اس بارے میں کچھ نہیں پتہ اور ان کو اس بارے میں سوال کرنا نہیں آتا ہے نہ ان کو یہ پتہ ہے کہ سوال کا جواب صحیح دیا ہے یا نہیں۔

۵) اگر حضرت محمدؐ کے جانشین کی حیثیت سے لوگوں سے مخاطب ہیں تو آپ کے سامعین کا تعلق دین سے ہے ان کو ہر علم سے واسطہ نہیں حضرت محمدؐ بھی علوم کونیات لے کر نہیں آئے، یہاں پتہ چلتا ہے علم کے نام سے یہ خرافات در خرافات یہودیوں اور باطنیوں کی اختراع ہے خاص کر کے شیعہ غلات کی جنہوں نے حضرت محمدؐ کی حیثیت کو کم کرنے اور گرانے کے لیے علی کے نام کو اٹھانے کے لئے گڑھی ہیں۔

۶) خود حضرت کے اقوال میں ملتا ہے آپ نے علم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ''علم دو طرح کا ہوتا ہے، فطری اور سنا ہوا، لہٰذا سنا ہوا علم فائدہ نہیں پہنچا سکتا اگر فطری علم موجود نہ ہو'' (نہج البلاغۃ الحکمۃ ۳۳۸)

۷) ایک اور جگہ فرماتے ہیں ''تم جو نہیں جانتے ہو اسے نہ کہو بلکہ جتنا جانتے ہو وہ سب بھی نہ کہہ دالو کیونکہ اللہ تعالی نے تمہارے تمام اعضاء و جوارح پر کچھ فرائض واجب کر دیئے ہیں اور ان سب کے ذریعہ روز قیامت تم پر حجت قائم کی جائے گی'' (نہج البلاغۃ الحکمۃ ۳۸۲)

۱۷۔ علی عالم غیب و غیوب ہیں:

ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے حالانکہ علم غیب عقل و آیات قرآن کے تحت صرف اللہ جانتا ہے۔

وہ علم جو صرف اللہ جانتا ہے اللہ کے علاوہ کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی پتہ نہیں ہے قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات آئی ہیں جن میں نبی کریمؐ سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے یہ آیات کتاب دور رشد و رشادت کے عرض ناشر میں ملاحظہ کریں جو علم غیب ختم النبوت کے حامل نبی مکرمؐ کو حاصل نہیں وہ علی کے لئے کیسے ثابت ہوگا، جو علی کے معلم کو حاصل نہیں، وہ علی کو کیسے حاصل ہوگا۔ موسوعہ امام علی ج ۱۰ ص ۶۳ پر لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا میں علم منایا بلا یا قضایا کو جانتا ہوں اور کون کون کہاں مرے ہیں اور کن کن پر مصائب و آلام پڑے ہیں اور کیا کیا واقعات و حوادث رونما ہو چکے ہیں، یہ سب جانتا ہوں۔

ص ۶۴ پر لکھتے ہیں پیغمبرؐ نے علی کو علم کان و ما یکون سکھایا ہے اور علم گزشتہ و آئندہ اور قیام قیامت تک کا علم سکھایا ہے جب کہ قرآن میں پیغمبر کی زبان سے نقل ہے کہ مجھے پتہ نہیں کل میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ ﴿ کہو کہ

میں پیغمبروں میں کوئی انوکھا پیغمبر نہیں ہوں، مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ معلوم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں کسی اور چیز کی نہیں، صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے بھیجی جاتی ہے۔ اور میں تو صرف ایک واضح انداز سے خبردار کرنے والا ہوں۔﴾ (احقاف۔۹)

۱۸۔حضرت علی کا بتوں کو توڑنا:

[کتاب موسوعہ امام علی ج ا ص ۱۵۱ محمد رشہری] حضرت علی نے پیغمبر اکرمؐ کے دونوں کاندھوں پر چڑھ کر قریش کے ایک صنم عزاء کو زمین بوس کیا کہتے ہیں یہ بت کعبہ کی چھت پر رکھا ہوا تھا بقول مؤلف اس حوالے سے پیغمبرؐ کے کاندھوں پر چڑھ کر بت توڑنے کا افتخار صرف حضرت علی کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں، اس سلسلے میں تین روایات نقل کی گئی ہیں۔ صاحب موسوعہ نے اس بارے میں کہا ہے کہ اس سلسلے میں وارد اخبار بہت زیادہ ہیں، ان روایات میں اس بات پر اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا بعض میں آیا ہے، کہ یہ شب ہجرت کا واقعہ ہے، حضرت علی فرماتے ہیں کہ جس رات پیغمبر اکرمؐ نے ہجرت کرنی تھی وہ مجھے لے کر مسجد گئے اور گھر والوں سے چھپ کر گئے تا کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ سکے بعض روایات میں آیا ہے کہ ہجرت سے پہلے حضرت خدیجہ کے گھر سے نکل کر گئے بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے موقعہ پر رونما ہوا ہے۔

ا۔اخباری اور اہل حدیث کے جعل سازوں نے زیادہ اخبار جعل کرنے کے بعد اگلے مرحلے میں ایک قانون جعل کیا، اس قانون کو وہ تواتر معنوی کا نام دیتے ہیں، اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے متضاد اخباروں کو رد کرنے کی بجائے اس کو پذیرائی دینے کیلئے اس کا نام تواتر معنوی رکھا ہے، تواتر معنوی اور تواتر لفظی میں فرق یہ ہے کہ تواتر لفظی وہ اخبار و روایات ہیں کہ جن کے ناقلین میں مومن و کافر و مشرک اور فاسق و فاجر سب شامل ہوتے ہیں کیونکہ ان سب کا کسی باطل خبر پر اتفاق ہونا ناممکن ہوتا ہے اس لئے ایسے اخبار کو حجت یا صحیح گردانتے ہیں علماء اہل حدیث کا کہنا ہے کہ ایسی روایات و اخبار بہت کم اور نادر ہوتی ہیں لیکن جب کوئی خبر کسی مذہب یا ایک فرقے کے نزدیک متواتر ہو اور دوسرے اسے نہ مانتے ہوں تو جس فرقے کے نزدیک وہ خبر متواتر ہو، وہ اسے تواتر لفظی کہتے ہیں لہٰذا جعل سازوں نے تواتر لفظی کا سہارا لیکر اپنے اپنے فرقے کیلئے احادیث جعل کی ہیں، اب دوسرے فرقے ان سے بے شک اختلاف کرتے رہیں وہ انہیں تواتر لفظی کا نام دے کر صحیح گردانتے ہیں۔

چنانچہ اب ہر فرقہ اپنے ناقلین کی نقل کردہ احادیث کو صحیح گردانتا ہے اور انہیں متواتر قرار دیتا ہے چاہے باقی تمام فرقے ان احادیث کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں لہٰذا کسی بھی فرقے کے نزدیک خبر متواتر کے حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں بنتی ہے خاص کر جب وہ اس طرح کی دوسری خبروں سے متضاد و متناقض ہو لہٰذا اس خبر کی سند بذات خود مخدوش ہے۔

۲۔ بعض دیگر اخبارات میں آیا ہے کہ نبی کریمؐ بت گرانے کیلئے پہلے خود حضرت علی کے کاندھوں پر سوار ہوئے لیکن علی نبی کریمؐ کو نہیں اٹھا سکے تو پیغمبرؐ نے حضرت علی سے فرمایا کہ آپ بار نبوت برداشت نہیں کرسکیں گے کیونکہ یہ بہت وزنی ہوتا ہے چنانچہ نبی کریمؐ نے علی سے فرمایا کہ آپ میرے دوش پر سوار ہو جائیں تو علی پیغمبر اکرمؐ کے کاندھوں پر سوار ہو گئے اور بتوں کو نیچے گرایا کہتے ہیں علی کو یہاں دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک بتوں کو گرانے کی اور دوسرا پیغمبر اکرمؐ کے دوش پر سوار ہونے کی، بت گرانا اگر اتنا با فضیلت ہے کہ اس فضیلت کے بعد فضائل میں کوئی علی کا مقابلہ نہیں کرسکتا ہے کیونکہ پیغمبرؐ کے حکم پر صرف حضرت علی نے بت گرائے ہیں تو یہ بات درست نہیں کیونکہ فتح مکہ کے موقعہ پر اور اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے بعض صحابہ کرام کو بت توڑنے کے لئے بھیجا تھا اور ان کے ہاتھوں سے بہت سے بت اور بت خانے مسمار ہوئے تھے حکم نبی کریمؐ پر بت توڑنے والوں میں سے ایک حضرت خالد بن ولید بھی ہیں۔

کہتے ہیں کہ علی پیغمبرؐ کے دوش پر سوار ہوئے کیونکہ پیغمبر اکرمؐ اس لئے حضرت علی کے دوش پر سوار نہیں ہو سکے کہ علی بار نبوت برداشت نہیں کرسکتے تھے ان کا یہ کہنا اس قصہ کے بے بنیاد ہونے کی دلیل بنتا ہے کیونکہ ان کے اپنے قول کے مطابق خیبر کے دروازے اتنے وزنی تھے کہ ایک دروازے کو کئی آدمی مل کر اٹھاتے تھے جبکہ حضرت علی نے در خیبر کو تنہا اٹھایا تھا تو اتنا زیادہ وزن اٹھا سکنے والے علی ایک پیغمبرؐ کو کیوں نہیں اٹھا سکے، یہ بات بھی یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ بار نبوت کے بھاری ہونے سے مراد یہ نہیں کہ بار نبوت مادی طور پر بھاری وزن ہے کہ جس کے اٹھانے کیلئے کسی بڑے پہلوان کی طرح کے سخت جان آدمی کی ضرورت ہے بلکہ بار نبوت سے مراد نبوت کی ذمہ داری اٹھانا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ پیغمبرؐ ہی نے اٹھائی تھی نہ کہ حضرت علی نے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ ختم المرسلین اپنی ذمہ داری کسی اور کے کاندھوں پر ڈالیں۔

پیغمبر اکرمؐ جب فتح مکہ کے موقعہ پر حجتہ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو آپؐ کے اونٹ پر آپؐ اور اسامہ دونوں سوار تھے جب بارنبوت کے علاوہ اونٹ پر حضرت اسامہ کا وزن بھی تھا اور اونٹ نے اسے آسانی سے برداشت کرلیا تو بتائیں حضرت علی پیغمبرؐ کے وزن کو کیوں برداشت نہ کرسکے۔

ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ بت توڑنے کے وقت حضرت علی بارنبوت برداشت نہیں کرسکے تو دوسری طرف یہ کیوں کہتے ہیں کہ کا بارنبوت صرف علی ہی اٹھا سکتے ہیں بارنبوت کوئی دس بیس من وزنی پتھر ہے کہ جو علی کے لئے اتنا بھاری تھا کہ وہ اسے اٹھا نہیں سکے یا نبوت دین وشریعت کا نام ہے اس طرح آپ لوگ ان روایات کے ابلاغ سے شور شرابہ کرتے ہیں جن کی سند غلط اور معنی بھی غلط ہوتے ہیں تو اس طرح غلط در غلط اقنوم بنا کے علی کی شان میں اسفار بنانے والے علی کے محب و دوستدار نہیں بلکہ علی کے دشمن ہیں کیونکہ وہ علی کے وجود کو مشکوک اور افسانہ بناتے ہیں۔

فضائل علی کے نام پر غلط اور بے معنی و بے سند روایات پیش کرنے والوں کی علی کے ساتھ کیا دشمنی ہے اور وہ یہ دشمنی کیوں کرتے ہیں، اس کا جواب واضح ہے جو کہ دنیائے کفر وشرک کیلئے نا قابل برداشت ہے، یہ کسی فرد یا گروہ کا اقتدار نہیں تھا جو ان کیلئے نا قابل برداشت ہو بلکہ یہ اسلام تھا اور اسلام کے حامل وداعی رسولؐ اللہ تھے اس لئے انہوں نے اسلام کے توسط سے رسولؐ اللہ سے دشمنی کی ہے اور جن لوگوں نے رسولؐ اللہ کا ساتھ دیا تھا، ان سے بھی دشمنی کی ہے ورنہ تاریخ مسلمین میں فاسق و فاجر حتیٰ ملحد حکمرانوں کی فہرست کم نہیں، بہت طویل ہے، دور بنی امیہ، دور عباسی، دور فاطمی، دور صفوی، دور عثمانی اور سیکولر حکمرانوں کے دور میں بہت سے ایسے حکمران ہوگزرے ہیں جو فاسق و فاجر وملحد تھے لیکن سب وشتم کے جام صرف حضرت ابوبکر وعمر پر کیوں گرتے ہیں، انہیں کیوں سبّ وشتم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر نے پیغمبر اکرمؐ کی حیات طیبہ میں آپؐ کا ساتھ دیا اور آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی شریعت پر عمل کیا اور اسے سنبھالا ہے انہوں نے شریعت الٰہی کے نفاذ کو جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اس شریعت میں خرافات وتحریفات کی نجاست شامل نہیں ہونے دی جب ان کو پیغمبرؐ کا ساتھ دینے پر حضرت ابوبکر وعمر پر اتنا غصہ ہے تو یہ کیوں علی سے انتقام نہ لیں گے جو کہ پیغمبرؐ کیلئے سب سے زیادہ عزیز اور چہیتے تھے۔

۱۹.فضائل علی کے نام سے اسلام میں الحاد کا جاگزین ہونا:

کتاب موسوعہ ج ۸ ص ۶۴ پر لکھتے ہیں انا و علی من نور واحد، میں اور علی نور واحد، سے ہیں اس سلسلے میں کتاب میں گیارہ احادیث مرسلات نقل کی گئی ہیں پہلی حدیث میں لکھتے ہیں ''میں اور علی نور واحد سے ہیں'' دوسری روایت میں آیا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ''میں اور علی اللہ کے نور سے خلق ہوئے ہیں'' یہ حدیث سورہ توحید کے خلاف ہے۔

تیسری حدیث میں آیا ہے کہ ''علی ہم سے ہیں اور ہم علی سے ہیں'' علی ہم سے ہیں کا مطلب ہے کہ علی میرے پروردہ ہیں یہاں معنوی ارتباط ہو سکتا ہے لیکن یہ کہنا ہے کہ میں علی سے ہوں، اس کے کیا معنی ہیں، ظاہر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا وجود علی سے قائم ہے اور آپ کی نبوت علی سے قائم ہے، یہ کفر ہے۔

حدیث کے مطابق کہتے ہیں کہ علی کا گوشت میرا گوشت ہے اور علی کا خون میرا خون ہے، بتائیں یہ کیسے ممکن ہے کہ علی کا گوشت پیغمبرؐ کا گوشت ہو اور علی کا خون پیغمبر اکرمؐ کا خون ہو، چوتھی حدیث ہے کہ ''میں اور علی ایک نور سے ہیں''۔ ''ہم دونوں نور واحد سے ہیں''۔ ''ہم ایک زمانے میں آدم کے خلق ہونے سے دو ہزار سال پہلے عرش کے دائیں طرف ہوتے تھے'' اس حدیث میں حضرت محمدؐ اور حضرت علی کے قدیم ہونے کی طرف اشارہ ہے یعنی جس طرح اللہ قدیم ہیں اس طرح یہ دونوں بھی قدیم ہے اس طرح یہ حدیث وعقیدہ مذہب تناسخ کی بنیاد ہے اس عقیدے سے اسلام میں باطل عقیدے کو داخل کیا گیا ہے انہوں نے اس حدیث کو جعل کر کے تعدد قدما اور تناسخ کا عقیدہ ثابت کیا ہے۔

پانچویں حدیث میں لکھتے ہیں کہ ''ہم اور علی ایک نور سے ہیں اور ہم آدم کے خلق ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے تھے۔ جب اللہ نے حضرت آدم کو خلق کیا تو اس وقت یہ نور دو حصوں میں بٹ گیا، جن میں سے ایک ہم ہیں اور دوسرا علی ہے'' ان کی یہ بات بھی باطل ہے کیونکہ حضرت آدم کے بعد یہ نور آپ کے کہنے کے مطابق فرزند آدم میں منتقل ہوا، اگر یہ سلب در سلب منتقل ہوتا ہے تو حضرت عبد المطلب کے بعد یہ نور حضرت محمدؐ اور علی میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ عبد اللہ اور ابو طالب میں تقسیم ہوتا ہے لہذا آپ کا یہ کہنا غلط ہوگا کہ یہ نور مجھ محمدؐ اور علی میں تقسیم ہوا ہے یہ حدیث سیر نزولی میں بھی تضاد در تضاد رکھتی ہے گویا اس فضیلت کی برگشت ایک تو مذہب مجوسی اور زردشتی سے ملتی

ہے۔

کیونکہ ان کے کہنے کے مطابق کائنات کا اصل نور ہے یا اسکی برگشت مسیحیوں سے ملتی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کا جز ءیا ابن اللہ ہے ورنہ پیغمبرؐ اور علی کا وجود خلقت سے پہلے نور کی شکل میں ہونا خلاف عقل بشر اور حس وتجربے اور علوم مادیات سے متصادم ہے۔

''چہرہ علی کو دیکھنا عبادت ہے'' موسوعہ امام علی ج ۸ ص ۱۴۳، اس بارے میں آٹھ حدیث نقل ہوئی ہیں، ایک میں فرمایا ''علی کو دیکھنا عبادت ہے'' دوسری میں ہے کہ ''چہرہ علی کو دیکھنا عبادت ہے'' ایک روایت میں ہے کہ ''ذکر علی عبادت ہے'' ایک میں ہے کہ ''اولادعلی کو دیکھنا عبادت ہے'' جبکہ کثیر آیات کے تحت عبادت صرف اللہ کی ہے اس میں کوئی شریک نہیں ہے اسی طرح یہ بھی آیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک قرار نہ دو، سورہ کہف آیت ۱۱۰، سورہ انعام ۵۶، سورہ یونس ۱۸، توبہ ۳۱، سورہ ذاریات ۵۶، سورہ نور ۵۵، زمر ۱۷، مریم ۴۲، سورہ ہود ۲، فاتحہ ۵، اعراف ۱۹۴، انبیاء ۲۶، آل عمران ۷۹، سورہ نساء ۱۷۲، اعراف ۲۰۶۔

ان تمام آیات میں غیر اللہ کی عبادت کو شرک قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کے چہرے کو دیکھنا اور نام علی کے ورد کو عبادت کہنا ایسا ہی ہے جیسے مشرکین کی بت پرستی ہو۔

۴۰۔سورج کا پلٹانا:

حضرت علی تاریخ اسلام میں حضرت محمدؐ کے بعد وہ جانی پہچانی اور نا قابل اختلاف شخصیت ہیں جنہیں مومن ومنافق، کافر ومشرک اور یہود ونصاریٰ وملحد سب مانتے ہیں، یہ ہستی بنام علی بن ابی طالب حضرت محمدؐ کے چچا زاد بھائی و پروردہ اور آپ کی بیٹی کے شوہر تھے، پوری امت علی کے مقام ومنزلت کی معترف ہے نبی کریمؐ کا ساتھ دینے اور اسلام کی خاطر ہر قسم کے غصہ و ناگوار حالات کو ہضم کرنے کے جرم میں اس علی کو ایک افسانوی شخصیت بنانے کے لئے انہوں نے بھرپور سعی پیہم کی اور یہ کوشش کی کہ علی ایک انسان کے طور پر متعارف نہ ہونے پائیں چنانچہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ ''علی اللہ ہے'' عنقا ہے بعض کے مطابق یہ خود پیغمبر تھے اور محمد ان کے نمائندے تھے کسی کے خیال میں وہ بزدل تھے بات نہ سننے والے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے مذموم مقاصد اور علی سے دشمنی کیلئے بہت سے قصہ کہانیاں بنائی ہیں، اور کبھی انہیں عرب بدوؤں کے شجاع اور مردان جنگجو کے طور پر پیش کیا جاتا

ہے،ان قصہ کہانیوں میں سے ایک قصہ ردشمس یا سورج کا پلٹانا ہے سوال یہ ہے کہ انہوں نے علی پر غصہ کیوں نکالا اور ان سے ایسا انتقام کیوں لیا۔اس کیلئے ہم اپنے معاشرے سے ایک مثال پیش کرتے ہیں کسی جگہ مسجد کے دروازے پر چاروں خلفاء کے نام لکھے تھے آخر میں علی کا نام لکھا تھا تو ایک غالی نے آکر دروازے کے اس شیشے کو کسی چیز سے مار کر توڑ دیا تو مسجد والوں نے شور شرابہ کیا کہ تم نے شیشہ کیوں توڑا ہے تو اس نے کہا ہم نے آپ کے تینوں کو تو نہیں مارا، ہم نے اپنے علی کو مارا ہے کہ تم کیوں ان کے ساتھ بیٹھے ہو تو حضرت علی سے انہوں نے اس طرح کا انتقام لیا کہ علی کیوں حضرت محمدؐ کے ساتھ بیٹھے اور کیوں ان کا ساتھ دیا، اس کیلئے انہوں نے قصہ کہانیاں بنائی ہیں۔

چنانچہ صاحب بحار اور صاحب غدیر کے علاوہ عصر حاضر کی برجستہ شخصیت عالم و فاضل علامہ محمد ریشھری نے اپنی موسوعہ امام علی علی ج ۱۱ص ۷۵ پر اس بارے میں وارد احادیث کو جمع کیا ہے،اس سلسلے میں انہوں نے تئیس (۲۳) روایات جمع کی ہیں ان روایات میں انہوں نے اس افسانے اور ناممکن عمل کو حضرت علی کے لئے ثابت کرنے کیلئے پہلے یوشع بن نون کے لیے ثابت کیا کہ سب سے پہلے انہوں نے سورج کو پلٹایا تھا، ان کے بعد حضرت سلیمان کیلئے ثابت کیا پھر علی کے دو دفعہ سورج پلٹانے کا ذکر کیا، ایک پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں اور دوسرا اپنے دور خلافت میں پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں امیر المومنین کے لئے سورج پلٹانا اور بعد میں دور خلافت علی میں سورج پلٹانے کی کیا ضرورت پڑی اور کیوں سورج پلٹایا گیا تو اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی کی نماز قضاء ہوئی تھی تو علی کی بروقت ادائیگی نماز کے لئے سورج پلٹایا گیا، اس سلسلے میں جو روایات پیش کی گئی ہیں وہ اپنی جگہ متضاد اور احاد مرسلات ہونے کے علاوہ دنیا کے عقلاء و دانشوران کیلئے نا قابل قبول بلکہ مسلم الثبوت باطل ہے۔سورج پلٹانے کا ذکر کرنے سے پہلے ہمارے نظام شمسی میں سورج کی حیثیت کو واضح کرنا ہوگی۔

اس نظام میں سورج کی حیثیت کی یوں مثال دے سکتے ہیں کہ ایک جہاز یا گاڑی میں سینکڑوں پرزے ہوتے ہیں گاڑی یا جہاز چلنے سے پہلے سارے پرزے ساکن ہوتے ہیں ان میں ایک پرزہ انجن کہلاتا ہے جب آپ اس کو حرکت دیں گے تو سارے پرزے حرکت میں آجائیں گے اور اگر انجن بند ہو جائے تو سارے پرزے خود بخود رک جاتے ہیں اور جہاز یا گاڑی چلنا بند ہو جاتی ہے اس نظام کائنات میں سورج کا مقام بھی انجن کی طرح

ہی ہے۔اس لیےاللہ نے قیامت سے پہلےاس نظام شمسی کے خاتمے کے بارے میں ذکر کرتے وقت صرف سورج کا نظام برچیدہ ہونے کے ذکر پر اکتفا کیا ہےجبکہ اس کے گرد اس جیسےاور بھی ستارے ہیں ان کا ذکر نہیں کیا ہے۔ نئی تحقیقات کی روشنی میں سورج کے گرد گیارہ ستارے ہوتے ہیں اور پھر ہر ستارے کے پاس اپنے کچھ ستارے ہوتے ہیں جو اس سے چھوٹے ہوتے ہیں جن کو قمر کہتے ہیں، یہ ستارے سورج کے تابع ہوتے ہیں اور سورج کی حرکت کے تناسب سے وہ گردش میں رہتے ہیں لہٰذا قرآن کریم کے تحت جب قیامت برپا ہوگی تو سورج کی گردش ختم ہوجائے گی کائنات درہم برہم ہوجائے گی لہٰذا اگر سورج اپنا رخ بدلے گا تو کائنات کا رخ بھی بدل جائے گا اور پورا نظام الٹ پلٹ ہوجائے گا اس حقیقت وواقعیت کو سامنے رکھنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ کیا تاریخ میں اس سے پہلے ایسا واقعہ گزرا ہے کہ سورج پلٹا ہو؟ اگر سورج کا پلٹنا ممکن ہوتا تو ایسا پہلے بھی ہوگیا ہوتا اور اُس کا ذکر تاریخ عالم میں ملتا۔

ا۔جب سورج کو پلٹایا گیا تو اس کا ذکر کرنے والے بطور ثبوت ایک دو آدمیوں کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ اگر واقعی سورج پلٹا ہوتا تو پوری دنیا نے اس کو دیکھا ہوتا اور اس کا ذکر کیا ہوتا۔

جب سورج گرہن لگتا ہے تو جہاں جہاں لگتا ہے وہاں کے تمام لوگ اس کو دیکھتے ہیں سورج پلٹ کے واپس آئے اور اسے ایک دو بندوں کے سوا کوئی نہ دیکھے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

۲۔کہتے ہیں علی کے لئے سورج اس لئے پلٹا کہ وہ نماز وقت پر ادا نہ کرسکے،علی تابع شریعت محمدؐ ہیں حضرت محمدؐ اصل ہیں وہ بذریعہ وحی شریعت لانے والے ہیں، وہی اس کے پہنچانے والے ہیں،اس کے محافظ ہیں،نفاذ کرنے والے ہیں، جنگ احزاب میں علی اور اصحاب کی نماز قضا ہوئی تو پیغمبر اکرمؐ نے سورج نہیں پلٹایا تو اس کی اصل اور روایات سب مردود ومشکوک ہوتے دیکھنے کے بعد وہ ایسے گروہ کو سامنے لائے جن کے سامنے انسان بے بس و بے چارہ ہوجاتا ہے،اس کے ہاتھ خالی ہوجاتے ہیں کیونکہ وہ گروہ دلائل وبراہین کی زبان نہیں سمجھتا ہے لہٰذا خاموش رہنا پڑتا ہے یہ گروہ ایک عوامی ریلے کی طرح ہوتا ہے، بےنظیر نے ایک دفعہ کہا کہ اگر آرام اور چپ چاپ سے ہمیں حکومت نہیں دیں گے تو ہم سینہ پیٹنے والوں کو آگے لائیں گے۔یہ لوگ اسی طرح جعلی روایات کو تسلیم کرواتے ہیں۔

جب سورج ایک جگہ سے دوسری جگہ تک فاصلہ طے کرتا ہے تو ایک حصہ میں روشنی پھیل جاتی ہے اور دوسرے حصہ کو تاریک کرتا ہے جب آپ کے کہنے کے مطابق علی نے سورج کو پلٹایا تھا تو بتائیں تاریخ عالم میں اس کا ہر جگہ کوئی ذکر بھی ملتا ہے یا نہیں اور کیا کہیں یہ بھی ملتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد کہیں دن سے رات ہوگئی اور کہیں رات سے دن۔

اسی طرح جہاں ان کے پاس دلیل نہیں ہوتی وہاں یہ شعراء سے اشعار بنا کر انہیں بطور دلیل پیش کرتے ہیں گمراہی کے ٹھیکے ان شعراء کے پاس ہوتے ہیں وہ انہیں آگے پیچھے رکھتے ہیں اس میں تنہا نچلے طبقے کے شعراء نہیں بڑے پائے کے شعراء بھی ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بڑے بڑے اسکالر، سیاست دان، ماہرین اجتماعیات و کونیات، سائنسدان اور نظام اسلام کے داعیوں سمیت اسلام کیلئے سب کی امید و آرزو علامہ اقبال ہیں انہوں نے بھی فرمایا ہے کہ حضرت علی کی نماز کیلئے سورج پلٹ کر آیا تھا علماء کرام اور دیگر مقررین جہاں کہیں اقبال کا شعر پیش کرتے ہیں تو وہاں انہیں کسی آیت و روایت کی ضرورت نہیں رہتی اور کسی کی جرات نہیں ہوتی کہ اسے رد کرتے ہوئے کوئی آیت یا روایت پیش کرے۔

۲۱۔علی کعبہ میں پیدا ہوئے:

موسوعہ امام علی ج ۱ ص ۴۷ پر آیا ہے صاحب موسوعہ علامہ امین کی کتاب الغدیر ج ۵ ص ۲۲ سے نقل کرتے ہیں حضرت علی کا کعبہ میں پیدا ہونے کی فضیلت کسی اور کو نہیں ملی ہے، یہ فضیلت بے مثال و بے بدیل ایک حقیقت ناصعہ ہے جس پر فریقین نے مہر تصدیق ثبت کی ہے اس بارے میں بہت سی احادیث علماء نے کتابوں میں لکھی ہیں ان احادیث اور علماء کے اعتراف کے بعد شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے کوئی اس سے اختلاف کرے صاحب موسوعہ نے سات احادیث مستدرک صحیحین، روضۃ الواعظین علل الشرائع اور شرح نہج البلاغہ سے نقل کیں اور دیوان سید حمیری سے اس بارے میں ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔

ہم یہاں صاحب موسوعہ اور ان کے نزدیک معتبر مصادر اور علامہ امینی کے مخالفین کی طنز کوئی سب سے صرف نظر کرتے ہیں اس کے بے سند ہونے کی بات کو پہلے مرحلے میں چھوڑتے ہیں کیونکہ یہ تمام روایات مرسلات اجماع و اتفاق کی کساء و چادر میں جمع کرکے پیش کی گئی ہیں، وہ ان روایات کی سند و متن پر اعتراض کرنے

والوں کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ وہ سنی ہیں، دشمن اہل بیت ہیں اور اگر کوئی شیعہ ہے تو اس کو سنی سے بدتر گردانتے ہیں کہتے ہیں جو سنی مانتے ہیں، یہ اس کو بھی نہیں مانتے ہیں غرض تمہید میں ہم نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فضائل علی نہیں بیان کرنے بلکہ علی کے نام پر افسانے کہانیاں جعلیات کر کے ان کے اسفار لگا کر علی کو افسانہ بنانا ہے ورنہ یہ اگر حقیقی معنوں میں علی کے حامی و مدافع ہوتے تو علی کے بارے میں وارد فضائل کے بارے میں بحث وتنقید کرنے والے ان کو بڑے نہیں لگتے۔اس وقت دنیا میں کسی موضوع پر مقالہ لکھنے والوں کو تمغہ دیا جاتا ہے اگر ان کی بیان کردہ روایات میں کوئی سچ وحقیقت ہوتی تو یہ تحقیق کرنے والے کو تمغہ مادی ومعنوی کی بجائے گالی نہیں دیتے محسوس ہوتا ہے کہ علی کی شان کو گرانے اور ان کو افسانہ بنانے کیلئے ایسے بے ہودہ وبے معنی فضائل جعل کیے گئے ہیں جس کی ہمارے ہاں یہ مثال موجود ہے کہ اگر کوئی شخص عزاداری وزنجیر زنی کی مخالفت کرتا ہے تو ایک طرف سے کہتے ہیں یہ وہابی ہے پھر اضافہ کرتے ہیں ان کو زنجیر وقمہ زنی بند کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد اصل واقعہ کربلا کا انکار کرنا ہے ایسی تہمت وافتراء اور گالی وڈنڈے سے اس کے بارے میں تحقیق کرنے والوں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں اور سند کیطور پر اہل سنت کا حوالہ دیتے ہیں کہ ان کا بھی اس پر اتفاق ہے۔

ان کے ساتھ اتفاق کرنے والوں یا اتحاد وحدت مسلمین میں وہ سیکولر افراد شامل ہیں جو نہ سنی ہیں نہ شیعہ بلکہ وہ وفاداران مغرب والوں کا ایک اجتماع ہے جسے وہ اتحاد مسلمین کا نام دیتے ہیں،شیعوں سے پیسے لے کر مجلّہ لکھنے والا کوئی مولف تمام سنیوں کا نمائندہ نہیں بن سکتا ہے سنی کتب کے مطابق کعبے میں چندین افراد پیدا ہوئے ہیں، ان میں سے ایک حکیم بن حزام ہے جو کہ مشرک تھا دوسرا بنی امیہ کا ایک فاسد خلیفہ ہے۔یہ دونوں کعبہ میں پیدا ہوئے،انہیں ان دونوں سے زیادہ علی سے نفرت نہیں تھی کہ وہ ان کا نام لکھنے سے گریز کریں متن تاریخ میں جہاں حضرت علی کا ذکر آیا ہے وہاں کہیں بھی آپ کی کعبہ میں ولادت کا ذکر نہیں آیا ہے یہ تو ایک بے ہودہ وبے معنی بات ہے جو مسائل میں الجھا کر رکھنے کیلئے گھڑی گئی ہے کعبہ میں پیدا ہونا کوئی فضیلت نہیں رکھتا ہے لیکن جن کا اس پر اصرار ہے ان کا بھی مقصد علی کو با فضیلت پیش کرنا نہیں ہے بلکہ ان کو اس دین میں عقیدہ مسیح کو رواج دینا مراد ہے مسیحی کہتے ہیں عیسیٰ ابن اللہ ہے یہ لوگ بھی علی کو ابن اللہ یا خود اللہ ثابت کرنے کے لیے ان کے کعبی میں پیدا ہونے کی بات کرتے ہیں۔

یہ علی کے کعبہ میں پیدا ہونے پر اس لیے زور دیتے ہیں کہ انہیں اسلام اور علی دونوں کو گرانا ہے اس کا واضح ثبوت ان کے مقررین کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد نتیجہ بنانا ہے اور شعراء کی کفریات کی غلاظت پھینکنا ہے اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ مستدرک تحقیقی کتاب نہیں ہے بخاری اور مسلم نے جو احادیث چھوڑی ہیں ان کے جمع کرنے کو مستدرک کہتے ہیں جس طرح شیعوں کے پاس وسائل شیعہ کے مؤلف نے جو مرسلات غلط سمجھ کر چھوڑی ہیں ان کو محدث نوری نے مستدرک الوسائل کے نام سے جمع کیا ہے ہمارے فقیہ سرگودھا کو وسائل شیعہ سے زیادہ مستدرک الوسائل پر اعتماد اور فخر ہے۔

۲۲۔ امامت افضل از نبوت ہے:

یہ بھی جھوٹ ہے، نبوت انتساب الٰہی ہے، نبوت عالمین کے لئے ہوتی ہے جبکہ امامت عالمین کے لیے نہیں بلکہ ہر علاقہ ومحلہ اور گروہ اپنے لئے از خود امام انتخاب کرتا ہے، نبی اللہ سے ہدایت لیتا ہے جبکہ امام قرآن اور سنت سے ہدایت لیتا ہے۔

مقام امامت کو بعد از نبوت کہنے والوں کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے کہ وہ نبی کریمؐ سے ہٹ کر آئمہ کو امتیاز و مقام کا حامل قرار دیں لیکن جن لوگوں کے نزدیک مقام امامت افضل و برتر از نبوت ہے ان کے لئے مشکل پیش آتی ہے، ایک اور پہاڑ ان کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آئمہ نور ہیں چنانچہ ان کے علماء اپنے منابر سے بھی زور سے کہتے ہیں ''میں اور علی ایک نور سے خلق ہوئے ہیں'' ۔یہ نور کیا ہے کیا یہ مادیات میں سے ہے یا غیر مادی ہے، عقلاء اور علوم جدید کے ماہرین کہتے ہیں کہ نور مادیات میں سے ہے، وہ جگہ گھیر لیتا ہے جب وہ ایک جگہ پر ہوتا ہے تو دوسری جگہ سے غائب ہوتا ہے، اسی وجہ سے اللہ کی صفات سلبیہ میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جسم نہیں رکھتا ہے کیونکہ جسم محتاج مکان رہتا ہے جو ایک جگہ مقیم ہوتا ہے وہ دوسری جگہوں سے غائب ہوتا ہے اور وہاں کے حالات سے بھی ناواقف ہوتا ہے لہٰذا جو لوگ اس دنیا سے گزرنے والے آئمہ کو حاضر وناظر کہتے ہیں وہ بتائیں کہ جو قتل ہو گئے یا جو ان کے مطابق ہزار سال سے غائب ہیں وہ مقتول یا غائب حاضر وناظر کیسے ہو سکتے ہیں آپ انہیں کن معنوں میں حاضر وناظر کہتے ہیں، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آئمہ کو حاضر وناظر کہنے والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ امام ہی اللہ ہے کیونکہ اللہ ہی ہے کہ جو کسی بھی جگہ سے غائب نہیں ہوتا ہے۔تناسخ لازم آتا ہے، تناسخ

بالاتفاق ملت اسلامیہ باطل ہے،کیونکہ تناسخ کے وہ قائل ہیں جو ایمان بہ آخرت نہیں رکھتے،تناسخ مذہب براہمہ کا نظریہ ہے اور اسی مذہب پر خطابی،خطدائی،عجلی،نصیری قائم ہیں،یعنی روح ایک جسم سے نکلنے کےبعد دوسرے جسم میں جاتی ہے،اسی تصور کے تحت انھوں نے شہید کو اٹھایا ہے یعنی شہید مرنے کے بعد دوسری شکل میں تناسخ کرتا ہے۔

۲۳۔دشمن علی کون:

دشن علی کون اگر کوئی یہ پوچھے کہ دشمن علی کون ہےتو ظاہری سطح پر امت اسلامی میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ دشمن علی ہے اگر چہ شیعوں کا کہنا ہے دشمن علی خلفاء ثلاثہ ہیں دشمن علی وہابی ہیں اگر ان میں دشمنی علی کے مظاہر دشمن کریں تو نظر نہیں آئیں گے جہاں آپس میں دشمن وہاں مظاہر دونوں طرف سے نظر آتے ہیں خلفاء ثلاثہ چہ علی سے دشمنی رکھتے تھے یا علی خلفاء سے دشمنی رکھتے تھے آپ کو ایسے مظاہر نہیں آئیں گے چلو یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ وہ ایک دوسرے سے کوئی شکایات اور تحفظات رکھتے تھے لیکن دشمنی رکھنے کا کوئی مظاہرہ نظر نہیں آتا ہے۔حتی وہابیوں کی بھی علی سے دشمنی کا کوئی مظاہرہ نظر نہیں آتا کیونکہ ان کے کتب خانوں میں حضرت علی سے متعلق کتب اور مظاہرے اجتماعی میں بہت سی چیزیں علی کے نام سے ملیں گئیں مثلا مسجد علی،مدرسہ علی وغیرہ لیکن جو بات سب سے دیکھی اور سنی ہے وہ یہ ہے کہ خطبہ نماز جمعہ میں حضرت علی کا نام لیکر درود بھیجنا ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس وقت امت میں علی کا دشمن نہیں ہے ۔حضرت علی کے سرسخت دشمن خوارج ہیں انہوں نے حضرت علی کو صفین میں نا کام بنایا ہے،علی کے خلاف محاذ جنگ قائم کیا ہے آخر میں حضرت علی کی زندگی کے چراغ کو بجھایا نیز حضرت علی پر لعن کو ثقافت خوارج بنایا اور اسی نہج پر معاویہ اور فرزندان مروانی چلے ہیں۔انہوں نے سب علی کو خطبہ جمعہ میں شامل کیا یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز نے اس کو بند کیا ہے۔پھر ان کے بعد بنی عباس سے متوکل عباسی نکلے جو اولاد علی سے عداوت ونفرت رکھتے تھے۔دوسرے دشمن وہ ہے جنہوں نے نامعقول بلکہ شرکیات وکفریات آمیز فضائل کو علی سے منسوب کر کے علی کو افسانہ بنایا ہے۔تیسرا گروہ وہ ہے جو ان غیر عقلی اور غیر دینی کفر والحاد پر مبنی فضائل کو اچھالتا ہے۔ان فضائل کی برگشت دنیائے زردشت،یہودی،مجوسی،صلیبی کو جاتی ہے۔جیسے علی کا نور اللہ کے نور سے ہے،علی کعبہ میں پیدا ہوئے تو انکو ابن اللہ کا درجہ دیتے ہیں جسطرح مسیح حضرت عیسی کو ابن اللہ کہتے

ہیں۔اور یہ جو کہتے ہیں علی کا نور خلقت عالم سے پہلے تھا یہ مجوسیوں سے ملتا ہے۔تو یہ باتیں فضائل علی کے نام سے مسلمانوں کو گراں گذرتی ہیں تو یہ انکو برا بھلا کہتے ہیں،تو یہ کہتے ہیں انکو فضائل علی برداشت نہیں ہیں لہذا یہ دشمن علی ہیں۔جس طرح متوکل عباسی کے دور میں علی کے ماننے والوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں دیکھ کر متوکل کے دل میں علی اور اولاد علی سے بغض وعداوت پیدا ہوئی تھی ان لوگوں نے اپنے مخالفین کو آئمہ کا دشمن متعارف کرایا ہے اس کے لئے انہوں نے امام جعفر صادق سے ایک حدیث گھڑی ہے یعنی جو تمہارا دشمن ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔

خطداحیون اور علم:

خطداحیون علم پرست ہیں،علم سے ان کی مراد علم طب،طبیعات،ہندسہ،فلسفہ وریاضیات وغیرہ ہے چنانچہ رسائل اخوان الصفاء ان موضوعات پر مشتمل ہے شیخ نصیر الدین طوسی نے بھی مراغہ میں ہلاکو کی سرپرستی میں ایک درسگاہ کی بنیاد رکھی تھی تو ترتیب وترجیحات کے ساتھ وہاں انہی علوم کو رکھا تھا اور علم فقہ کو آخری درجہ میں رکھا تھا گویا فقہ کو وہاں کوئی خاص مقام حاصل نہیں تھا لیکن یہ علوم وہ ان کو سکھاتے ہیں جنہوں نے خطداحیون کو قبول کیا اور جو ان کے ممبر بنے ہوئے ہیں وہ یہ علوم خطداحیون کی تائید وحمایت کرنے کے لیے یا ان کے مقدمہ الجیش کے لیے انہیں سکھائے ہیں اور جو اسلام سے وابستہ ہوں،ان کو وہ بے معنی معضل بلکہ عندالاثبات ناممکن اصطلاحات کی شکل میں مصروف رکھتے ہیں یہاں ہم چند مثالیں بیان کریں گے۔

۱۔امام محمد باقر کے اسم گرامی باقر کی تفسیر میں لکھا ہے باقر یعنی علوم اولین وآخرین کو شگاف دینے والا،تعداد علوم غیر محدود ہے اور امام محمد باقر کی ذات ایک زمان ومکان تک محدود ہے ایک محصور ومحدود انسان غیر محدود اشیاء پر احاطہ نہیں کرسکتا ہے یہ قدرت صرف ذات باری تعالی کو حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں حتیٰ یہ مقام خود نبی کریمؐ کو بھی حاصل نہیں آپ سے بہانہ تراشی کرکے جنگ پر جانے سے گریز کرنے والوں کے عزائم سے آپ واقف نہیں تھے مسجد ضرار بنانے والوں کی نیات سے آپ آگاہ نہیں تھے۔

۲۔حضرت محمدؐ کو بحیثیت نبی ورسول صرف علوم دین آتے تھے یہی ان کا طرہ امتیاز ہے لہذا علوم اولین وآخرین کسی بھی انسان کے لئے غیر معقول ہیں۔

سلونی قبل ان تفقدونی میں آسمان کے راستے زمین کے راستوں کی بنسبت زیادہ جانتا ہوں،یہ دعویٰ قرآنی آیات

سے متصادم ہے قرآن کریم میں آیا ہے غیر محدود غیر عملی سوالات سیرت بنی اسرائیل پر منتہی ہیں۔

۴۔ بہت زیادہ سوالات مت کرو یہ تمہارے فائدہ میں نہیں ہوگا۔ سورہ بقرہ آیات ۱۰۸، ۱۱۹۔ سورہ سباء ۲۵۔

۵۔ علی زمین پر پیدا ہوئے، زمین ہی پر پرورش پائی، علی آسمان پر نہیں گئے، علی پر وحی نازل نہیں ہوئی نیز سوال کرنے والے جوابات سے مطمئن بھی نہیں ہونگے کیونکہ انہوں نے آسمان کو نہیں دیکھا ہے۔

۶۔ علی رہبر دین ہے اس کیلئے غیر ضروری علوم کی مہارت نہیں چاہیے۔

۷۔ اگر وہ علوم طب و ہندسہ و ریاضیات جانتے تھے تب بھی یہ علوم اس دور میں اُس وقت سے کہیں زیادہ ترقی کر چکے ہیں لہٰذا یہ چیزیں لوگوں کو دھوکہ و فریب اور غفلت و غنودگی میں رکھنے کیلئے گڑھی گئی ہیں ہے۔

غلات فکر میں منافق ہیں اور عمل میں خوارج ہیں لہٰذا وہ تضاد و تناقض تھبث بحالات میں گرے رہتا ہے۔

۱۔ وہ اندر سے الحاد پھیلانے کیلئے اور انکار وجود باری تعالیٰ کیلئے اللہ کے نزول اور تشبیہ حلول کو اٹھاتے ہیں گویا وہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ غائب نہیں یہی علی اور اولاد علی اللہ ہیں۔

۲ یہ امت مسلمہ کے اندر گھس کر ان کو منحرف کرنے کیلئے علی کو پیغمبرؐ کا جانشین بناتے ہیں پھر پیغمبرؐ جیسا اور آخر میں اللہ کی حجت پیش کرتے ہیں۔ یہ علم ثابت کرنے کے لئے کلمہ الہام اور محدث استعمال کرتے ہیں، کسی کی قدرت ثابت کرنے کے لئے اسم اعظم گھڑا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ اسم اعظم جانتے ہیں اور اسم اعظم جاننے والا سب کچھ کر سکتا ہے۔ بیچ میں واقع فاسد منحرف راویوں سے آنکھ چرانے کیلئے کثرت کتب دکھاتے ہیں۔

کتاب تجلیات ولایت از علی اکبر بابا زادہ جلد اول صفحہ ۸۴ پر فصل نہم میں آیا ہے، انہوں نے اسم اعظم کو اس طریقے سے اٹھایا ہے اللہ کے اسماء مبارک کے درمیان کچھ اسماء اسم اعظم کے نام سے معروف ہیں کہتے ہیں جس کسی کے پاس یہ اسم اعظم ہو، وہ اپنے تمام مقاصد میں آسانی سے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں یہ اسم اعظم سورہ حمد میں ہے بعض نے آلعمران میں کہا ہے، بعض نے آیت الکرسی میں کہا ہے ان کا کہنا ہے کہ اسی اسم اعظم کے ذریعے ہی آصف بن برخیا نے ملکہ سباء کے تخت کو سلیمان کے سامنے حاضر کیا تھا۔ صاحب تجلیات ولایت نے اصول کافی جلد اول صفحہ ۲۳۰ حدیث نمبر ۱ میں امام محمد باقر سے اسم اعظم کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اسم اعظم کے حضرت عیسیٰ کو دو حروف دیئے گئے تھے جن سے وہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے کرتے تھے، موسیٰ بن عمران کو

چار حروف دیئے تھے، ابراھیم کو آٹھ حروف دیئے تھے، نوح کو پندرہ دیئے تھے، آدم کو پچیس دیئے تھے لیکن اللہ نے حضرت محمدؐ اور اہل بیت کے لیے پورے کے پورے ۷۲ حروف دیئے ہیں، ایک اللہ نے اپنے لئے رکھا ہے، یہ ستر حروف پر مشتمل ہیں۔ کہتے ہیں اسم اعظم کے ۷۲ حروف ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جس کلمے کے حروف زیادہ ہوں گے اُسے پڑھنا بہت یادہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا لہٰذا کہتے ہیں کہ "قسطنطنیہ" پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔۱۔ کسی کلمے کے زیادہ حروف ہونے میں کوئی حسن نہیں ہے۔۲۔ ماہرین لسانیات کا کہنا ہے کہ صرف حرف کوئی معنی نہیں رکھتا۔۳۔ حروف کی باتیں کرنے والے اصل میں مذہب حروفی کے پیروکار ہیں جو ایک باطل مذہب ہے جسے ضال اور گمراہ فضل اللہ حروفی نے پانچویں یا چھٹی صد ہجری میں گھڑا ہے۔۴۔ کہتے ہیں اسم اعظم کا کسی کو پتہ نہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں اسم اعظم نام اللہ ہے جو سب جانتے ہیں۵۔ صرف تلفظ سے دنیا میں کوئی مشکل حل نہیں ہوتی جیسے کہ پانی پانی کہنے سے پیاس نہیں بجھتی اور کھانا کھانا کہنے سے پیٹ نہیں بھرتا اسی طرح زبانی اللہ اللہ کا ورد کرنے سے بھی کوئی کام نہیں بنتا ہے اگر ایسا کرنے سے کسی کا کام بنتا ہوتا تو گلی کوچوں میں اللہ اللہ کا ورد کرکے مانگنے والے فقیروں کی حاجت روا ہو چکی ہوتی، کائنات کی رگ حیات اللہ کی ذات میں ہے نہ کہ اس لفظ میں، اسی طرح اسم اعظم جیسے چند دیگر فضائل اور مسائل خطداحیون نے خانہ اسلام میں پھینکے ہیں، اس کی واضح و روشن اور سادہ مثال پیش کریں تو اس کی بہترین اور مناسب ترین مثال یہ ہے کہ جس طرح پیغمبرؐ اسلام کا راستہ روکنے کیلئے ابوجہل، ابولہب اور زوجہ ابولہب نے کوڑا کرکٹ اور غلاظتیں پیغمبرؐ کے راستے میں پھینکی تھیں، اسی طرح خطداحیون نے خرافات اور بے بنیاد مسائل کو خانہ اسلام میں پھینکا ہے تاکہ اس طرح وہ اہل ایمان کو اسلام کے روشن راستے سے روک سکیں۔

اسم اعظم کے بارے میں لکھا ہے کہ اسم اعظم کو کوئی نہیں جانتا، اسی طرح کہتے ہیں کہ مومن اصلی کو بھی کوئی نہیں جانتا اور اسی طرح شب قدر کو بھی کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب باتیں عقل و قرآن سے متصادم و متعارض ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مومن کی صفات قرآن میں بیان ہوئی ہیں ہم نے انہی کی روشنی میں مومن حقیقی کی شناخت کرنی ہے۔ جن لوگوں کا کہنا ہے کہ اصلی مومن کو کوئی نہیں پہچان سکتا ان کی یہ بات بدنیتی اور برے عزائم پر مبنی ہے انہوں نے یہ اس لیے کہا ہے تاکہ فاسق و فاجر، کافر و مشرک و ملحد اور منافق و مومن کی شناخت ممکن نہ رہے تاکہ سب ایک جیسے اور

یکساں نظر آئیں۔

اسی طرح ان کا یہ کہنا کہ شب قدر کو کوئی نہیں جانتا، غلط ہے جبکہ قرآن میں شب قدر کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کبھی فرمایا انا انزلنہ فی لیلتہ القدر کبھی اس کی معارفت کیلئے فرمایا انا انزلنہ فی لیلتہ مبرکتہ انا کنامنذرین وہ رات جس میں قرآن نازل ہوا وہ شب قدر ہے جو رمضان کے مہینے میں ہے۔لیکن اس رات کے نام سے قمر اور نا نگیں توڑنے والی لمبی نمازیں، شبیے پانچویں، چھٹی صدی کے بعد باطنیوں کی اختراعات میں سے ہیں جن کا دین اسلام سے کوئی ربط نہیں۔

اب آتے ہیں اسم اعظم کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ آصف بن برخیا ایک حرف جانتے تھے، آصف بن برخیا نامی کوئی شخصیت تھی یا نہیں، اس کی دین اسلام میں کیا حیثیت ہے؟ وہ بھی معلوم نہیں کیونکہ اس نام کو اٹھانے والا وہب بن منبع یہودی ہے جس کی غلط روایتوں سے کتب تفاسیر اور قصص انبیاء پُر ہیں۔لیکن جو کہتے ہیں تخت بلقیس کو آصف بن برخیا لمحہ بھر میں لایا تھا وہ جھوٹ ہے، یہ کہنا قرآن میں تصرف اور آیت سے کھیلنا ہے اسے خود حضرت سلیمان لائے تھے۔یہ حدیث بحار جلد ۲۷ صفحہ ۲۶ پر نقل حدیث ۳ ہے۔

خطداحیون کے ہاں امامت مساوی نبوت ہے، جس طرح اللہ نبی کو انتخاب کرتا ہے امام بھی اللہ ہی انتخاب کرتا ہے جس طرح نبی معصوم ہوتا ہے امام بھی معصوم ہوتا ہے جس طرح انبیاء کے پاس معجزات ہوتے ہیں اسی طرح امام بھی حامل معجزات ہوتے ہیں جس طرح نبی ہر دور کیلئے ضروری ہے، اسی اس طرح امام بھی ہر دور کے لئے ضروری ہے یہ ان کے سادہ مکشوف عقائد ہیں لیکن اندر سے وہ امام کو انبیاء سے افضل سمجھتے ہیں وہ اس کیلئے سورہ بقرہ کی آیت ۱۲۴ سے استدلال کرتے ہیں اور تسلسل امامت کے نام سے وہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔

خطداحیون کے عقائد کے مصادر یہودیوں اور مسیحیوں سے ماخوذ ہیں

خطداحیون کے عقائد کے مصادر:

خطداحیون کے عقائد کی برگشت مذاہب فاسدہ سے ملتی ہے:

۱۔نصاریٰ کے نظریہ حلول واتحاد کے قائل ہیں۔

۲۔نظریہ بداء کے قائل ہیں۔

۳۔پیسے لے کر گناہ بخشوانے کے قائل ہیں

۴۔اطاعت مطلقہ ائمہ کے قائل ہے

۵۔قبر پرستی ائمہ واولیاء کے قائل ہیں

۶۔قبور پر چراغ روشن کرنے کے قائل ہیں

۷۔ساز ورقص وموسیقی کے قائل ہیں

۸۔ہر چیز کی تاویل کرتے ہیں

۹۔وحدت وجود کے قائل ہیں

۱۰۔عشق کے قائل ہیں۔

۱۱۔ان کا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ نبوت انتصاب الٰہی نہیں بلکہ مختلف مراحل ومدارج طے کر کے حاصل کر سکتے ہیں اسی لیے ان کا کہنا ہے کہ ایک دور آئے گا کہ انسان نبوت سے بے نیاز ہو جائے گا جیسا کہ علامہ اقبال کی فکر پر لکھی گئی کتابوں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی یہی سوچ وفکر رکھتے تھے (جیسا کہ کتاب 'محمد اقبال' مصر سے چھپی اور باقر صدر کی کتاب ''نبوت'') جبکہ یہ فکر صریح آیات قرآن کے خلاف ہے۔

(۱) حضرت محمدؐ کی نبوت عالمین کے لئے ہے۔

(۲) امامت عالمین کے لیے نہیں ہوتی بلکہ ہر علاقہ ومحلّہ اور ادارے کے عوام اپنے لئے از خود امام کا انتخاب کرتے ہیں۔

(۳) نبی اللہ سے ہدایت لیتا ہے جبکہ امام قرآن اور سنت محمدؐ سے ہدایت لیتا ہے۔

(۴) مقام امامت کو منصب الٰہی گردانے کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۵) نبی کریمؐ سے ہٹ کر آئمہ کو کوئی امتیازومقام حاصل نہیں ہے۔

(۶) جن لوگوں کے نزدیک مقام امامت برابر یا افضل و برتر از نبوت ہے اُن کو یہاں اشکال کے پہاڑ کا سامنا ہے۔

پہاڑا۔وحی کا نہ ہونا:۔آئمہ کو وحی نہیں ہوتی،وحی مختص بہ انبیاء ہے اور حضرت محمدؐ کے بعد وحی آنے کا سلسلہ بند ہو چکا

ہے، خطبہ ۱۳۳، پیراگراف ۴، خطبہ ۴، ۱۰۱، ۱۴۴، ۲، ۱۷۔ جب آئمہ کو وحی نہیں ہوتی تو آئمہ کس طرح اپنے منصب کو منصب الٰہی کہیں گے؟

پہاڑ ۲۔ دعوائے علم غیب:۔ کثیر آیات کے تحت اللہ نے علم غیب کو اپنی ذات سے مخصوص کیا ہے یہ غیر از اللہ کسی کو میسر نہیں یہاں تک کہ حضرت محمدؐ سے بھی علم غیب کی نفی کی گی ہے، آپؐ اتنا ہی جانتے تھے جتنی آپؐ کو وحی ہوئی تھی۔ حضرت علی اگر کوئی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو علم غیب معلوم ہوتا ہو تو حقیقت میں یہ وہی بات ہوتی ہے جو انھوں نے رسولؐ اللہ کی زبان سے سنی ہوتی ہے۔ لیکن خطداحیون نے علم غیب غیر محدود کو حضرت علی سے مختص کیا ہے، علی کے لیے دعویٰ علم غیب کرنے کے بعد وہ اس بات پر مضطرب و پریشان ہیں کہ لوگوں کو کیا بتائیں کہ یہ علم انہیں کس وسیلہ و ذریعہ سے حاصل ہوا ہے کیونکہ علی پر وحی تو نہیں ہوتی تھی لہٰذا یہاں خطداحیون تو ازن کھو بیٹھے ہیں وہ ہاتھ پیر مارتے ہوئے کبھی کہتے ہیں انہیں الہام ہوتا ہے کبھی کہتے ہیں ملائکہ ان کو بتاتے ہیں کبھی کہتے ہیں نبی کریمؐ نے ان کیلئے ایک وقت تعلیم غیب کیلئے مخصوص کیا تھا، کبھی وہ علی کے لیے علم جفر کی بات کرتے ہیں اگر ان سے پوچھیں کہ علم جفر کیا ہے تو ان کو جواب نہیں آتا ہے چنانچہ ہم نے اس عنوان میں لکھا ہے کہ ان لوگوں نے علی کے فضائل و مناقب کے نام سے رذائل پیش کیے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے پیغمبر اکرمؐ نے اپنی وفات سے پہلے آپ کو وصیت کی کہ جب میری وفات ہو جائے تو آپ مجھے اٹھائیں اور اپنا منہ میرے منہ میں رکھیں تو میں تمام علم غیب آپ کو بتادوں گا یہاں بھی وہ حواس کھو بیٹھے ہیں کیونکہ ایک تو موت کے بعد کوئی کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا اور دوسرا یہ کہ منہ کے ذریعے معدے میں جانے سے علم نہیں آتا ہے بلکہ علم سماعت و بصارت سے آتا ہے اور انسان کے سینہ یا دل و دماغ میں محفوظ ہوتا ہے نہ کہ معدے میں اسی طرح حضرت علی سے منسوب کر کے ایک اور قول کے تحت کہتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے مجھے علم اس طرح سکھایا جسا طرح کبوتر اپنے بچے کو دانہ کھلاتا ہے۔ اس جیسے بہت سے اقوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ رذائل کسی عالم کے ذریعے نہیں پھیلائے بلکہ اپنے گروہ میں ایک عوامی اعلان کے ذریعے کہا کہ جس کے منہ میں جو آتا ہے وہ بتادے۔ اس قول میں انہوں نے کبوتر کی مثال اس طرح سے دی کہ کبوتر دانے کو بغیر کسی کاٹ کوٹ کے بغیر کم کیے بچے کو کھلاتا ہے۔ اسی طرح نبیؐ نے مجھے بھی بغیر کاٹ کوٹ علم وحی سکھایا ہے۔ یہاں دو باتیں قابل غور ہیں ایک یہ کہ علم کھلانے کی چیز نہیں، سنانے اور سمجھانے کی چیز ہے، دوسرے

اس سے نعوذباللہ یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم علی کو سالم، ہو بہو اور بغیر کاٹ کوٹ کے وحی بتاتے تھے اور دیگر ان کو کاٹ کوٹ کے بتاتے تھے، یہ نعوذباللہ نبیؐ کے حق میں جسارت ہے کہ آپؐ دیگران کے ساتھ خیانت کرتے اور امتیازی سلوک رکھتے تھے۔

پہاڑ سو معجزہ: معجزے کو دلیل بر انتصاب الٰہی گردانتے ہیں اصلاً فعل خارق عادت کو یا استجابت دعا کو معجزہ کہنا باطنیہ کی اختراع ہے، ان کی یہ حرکت ابلیسانہ ہے، جس کی تفصیل ہم جواب سوالات سیرت نبوی میں بیان کریں گے۔ آئمہ کے لیے معجزے کی منطق نہیں بنتی ہے، علامت ونشانی وہاں ہوگی جہاں منصب کو ثابت کرنا ناممکن ہو جب غالی کہتے ہیں کہ آئمہ کو رسول اللہ نے نصب کیا ہے تو اسے رسولؐ اللہ کے قول ہی سے ثابت کرنا چاہیئے، اس کے لیے معجزے کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی کو اس لیے معجزے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اس کے بغیر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ نبی ہیں۔

خطداحیون کے تضادات:

خطداحیون کے اپنے قول وفعل تضادات سے پُر ہیں وہ کہیں سے بھی ان تضادات کو رفع کرنے سے قاصر وعاجز ہیں۔

۱۔ کلمہ امام جامع وحاوی متضادات ہے خطداحیون کے نزدیک امام کی معرفت ضروری وناگزیر بھی ہے اور معرفت ناممکن بھی ہے ان کے نزدیک امام حاضر بھی ہے اور غائب بھی ہے۔

۲۔ ان کے نزدیک متصرف کوان قادر بر کل شئی ہے وہ خود بھوکے پیاسے ہونے کے باوجود دوسروں کو مالا مال بھی کرتے ہیں، وہ شجاعت ومردانگی میں بے مثال ہیں اور اپنی ہی مجلس میں بیٹھے شخص سے ڈرتے بھی ہیں، وہ کائنات پر تصرف بھی کرتے ہیں اور محتاج مند وفقیر بھی ہیں۔

۳۔ وہ ہمیشہ حاضر وناظر ہیں جیسا کہ فقرات زیارات میں السلام علیک آیا ہے کیا غیب میں جانے کے بعد ان کے موجود ہونے کے کوئی آثار بھی ہیں؟ وہ امام کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والوں کو جھٹلاتے بھی ہیں لیکن دوسری طرف امام کو دیکھنے کا دعویٰ کرنے والوں میں بڑے بڑے علماء وفقہا بھی ہیں۔

۴۔ وہ مقتدیٰ وپیشوا ہیں اُن کی اقتداء اور تاسی سے سعادتیں حاصل ہوتی ہیں؛ لیکن ان کی طرف سے کسی قسم کی

سیرت قولی وفعلی سامنے نہیں آئی ہے۔اس امام سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے انہوں نے اپنے گروہ کے لئے لئے کلمہ امامیہ انتخاب کیا ہے اور اس کی چھتری میں تمام متضاد و متخارب، قائل بشریعت اور منکر شریعت اور ملحد و منافق سب کے لئے یہ کلمہ خیمہ بستی بنی ہوئی ہے۔

۵۔کہتے ہیں کہ معرفت امام کے بغیر ایمان ناقص ہے اور امام کی معرفت کے بغیر مرنے والے جاہلیت کی موت مرتے ہیں جبکہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ معرفت امام کسی کے لئے بھی ممکن نہیں حتیٰ نبی مرسل اور ملک مقرب تک کے لئے میسر نہیں، اس طرح گویا وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے مذہب کے تمام لوگ جاہلیت کی موت مرتے ہیں۔

۶۔کہتے ہیں کہ روئے زمین حجت الٰہی سے خالی نہیں رہ سکتی، ہزار سال سے بھی بہت زیادہ عرصہ گزر گیا، کسی امام یا حجت الٰہی کی طرف سے لوگوں کی طرف ایک پیغام مستند و قطعی ابھی تک نہیں آیا ہے، پھر بھی کہتے ہیں کہ زمین حجت الٰہی سے خالی نہیں رہ سکتی۔

۷۔اتحاد مسلمین کا نعرہ بلند کرتے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمانوں سے نفرت و بیزاری اور ملحدین و سیکولر افراد سے اتحاد و یکجہتی کرتے ہیں۔

۸۔نظام ولایت فقیہ ضامن کل سعادات اور مفتح ابواب کل خیرات ہے مولف موسوعۃ ولایت فقیہ کا محصور و محبوس کی سی زندگی گزارتے جنازہ نکلا ہے جبکہ ضد ولایت فقیہ اور ضد قیام حکومت اسلامی رونق حوزہ بنے ہوئے ہیں مجری نظام ولایت فقیہ خاتمی و احمدی نژاد کی سولہ سال کی حکمرانی میں عورتوں کو مغرب سے زیادہ آزادی ملی اور بے دینی کو فروغ دینے والی ضد اسلامی و ضد دینی فلموں کو رواج دیا گیا ،فرقہ کیسانیہ کے بانی و مدعی نزول وحی خون امام حسین کے نام ہزاروں انسانوں کے خون آشام فلم ایران اور یہاں کے انقلابیوں کے نزدیک پسندیدہ درس آموز ہے جس کو درس دینی کے نام سے روا رکھا گیا۔

۹۔زیر چھتری نظام ولایت فقیہ حمایت یافتہ ولایت فقیہ ساجد و جواد و راجہ ناصر آپس میں اقتدار کی خاطر عداوت و نفاق کے حامل ہیں۔

۱۰۔عمران خان و طاہر قادری، قادیانیوں اور کمیونسٹوں کے اتحادی و حامی ہیں جن کی طرف سے نظام اسلام سے نبرد آزما جنگ بلا امان جاری ہے۔اور راجہ ناصر و امین شہیدی ان کے حامیوں میں شامل ہیں۔

۱۱۔امام مہدی کے جلد ہی ظہور کی خوشخبری دینے والے بہجت و بہلول کو اپنے اعمال کا سامنا ہے، آغائے مرتضیٰ زیدی کی خبروں پر اعتماد اٹھنے سے وہ شرمندہ ہو گئے ہیں، محترم سید محمد جواد صاحب تردد میں پڑ گئے کہ میں لوگوں کو کس چیز کی خوشخبری دوں، مہدی کی یا مہدویت کی۔

۱۲۔ہمارے جامع و جامعات کے فاضل و فاضلات بھی خطداحیون سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ان کے دین کی بر گشت اقنوم امام پر رکتی ہے، اس بارے میں اقوال ہیں، بعض کہتے ہیں کہ اولا دوالدین کی تقلید کرتی ہے جبکہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ نظریہ باطل ہے، اولاد بغاوت اختیار کر چکی ہے وہ کسی خطابی یا قداحی کی تقلید کر رہی ہے قداحی ولی النعم ہوتا ہے ولی نعم سے دلیل نہیں مانگی جا سکتی ہے، اس کو رد نہیں کر سکتے ہیں جبکہ باپ کو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ اپنے عقائد ہم پر تحمیل نہیں کر سکتے ہیں ہمیں عقائد تحمیل کرنے والا الگ ہے۔

تقابل ادیان:

اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ سرسری اور سطحی انداز میں ممکن نہیں، اس کو عقلی بنیاد پر اٹھانے کی ضرورت ہے عقل کی تعریف میں کہا گیا ہے کہ عقل وہ چیز ہے جس کے ذریعے خیر سے خیرتر کو تمیز کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں بھی اس طرف دعوت دی گئی ہے، وہ بندے اچھے ہیں جو بہتر قول کو بہتر سے تمیز کرتے ہیں، جب انسان اپنی دنیوی زندگی میں بہتر سے بہترتر کو انتخاب کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کیوں کر دنیا و آخرت دونوں کے لئے درکار مفید چیز انتخاب کرتے وقت بہتر کا انتخاب نہ کریں چنانچہ دور جاہلیت میں بھی عرب اشیاء کی نمائش لگاتے تھے خاص کر جہاں جس ملک میں مختلف شکل و صورت و مواد میں اصلی و نقلی سب بازار میں فروخت ہونا ہو تو عقل کا تقاضا ہے کہ انسان بہترتر کو بہتر سے تمیز کرنے کی صلاحیت کو استعمال کر کے بہترتر کو خریدے چنانچہ لوگ قیمتی چیزیں خریدتے وقت کسی ماہر انسان کو تلاش کر کے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

بطور مثال پاکستان میں کتنے ادیان و مذاہب معرض وجود میں آئے ہیں اس وقت مسلمانوں کو اسلام اور ادیان سابقہ یہود و نصاریٰ و مجوس سے تمیز کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت ان میں دین نامی اور عبادت و بندگی نامی کوئی چیز نہیں یہودیوں نے تو ہر جگہ الحاد کا کارخانہ لگا رکھا ہے، اس کارخانے میں چند اسلامی دفعات شامل کر کے اس کا افتتاح تلاوت قرآن سے کرنے والے اسماعیلی ہیں اللہ نے ان کے عزائم خاک میں ملا دیئے،

مسیحیوں نے ہر جگہ اشاعہ قلمہا کی نمائش لگائی ہوئی ہے لیکن یہاں بین الاقوامی سطح پر مروجہ درسگاہوں میں ایک عنوان تقابل ادیان چل رہا ہے چنانچہ اس عنوان پر کتابیں بھی لکھی گئی ہیں، وقتاً فوقتاً سیمینار بھی ہوتے رہتے ہیں، ان کتب و مقالات و سیمیناروں میں مؤلف و مقالہ نگار اپنے مذہب کی خصوصیات و امتیازات کو پیش کرتے ہیں ،یقیناً ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں جو فرق و مذاہب سے واقف و آشنا بھی ہوتے ہیں، یہ موضوع اپنی جگہ کتنی اہمیت کا حامل ہے خاص کر اس دور میں جہاں مذاہب میں بیک وقت سرد اور گرم جنگ بھی چل رہی ہو لیکن انتہائی حسرت و افسوس کی بات یہ ہے کہ اس موضوع سے چشم پوشی یا نظر اندازی اس گروہ کی طرف سے نظر آتی ہے جو مذاہب و ادیان کی درسگاہوں میں شاگرد یا استاد ہیں اور یہ دونوں ہی دین سے رہائی و نجات چاہنے والے ہیں، ابھی تک شیعہ یا سنی درسگاہوں میں تقابل ادیان کے بارے میں کوئی گفتگو یا سیمینار ہوا ہو نہیں سنا ہے۔

میں جن مدارس و حوزات سے واقف و آگاہ ہوں، وہاں بھی تقابل ادیان پر کوئی پروگرام ہوا ہو، نہیں سنا ہے بلکہ وہاں ان کے مذہب کے عقائد تک نصاب میں شامل نہیں ہیں جبکہ اس وقت پاکستان کو ڈبونے کے لئے نئے فرقے اور نئے احزاب ہر آئے دن تخلیق کیئے جارہے ہیں ہر ذی شعور کو چاہیے کہ وہ اپنے فرقہ اور دوسرے فرقوں میں تمیز کرے اور دیکھے کہ آیا فرقوں میں کوئی ایسا فرقہ بھی ہے جس نے قرآن و سنت پر عمل کو اپنی شناخت بنایا ہے اور جب اسے کوئی ایسا فرقہ نہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ خود قرآن و سنت سے آگاہی حاصل کرے اور اس پر عمل کی کوشش کرے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کہیں اس کا فرقہ بھی خطاحیون کی کوئی شاخ تو نہیں ہے۔ مدارس اور حوزات سے فارغ شاید سوائے چند محدود افراد کے اکثریت اپنے عقائد کی کسی بھی شق کی وضاحت کرنے سے عاجز و قاصر ہے چہ جائیکہ وہ دیگر مذاہب سے مقابلہ و موازنہ کریں اور ان میں سے بہتر کا انتخاب کریں، ان سے ایسی امید کا پورا ہونا تو درکنار میری چھٹی حس اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ انہیں خفیہ طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اس عنوان کو چھوئیں بھی نہیں، تقابل ادیان و مذاہب میں یہودیت نصرانیت اور مجوسیت چھائی ہوئی ہے مذاہب ادیان سے شگاف ہو کر نکلنے والے گروہوں کو کہا جاتا ہے، حدیث موضوعہ میں آیا ہے کہ اسلام کے تہتر فرقے ہونگے جبکہ کتب فرق و مذاہب میں اس سے کئی گنا زیادہ فرقوں کا ذکر ہے، ان میں سے ایک فرقہ شیعہ ہے، شیعوں کے ۵۰ سے زائد فرقوں کا ذکر آیا ہے لیکن فرقہ شیعہ کے دانشوروں اور مفکروں کا یہ المیہ ہے کہ جب ہماری کتاب عقائد و رسومات

شیعہ آئی جس میں ہم نے سرسری طور پر شیعہ کے دوفرقوں شیعہ اثناعشری اور شیعہ حیدر کرار کا ذکر کیا تو اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد دارالثقافتہ الاسلامیہ کے فقیہ ومدبر کل نے کہا یہ شرف الدین کی اختراع ہے کہ شیعوں کے دوفرقے ہیں جبکہ ان کا کہنا ہے کہ شیعوں کا ایک ہی فرقہ ہے جبکہ ہمارے ایک مفکر ومدبر اور اردو دان دوست اور اپنے آقا کی تقلید کورانہ کرنے والے جناب حسین کنانی نے یہاں تشریف لاکر مجھے اتنا ڈانٹا کہ آپ بتائیں کہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ شیعیان حیدر کرار کا علاقہ یا مسجد ہے اور یہ اثناعشریوں کا ہے، وہ لوگ بہتر سمجھتے تھے، ہم نہیں سمجھ رہے تھے، ہم سمجھ رہے تھے کہ شیعوں کے دوفرقے ہیں ایک اثناعشری اور دوسرا حیدر کرار لیکن اس موضوع پر بہت کتابوں کو پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ شیعوں کا فرقہ ایک خطداحیون ہی ہے جو پدرومادر تمام فرق ومذاہب ہے بلکہ یہی لوگ مبدع ومبتکر فرق ہیں۔

جن لوگوں کو اپنے ہی فرقے کے ۴۹ فرقوں کا پتہ نہ ہو یا ان کے ہاں دیگر فرقوں کی کتابیں دیکھنے پر پابندی عائد ہو وہ تمام لوگ اور مشنری سکول کے سندیافتہ ہمارے دوست جناب عقیل خوجہ اور الطاف بھوجانی یہ کہتے ہیں کہ یہ سنی کتابوں سے متاثر ہیں یا اسامیہ کوثر والوں کا یہ کہنا ہے کہ ان کی کتب سے سنیت کی بو آتی ہے، اب بتائیں یہ حضرات کیسے تقابل ادیان کریں گے۔

قرآن اور سنت محمدؐ میں تقابل مذاہب کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ مذہب اسلام کے دائرے سے باہر کے راستے کو کہتے ہیں جو اسلام سے بالکل مختلف ہوتا ہے جیسے بہائی، قادیانی، اسماعیلی اور قرمطی وغیرہ یا اسلام بمعہ اضافہ یا باہر سے اسلام میں ملاوٹ، اسلام میں اس صورت کی بھی گنجائش نہیں ہے گرچہ اہل سنت اپنا تعارف سنت سے کرنے کی وجہ سے قادیانی اور ان سے وابستہ لوگوں کے خلاف سیسہ پلائی صورت میں صد سکندر بنے ہیں اور ان کا یہ عمل اپنی جگہ مستحسن ہے تاہم اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ اس وقت بعض اہل سنت حضرات نے دین اسلام کو مزارات کی چاردیواری میں حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے بیرون مزارات تکفیری گروہ بہت سے مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں تو یہ گروہ مزارات کے اندر اسلام کو دفنا رہا ہے یہاں تک کہ انہوں نے مسلمان کی شناخت مزارات کو ماننے والے سے ہی کر رکھی ہے۔

شہادت بدعت وشعار خطراحیون:

یہ اسلامی شعار نہیں ہے، اس لئے اس کو سیکولر و لادین بھی بڑے فخر سے استعمال کرتے ہیں۔ اگر اس سے خوشبوئے اسلام آتی ہوتی تو بھٹو، زرداری،سلمان تاثیر اور مشرف جیسے ملحدین و بے دین لوگ اس کلمے کو استعمال کر کے لذت نہ اٹھاتے، وہ کہتے ہیں کہ ہم شہادت سے نہیں ڈرتے ہیں کیونکہ ہماری جان کی ضمانت بڑی بڑی حکومتوں نے دی ہے، ہم شہادت کو گلے سے لگاتے ہیں، ہم قتل سے نہیں ڈرتے ہیں کیونکہ ہمارے گرد مسلح افراد محافظت کرتے ہیں، ہم بلٹ پروف جیکٹ پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور ہم گاڑی میں ہوں تو ہماری گاڑی بھی بلٹ پروف ہوتی ہے، ہم قتل سے نہیں ڈرتے ہیں کیونکہ ہم ایمان معادنہیں رکھتے ہیں، ہماری زندگی یہی چند روز والی زندگی ہے، ہمیں معلوم ہے کہ اب آپ اللہ سے بھی نہیں ڈرتے ہیں لہٰذا جو منہ میں آتا ہے کہتے جاتے ہیں چاہے وہ صحیح ہو یا غلط، جائز ہو یا ناجائز کیونکہ دنیا جنگل مولا ہے، اگر آپ پڑھے لکھے انسان ہوتے، دانشور و دانشمند ہوتے تو اس بات کو کھول کر سیکھتے کہ یہ لفظ کس لغت سے لیا ہے، اردو ہے، ترکی ہے پنجابی ہے، سندھی ہے، انگریزی ہے، فارسی ہے یا عربی ہے اور اس کا اصل معنی کیا ہے، یہاں یہ کس مناسبت سے اور کس لحاظ سے استعمال ہوا ہے اور قرآن میں یہ کلمہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے اور صدر اسلام کے اصحاب اسے کس معنی میں استعمال کرتے تھے۔ یہ کلمہ لغت میں بمعنی حاضر آیا ہے، اس مناسبت سے گواہ کو شاہد کہا گیا ہے کیونکہ گواہ موقع پر حاضر ہوتا ہے، کوئی بھی کلمہ اپنے لغوی معنی سے خارج کر کے کسی اور معنی میں صرف اس وقت استعمال کر سکتے ہیں جب دوسرا معنی پہلے معنی کے برابر ہو جسے مترادف کہتے ہیں یا دوسرا معنی پہلے معنی کا جزء ہو جیسے صلاۃ جس کا اصلی معنی دعا ہے چونکہ نماز میں دعا ہوتی ہے یا صوم اس میں ایک قسم کی امساک ہوتی ہے چونکہ امساک کا مطلب روک کر رکھنا ہے اور روزے میں انسان خود کو کھانے پینے سے روکتا ہے، اس لیے اسے صوم کہتے ہیں اما کسی کے ہاتھ سے قتل ہونے والے کو شہید کہنے کی کوئی وجہ از روئے لغت اور از روئے قرآن وسنت نہیں ملتی ہے، لیکن شہادت یعنی گواہی دینا، کسی مرنے والے کو چاہے وہ از روئے حق مرا ہو یا ناحق مرا ہو جیسے ڈھاکہ میں میدان معرکہ حق وباطل میں مرا ہو، یہ کلمہ نبی کریمؐ کی حیات طیبہ میں میدان جنگ میں سربلندی اسلام کے لئے لڑنے والوں کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے۔

اس وجہ سے مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ عمر بن الخطاب کے دور میں جنگ روم و فارس میں قتل ہونے والوں کے لئے حتیٰ خود عمر بن خطاب اور آپ کے بعد عثمان بن عفان اور علی قتل ہوئے اور کتب تاریخ قدیم میں ان کے لئے کلمہ قتل آیا ہے، شہید نہیں آیا ہے حتیٰ امام حسین کے بارے میں کتب و مقاتل قدیم میں قتل آیا ہے یہ کلمہ ابی الخطاب اور ان کے بعد میمون دیصانی و قداحی نے اپنے کارکنوں کو تشویق دلانے، بے وقوف بنانے اور دھوکہ دینے کے لیے استعمال کیا ہے، اب ہم مسلمان اس پر جنگ لڑ رہے ہیں کہ کس کو شہید کہنا ہے اور کس کو خود کشی کہنا ہے۔ اب کلمہ شہید میں کوئی مقیاس و معیار بھی نہیں کیونکہ اب یہ کفر والحاد پر رہنے والوں اور اسلام کے باغی و طاغی اور ملک و مملکت سے خیانت کرنے والوں اور تارک صوم و صلاۃ اور اشاعہ فحشا میں سرگرم رہنے والوں کے لئے استعمال ہونے لگا ہے جو حضرات اپنے ہاں روزمرہ استعمال ہونے والے کلمے کا پتہ نہ چلا سکیں، ان کو کیا پتہ کہ یہ کس کے کہنے پر استعمال ہو رہا ہے۔

[کتاب فرق الشیعہ تالیف حسن بن موسیٰ نوبختی] میں آیا ہے اسماعیل بن جعفر صادق کو امام مہدی گردانے والوں میں سے اسماعیل کی وفات کے بعد ایک گروہ ان سے نکل کر امامت ان کے بیٹے میں منتقل ہونے کا قائل ہو گیا، یہ لوگ امام جعفر صادق کی حیات میں ہی تعطیل شریعت، اباح محرمات اور نبوت ابی الخطاب کا اعلان کر رہے تھے جب یہ خبر عیسٰی بن موسیٰ جو کہ بنی عباس کی طرف سے کوفہ میں والی تھا کو ملی تو انہوں نے ان سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجا جبکہ ان کے پاس لڑنے اور مقابلہ کرنے کے لیے کوئی اسلحہ نہیں تھا، ان کے پاس ڈنڈے تھے تو ابی الخطاب نے ان سے کہا تمہارے ڈنڈے تلوار کا کام کریں گے اور ان کی تلواریں تم پر اثر نہیں کریں گی، تم لوگ اگر قتل ہو بھی جاؤ تو تم ہمارے پاس پہنچو گے، تم نہیں مرو گے اور دوبارہ میرے پاس پہنچو گے، یہ فکر پہلی بار ابی الخطاب نے اختراع کی ہے، اس فکر کو اسماعیلیوں نے آگے بڑھایا، حسن صباح نے اپنے لشکر کو یہی بتایا تھا کہ اس قسم کی خود کشی کو شہادت کہنا ان سے شروع ہوا ہے، بدقسمتی سے یہ فکر باطل آج امت میں ایک مقدس کلمہ بن گیا ہے، الفاظ و کلمات سے غلط معانی منوانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، کسی کے ساتھ زیادتی کرتے ہوئے قتل ہونے کو شہادت کہنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے۔

خطِ احیون کی ثقافت عید:

عید مادہ عود سے ہے، عود کے معنی برگشت کرنے کے ہیں، برگشت چاہے خیر کی طرف ہو یا شر کی طرف دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، آج جو عید ہمارے گلے پڑی ہے وہ قرآن کریم اور سنت وسیرت معتبرہ محمدؐ سے نامحرم ہے اس کی تمام سرگرمیاں قرآن اور سنت محمدؐ سے متصادم ہیں یہ جو اس کے جواز کی سند میں کہا جاتا ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور ہماری قوم کی اعیاد فطر و اضحی ہیں، اس سے خود بدبوئے جعلی آتی ہے کیونکہ نبی کریمؐ کسی بھی قوم کی پیروی نہیں کرتے جو کچھ وہ کرتے تھے وہ تابع وحی تھا مثلاً کسی بھی قوم وملت سے جنگ شروع نہیں کی جب تک حکم نہیں آیا، پیغمبر اکرمؐ جو دین لائے اس میں کسی قسم کے باطل کی تائید نہیں ہوتی ہے، حج گرچہ سنت ابراہیمؑ ہے لیکن جب تک وحی نہیں آئی، آپؐ نے حج کا حکم نہیں دیا کیونکہ پیغمبر اکرمؐ مشرکین مکہ کی سنت پر عمل کر کے ان کے طریقے سے حج کر کے ان کی پیروی نہیں کر سکتے تھے، اس عید میں کھل کر اسراف کیا جاتا ہے نیز یہ خوشی پوری امت کے لئے نہیں بلکہ یہ صرف امیر کبیر اور عیاش لوگوں کے لیے ہے۔

عید جو آج ہمارے گلے پڑی ہے اس نے قومی خزانہ اور قومی اداروں اور انتظام کو مفلوج کر رکھا ہے اور یہ قرآن و سنت وسیرت محمدؐ سے نامحرم بلکہ متصادم ہے عید کے حوالے سے دیکھی جانے والی تمام سرگرمیاں قرآن اور سنت محمدؐ کے منافی ہیں، اس عید کے لئے نکلنے والوں کا انداز فرعون کے دور کے سرمایہ داروں کا انداز متکبرانہ و مشکرانہ ہے جیسا اللہ پاک نے قرآن میں ذکر کیا ہے، طٰہٰ ۵۹، احزاب ۲۸، نور ۳۱، اس قسم کی آیات میں اس طرح نکلنے سے منع کیا گیا ہے۔

یہ اعیاد حضرت محمدؐ نہیں لائے، یہ سنت محمدؐ نہیں ہیں یہ سنت شاہان مجوس ہیں۔ دین اسلام وہ دین ہے کہ اس میں کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ باطل کا شائبہ نہیں ہوتا ہے، یہ دین لاریب ہے، یہ جو کہتے ہیں کہ یہ عید مسلمین ہیں، یہ جھوٹ ہے، یہ عید مسلمین نہیں یہ عید فراعنہ اور قیصر و کسریٰ ہیں، یہ خود بھی کہتے ہیں کہ ہمیں عید میں غریبوں کو بھی شامل کرنا ہے، یہ زبان سرمایہ داروں کی ہے۔ یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ عید مسلمین نہیں بلکہ یہ خزانہ مملکت اور نظام و انتظام مسلمین اور عام اور خصوصاً غریب مسلمانوں کی جیب پر ایک بوجھ ہے، یہ عید مسلمین نہیں بلکہ متکبرین، مغرورین اور مفسدین ومنکرین کی عید ہے یعنی یہ تمام حدود و قیود و بندش اسلامی کو توڑ کر غیر

طبیعی اور غیر اسلامی سرگرمیوں میں استغراق ہونے کا دن ہے اگر بفرض محال مسلمانوں کو کوئی دن بطور عید منانا چاہیے تو ان کے لیے وہ دن عید ہوگا جس دن ان کو ان تمام خرافات اور بیہودگیوں سے نجات ملے گی، کیا ایسا کوئی دن آئے گا؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے جو ہر قسم کے غیب سے آگاہ ہے۔

عید اضحیٰ:

اسلام میں عید کا کوئی تصور نہیں، اسلام میں عید کے تصور پر طنز کرتے ہوئے مولا امیر المومنین نے فرمایا ''عید صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کے روزے اور نمازیں اللہ نے قبول کی ہوں، انسان مسلمان کے لیے ہر وہ دن عید ہے جس دن اللہ کی معصیت نہ ہو'' کلمات قصار ۴۲۸۔ اس سلسلہ میں وارد روایتوں کی سند کے بارے میں اپنی کتاب مدخل الدراسات روایات والراوی میں بحث کی ہے لیکن عید اضحیٰ کے نام سے سرزمین منیٰ سے خارج قربانی کرنے کی کوئی آیت یا روایت معتبر اور مستند نہیں ہے، کیونکہ آیت قرآن کے تحت قربانی قدیم گھر یعنی کعبہ کے پاس کرنا ہوتی ہے اس وقت حاجی جو قربانی منیٰ سے باہر کرتے ہیں، اس پر بحث ہو رہی ہے کہ یہ درست ہے کہ نہیں، یہ دین اسلام سے مذاق ہے، اس کے بارے میں کچھ مزید عرض کرنے کو نہیں مل رہا تھا لیکن ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ کو روزنامہ دنیا میں نشر ہونے والے اداریے کا عنوان عید الاضحیٰ کی حقیقی روح سے روگردانی نے میرا مسئلہ حل کر دیا، اداریے میں لکھا ہے کہ گزشتہ کئی برسوں سے عالم اسلام میں جاری دہشت گردی نے جہاد جیسے مقدس فریضہ کو دین حنیف کے لئے بدنامی کا باعث اور طعنہ بنادیا ہے، عالم اسلام میں یہ جہاد آج عراق، شام، افغانستان، صومالیہ اور نائجیریہ میں نام نہاد داعش تک پہنچا ہے۔

اخباروں کے اداریہ نویس کالم نویسی کی سائنسی باریکیوں سے واقف ہوتے ہیں لیکن اُن کی کمزوری یہ ہے کہ وہ بھی کسی نہ کسی حزب کے حامی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اداریہ میں اس بات کی طرف اشارہ کہ جہاد کو غلط استعمال کرنے سے عالم اسلام کو مطعون ہونا پڑا، اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے زعماء و دانشوروں نے امت کو اس بے بنیاد روش پر لگایا ہے۔ چنانچہ یہ عید بھی اسی کی مانند ہے، اس کو بھی زعماء اور دانشوروں نے اُٹھایا ہے اور عوام اُن کے پیچھے لگی ہوئی ہے بقول امیر المومنین آتش فتنہ پرور یہی لوگ ہیں خطبہ ۳۴۔

عید کو بھی غلط اور جادۂ انحراف کے راستے پر لگانے والے یہی علماء و دانشور اور کالم نگار ہیں، یہ بغیر ابند ھن ہوا بھر کے

جہاز اڑانا چاہتے ہیں اور کاغذی پھولوں سے گلاب کی خوشبو لینا چاہتے ہیں۔ ہفتہ ۸ ذی الحجہ الحرام کے کالم میں علامہ ابتسام الحق نے لکھا ہے کہ حضرت رسول اللہ خود قربانی کرتے رہے اور امت کو بھی قربانی کرنے کی تلقین کرتے رہے، آپؐ زندگی کے مختلف ادوار میں قربانی کرتے رہے زندگی میں سہط کشادہ دور میں سواونٹ کی قربانی کی اور ضیق و تنگی کے دور میں دو گوسفند پر اکتفاء کیا۔ پھر علامہ صاحب نے اس آیت کریمہ (حج ۔۳۷) سے استناد کیا کہ اللہ تعالیٰ کو جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے لہذا قربانی کرنے والوں کو چھری جانوروں کی گردن پر تنہا نہیں چلانی چاہئے بلکہ جھوٹی امنگوں اور غلط آرزوؤں پر بھی چلانی چاہیے، اب میرا علامہ صاحب سے سوال ہے کہ قربانی کا عمل خانگی نہیں ہے جو عام طور پر لوگوں کو پتہ نہ چلے بلکہ یہ ایک اجتماعی عمل ہے جس کا سب کو معلوم ہونا چاہیے۔ آج عید کی جو رسومات ہیں جیسے عید کی نماز اور خطبہ وغیرہ، ان کو پیغمبر اکرمؐ اور خلفاء راشدین کے ۴۰ سال کے دور میں بتادیں حتیٰ بنی امیہ کے ۹۰ سال میں بھی ان کا ذکر بتادیں، اس کو مشکوک روایات سے نہیں بلکہ مستند روایات سے پیش کریں، ان رسومات کی روایات کو متواتر ہونا چاہیے۔ اب آتے ہیں آیت کی طرف، جہاں تک آیت کی بات ہے تو علامہ صاحب نے اس آیت کے سیاق و سباق سے ہٹ کر اسے اپنے معنی پہنائے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے، یہ آیت ان کے بارے میں ہے جو لوگ راستے میں بیمار ہو جانے والے جانوروں کو ذبح کرتے اور اس کا گوشت اس وقت استعمال نہیں کرتے تھے اور یہ گوشت کعبہ پر مارتے تھے، یہ ان کے متعلق ہے۔

آج یہ عمل کھلے عام گلیوں میں کرتے ہیں، اس کا گوشت عزیز و اقرباء اور رشتہ داروں کے علاوہ فقراء و مساکین تک پہنچایا جاتا ہے ایسا لگتا ہے جیسے یقیناً یہ حکم آیت قرآن سے ہے۔

۲۔ رسول اکرمؐ کی رسالت کا تیرہ سالہ دور مکہ میں گزرا ہے، اس دور میں آپ کو قربانی کرتے ہوئے کتنوں نے دیکھا ہے اور آپؐ پر ایمان لانے والے صاحبان حیثیت امثال حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان بن عفان وغیرہ کو قربانی کرتے کتنوں نے دیکھا ہے، ان سب نے ایک جگہ جمع ہو کر گوشت تقسیم کیا ہو، اس کا ذکر کسی کتاب میں آیا ہو تو بتادیں، آپؐ نے مدینہ پہنچنے کے بعد دس سال مدینہ میں گزارے، کوئی دن بتادیں جس دن پورے اہل مدینہ نے رسول اللہ کے حکم سے قربانی کی ہو یا مدینے میں اس قربانی کیلئے جانوروں کا بازار لگا ہو، اگر ایسا ہوا ہے تو

بتادیں کیونکہ یہ بات چھپ نہیں سکتی۔

۳۔اداریے میں لکھا ہے کہ آپؐ نے خود قربانی کی ہے اور امت کو بھی قربانی کا حکم دیا ہے، یہ کس آیت و روایت میں آیا ہے کہ آپ نے حکم دیا ہو، جو کچھ اس سلسلہ میں ہے وہ سب اعمال منیٰ سے متعلق ہیں اور ان کا ذکر بھی وہیں ہوا ہے منیٰ سے باہر کے ذکر میں کہیں بھی ذکر نہیں ہوا، سوائے روایت احاد کے کہ قرائن اور شواہد عید مسلمین اس کو رد کرتے ہیں۔

۴۔آپ کہتے ہیں ہم حضرت ابراہیم کی سنت پر عمل کر کے قربانی کرتے ہیں، کیا حضرت ابراہیم نے یہ حکم دیا کہ جہاں وہ اپنے گھر میں اس سنت پر عمل کر رہے تھے، ہم تابع شریعت محمدؐ ہیں، ٹھیک ہے حضرت محمدؐ نے شریعت ابراہیمؑ کو تسلسل بخشا لیکن کیا یہ درست ہے کہ بے لگام جذباتی لوگ اسلحہ لے کر اعلان جہاد کریں اور مستکبرین اونٹوں اور بکروں وغیرہ کی عربوں روپے کی قربانی کے نام سے سال بھر گوشت ذخیرہ کریں اور مولوی حضرات اس میں حصہ لے کر حدیث میں اضافہ در اضافہ کریں تو یقیناً اس طرح سے عید گلے پڑتی ہے اور آئندہ بھی پڑتی رہے گی اور یوں مسلمانوں پر آئے دن کے بڑھتے ہوئے بوجھ سے ان کی مشکلات میں اضافہ ہوتا رہے گا نہ تو سابق دور میں یہ فتاوائے جہاد تھے اور نہ یہ اعیاد مسلمین بلکہ یہ عید مستکبرین ہیں۔

خطداحیون کے اخلاق:

خطداحیون نے امت اسلامی کو ہمیشہ سے متفرق و منتشر رکھنے کے لئے جو کاری ضرب لگائی ہے وہ سبّ خلفاء ہے جو بغیر کسی تبدیلی انجن وایندھن خود ہی چل رہی ہے اور چلتی رہے گی خطداحیون نے امت اسلامیہ کو متنفر و متباغض رکھنے اور اس پر انہیں تربیت دینے کیلئے جو طریقہ اختیار کیا وہ لعن و سبّ خلفاء کو جز وایمان قرار دینا ہے، اب تک امت اسلامیہ کو منتشر رکھنے کیلئے جو ضربتیں لگی ہیں ان میں سب سے کاری ضربت یہی ہے اور یہ شعلہ کبھی خاموش نہیں ہوگا لیکن اس کے لیے ایک نسخہ ہے، جس سے وہ خاموش ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ سب سے پہلے یہ طے کیا جائے کہ وہ کون سے اہل بیت ہیں کہ جن سے خلفاء نے دشمنی کی ہے، یہ تو روز روشن کی طرح واضح و عیاں ہے کہ یہ خلفاء اہل بیت محمدؐ کے دشمن نہیں تھے، یہ خلفاء جن لوگوں کے لیے خار چشم بنے ہوئے تھے وہ اہل بیت قداحی ابی الخطاب و میمون قداح تھے امت اسلامی میں علی اور فاطمہ کے بعد سب سے افضل اور ایمان و ہجرت میں سبقت

کرنے والی یہی ذوات خلفاء ہیں۔

کسی کو اس ضرر و نقصان کا احساس نہیں ہو رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز اس امت میں باہر سے ٹھونسی گئی ہے اور ابھی تک ان کو اس کا پتہ نہیں چلا ہے بلکہ اس قوم کی بنیاد اس پر قائم ہے، خطداحیون نے اسلام کو مسمار کرنے کے لئے چند بنیادیں بنائی ہیں:

۱۔ اسلام بچانے کے لئے نظام امامت۔

۲۔ امت کی بجائے شیعہ اہل بیت۔

۳۔ تقسیم امت کے لئے بغض خلفاء۔

یہ تین اساس مذہب خطداحیون ہیں جس پر ان کا مذہب قائم ہے۔

خطداحیون کی غیرت دینی:

انسان کے اندر مختلف قوتیں ہوتی ہیں ان میں سے ایک کو قوۃ دافعہ کہتے ہیں، یہ اپنی جگہ دو قسم کی ہوتی ہے دافعہ جسمانی اور دوسری دافعہ روحانی، اگر قوت دافعہ روحانی ہے تو اس قوت کو اگر حق سے دفاع کرنے کے لئے استعمال نہ کریں گے تو وہ باطل سے دفاع میں استعمال ہوگی، جنہوں نے امام حسین سے دفاع کرنے سے گریز کیا وہ بیہودہ و بے معنی تحریکوں میں گئے اور ان کی یہ قوت حرکت مدینہ، حرکت توابین اور حرکت مختار ثقفی جیسے لوگوں سے دفاع میں کام آئی، جو انسان دفاع از حق نہیں کرتا وہ خود جزء لشکر باطل بن جاتا ہے، جو افراد دین سے دفاع نہیں کرتے ہیں وہ ضرور باطل سے دفاع کرنے والوں میں شامل ہو جاتے ہیں یہی حشر خطداحیون کے ساتھ ہو رہا ہے، خطداحیون نے ہر جگہ اسلام عزیز سے دفاع کرنے سے حیلے بہانے اور فلسفہ تراشیاں کیں تو یہ سب جزء جیش ابرہہ بنے ہوئے کفر و شرک والحاد سے دفاع کر رہے ہیں۔ کچھ دانشور ہمیں مخلص و دیندار دکھائی دیتے تھے لیکن وہ آج سیکولرازم کی دم پکڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے دوست فدا علی ہمارے مخالفین سے ڈر کر ہم سے خط و کتابت قطع کر کے تقیہ اپنائے ہوئے ہیں، انہیں یا علی مدد کو اصل و کل دین میں شامل نہ کرنے پر اسکول سے خارج کیا گیا تو اب ان کی غیرت دینی کے سیل ختم ہو گئے ہیں، اب آپ انہیں کتنا ہی فاسد العقیدہ کہیں، انہیں شرم و حیاء نہیں آتی ہے ہم نے اس سلسلہ میں بعض لوگوں میں حرکت پیدا کرنے کی خاطر مکاتبہ کیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اُن

کے سیل کب سے اڑ گئے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے کچھورا ہائی سکول کے اساتید کے نام، چلو کے اعلیٰ تعلیم یافتہ دانشوران کے نام بعنوان دانشوران ذیرک کے نام سے اور کچھورا کے ایک استاد جناب محترم ماسٹر غلام مہدی صاحب کے نام خطوط ارسال کیے لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا اسی طرح قم میں مقیم پاکستان سے وابستہ افاضل اور اپنے اعزاء کے نام بھی خطوط لکھے لیکن کہیں سے بھی کوئی غیرت نامی چیز دکھائی نہیں دی ہے، میں یہاں حوزہ قم سے تشریف لانے والے افاضل وافاضلات کی غیرت دینی کے جذبات واحساسات پر بروقت توجہ اور اقدامات کو نظر انداز نہیں کر سکتا، مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس کا ذکر کر کے گزروں لیکن اس کے لیے ایک تمہید ضروری اور ناگزیر ہے، ہم جس وقت تنظیم امامیہ (آئی او) اور اسکالران امامیہ کے بقول ناظرین ونگاہبان کونسل کے ممبر ولی فقہی تھے، اس کونسل میں علماء کو رکھنے اور خاص طور پر بلتی علماء کو رکھنے اور وہ بھی ہم جیسے نالائق کو اتنے بڑے منصب پر فائز کرنے کا فلسفہ بعد میں پتہ چلا، یعنی جہاں بھی ضرورت پڑے مولوی کو بطور کاغذی رومال استعمال کریں، ہم اپنی تمام نااہلی کے باوجود اس مقصد پر پورا اترنے کے لیے تیار نہیں تھے تو تنظیم کے بزرگوں کو ناگوار گزرا چنانچہ کراچی سے ان سے وابستہ بہت سے نوجوان اعلیٰ مروجہ تعلیم چھوڑ کر حوزہ علمیہ میں سند اجتہاد، فقہات اور حجت اسلام لینے گئے، ہمارے دوست محترم ڈاکٹر حسین کنانی صاحب امام مہدی کی آمد اور ظہور کا انتظار فرما رہے تھے، ان کا خیال تھا کہ کب یہ بزرگان تشریف لائیں گے اور شرف الدین کے نخروں سے نجات دلائیں گے، آخر میں ان میں سے بعض کی غیرت ملاحظہ کریں۔

۱۔ جناب محترم منور نقوی صاحب تشریف لائے، ایک دن ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، سلام کے بعد احوال پرسی کی، پھر میں نے کہا جناب آج کل کیا مصروفیات ہیں، کیا ہو رہا ہے، تو انھوں نے فرمایا سر دست حدیث کساء سے شروع کیا ہے۔

۲۔ ہمارے دوست محترم جناب کوثری اور ان کے ترجمان بلافیس ان علماء کے حلقے میں رہتے تھے۔ ان سے ٹیلی فون پر سوالات بنا کر ہمارے ہاں تشریف لاتے تھے، چائے سے پہلے سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا تھا، سوالات کے جوابات ختم ہونے کے بعد ہم کلمات اختتامی کے طور پر عرض کرتے تھے کہ آپ چاہے سر آسمان سے ماریں یا لات مار کر زمین میں سوراخ کریں، یقین کریں آپ گٹر میں تیر رہے ہیں اور آپ کو اس کی بو بھی نہیں آتی ہے!

تب بھی آپ حضرات کے صبر ایوب میں کوئی کمی نہیں آتی تھی، کچھ بھی نہیں بولتے تھے۔

۳۔ ہمارے داماد عزیز سید محمد سعید اوران کے حلقہ علم و دانش میں اعلیٰ درجہ پر فائز افراد اپنی آنکھوں میں میرے لیے غیظ وغضب کی دھندر رکھتے ہیں لیکن پھر بھی ان میں یہ جرات نہیں تھی کہ میرے عقائد کو اٹھائیں اور مجھ سے جواب طلب کریں، اگر اہل کفر وشرک باطل پر ہونے کی وجہ سے خاموش رہتے تھے تو وہاں انبیاء انہیں خود دین بتاتے تھے، میں بھی انہیں کی سیرت پر چلتے ہوئے ان کے عقائد پر بولتا تھا۔ آخر میں میں یہ کہتا تھا کہ تمہارے عقائد، اخلاق، فقہ اور تاریخ سب فاسق ہیں ان کو تب بھی غصہ نہیں آتا تھا۔ اگر کہیں علاقے اور محلے میں بیماریاں بہت بڑھ جائیں اور لوگوں کو اس کا احساس نہ ہو کہ اب انہیں اطباء کی طرف رجوع کرنا چاہیئے یا اُن کے لیے اس کا امکان نہ ہو تو اطباء کو چاہیئے کہ اُس علاقے یا محلے میں جا کر ان کی احوال پرسی کریں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے جاہلوں سے یہ عہد و پیمان نہیں لیا ہے کہ وہ جن مسائل سے نا آشنا ہیں اُن کے بارے میں علماء سے رجوع کریں بلکہ علماء سے عہد و پیمان لیا ہے کہ وہ جاہلوں کے پاس جائیں اور اُن سے کہیں کہ آپ کے یہ مسائل ہیں اور اُن کا حل یہ ہے، اگر علماء آج اس سیرت انبیاء پر چلتے تو اس میں نہ انہوں زیادہ زحمت تھی نہ زیادہ مصرف، وہ چلتی ہوئی بس یا گاڑی میں بھی دین کا سوال اٹھا سکتے تھے۔

اسی طرح ہم نے بلتستان میں چند علاقوں کے دانشوران کے نام چند ین صفحات پر مشتمل خطوط ارسال کئے تھے جن میں ان کے عقائد کو للکارا تھا ان میں سرفہرست چھلو کے دانشوران ذیربط کے نام سے بھیجا تھا۔ اسی طرح علاقائے کھچورا کے ہائی سکول کے استادوں کے نام ۸،۱۰ صفحوں پر مشتمل خط روانہ کیا اسی طرح ہمارے اپنے علاقے کے محترم ماسٹر غلام مہدی صاحب دین دار اوران کے فرزندان کے نام ان کے عقائد کو للکارا تھا، اس کے باوجود کہیں سے ان کی غیرت دینی کی کوئی خبر نہیں سنی، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دانش ورچھلو اساتذہ گرامی قدر ہائی سکول کھچورا اور جناب ماسٹر غلام مہدی اوران کے عزیز فرزندان کے اندر دینی غیرت کا سیل نا پید ہو گیا ہے، پورے علاقے کے دانشور بے غیرت نہیں ہوئے ہیں بلکہ گوشہ و کنار میں مذہبی غیرت رکھنے والے بھی آپ کو کہیں نہ کہیں ملیں گے، چنانچہ اس سال کے آخری دنوں میں علاقہ تھگر کے ڈاکٹر حسن خان کی دینی غیرت نے ان کو بے قرار کیا تو ایک جگہ جہاں ہمارے بھتیجے سید طاہر موجود تھے تو وہاں ڈاکٹر حسن خان صاحب نے سکردو اور اپنے علاقے کے علماء

سے خطاب کر کے فرمایا کہ ہم اس سال محرم الحرام میں علی شرف الدین کے عقائد کو موضوع بنائیں گے آپ خاموش ہیں، آپ کا فرض بنتا ہے کہ ان کو دو ٹوک جواب دیں، ڈاکٹر صاحب کی غیرت مندی انتہائی احسن اور قابل داد ہے کہیں بھی کوئی قدر شناس ہوا اچھی بات ہے مجھے خوشی محسوس ہوئی کہ شاید اُن کی دینی غیرت نے اُن کو بے قرار کیا ہے لیکن جو خامی یہاں رہی ہے وہ ڈاکٹر صاحب کو پتہ نہیں ہے کہ علماء حضرات اپنے عقائد سے دفاع کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے نیز ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی پتہ نہیں کہ اُن کے عقائد عقل وقرآن وسنت سے مطابقت نہیں رکھتے لہٰذا وہ ان عقائد کو کیسے اٹھائیں گے۔

ان تمام دانشور حضرات واعزاء کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر کوئی غیرت دین نامی چیز تمہارے اندر پائی جاتی ہے اور آپ روز قیامت میں اعمال نیک وبد پر حساب وجزاء پر ایمان رکھتے ہیں تو اپنی خصوصی اساس اعتقاد امامت پر آیات محکمات اور سنت متقولہ متن واسناد وروایات پیش کر کے ثابت کریں کہ ہم بھی اسلام پر ہیں، اسلام کے بھگوڑے نہیں ہیں۔

باقر مجلسی تفسیر قرآن میں طباطبائی کے مقلد ہیں:

ہم نے رسالہ عملیہ مجتہدین کی ابتداء میں پڑھا تھا کہ اصول دین میں تقلید نہیں، تقلید صرف احکام فقیہ میں ہے، اس میں بھی تقلید کو صرف عامۃ الناس کے لئے بتایا جاتا ہے لیکن وہ ذوات جنہوں نے حوزات علمیہ میں سولہ سترہ سال صرف ونحو، اصول فقہ ومنطق اور فلسفہ کا رٹا لگایا ہو، وہ بھی نیچے گر کر معانی کلمات میں بھی کسی کی تقلید کریں وہ صاحب قوامیس معاجم لغت نہیں، وہ بھی ایک مردہ کی تقلید پر اصرار قابل ہضم نہیں ہے جب بھی کوئی سوال ہوتا ہے خاص کر قرآن سے متعلق ہو تو فرماتے ہیں، المیزان میں دیکھیں کہ محترم طباطبائی کیا فرماتے ہیں گویا آپ بھی نوربخشیہ کی طرح کسی زندہ کی تقلید کرنے پر آمادہ نہیں ہیں جس طرح آپ خیر وشر، صحیح وغلط میں تمیز کرنے کے لئے تیار نہیں گویا آیات قرآن کی تفسیر میں آپ مجنون طباطبائی ہیں اس میں کوئی جائے شک وتردید نہیں کہ آقائی طباطبائی حوزہ علمیہ قم کے بڑے جید وممتاز علماء میں سے تھے جس کا منہ بولتا ثبوت ان کی فلسفہ سے پر کتابیں، بحار مجلسی کی سات جلدوں پر تحقیقات اور ۲۰ جلد تفسیر قرآن کریم ہے جس میں آپ نے چند جگہ بحث کو کھولا بھی ہے لیکن آپ کی تفسیر میں حق کوئی حق ادائیگی نہیں دیکھی گئی ہے حالانکہ قرآن میں آیا ہے دشمن سے بھی حق بات کرو و

لوا پنے خلاف ہی کیوں نہ ہو آپ نے نصب امام میں انہیں آیات کو ہو بہو نقل کیا ہے جنھیں ساتویں صدی میں علامہ حلی نے پیش کیا تھا۔

اس سلسلہ میں تفاسیر قرآن کے بارے میں نظریات دینے والے ایک عالم دین نے المیزان پر اظہار نظر کرتے ہوئے لکھا کہ یہ گراں قدر اور قابل تعریف ولائق تحسین تفسیر ہے مگر ایک افسوس کہ مفسر شیعہ ہے، یہ اس کے سرورق پر سیاہ داغ ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس تفسیر میں خرابی و برائی صرف مفسر کا نام محمد حسین طبا طبائی ہونا ہے بلکہ اس کی جگہ کوئی بھی نام ہونا جیسے فاروق وصدیق وغیرہ تو یہ صحیح و کامل اور بے داغ ہوتی، ایسا نہیں ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ اس نے بے جا اور بغیر کسی دلیل و منطق اصول تفسیر سے ہٹ کر تقدس وعظمت قرآن سے صرف نظر کر کے آیات قرآن کو اپنے فرقے کے حق میں موڑا ہے، یہ کتنی جگہوں پر کیا ہے، سب جگہوں پر احاطہ ممکن نہیں ہے، یہاں مناسبت موضوع کے حوالے سے ان آیات کی تفسیر دیکھیں گے قرآن کریم کا دیگر کتابوں سے امتیازات میں ایک امتیاز آیات کا آپس میں انتہائی مربوط و متناسق و متناسب ہونا ہے یہ انتہائی گراں و گہرا امتیاز ہے چنانچہ بعض دشمنان اسلام قرآن کریم پر نقد و جرح کرتے ہوئے بعض آیات میں عدم ارتباط و تناسب کو بات کرتے ہیں اس سلسلہ میں وہ سورہ نساء کی آیت ۳ اور سورہ قیامت کی آیت ۴ کو پیش کرتے ہیں اُن کے کہنے کے مطابق دونوں جگہوں پر آیات اپنے ماقبل و مالحق سے غیر مربوط ہیں آقائی طباطبائی اُن لوگوں میں سے نہیں تھے جو اپنی اسلام دشمنی کی خاطر آیات قرآنی سے نقد کی کھیاں نکالتے ہیں آپ حامی و مدافع قرآن تھے لیکن اپنے فرقے کی خاطر غیر شعوری طور پر آپ نے وہی بات کی ہے جو ناقدین قرآن نے قرآن کے بارے میں کی تھی آپ نے فرقے کی خاطر چندین آیات کو جنہیں غلات نے قرآن سے کھیل کر اہل بیت کو اٹھانے کیلئے ان کو غیر مربوط سیاق وسباق سے علیحدہ نظم قرآن سے ہٹ کر بتایا تھا اسی کو آپ نے ہو بہو بغیر کسی غور و غوض و تفکر کے انہیں کی باتوں کو نقل کرتے ہوئے اسے آئمہ کے فضائل میں گردانا ہے جیسے آیت مودت، آیت تطہیر، آیت اکمال، آیت تبلیغ آیت رکوع، سورہ معارج کی ابتداء کی آیت کو نص امامت اور فضائل امامت میں گردانا ہے محترم مجلسی نے آنکھ بند کر کے کورکورانہ آپ کی تقلید کی ہے، ان کے قول سے کسی قسم کا اظہار نظر اور غلط و صحیح میں امتیاز نظر نہیں آتا اس سلسلہ میں آپ مثل مجنون جواب دیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں آپ لیلیٰ سے پوچھیں جو وہ جواب دے گی وہی میرا جواب ہوگا۔

فقہ خطاحیون:

دین اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ایک حصہ کو ایمانیات کہتے ہیں جن پر ایمان لائے بغیر انسان مسلمان نہیں ہوتا ہے البتہ ایمانیات میں بعض کو اولیت خاص اور بعض کو ثانوی حیثیت حاصل ہے بعض صرف خالص عقل سے ثابت ہے بعض عقل و وحی دونوں سے مرکب ہیں اور بعض خالص وحی پر مشتمل ہیں۔تیسرے حصہ کو فقہ کہتے ہیں اس میں عبادات و اخلاقیات ،اوامر و نواہی ،معاملات اقتصادیات ،اجتماعیات ،سیاسیات و دفاعیات آتے ہیں یہ چیزیں عقل سے ثابت نہیں ہوتی ہیں یہ قرآن و سنت سے ثابت ہیں ایمان باللہ و ایمان بالرسول کے بعد قرآن اور سنت رسولؐ میں جو اوامر و نواہی آتے ہیں ان پر عمل ہر فرد مسلمان پر واجب ہے اس حصہ کو فقہ کہتے ہیں۔

فقہ کی تعریف میں علماء نے کہا ہے کہ فقہ لغت عرب میں کسی چیز کو عمق اور گہرائی سے سمجھنے اور رتہ تک پہنچنے کو کہتے ہیں محاورہ متشرعہ کے نزدیک فقہ صرف احکام شریعت سے متعلق ابواب کو کہتے ہیں جبکہ فقہی احکام کا قرآن وسنت سے استناد و استخراج کر کے حکم شرعی معلوم کرنے اور اس کی گہرائیوں تک رسائی حاصل کرنے والے کو فقیہ کہتے ہیں لیکن بدقسمتی سے تمام مسلمان ،بغیر کسی استثناء کے ،قرآن وسنت سے بہت کم استناد کرتے ہیں اور وہ فقہا کی آراء کی تقلید کو فقہ کہتے ہیں ،یہ ایک بڑی خیانت و جنایت ہے ہم یہاں اس جنایت سے درآمد بدبختی و شقاوتوں کے نمونے پیش نہیں کر رہے ہیں ہم یہاں فقہ خطاحیون کو سمجھنے کیلئے ایمانیات اور فقہیات کی تمیز کو جاننا اور واضح کرنا چاہیں گے یہاں یہ سوال سامنے آتا ہے کہ کس چیز کو اصول ایمان گردانیں اور کس کو فقہیات میں شامل کریں ،اصطلاح مدارس دینی و حوزات علمیہ کے پروردہ فارغ التحصیل افراد کے نزدیک ایک کو اصول ایمان کہتے ہیں اور دوسرے کو فروع کہتے ہیں یا پہلے کو عقائد اور دوسرے کو فروع دین کہتے ہیں سوال یہ ہے کہ کس چیز کو فروع دین میں شامل کریں اور کس چیز کو اصول دین میں شامل کریں اور اس کے کیا اصول و قواعد ہیں کہ کس کسوٹی کے تحت آپ ایک کو اصول دین گردانیں اور دوسرے کو فروع دین ،اس چیز کی تمیز و اصول بتائے بغیر خطاحیون نے اپنی طرف سے بنائی گئی کسوٹی سے فروع دین میں بہت سے مباحث فلسفی ،بہت سی بدعات اور بعض محرمات کو اصول دین میں گردانا ہے۔

اس سے بھی بدتر و افسوناک حسب اصطلاح انہوں نے تنور میں مزید آگ جلائی ہے یعنی بدعات و محرمات جیسے عزاداری اہل بیت اور یا دامام حسین کے نام سے غزلیات و موسیقی کے انداز میں شعر و شاعری کی جو سنت قائم کی گئی ہے وہ ۳۵۱ یا ۳۵۲ھ میں آل بویہ کے ذریعہ اصول دین میں شامل کی گئی ہے یہاں ایمان بالقلب نہیں ہے بلکہ رونا پیٹنا اور چیخ و پکار کے اعمال ہیں۔

جبکہ زنا جو ایک بدترین گناہ کبیرہ ہے جسے قرآن نے فاحشہ کہا ہے، اس گناہ کو گلیوں اور گھروں میں تو عام طور پر انسان قباحت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن انگلش میڈیم درسگاہیں وجود میں آنے کے بعد بغیر کسی تکلف کے یہ فعل قبیح انجام پاتا ہے خطداحیون نے اپنے سے وابستہ جوان و جوانیات کو متعہ کے نام سے اس گناہ کبیرہ کی اجازت دی ہے اس کو بھی بعض علماء نے اصول عقائد میں شامل کیا ہے یہ ایک تمہید تھی ذیل میں ہم ان کی فقہ کے قرآن و سنت سے متصادم و متناقض فقہ کو پیش کریں گے۔

فقہ خطابیون:

قرآنی اصطلاح میں ایمان باللہ، ایمان بارسولؐ اور ایمان با آخرت کے مطابق عقائد اسلامی پر عمارت قائم کی جاتی ہے یہاں سے صادر ہدایات کو عرف شریعت میں احکام فقہی کہتے ہیں خطابیون کے عقائد یہودی و مسیحی اور مجوسی ہیں یہ لوگ ضد دین اسلام ہیں لہٰذا انہوں نے ایسے عقائد بنائے ہیں جو عقائد اسلام سے متصادم و متعارض ہیں یعنی جو کچھ بھی احکام، اسلام نے لاگو کئے ہیں دوستی اہل بیت یا بیعت امام کے بعد تمام محرمات مباح ہو جاتے ہیں ان کا یہ مقولہ ہے کہ امام کی بیعت کرو پھر جو مرضی میں آئے کرو، جو ناپسند ہو، اس کو چھوڑو، جو پسند ہو وہ کرو، حلال و حرام نامی کوئی چیز نہیں حتیٰ محارم سے بھی نکاح مباح ہو جاتا ہے۔ان کو اباحیہ کہتے ہیں یعنی ان کے نزدیک بیعتِ امام کے بعد شریعت کی پابندی ختم ہو جاتی ہے۔شریعت اسلام کے محرمات کو مباح اور واجبات کو ساقط گردانے والے اس فرقے کا بانی جیسا کہ معجم الفرق اسلامیہ ص ۱۳ پر آیا ہے عمارۃ بن حمزہ ہے۔شریعت کی پابندی اٹھانے کا سلسلہ ایران میں بابک خرمی سے شروع ہوا ہے یہ مجوسی تھا اور بعد میں اسلام میں داخل ہوا ہے۔یہ سخت تشدد پسند انسان تھا اس نے اہل فارس سے کہا کہ ہم دین مجوسیت کو واپس لائیں گے یہ ۲۰۱ ہجری میں دور مامون الرشید میں ظاہر ہوا اور اس نے اسلام سے بغاوت کا اعلان کیا انھوں نے محرمات الٰہی کو مباح گردانا اور بہت بڑی

تعداد میں مسلمانوں کو قتل کیا۔شریعتِ محمدؐ کو ختم کرنے، تعطیل و منسوخ کرنے کا یہ سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا، چنانچہ حاکم بامر اللہ نے مصر میں اور کیا بزرگ نے قلعہ الموت میں اور بعد میں آغا خانیوں نے تعطیل شریعت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔

اباحیہ متعلقہ کی تیسری تفصیل اسقاط حرمت اشیاء ہے، ان کی کہنا ہے کہ پوری کائنات اللہ نے آئمہ کے لیے بنائی ہے چنانچہ یہ منطق حدیث خود ساختہ کساء میں آیا ہے جہاں کہا ہے آسمان و زمین چاند ستارے سب آپ کے لیے بنے ہیں تو یہ کائنات صرف بیت آئمہ کے لیے حلال ہے باقی لوگوں کے لیے حرام ہے ان کا کہنا ہے کہ امام کو ماننے والوں کے لیے غیروں کا مال حلال ہے وہ حکومت وقت کو غاصب حق امام کہتے ہیں ان کے لیے مال نائب امام کے تصرف میں ہے ان کی اجازت لے کر آپ سرکاری مال چوری کرسکتے ہیں بجلی گیس کا بل نہ دینا جائز ہے یہی انھوں نے کتابوں کی مد میں واجب الادا رقم سے ہمیں روک رکھا ہے جہاں جامع تعلیم کے مدارس ڈیرہ غازی خان اور قرآن عطرت والوں نے روک کر رکھا ہے۔

سقوطِ تکالیف شرعیہ: اللہ کی طرف سے وارد اوامر و نواہی شرعیہ ساقط ہونے کے تین مظاہر ہیں۔

مظہر اول کفر والحاد خالص ہے یعنی دین نامی کوئی چیز نہیں، اللہ نہیں ہے، قیامت نہیں ہے، انبیاء نہیں آئے، یہ سب سے مقدم ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک میں بڑے درجے کے سیکولر لوگ بغیر کسی شرم و حیا کے اس کا اظہار کرتے ہیں جس کا مظہر مسلمانان پاکستان نے ۱۴۳۵ہجری میں دار الخلافہ اسلام آباد میں شاہراہ دستور پر دیکھا اور اپنے گھروں میں بیٹھے لوگوں نے ٹی وی پر اس کا مشاہدہ کیا کہ وہاں کس حد تک دین و شریعت کا مذاق اڑایا گیا، کالم نگاروں نے ان قائدین کی تعریف میں کہا ہے کہ تمام پڑھے لکھے دانشوران ان کو پسند کرتے ہیں یعنی پڑھے لکھے نہیں بلکہ پڑھنے لکھنے کے بعد شریعت سے بغاوت کرنے والے ان کو پسند کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قادری و خان کے ان دونوں جلسوں کے شرکاء کی اکثریت دین و شریعت سے آزاد ہونے والوں پر مشتمل تھی۔

مظہر دوم، وہ افراد جن کے دعوے کے مطابق وہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن اُن کا کہنا ہے کہ عبادت و ریاضت اور چلہ کاٹنے کے بعد انسان بندہ ہونے سے نکل جاتا ہے اور اللہ میں حلول ہوجاتا ہے، بندہ اور اللہ ایک ہوجاتے ہیں ایسی صورت میں اُس پر تکالیف شریعت لاگو نہیں ہوتی ہے۔ اس کفر کے پرچم تلے غلات صوفی ہیں۔ وہ کہتے

ہیں ہم اللہ کے آزاد شدہ ہیں، تکالیف شرعی اُس وقت تک ہوتی ہیں جب تک بندہ ہو۔

مظہر سوم، تیسرا گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو شیعیان علی کہتا ہے لیکن حقیقت میں وہ شیعیان شیاطین ہیں، وہ اس ملک میں آنے والے ملحدین کے شیعہ ہیں جو کبھی معرفت امام کے نام سے، کبھی عزاداری امام حسین کے نام سے آنسو بہانے کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ اب وہ تکالیف شرعیہ سے آزاد ہیں ان کی بھی ایک لمبی فہرست ہے جس میں فرقہ جناحیہ، ہاشمیہ، سمعانیہ، حمزائیہ وغیرہ شامل ہیں۔

اس سال شاہراہ دستور پر بلند کیے جانے والے آزادی کے نعرے کیا تھے؟ عمران خان اور علامہ قادری نے جو نعرہ نیا پاکستان، آزادی اور انقلاب اٹھایا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بچے کچھے اسلامی قانون کو دھکے اور مکے سے نکال کر الحادی، مجوسی، کمیونسٹی اور قادیانی نظام لائیں۔ اس کے لئے ہمیشہ سے نئے آنے والے نے پرانے نظام سے جان چھڑانے کو آزادی کہا ہے جیسا کہ قارئین نے اس سال آزادی کا نام سنا ہوگا، یہاں آزادی سے مراد آزادی از اسلام ہے خطابی اس کو حلال کہتے ہیں۔

معجم الفرق اسلامیہ ص ۸۴ پر آیا ہے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار کے بارے میں صاحب معجم لکھتے ہیں کہ جب مغیرۃ سعید عجلی نے محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کو امام مہدی قرار دیا اور کہا وہ واپس آئے گا اور یہ کہہ کر لوگوں کو روکے رکھا تو جب نفس ذکیہ واپس نہیں آئے تو ان کے ماننے والے مغیرہ سے منحرف ہوکر مدینہ میں کسی اور امام کی تلاش میں نکلے، اس وقت خطابیون کیلئے مشکل صورت حال پیدا ہوگئی تھی کہ شکست خوردگان مدینہ جا کر اپنے پسند کے کسی فاطمی علوی کو اٹھا کر لاتے تھے چنانچہ ان کی ملاقات عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوئی جہاں انہوں نے امامت کے حضرت علی اور ان کی صلبی اولاد کے بعد ان میں منتقل ہونے کا دعویٰ کر کے ان کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دی چنانچہ وہ ان کو کوفہ میں لائے اور لوگوں سے ان کے لیے بیعت لی اور کہا روح اللہ، آدم اور ان کے بیٹے شیث میں منتقل ہوئی، اب یہ رب اللہ ہے، انہوں نے کہا روح اللہ ہر مومن میں حلول کرتی ہے عبد اللہ نے بیک وقت دعویٰ الوہیت و نبوت کر کے امامت میں یہ عقائد پھیلائے۔

۱۔ ان کا کہنا ہے کہ جس نے اپنے وقت کے امام کو پہچانا ہے، اس سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہے۔

۲۔ اللہ اپنے رسولوں اور اماموں میں حلول کرتا ہے چنانچہ اللہ کے نور نے پہلے عبدالمطلب، پھر ابی طالب، پھر محمد

سے علی میں اور پھر علی سے جعفر میں اور آخر میں ابی الخطاب میں حلول کیا ہے۔
۳۔ارواح واجسام مرتے ہیں نہ فنا ہوتے ہیں بلکہ وہ ملائکہ بنتے ہیں۔
۴۔تحلیل ماحرم وتحریم ما احل اللہ، زنا، سرقت،خمر،خون،خنزیر،کلاب،نکاح محرمات کی پابندیاں ختم ہوتی ہے جو قرآن میں حلال وحرام کے نام سے پائے جاتے ہیں یہ بعض مردوں کا نام ہے لہٰذا ان اعمال کو انجام دینے کی ضرورت نہیں ہے۔
۵۔وہ علم غیب جانتا ہے۔
۶۔آخرت نامی کوئی چیز نہیں ۔جزاء وسزا یہیں ملتی ہے یہ تناسخ براہمہ کے قائل ہیں ان کے مطابق لوگوں کی روح جسم سے نکلنے کے بعد پرندوں میں منتقل ہوتی ہے۔
۷۔لوگ ان کی عبادت کریں۔
۸۔بیعت امام کے بعد تکلیف ساقط ہوجاتی ہے شیعوں میں موجودہ تنظیمی سرگرمیاں اوران کا طرز تفکر بتاتا ہے کہ وہ اس زمانے کے خطاحیون ہیں۔
۹۔انہوں نے اپنی وراثت فاطمی وعلوی کے خلا کو پر کرنے کے لئے کہا وراثت تنہا صلبی نہیں ہوتی بلکہ وراثت روحی بھی ہوتی ہے نوری بھی ہوتی ہے۔

اباحیون کا عقیدہ:

اباحیون کے عقیدے کے مطابق کائنات کی ہر چیز کا مالک امام ہوتا ہے،امام کی اجازت کے بعد کوئی چیز حرام نہیں رہتی ہے اگر کوئی اور فرقہ اس بنیاد پر حکومتی اموال بجلی،گیس،وغیرہ اپنے مجتہد کی اجازت کے بعد بل دیئے بغیر جائز سمجھتا ہے اور ٹیکس دینے سے بھی انکار کرتا ہے تو وہ اباحیون میں شامل ہوگا گرچہ وہ خود پابند شریعت ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ہمارے ایک دانشور محترم جناب رضوانی صاحب مسئول جامعہ تعلیمات اوران کے منشورات کی نظر ثانی کرنے والے بہت تحقیق کی بات بھی کرتے ہیں لیکن ہماری کتاب باطنیہ میں ان کے امام غیر موجودگی سے کشف نقاب کرنا ان کے لئے گراں گزرا تو وہ ہم سے دلبرداشتہ ہوگئے،ہم نے ان کے ادارے کے ایک کارکن جنہوں نے ہمارے ادارے کے تقریباً ۲۸ ہزار روپے روک رکھے تھے ان سے اس رقم کا مطالبہ کیا لیکن انہوں نے

یہ رقم لوٹانے میں دلچسپی نہیں لی کیونکہ فقہ خطداحیون میں یہ ان کے لئے مباح ہے۔
خطداحیون کی اختراع وابداع میں سے ایک متعہ ہے اس سلسلہ میں ہم نے کتاب موضوعات متنوعہ میں تفصیل سے لکھا، خواہش مند وہاں رجوع کریں، یہاں صرف یہ نکات پیش کرتے ہیں۔
۱۔ انہوں نے سورہ نساء کی آیت ۲۴ سے استناد کیا ہے، استدلال کے لئے انہوں نے قرآن میں تحریف کرتے ہوئے یہاں کلمہ اجلھن کے ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔
۲۔ وسائل شیعہ اور مستدرک وسائل میں تین، چار سو سے زائد احادیث متعہ کے جواز میں ہونے کے باوجود ان کو اپنی روایات پر اعتماد نہیں ہے، وہ اس کے جواز میں صحیح مسلم کی روایات سے استناد کرتے ہیں جن کو خود سنی بھی نہیں مانتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ تمہاری ایسی کی تیسی، یہ تمہاری کتاب میں ہے، تمہیں ماننا پڑے گا، اگر تم نہیں مانو گے تو ہم اسی پر اعتماد کر کے عمل کرتے رہیں گے۔
۳۔ روایات موضوعہ کی شناخت میں سے ایک کسی چیز کے حد سے زیادہ فضائل اور اجر وثواب بیان کرنا ہے، متعہ کے لئے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ عقل ونقل کے خلاف ہیں۔
۴۔ یہ جو شیعہ امیر معاویہ کے دور میں قتل ہوئے ہیں، ان کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ معاویہ کی حکومت میں کلی طور پر آزاد تھے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ لوگ ان کی نظروں سے غائب و پوشیدہ تھے، جن پر ان کی نظر تھی وہ انہیں نکال کر لاتے تھے اور انہیں قتل یا زندان کرتے تھے لیکن ان میں اہل بیت کے خالص دوست کتنے تھے، شاید بعض دوست بھی ہونگے لیکن اکثریت انہی خطابی وعجلی اور قداحی گروہ سے تعلق رکھتی تھی۔

حد فاصل بین خالق ومخلوق:

قرآن کریم کی کثیر آیات میں حد فاصل بین خالق ومخلوق اور عابد ومعبود کو بیان کیا گیا ہے، تخریب و تہدیم دین دو قسم کے غلو سے شروع ہوئی ہے اور ہوتی رہے گی، ایک خود دین کے مظاہر میں غلو یعنی اس کی کسی شق یا باب کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کریں کہ یوں لگے کہ جیسے دین تو بس یہی ہے جیسے نماز ہی کل دین ہے یا جہاد، دعائیں اور خدمت خلق ہی کل دین ہے مائدہ ۷۷ میں اس طرح داعیان کو غلو کرنے سے روکا ہے' دوسرا دین کے

داعیوں کے بارے میں اس طرح غلو کیا جاتا ہے کہ وُہ سب کچھ جانتے ہیں کہ جو اللہ جانتا ہے اور وہ، وہ سب کچھ کرسکتے ہیں جو اللہ کرتا ہے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی طرف مبعوث ہونے والے انبیاء کے بارے میں غلو کیا ہے جیسے کہا ہے کہ عزیز ابن اللہ، مسیح ابن اللہ یا مسیح خود اللہ ہے لیکن نبی کریمؐ اور امت میں فاصلہ بڑھنے کے بعد یہود و نصاریٰ و مجوس تسلیم ہوئے، ان تسلیم ہونے والوں نے غلو کی بنیاد ڈالی ہے جس کے آغاز میں امیر المومنین کے بارے عبداللہ بن سباء یہودی نے حضرت علی کو رب خلق کا لقب دیا ہے، علی نے اس کو جلاوطن کیا، اس کے بعد مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے خود کو مدعی وحی و علم غیب کا حامل کہا اور کہا اس پر نزول ملائکہ ہوتا ہے۔ مختار کے بعد اس فرقے نے محمد بن حنفیہ کی شان میں کہا کہ وہ مرے نہیں ہیں، وہ زندہ ہیں، ان سے یہ سلسلہ بڑھتا ہوا مغیرہ بن سعید تک پہنچا، اس نے اپنے لئے دعوائے علم غیب کیا یہاں تک کہ امام محمد باقر کی وفات کے بعد ان کی عدم وفات اور الوہیت کا دعویٰ کیا گیا پھر وہ خود کو نبی کہنے لگا یہاں تک کہ فارس و روم سے آنے والوں نے سلسلہ غلو کو انتہائی تیزی سے پھیلایا ہے۔

فقہ خطاحیون تقیہ:

مخترعات فقہی خطاحیون میں ایک تقیہ ہے تقیہ یعنی خلاف واقع بولنا، جھوٹ بولنا یا اپنی بات کی تردید کرنا، اس سلسلہ میں منقولہ یا مرویات جو ائمہ سے منسوب کی گئی ہیں ان کی استناد میں کبھی کہتے ہیں امام خود تقیہ میں تھے، کبھی کہتے ہیں اصحاب تقیہ میں تھے، کبھی کہتے ہیں تقیہ ہمارے آباؤ اجداد کا دین ہے اور کبھی کہتے ہیں شیعوں کی جان خطرے میں تھی، بہت سے لوگ قتل ہوئے لیکن ان باتوں میں جھوٹ زیادہ، سچ کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے یہاں خود ان کی بات ایک دوسرے کی بات سے ٹکراتی ہے۔

خطاحیون کے ائمہ کی سوانح حیات میں آیا ہے کہ یہ ذوات حالت خوف و ہراس میں تھیں اور ان اصطلاحات کے مطابق وہ تقیہ میں تھے لہٰذا یہ ذوات اپنے فرائض انجام دینے سے معذور تھیں، یہ ذوات نہ امن قائم کرسکتی تھیں نہ لوگوں کی اقتصادی ضروریات پورا کرسکتی تھیں اور نہ معاشرے میں رواج پانے والے جرائم و موبقات کو روک سکتی تھیں چنانچہ اس سلسلہ میں صرف دو اماموں امام محمد باقر اور امام صادق کے باقی سب حالت تقیہ میں تھے اور کثیر روایات کے تحت خود یہ دونوں بھی تقیہ میں تھے۔

تقیہ:

تقیہ جس کے معنی بچاؤ کرنا یا کسی دشمن ومخالف حکومت کے عقاب وعتاب سے بچنے کیلئے خلاف واقعہ اظہار کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ شیعوں نے اسے اپنے عقائد کا جز ویا حصہ بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آئمہ اطہار نے فرمایا ہے جو شخص تقیہ نہیں کرتا، اس کا کوئی دین نہیں ہے اور وہ آئمہ میں سے امام حسین اور امام زین العابدین کے دور کو دور تقیہ کہتے ہیں جبکہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کے دور کو رفع تقیہ کا دور کہتے ہیں کیونکہ اس دور میں بنی امیہ اور بنی عباس کے درمیان اقتدار کی جنگ جاری تھی۔ اس لیے شیعوں کے مطابق اس دور میں ان دونوں شخصیات یعنی امام جعفر صادق اور امام محمد باقر نے مذہب اہل بیت کو نشر کیا ہے۔ جھوٹ کی سزا سے بچنے کیلئے جھوٹ بھی جھوٹ ہوتا ہے یہاں بھی انہیں اپنے عقیدے کے خلاف جھوٹ بولنا پڑا۔ جتنے بھی اقوال ابو خطاب نے امام صادق سے نسبت دیئے ہیں لوگوں نے امام سے ان کے بارے میں پوچھا تو امام نے ان کو رد فرمایا ہے، جس پر وہ لوگوں سے کہتا تھا امام نے تم سے تقیہ کیا ہے۔ چنانچہ امام صادق کے خود ان کے خلاف بیانات کو بھی انہوں نے تقیہ کہا۔ تقیہ کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم آتے ہیں تقیہ کس کے بچاؤ کیلئے کس نے گھڑا ہے اور کس نے کب گھڑا ہے۔ یہاں انتہائی دردناک والمناک سانحہ کربلا اور اہل بیت اطہار کی شام سے واپسی کے بعد خاندان بنی ہاشم کی خاندانی قیادت اس خاندان کے بزرگ عبد اللہ ابن عباس اور محمد بن حنفیہ کرتے تھے جبکہ امام سجاد اجتماعات سے دور رہتے تھے، یہاں امام سجاد نے فرمایا کہ مکہ اور مدینہ میں ہمیں جاننے والے بیس آدمی بھی نہیں ہیں۔ امام زین العابدین نے ۹۵ ہجری میں ولید بن عبد الملک کے دور میں وفات پائی۔ ۹۵ سے ۱۱۴ھ تک دور سلیمان بن عبد الملک، عمر بن عبد العزیز، یزید بن عبد لملک متوفی ۱۰۵ھ، ہشام بن عبد الملک اور ولید کا دور اقتدار بنی امیہ کے اقتدار اعلیٰ کا دور تھا۔ ۱۲۶ ہجری کو ولید بن یزید بن عبد الملک کے بعد بنی امیہ کمزور ہو گئے اور بنی امیہ کے خلاف تحریکیں شروع ہو گئیں۔ اس دور میں مدینہ اور کوفہ دونوں جگہوں پر انقلابیوں کا دباؤ تھا، یہاں قیادت پر نفس ذکیہ کا قبضہ تھا۔ امام صادق اس دور میں خاموش تھے، نہ آپ نفس ذکیہ کے ساتھ تھے اور نہ بنی عباس کے ساتھ مخلوط تھے ۱۳۲ ہجری میں بنی امیہ کا خاتمہ ہوا اور بنی عباس کوفہ ومدینہ دونوں جگہوں پر قابض ہو گئے۔ اس وقت کوفہ مرکز منافقین وملحدین تھا جو نفس ذکیہ اور بنی عباس دونوں سے ملے ہوئے تھے۔ انہیں دین میں تخریب وتہدیم شروع

کرنے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنی تخریب کاری کیلئے تقیہ گھڑا ۔ نہ یہ لوگ مدینہ میں امام کے حلقے میں گئے اور نہ امام صادق کوفہ میں تشریف لائے ۔

تقیہ میرے آباء کا دین ہے یہ جملہ بھی جھوٹ پر مبنی ہے، امیر المومنین تقیہ میں نہیں تھے خود خلیفہ بنے ،اس طرح امام حسن خود خلیفہ بنے ،امام حسین نے خود قیام کیا اور بنی ہاشم شام جا کر معاویہ سے مباحثہ و مناظرہ کرتے تھے ۔ان سب نے کبھی اپنے موقف اور فکر و عقیدے کو چھپا کر نہیں رکھا۔

خطابیون میں غیرت دینی کا فقدان:

مغیرہ عجلی، مفضل بن عمر و ابی الخطاب اجدع اسدی، میمون قداح منافق تھے ان کا کاروبار جھوٹ پر ہوتا تھا چنانچہ وہ امام صادق سے منسوب کر کے اپنے حق میں فضائل گھڑتے تھے مثلاً ابی خطاب نے کہا امام صادق نے مجھے فرمایا ابی الخطاب علم غیب جانتا ہے، لوگ مدینہ جا کر امام سے پوچھتے تھے کیا آپ نے ابی الخطاب کے حق میں ایسا فرمایا تھا تو امام نے قسم کھا کر فرمایا میں نے ان کے بارے میں کہا ہے اور نہ میں خود علم غیب جانتا ہوں امام کی تردید کی خبر جب راوی نے لوگوں کو بتائی کہ ابی الخطاب نے امام سے جھوٹ نسبت دی ہے اور امام نے اس کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا تھا تو وہ کہنے لگا امام نے تم سے تقیہ کیا ہے، تقیہ کو ان لوگوں نے اپنے جھوٹ چھپانے کے لئے وضع کیا تھا درحقیقت تقیہ خطاحیون کی سپر ہے اگر کوئی موضوع تقیہ پر غور کرے گا تو ان کے من گھڑت و بے بنیاد مذہب کے ستون گر جائیں گے، ایک طرف یہ لوگ کہتے ہیں امام محمد باقر اور صادق کو بنی امیہ اور بنی عباس کے اقتدار کی جنگ میں آزادی ملی تو آپ ذوات نے فقہ اہل بیت کو نشر کیا اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ آپ تقیہ میں تھے۔

فقہ خطاحیون اور خمس:

خمس خطاحیون کا خفیہ چندہ ہے اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ نبی کریمؐ سے لے کر امام جعفر صادق تک خمس کا نفاذ نہیں تھا، اس کا نفاذ امام موسیٰ بن جعفر کے آخری دور میں زور پکڑ گیا تھا چنانچہ علی بن اسماعیل نے ہارون سے کہا موسیٰ بن جعفر خمس جمع کرتا ہے، بہر حال اس کا ہمیں بھی دس سال پہلے پتہ چلا جبکہ ہم پہلے اس کے قائل تھے چنانچہ ہمارے پاس مرحوم آقائی سید محسن حکیم سے لے کر ابھی رہبر معظم تک سوائے ایک دو کے تمام مراجع کے

اجازے موجود ہیں، لیکن ہم نے دیگر علماء کی طرح اس کی تشہیر نہیں کی اور نہ انہیں کو فنگ کروا کے گھر میں آویزاں کیا، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ میں خمس کو ترویج و اشاعت دین کا شرعی بجٹ سمجھتا تھا کیونکہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس کا صحیح مصرف دین کی سربلندی اور دین کو اٹھانے میں خرچ کرنا ہے لیکن تجربہ اور گواہان عادل سے ثابت ہوا کہ خمس کھانے والے اور لینے والوں سے زیادہ ذلیل و خوار کوئی شخص نہیں۔ جس چیز کا مشاہدہ کیا وہ یہ تھا کہ ایک بیوہ و نادار سادات کے لئے سید ہونے کی تصدیق کی پرچی چاہیے، اسی طرح عمامہ یا عباء سفید ہو یا سیاہ ان کے لیے مجتہدین کا اجازہ ضروری ہے، یہ اجازہ لے کر سرمایہ داروں کے دروازوں کو کھٹکھٹانا پڑتا ہے یا فون کرنا پڑتا ہے، یہ ذلت و عار دیکھنے کے بعد میں نے اس کا ذکر کرنے سے بھی گریز کیا چنانچہ میں بلتستان میں سات سال رہا لیکن ایک دفعہ بھی میں نے لوگوں کو خمس کی طرف دعوت نہیں دی، یہی صورت حال کراچی میں بھی رہی، نہ میں نے کسی تاجر اور صاحب سرمایہ یا دوست سے خمس کی خواہش ظاہر کی، نہ میں نے دیگران کی طرح اجازہ کا کسی قومی اخبار میں اشتہار دیا اور نہ اپنے ادارے کی کسی کتاب میں اس کا مطالبہ کیا۔

البتہ اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ میں نے لوگوں کے لائے ہوئے خمس کو کبھی بھی وصول نہیں کیا، لیکن مجھے خمس سے نفرت اس وقت ہوئی جب پاکستان کے لاہور، کراچی اور فیصل آباد جیسے بڑے شہروں میں تاجر برادری نے خود متحرک ہو کر کمیشن پر خمس کے لیے الگ دکانیں کھولنا شروع کیں اُس کے علاوہ خمس کے صحیح مصرف کے بارے میں یہ جو کہتے تھے کہ یہ ترویج دین یا مرضی امام زمانہ کے تحت خرچ کریں تو مشاہدے کے بعد معلوم ہوا کہ کمیشن پر خمس جمع کرنے والوں نے عرب امارات، کینیڈا یا امریکہ کی شہریت حاصل کی ہے، اس کے علاوہ تمام مراکز میں بے دینی اور فساد و الحاد بھی اسی سے پھیلایا ہے حتیٰ اس وقت وہ دین اسلام کے خلاف چلنے والے ٹی وی اور کیبل بھی اسی خمس سے چلا رہے ہیں۔ بعض نے دین کی بجائے خمس کی اس رقم سے مروجہ انگلش میڈیم سکول قائم کیے لیکن دوسری طرف بھاری بھرکم فیسیں وصول کر کے غریبوں کے لئے تعلیم کا دروازہ بند کیا نیز نصاب میں دینیات کیسانیہ اور آغا خانیہ کو رواج دیا۔ خمس کی رقوم سے بڑی بڑی عالی شان عمارتیں اور ایک دوسرے کے مقابلے میں جامعہ کے نام سے یونیورسٹیاں قائم کیں اور ان میں قرآن و سنت محمدؐ اور تاریخ اسلام پر سختی سے پابندی عائد کی۔ جعلی و خود ساختہ مزارات بھی شعائر دینی کے نام سے قائم کیئے جہاں یہی خمس جمع ہوتا تھا۔

آخر میں لالجیان اوران کے ساتھ ثقلین و عادل اور پھر شبیر کوثری کے عزائم ومنویات دیکھنے کے بعد ہم نے خمس کو مسترد کیا، اس دس بارہ سال کے بائیکاٹ میں ہم نے ایک کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم کو مسترد کیا ہے لیکن دل میں لگنے والی اصل اور آخری نفرت لالجیاں اوران کے ساتھی ثقلین و عادل اور شبیر کوثری کے برے عزائم ومنویات سؤ دیکھنے کے بعد باقاعدہ اعلان کیا کہ ہم خمس نہیں لیتے۔

الفاظ کے جال:۔

۱۔ہمارے لوگوں میں علماء کی قدر نہیں، انہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے۔

۲۔اگر علماء اپنی زندگی کے مسائل میں خودکفیل نہ ہوں تو وہ یکسوئی سے دین کی خدمت نہیں کرسکتے ہیں۔

۳۔اس وقت ہمیں دین کی کیا خدمت کرنی چاہیے، ہمیں یہ بھی پتہ نہیں، ہمیں یہ بتانے والے علماء کی ضرورت ہے۔

۴۔ہم علم غیب تو نہیں جانتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو کہ آپ کی کیا ضرورت ہے جب تک کہ آپ ہمیں نہ بتائیں۔

۵۔وہ مسائل فقہی کو اوپر نیچے کرکے سوال کرتے ہیں تا کہ اندازہ کرسکیں کہ آپ ایمان وضمیر فروشی کتنے پر کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

٦۔آپ کی وجہ سے ہمیں لوگوں سے لڑنا پڑتا ہے۔

۷۔اس وقت آپ مشکلات میں ہیں لیکن آئندہ لوگ آپ کو پہچانیں گے۔

۸۔لڑکوں سے الگ الگ ملاقات کرتے ہیں تا کہ گھریلو رازان کے ہاتھ لگیں۔

۹۔گھر کی خواتین کو کسی نہ کسی بہانے سے ان کے شوہر کے ذریعے تحفہ وتحائف کے علاوہ ان کے صبر وحوصلہ کی تعریف پہنچائیں گے، اپنے گھر لے جائیں گے اور اپنی بیویوں اور ماؤں بہنوں سے ان کی خاطر تواضع کروائیں گے اور انکساری سے پیش آئیں گے۔

۱۰۔خود ان کے علاوہ کن سے رابطہ ہے، پتہ کریں گے۔

۱۱۔اگر مولوی کو لفافے کے حجم اور رقم کو دیکھنے کے بعد مطمئن دیکھ لیں تو وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اب یہ مولانا دین و دنیا دونوں سے گئے۔

خمس:

خمس ایک ذلت آور آمدنی ہے جسکا انجام دنیاوآخرت دونوں میں ذلت آورہی ہے،اس نے بہت سوں کو ذلیل کروایا لیکن عزت نہیں دی،ابھی تک اس حوالے سے مراجع مطعون ہیں۔ہمارے ایک دوست میر محمد علی تھے جن کے والد ڈاکٹر مظہر سے ہم اس دور سے آشنا ہوئے۔مرحوم ڈاکٹر جو امام خمینی کے مقلد و حامی تھے،اسی مناسبت سے آپ ہمیں خمس دیتے تھے۔وہ زیادہ مقدار میں نہیں دیتے تھے بلکہ یہ تھوڑا سا ہوتا تھا لیکن اس میں اخلاص اور حسن نیت شامل ہوتی تھی،ان کے فرزند میر محمد علی ایک شریف النفس انسان اور انتہائی کم گو تھے۔آپ کے اندر کسی قسم کی خرابی اور تصنع نظر نہیں آتی تھی۔آج کل میر محمد علی کراچی کے علامہ افتخار نقوی کے مقلد ہیں،علامہ افتخار نقوی علامہ غروی کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ آپ نے ایام اعزاء میں استعمال ہونے والی بہت سی خرافات کہانیوں،افسانوں اور صوفیوں کے شطحیات کے لیے ہماری کتابوں کو مضر صحت قرار دیا تھا اور میری کتابیں اپنے شاہینوں کو پڑھنے سے منع کیا تھا،آپ کا یہ فتویٰ تقوی صاحب نے ہمارے دوست میر صاحب کو پہنچایا تھا،جو بہت بڑے صوفی اور غالی ہیں۔علامہ غروی محترم افتخار نقوی سے کہتے ہیں کہ آپ علی شرف الدین سے دور اور بچ کر رہیں۔میر محمد علی ہم سے اکثر پوچھا کرتے تھے کہ کیا آپ کی کوئی نئی کتاب آئی ہے،آپ کتاب خریدتے اور پڑھتے تھے۔لیکن اب آپ کے صوفی اور غالی علامہ غروی سے تعلقات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ آپ فون بھی نہیں سنتے۔ غرض قارئین خمس کے مقدرات اس طرح بن چکے ہیں کہ اس کو کہتے ہیں بارش سے بچنے کیلئے میزاب کے اندر جانا۔گھر گھر دکان دکان میں صدقات رفع بلا کی درخواست ذلت سے بچنے کیلئے بن گئی ہے۔یہاں سے ہمیں درک ہوا کہ خمس وصدقات دونوں علیحدہ چیز نہیں بلکہ دونوں فقیروں اور نا داروں کو اپنا مغوی بنانے کا ذریعہ ہیں۔

خطداحیون کے افتراق وانتشار:

افتراق وانتشار و تقسیم الی ما لانہایہ عنصر لا ینفک خطداحی ہے افتراق ناپذیر اور انتشار ناپسند صرف اور صرف دین اسلام ہے یہاں سے افتراق وانتشار کی وجہ سے آپس میں جدا ہونے والوں کو قرآن اور سنت میں مرتد کہا گیا ہے مرتد ہونے کے بعد وہ لشکر کفر بنتے ہیں،جز ولشکر کفر بننے کے بعد اسلام نہیں رہتا ہے قرآن کریم میں افتراق وانتشار سے منع کیا گیا ہے کیونکہ مسلمانوں کا اختلاف عمل میں ہے نہ کہ اسلام کی اصل میں،اسلام کی اصل

میں اختلاف ارتداد کا باعث بنتا ہے (انعام ۔۱۵۳، آل عمران ۔۱۰۵) یہاں سے افتراق وانتشار پھیلانے والوں سے لاپرواہی برتنے کا حکم دیا گیا ہے، ان سے افہام وتفہیم اور مصالحت و مفاہمت نہیں ہے کیونکہ دین میں اتحاد یہ نہیں ہے اس وجہ سے جنگ احد کے موقعہ پر کچھ یہود جو پہلے قبیلہ اوس کے اتحادیہ جنگی تھے جنگ میں شرکت کے لئے آئے تھے لیکن نبی کریمؐ نے انہیں واپس کیا اسی طرح خلفاء راشدین کی جنگ میں حتیٰ بنی امیہ اور بنی عباس کی جنگوں میں بھی اتحادیہ نہیں تھا۔

تاریخ اسلام میں سب سے پہلے عثمانیوں نے مسیحیوں سے اتحاد کیا جو کہ غلط تھا، کیونکہ مسلمان جب کفر کے اتحادی بنیں گے تو ان کی گرائش و جھکاؤ اور ہمدردی کفار ہی سے ہوگی۔ چنانچہ قرآن میں آیا ہے "یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ" (مائدہ ۔۵۱) اتحادیہ ہمیشہ اہل کفر کے درمیان ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے جنگ احزاب میں دیکھا ہے کہ کافر کافرین سے اتحاد ٹوٹنے کے بعد کافر ہی رہتا ہے لیکن مسلمان مسلمان سے ٹوٹنے کے بعد مسلمان نہیں رہتا ہے بلکہ وہ کافروں جیسا ہو جاتا ہے، کافرین کے درمیان اختلافات زیادہ نہیں ہوتے ہیں لہٰذا اسلام افتراق پذیر و تقسیم پذیر نہیں ہے دیکھنا چاہئے کہ یہاں اسلام ہے یا غیر اسلام ہے غیر اسلام ہونے کے بعد اللہ نے فرمایا" بقرہ ۸۵" جتنے بھی افتراقات وانتشار آپ کے سامنے ہیں وہ اسلام سے نہیں ٹوٹے ہیں، وہ فرقوں سے ہی ٹوٹے ہیں فرقے اسلام سے نہیں ٹوٹے ہیں، وہ اصل میں یہودی و مجوسی و صلیبی تھے جو اسلام سے انتقام لینے کیلئے آئے تھے اور اس نفاق میں اسلام میں داخل ہوئے تھے، جیسا کہ عبداللہ بن سباء ان سے ٹوٹنے والے کیسانیہ، پھر ان سے جنم لینے والا خطابی وقداحی جوان کو منظم کرنے والے تھے، پہلے یہ ان سے چار فرقوں میں بٹ گئے تھے وہ آپس میں نوراکشتی کرتے ہیں لیکن اسلام کے خلاف متحد رہتے ہیں چنانچہ یہی لوگ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد ۱۴ فرقوں میں بٹ گئے، ابھی سو سے اوپر ہو گئے ہیں لیکن ان کا آپس میں اتحاد ہے چنانچہ راجہ ناصر نے یادگار پاکستان کانفرنس میں فرمایا آج سے تمام شیعہ ایک ہیں۔ ان کے قائدین ہمیشہ سے اس طرح کے اعلانات کرتے رہے ہیں انہوں نے اپنے مشترکہ دشمن مسلمانوں سے لڑنے کے لیے وحدت کے بہت دعوے کیئے ہیں۔

ہمارے مشترکہ دشمن جن کے خلاف ہم سب کو متحد ہو کر لڑنا ہے البتہ کوئی ان سے ٹوٹ کر ہم سے ملیں گے تو ہم ان کا استقبال کریں گے، باقی ہم سب ایک ہیں چنانچہ جناب جعفری صاحب نے اپنے اس تیس سالہ زعامت کے

دوران کسی بھی وقت خطابیون کی طرف سے پھیلنے والی اشاعت فحشاء کے خلاف ایک کلمہ بھی نہیں بولا جبکہ اس فقیر و ناچیز کو امام حسین کے نام سے جھوٹ تحریفات وخرافات اور خود ساختہ قصے، کہانیوں کو نکالنے کے جرم میں میری کتابوں کو پڑھنے اور خرید نے سے منع فرمایا ہے۔

خطابیون، زیدیون اور اثناعشریوں کے مشترکات میں سے ایک بغض و سبّ خلفاء ہے لیکن ہم یہاں ان کو تحدی کرتے ہیں کہ بتائیں حضرت علی کے علاوہ صحابہ کرام میں سے حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان سے بہتر اور سابق الایمان والہجرت کوئی اور لوگ ہیں تو بتائیں۔

شیعہ زیدیہ:

فرقہ زیدیہ زید بن علی کے قتل کے بعد شروع ہوا، رفتہ رفتہ ان میں بھی فرقے بنتے گئے اور وہ بھی اسی خطابیہ و دیصانیہ کے اصول پر چلنے لگے شیعہ زیدیہ کی بہتری کی سند ان کے اہم مظاہر شعائر اسلام جیسے اقامہ صلاۃ جمعہ و جماعت، صوم شہر رمضان، حج بیت اللہ کو گردانتے ہیں لیکن شیعہ زیدیہ بعد میں غالی ہو گئے اور اثناعشریہ عقائد وافکار ونظریات میں انہی خطابیون اور قداحیون جیسے ہیں۔

اثناءعشری:

اثناءعشری کے نام سے کوئی فرقہ تیسری چوتھی صدی تک وجود میں نہیں آیا، جو احادیث اثناءعشری کی روایات میں بیان ہوئی ہیں، یہ صفوین کی گھڑی ہوئی ہیں، ان سے پہلے اثناعشری کا ذکر نہیں آیا ہے، خطابیون نے اسلام کو معطل اور مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کے لئے اہل بیت کے نام کو قمیص عثمان جیسا اٹھایا تھا، انہوں نے اہل بیت کو دو میدانوں میں اٹھایا ہے ایک اندرون خانہ بطور مستورہ چلایا، دوسرا عمومی مظاہرہ میں اہل بیت کے نام سے اس دور کے فرد خاص و قابل کا چرچا کرنے لگے، ان کی وفات کے بعد یا تو ان کے کسی فرزند کو اٹھایا، اگر کوئی فرزند نہیں ملا تو انہوں نے ان ہی کو مہدی بنایا، ان کا یہ سلسلہ اس وقت رک گیا جہاں امام حسن عسکری کی وفات کے بعد وہ پھر مشکلات میں آگئے کہ ایک طرف سے وہ لاولد تھے دوسری طرف سے ان کے بھائی جعفر فسق و فجور میں مستغرق تھے چنانچہ وہ ان کو نہیں اٹھا سکتے تھے یہاں سے وہ سب بقول نوبختی سعد اشعری ۱۲ افرقوں میں بٹ گئے تھے۔

عام مسلمانوں کے مقابل میں وہ الحادیوں کی حمایت و جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ ان کا اصل نظریہ امامت بذات خود ہر حوالے سے اصول ومبانی مقررہ اسلام کے خلاف ہے۔
یہی باتیں اثناعشری بتاتے ہیں چنانچہ علامہ نجفی نے فرمایا کہ اسماعیلیوں اور ہمارے عقائد میں صرف دس فیصد اختلاف ہے۔

شیعہ اہل بیت:

علی یا اولاد علی سے محبت وگرائش رکھنے والے نبی کریمؐ کی وفات کے بعد سے الی یومنا ھذا دوگروہوں میں نمودار ہوئے ہیں۔
ا۔حضرت علی یا حضرت حسین ہی واسطہ بین امت و نبی ہیں یہ گروہ تمام نشیب وفراز میں علی اور حضرات حسنین کو دیکھتے ہیں اور ان ذوات نے جو سلوک خلفاء سے روا رکھا تھا وہی سلوک ان کے پیروکاروں نے رکھا جیسے عمار یاسر عمر بن خطاب کی طرف سے والی کوفہ، سلمان مدائن کے اور عبداللہ مسعود خازن کوفہ بنے، عثمان بن حنیف بصرہ کے والی بنے۔
۲۔دوسرا گروہ وہ ہے جنہوں نے نام علی وحسنین لے کر کردار ورفتار وسلوک اور افکار ونظریات عبداللہ بن سباء، مختار ثقفی، مغیرہ عجلی، ابی الخطاب اسدی، میمون دیصانی جیسا رکھا۔ظاہری شریعت کو غیر مفید قرار دیا اور اصل دین کی تفسیر امام مستور وغائب ومعدوم سے کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔

ثقافت تقلید:

تمام مذاہب میں قدر مشترک تقلید ہے ہر ایک نے خود کو دوسری یا تیسری صدی میں آنے والی شخصیات سے انتساب کیا ہے، جعفری کہلانے والوں نے امام جعفر صادق متوفی ۱۴۸ھ سے اور حنفی کہلانے والوں نے امام ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ھ سے انتساب کیا ہے اسی طرح شافعی، مالکی اور حنبلی بھی ہیں۔ظاہری طور پر صاحب عقل و دانش اور تھوڑا سا اسلام سے واقف وآگاہ ہونے والے بخوبی جانتے ہیں کہ دین اسلام میں کسی شخص یا گروہ کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنے آپ کو محمدی کہیں کیونکہ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ شخص تنہا حضرت محمدؐ سے وابستہ ہے اور قرآن سے اس کا رشتہ نہیں، اسی طرح اگر کوئی خود کو قرآنی متعارف کروائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کا قرآن سے

رشتہ ہے محمدؐ سے نہیں حالانکہ دین اسلام کسی فرد سے وابستہ نہیں لہٰذا قرآن کریم نے حکم دیا ہے محمدؐ دنیا سے جانے والے ہیں (آل عمران۔۱۴۴) اگر آج نہیں گئے تو آئندہ جائیں گے لیکن دین باقی رہے گا یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے خود کو محمدی متعارف نہیں کرایا، بلکہ اسلام سے ہی اپنا تعارف کروایا اب جب کسی کے محمدی ہونے کا اعلان درست قرار نہیں پایا تو جعفری و حنفی وعثمانی اور قادری و جیلانی وغیرہ کہلانا کیسے درست ہوگا، بتائیں کہ کس دلیل و منطق دین کے تحت اس وابستگی کو قائم کیا گیا ہے، دلیل پوچھو تو ان کا سر نیچے ہو جاتا ہے، ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا، وہ صرف ادھورا جواب دیتے ہیں کہ ہم نے دین کو ان ہی سے لیا ہے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ نے دین کو حضرت محمدؐ سے نہیں لیا ہے، جس نے دین حضرت محمدؐ کے علاوہ کسی اور انسان سے لیا ہے، وہ مسلمان کہلانے کے لائق نہیں، اہل تشیع کے نزدیک وہ فقہ جعفریہ کے پیروکار ہیں، ان کی یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ امام جعفر صادق نے فقہ پر کوئی کتاب نہیں لکھی، اسی طرح اہل سنت کے زعم کے مطابق ان کی فقہ حنفی ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کی فقہ پر کوئی کتاب نہیں، اہل سنت کے پاس جو فقہ ہے، وہ انہوں نے ابوحنیفہ کے شاگردوں سے لی ہے لہٰذا اس بات میں کوئی وزن نہیں کہ آپ مسائل فقہ کو ابو یوسف سے لیں اور نسبت ابوحنیفہ کی طرف دیں، یہ ایک کھلی سازش یہود و نصاریٰ و مجوسی ہے جو سراسر قرآن و سنت محمدؐ سے متصادم و منافی ہے۔

ثقافت:

ثقافت دین کا اسلام اور کفر دونوں کے نزدیک بڑا مقام ہے، دور جاہلیت میں عرب اپنی اولادوں کے نام بتوں سے منسوب کر کے عبدالمنات، عبدالات اور عبدالکعبہ وغیرہ رکھتے تھے، جب نبی کریمؐ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا تو آپؐ ابتدا ہی سے نفاذ ثقافت اسلام کو انتہائی شدت کی حد تک اہمیت دیتے تھے جو بھی اسلام قبول کرتے، آپ ان کے نام پوچھتے اور اگر ان کا نام کسی غیر اللہ سے منسوب ہوتا ولوکعبہ سے تو اس کا نام بدلتے تھے اور عبداللہ و عبدالرحمٰن وغیرہ رکھتے تھے، اس طرح آپؐ نے زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی ثقافت کا نفاذ فرمایا، لیکن آج حضرت محمدؐ کی محبت کے نام پر آپؐ کے امتیوں نے رسولؐ سے یا بعض ہستیوں سے منصوب ایسے نام رکھنا شروع کیئے جو خلاف ثقافت اسلامی ہیں جیسے عبدالرسول، غلام رسول، کنیز بتول یا کنیز فاطمہ یا عبدعلی وغیرہ، اس ثقافت کو بہت زیادہ فروغ دیا گیا، دنیائے کفر نے بھی سرتوڑ کوشش کی تاکہ مسلم ممالک میں انگریزی و

مسیحی ثقافت کو جاگزین کریں، آج ثقافت اسلامی میں کہیں کوئی مغرب گرائی نظر آتی ہے تو اس کے ذمہ دار روشن خیال دانشور اور مولوی ہیں، مجھے اس وقت بہت دکھ ہوا تھا جب ہمارے بعض احباب علم دین سیکھنے کے نام سے قم چلے گئے تھے لیکن وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر حجۃ الاسلام، آیت اللہ یا ڈاکٹر بن کے آنے کے بعد بھی وہ کلمہ پاپا اور سوری بولنا بھولے نہیں ہیں یہاں مقصد یہ بتانا ہے کہ خطداحیون نے بھی اپنی ثقافت کا تعارف کرایا ہے لیکن جو ثقافت انہوں نے رواج دی ہے وہ بڑی خطرناک اور بہت زیادہ ضالہ و گمراہ کن ثقافت ہے انہی میں عصمت و منصوصیت مہدی اور مہدویت ہے ان تینوں کے بارے میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ثقافت تعلیم:

خطداحیون کی ثقافت تعلیم عام مسلمانوں کی ثقافت تعلیم سے مختلف ہے عام مسلمانوں کے پاس تعلیم ایمان باللہ، ایمان بارسالت، ایمان با آخرت اور ایمان با شریعت کے لئے ایک وسیلہ و ذریعہ ہے، اس کی قدر و ارزش ایک وسیلہ و ذریعہ کی ہے، اس کی مثال گاڑی کی ہے، گاڑی منزل تک پہنچانے کیلئے ایک وسیلہ ہے، منزل پر پہنچنے کے بعد گاڑی سے اترتے ہیں، اگر نہیں اترے تو گویا منزل تک نہیں پہنچے اور جو گاڑی سے نہیں اترتے تو ان کی منزل ہی گاڑی ہے، خطداحیوں کے نزدیک تعلیم ہی غایت و مقصد ہے لہٰذا انہوں نے اپنا تعارف تعلیم سے کروایا، دین ان کے پاس ثانوی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ نصیر الدین طوسی وزیر و مشیر ہلاکو نے فرغانہ میں جب رصد گاہ کھولی اور درسگاہ قائم کی تو وہاں علوم کے لئے درجات و مراتب رکھے ان میں سب سے اعلیٰ درجہ پر طب کو رکھا تھا، ان کے رواتب سب سے زیادہ رکھے، دوسرے مرحلے میں فلسفہ و طبیعات کو رکھا، تیسرے مرحلے میں فقہ کو رکھا اور وہ بھی اس لیے کہ دینداروں کے شکار کے لئے یہ ضروری تھا، یہی وجہ ہے کہ خطداحیون کی درسگاہوں میں دین اسلام یعنی قرآن و سنت نصاب میں شامل نہیں ہے اور یہ کتنے سالوں میں سیکھ سکتے ہیں، اس کے لیے بھی وقت معین نہیں، طلباء مادام العمر وہاں رہ سکتے ہیں، چاہے وہ کچھ سیکھیں یا نہ سیکھیں۔

اسماعیلیوں میں فی زمانہ عرف عام میں یہی خطداحیون آتے ہیں یعنی خطابی اور رقداحی، ان دونوں نے اس مذہب کی بنیاد امام صادق کے فرزند اسماعیل سے رکھی۔ اس حوالے سے اسماعیل ان کا سب سے پہلا امام ہے چونکہ ان سے پہلے امامت ایک نظام کی صورت میں نہیں تھی اور چونکہ انہوں نے یہ کام اسلام کو گرانے کے لئے کیا تھا، اس

لیے انہیں امامت کو ان سے پہلے والوں کے ساتھ جوڑنے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے اپنا نام سبعیہ رکھا اور پھر وہ اسلام کو کنارے پر لگانے اور قرآن اور سنت محمدؐ سے بے نیازی حاصل کرنے کے لئے ریاضیات اور فلسفہ وغیرہ سے متوسل ہوئے لہٰذا اپنا تعارف تعلیمیہ رکھا۔

ثقافت اسلامیہ خیمہ اسلام ہے لیکن بدقسمتی سے ثقافت اسلام عام معاشرے میں مخلوط اجتماعاتِ ادیان و ملل فاسدہ جیسی نظر آتی ہے بلکہ خطاحیون نے اس کے اُصول وفروع کو کنارے پر لگا کر شعار باطلہ و فاسدہ کو ترنم اور موسیقاری سے قرآن اور سنت کی جگہ جاگزین کیا ہے آج اگر کوئی مسلمان عادلانہ ومنصفانہ تحقیق کرے تو وہ یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ شعر وشاعری ہی نے اسلام کو کنارے پر لگایا ہے، بجائے اس کے کہ مسلمان شعر کی مذمت کرتے وہ اُلٹا شعر کے تحفظ کی خاطر سورہ شعراء کی آیت ۲۲۴ کی غلط تفسیر سے شاعری کو تحفظ دیتے ہیں اور سورہ یٰسں کی محکم آیت کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے ہیں جس میں فرمان رب العزت ہے کہ ہم نے اس نبی کو شعر نہیں سکھائے اور نہ ہی شاعری پیغمبرؐ کے شایان شان ہے۔سورہ یٰسں کی اس آیت کے تحت جو لوگ پیغمبرؐ اسلام کی سنت پر چلنے کے دعویدار ہیں، انہیں کسی بھی قسم کی شاعری کو پسند نہیں کرنا چاہیے یہ خطاحیون کا کارنامہ ہے، خطاحیون کی ثقافت فاسدہ وباطلہ میں سے کلمہ منصوصیت اور عصمت وشہادت بھی ہیں اسی کی وجہ سے مغربی ثقافت وکلمات کو ملاؤں نے بھی اپنی روزمرہ کی زندگی میں بغیر کسی شرم وحیاء کے جاری رکھا ہوا ہے۔

تیسرا اسماعیلی:

لیکن یہاں اسماعیل سے ہماری مراد نہ پہلا اسماعیلی ہے نہ دوسرا بلکہ تیسرا اسماعیل مراد ہے جو فرزند یا شخص دوسروں کا فرمانبردار رہا اور جس نے اپنے خاندان اور گھرانے کو چھوڑ کر دوسروں کی تابعداری اختیار کی ہو تو تاریخ مسلمین میں ایسے اسماعیلیوں کی تعداد کم نہیں بلکہ بہت فراواں ہے ہم ان کو کسی تعداد میں محدود نہیں کر سکتے ہیں نہ اس کی چنداں اہمیت ہے، ہم یہاں بطور اشارۃً ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں جس نے عالم اسلام سے دوسروں کی تابعداری کیلئے سب سے پہلے خود کو پیش کیا ہے، وہ قاسم امین مصری ہے، اس نے فرانسیسیوں کی تابعداری میں ان کی خوشنودی کیلئے مصر میں حقوق خواتین کے لئے علم بلند کیا، اسی طرح ایک محمد علی شاہ ہے جس نے فرانس کا مخالف بن کر فرانس کے لئے کام کیا۔

ترکیہ میں اتاترک ہے جس نے اسلامی ریاست کی بساط کو بر چیدہ کیا، پاکستان میں پرویز مشرف ہے، ان کے بعد عمران خان وفادار ملکہ برطانیہ اور راجہ ناصر وفادار قادری ہیں صنف اناث سے بھی بہت سی اسماعیلی نکلی ہیں جیسے لیاقت علی خان کی بیوی، فاطمہ جناح، بیگم عنایت اللہ، عاصمہ جہانگیر، حال ہی میں ملالہ یوسف زئی کا نام آتا ہے، یہ تو بڑے بڑے اسماعیلیوں کا ذکر ہے لیکن ہم نے اس باب میں اپنے گھرانے کے حوالے سے اپنے اسماعیلیوں کا ذکر کرنا ہے۔

کتابچہ حاضر فرقہ ضالہ منحرفہ خطداحیون کا اسماعیلیوں کو شکار کرتے کرتے اس غریب کے گھر تک پہنچنے کا ماجراء ہے بعض نے مجھے خود اپنے دام شیطانی میں پھنسانے کی سعی چارجہتی کی جس کا نقشہ ان کے جد امجد ابلیس نے بنایا تھا انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا اس کو صفحات میں لاؤں تو وہ اسفار بن جائے گا یہاں صرف میرے اسماعیلیوں کے شکار کا ماجراء بیان کریں گے یہ بھی اپنی جگہ دینی اور شرعی مجبوری سمجھ کر لاؤں گا اگر میں اس کو بھی سامنے نہ لاؤں تو میں دنیا اور آخرت دونوں کے قضاۃ کی گرفت میں آؤں گا۔

اسماعیلیوں کا اغوا:

کلمہ اسماعیل یا یوسف عرف عام میں اور اہل ادیان میں محبوب القلوب، تابعدار و فرمانبردار، پرکشش و خوبصورت، خوش اخلاق، خوبصورت و خوش اندام، اور بہترین صفات کے حامل انسان، چہیتے فرزندان، امیدوں اور آرزوؤں کے مطمع النظر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ پھر مطمع والدین سے تجاوز کر کے یہ قبائل و عشائر اور قوموں میں سرایت کر چکے ہیں عام انسان یہاں تک کہ اولاد کو ترسنے کے بعد ملنے والے والدین اپنے بدشکل و سیاہ صورت فرزند کو بھی یوسف و اسماعیل کہتے ہیں۔

اسماعیلیوں میں بھی دو گروہ ہیں:

۱۔ وہ اپنے ماں باپ کے لئے اسماعیل ہے۔ وہ ہر حالت میں تمام نشیب و فراز میں دکھ سکھ اور فقر و محرومیت میں اپنے باپ کے لئے اسماعیل رہتے ہیں، وہ اپنی خواہشات و متمنیات کے لئے اپنے باپ کو کرب و اضطراب میں نہیں ڈبوتے، وہ والد کے مسائل، دکھ اور پریشانیوں کو درک کرتے ہیں اس کے والدان کو اور ان کی ماں کو کوسوں فرسخ دور دشت بے آب و گیاہ میں تنہائی میں بغیر غذا چھوڑ کے جاتے ہیں، وہ اس مصیبت میں بڑے ہو جاتے ہیں،

ایک دن ان کا بوڑھا باپ آتا ہے، کہتا ہے بیٹا میں نے یہاں اللہ کا گھر بنانا ہے، کیا تم میری معاونت و مدد کرو گے، بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ آپ کو آج بیٹا کیسے یاد آیا بلکہ کہا، آپ جو کہیں گے کروں گا اور پھر کر کے دکھایا، پھر ایک عرصہ کے بعد باپ پھر آتا ہے، ان کی زوجہ کو پیغام چھوڑ کر جاتا ہے کہ تمہارے گھر کی چوکھٹ خراب ہے، اسماعیل آتے ہیں پوچھتے ہیں کہ یہاں کوئی آیا تھا، کہا ایک بوڑھا آیا تھا، کوئی پیغام دیا ہے، کہا ہاں، کہہ رہے تھے کہ تمہارے گھر کی چوکھٹ خراب ہے، فوراً بیوی سے کہا، اپنے گھر جاؤ، میرے والد تم سے راضی نہیں، پھر ایک دن ایسا آتا ہے کہ حضرت ابراہیم کہتے ہیں، بیٹا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو اسماعیل نے یہ نہیں کہا کہ آپ فرسودہ ہیں، آپ شقی القلب ہیں، میں تو آپ کی بیداری والی باتوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں چہ جائیکہ خوابوں کی بات پر ہاں کہوں، کہا اللہ نے آپ کو جو حکم دیا ہے کریں، آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

۲۔ ایک دوسرا اسماعیل ہے جو باپ کے دشمنوں کے لئے اسماعیل بنا ہوا ہے، وہ اپنے باپ سے کسی انتقام کے لئے بے چین رہتا ہے، اس کا مسکراتا چہرہ باپ کے مخالفین کے لئے مخصوص ہے، سلام و خوش لحن کلمات ان کے لئے ہیں، لیکن باپ کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں، اگر باپ کہے یہ کام برا ہے، مت کرو، یہ نا جائز ہے، تو کہتے ہیں ہم نہیں مانتے، آپ کو ہم سے محبت نہیں، اگر کسی کام کے لئے کہیں تو کہتے ہیں پوچھ کر جواب دوں گا، اگر کوئی کام کرنے کیلئے کہیں تو کہتے ہیں اتنی مزدوری یا حق زحمت لوں گا۔

شبیر کوثری نے انتہائی مہارت سے اپنی دکان پر ملازمت کرنے والے ڈاکٹر عمار کے حضور میں اسماعیل شرف الدین (باقر) سے ان الفاظ و کلمات میں لاتعلقی کا اعلان کروایا کہ اگر آغا انہیں کوئی مسودہ کمپوزنگ یا تصحیح کرنے کے لئے دیں تو فی صفحہ ۱۶ روپے تصحیح کے اور ۲۰ روپے کمپوزنگ کے لیں نیز ان کے گھر کے اخراجات کے لیے ماہانہ چار ہزار روپے بھی مجھے دینا لازمی ہے، چار ہزار ہم نے ان کو دے دیئے لیکن بعد میں قرائن و شواہد سے معلوم ہوا کہ یہ شبیر کوثری خوجہ نے کروایا ہے لہٰذا میں نے ان سے کہا کچھ نہ کچھ رقم کم کریں ورنہ ہم چار ہزار نہیں دیں گے لیکن انہوں نے ٹال مٹول سے کام لیا تو میں نے وہ چار ہزار روک لیے۔

اسماعیلیوں کے اغواء گروں کو اگر کوئی چشم حقیقت سے نظارت کرے، ان کو سماعت کرے تو اس پر یہ بات روز روشن کی مانند واضح ہو جائے گی کہ اس وقت عالم اسلام، پورے کا پورا، بازار عکاظ اسماعیلیون بنا ہوا ہے، ان کی دلالی

کرنے والے ان کے اساتذہ ہوتے ہیں، بولی لگانے والے سرمایہ دار ہیں وہ مشروط وغیر مشروط طور پر اسماعیلیوں کی بولی لگاتے ہیں، اس بولی کا نام اسکالرشپ ہے، یہاں والدین کو احساس نہیں ہوتا کہ ان کے اسماعیل کی کتنی بولی لگی ہے، بلکہ بہت سے صاحب حیثیت انسانوں سے سنا ہے کہ ان کے تینوں بچوں کو اسکالرشپ ملی ہے۔ ایسے بچے عمر بھر کے لئے غلامی میں چلے جاتے ہیں، کوئی ایسا بچہ اپنے ملک اور دین کے حق میں بول نہیں سکتا ہے، اب وہ پاکستان کا اسماعیل نہیں رہ سکتا ہے، چنانچہ ہم نے اپنی آنکھوں سے جن تنظیمی برادران کو دیکھا، آئی ایس او، آئی او، اصغریہ اور تحریک کے نوجوانوں کو دیکھا، وہ ہمارے لیے بار بار فرماتے تھے کہ آپ ہمیں حکم کریں، ہمیں آپ کی قیادت کی ضرورت ہے، آپ کی ہدایت کی ضرورت ہے، ان کی دین کے لیے خدمات کو دیکھ کر بعض علماء نے اتباع نظر کر کے فرمایا، یہ بعض نوجوان علماء سے بہتر ہیں لیکن جب ہم نے وقت سے دیکھا تو انہیں غیر مہذب و بے ہودہ قول و فعل کا حامی پایا جو کہ معمولی چیزوں میں ہماری ہدایت کے منتظر تھے لیکن بڑے بڑے امور میں وہ خود فیصلہ کرتے تھے چنانچہ وہ بیان اسلام اور شریعت وثقافت اسلام پھیلانے کی بجائے قوم کو ہمیشہ فتنہ وفساد و نا چاقی میں مبتلا کرتے اور خود کو بظاہر دین دار دکھانے کے لیے ہر آئے دن مغرب و امریکہ کے خلاف جلوس نکالتے مظاہرے کرتے اور پمفلٹ نشر کرتے تھے پھر ان آنکھوں نے یہ افسوس ناک اور دلخراش منظر بھی دیکھا کہ یہ سب تعلیمی روزگار کے نام سے یہاں سے رخت سفر باندھ کر یورپ اور امریکہ چلے گئے کیونکہ ان کو اسماعیلیت کی پیروی پسند آئی تھی، چنانچہ وہ یہاں سے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے وہاں اپنی آسائش و آرام کے لیے گئے نہ کہ دین و وطن کے لیے، چنانچہ ان کو آرام و آسائش تو مل گئی لیکن وہ عزت نہ ملی جو یہاں تھی، یہاں جو بڑے آفیسر تھے وہاں جا کر وہ کلرک یا ڈرائیور بنے ہوئے ہیں، وہ ان کے لیے اسماعیل بنے ہوئے ہیں، ہر حال میں وہ ان کے تابع فرمان بنے ہوئے ہیں اور جن کے خلاف وہ جلوس نکالتے تھے آج وہ انہی کی اطاعت کو باعث فخر سمجھنے لگے ہیں اب ان کا رشتہ پاکستان سے صرف عدم استحکام یعنی نیا پاکستان، دین اور دیانت سے آزادی اور عالمی انسانی حقوق کے نام سے خواتین اور اقلیتوں کی آزادی اور پاکستان کو طوائف الملوک بنانے کی حد تک محدود ہے، اب ان کے نزدیک پاکستان کے شناختی کارڈ کی کوئی قیمت نہیں ان کا پاکستان سے رشتہ صرف ووٹ ڈال کر اپنے من پسند مغربی شہریت والے امیدوار کو اقتدار میں لانے کی حد تک ہے، اب وہ صرف عدم استحکام پاکستان کے منصوبوں میں شریک

ہوتے ہیں اوران کی مسلمانوں کے بارے میں ہمدردی صرف جلوسوں تک محدود ہے جس طرح نصاریٰ کا دین اتوار تک محدود ہے حتیٰ وہ اپنے حق میں بھی نہیں بول سکتے ہیں اور وہ باہر ان ہوٹلوں میں برتن اور میز صاف کرتے ہیں کہ جہاں حرام اور حلال سب بکتا ہے ۔یہاں کے صاحب عزت باپ کے بیٹے وہاں جا کے ڈرائیوری کرتے ہیں ۔وہ اب غیروں کے ملک کے شہری ہیں جو یہاں صرف دین سے انحراف کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ کیوں ہے، یہ کس لئے ہے لیکن یورپ میں ایسا نہیں ہوتا ہے، وہاں وہ کسی شہری سے ایسے سوال نہیں کر سکتے، پھر بھی کہتے ہیں کہ وہ مہذب مما لک ہیں ۔

ادیان وملل کی ویرانی و بربادی اور تمسیخ وتبدیل دین کو متاع بازار بنانے والے، دین کی جگہ کفر وشرک کو جاگزین کرنے والے ٔ ملت کو ہر آئے دن فرق واحزاب کے ذریعے تتر بتر اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے اور ہر آئے دن تند وتیز جلوسوں، مظاہروں اور دھرنوں کے ذریعے ملک کے امن کو برباد کرنے والے، خواتین کے حقوق کے نام سے فحاشی وعریانی پھیلانے والے، پھر ان کی مزاحمت پر ان پر گزرے مسائل پر چیخنے والے، ان سب کی برگشت انہی خطابیوں کو جاتی ہے اور ان خطابیوں کی برگشت سرمایہ داروں کو جاتی ہے ۔

ان دو میں سے بھی اوّلیت کے حامل سرمایہ دار ہی کو گردانا جاتا ہے ٔخطابیوں کو اٹھانے والے بھی یہی سرمایہ دار ہوتے ہیں، سرمایہ دار فاسد ہوتے ہیں، اس سے یہ نتیجہ اخذ نہ کریں کہ میں کمیونزم کو ترجیح دیتا ہوں، یہ بات غلط ہے، میں پہلے دن سے ہی ملحدین کے خلاف ہوں کیونکہ وہ ضد ادیان ہوتے ہیں لیکن یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کرنی چاہیے کہ کمیونسٹ ملکوں میں بھی صاحب اقتدار سرمایہ دار ہی ہوتے ہیں چنانچہ اس وقت نام نہاد جمہوریت میں کرسی اقتدار تک پہنچنا یا کم ازکم انتخابات میں شرکت کرنا غیر سرمایہ دار کے لئے ممکن نہیں رہا ہے اس کا اندازہ یہ دیکھنے سے ہوتا ہے کہ انتخابات کے موقعہ پر انتخابات کے بازار میں کون سرگرم رہتا ہے، تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اس وقت قومی اسمبلی کی نشست کے لیے انتخاب میں حصہ لینے والے کو کم ازکم چھ سات کروڑ روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یا تو انتخابات میں حصہ لینے والے خود سرمایہ دار ہوتے ہیں یا ان کے پیچھے سرمایہ دار ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ دین اسلام کی بنیاد کو منہدم کر کے کفر وشرک والحاد کی عمارت کھڑی کرنے کے لئے جب یہود ومجوس ونصاریٰ کے سرمایہ داروں نے عراق کے شہر کوفہ میں اپنا الحاد خانہ کھولا تو ان کے لئے عیش ونوش کے عوض میں

کام کرنے والوں کی ضرورت تھی، اس کے لئے انہوں نے اپنا نمائندہ مدینہ بھیجا، ان کی پہلی ترجیح یہ تھی کہ اسماعیلی اگر اہل بیت نبی والے ہوں تو زیادہ بہتر رہے گا۔

وہ لوگ امام محمد باقر یا امام صادق اور محمد نفس ذکیہ کے گھروں میں ان کو اغوا کرنے گئے تھے چنانچہ انہوں نے نفس ذکیہ اور دیگر بہت سے علویوں اور ہاشمیوں کو اغوا کیا لیکن امام صادق ان کے جال میں نہیں آئے تو آپ کی اولادوں سے اسماعیل کو اغواء کیا' یہاں سے دین کو برباد کرنے کے لئے یا دین کی بنی عمارت کو گرانے کے لئے درکار مزدور خود اہل بیت نبی سے وابستہ ہونا ضروری تھا، وہ ایمان وضمیر، آزادی اور عزت نفس بیچنے کے لئے تیار تھے، جب خطابیون آتے ہیں تو وہ انتہائی شریف بن کر آتے ہیں گویا مال و دولت کو ہتھیلی میں رکھ کر اپنی نجات کا سرٹیفکٹ لے کے جانے کے لئے آتے ہیں، ان کی آنکھوں میں آنسو اور منہ سے نکلنے والے احتیاطی جملات پر اگر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں کسی حادثے کی منصوبہ بندی کا خاکہ لے کر آتے ہیں ان کا طریقہ واردات اور اغفال واغوا کا طریقہ کار کچھ اسی طرح کا ہوتا ہے' چنانچہ ہمارے دوست جناب عادل صاحب کو شاید لالچی اور ثقلین نقوی نے بھیجا تھا کیونکہ وہ کم گو ہیں آنکھوں میں آنسو بھر کر آتے تھے کہ میں اپنی آخرت سدھارنے اور اپنے گھر کی تطہیر کرنا چاہتا ہوں اُس سے مراد کچھ رقم آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور کچھ بعد میں دینے کا وعدہ دیتا ہوں، گویا وہ خود مسیحی ہیں اور میں ان کا پادری ہوں حالانکہ ان کے بڑے بڑے نامور علماء سے روابط تھے، ان کے مقابلے میں میری کوئی حیثیت نہیں تھی کیونکہ میں کس حد تک احترام کے قابل تھا، وہ انہی بزرگ علماء سے پوچھ کر سند لیتے ہیں نیز ان کی اپنی آخرت سدھارنے اور گھر کی تطہیر کرنے کا عمل ہمارے نفس اور خانہ کو نجاست سے پُر کرنا تھا، اس مقصد کے لیے وہ ہمارے باتھ روم کو ٹائلوں سے سجانا، ہمارے گھر میں ائیر کنڈیشن لانا اور دروازے پر پیچیر ولانا چاہتے تھے۔

مذاہب ضالہ کے سربراہان سرمایہ دار تھے:

مذاہب ضالہ سرمایہ داروں نے اختراع کیے ہیں چنانچہ خطابیون کے سربراہان وبانیان ابی الخطاب و مفضل ومیمون قداح سرمایہ دار تھے، سرمایہ دار کے دیندار اور اللہ پرست ہونے کی بات ایک بے بنیاد بات ہے جو کہ دھوکہ دہی اور بہت سوں کو غافل اور اندھیرے میں رکھنے کا شعبدہ ہے، سرمایہ داروں کی بعض امور دین میں

شرکت اس بات کی دلیل نہیں بنتی کہ سرمایہ دار دین وملت کی خدمت کرتے ہیں، یہ بھی ان کے حق میں دین وملت کے خلاف سازش ہے، اس طرح تو غیر مسلم بلکہ ملحدین بھی امور دینی میں حصہ لیتے ہیں جبکہ ملک کے اقتصادی طور پر دیوالیہ ہونے کا منصوبہ بھی انہی کے ذریعے بنایا جاتا ہے۔

مال و دولت وثروت اگر دین وایمان سے عاری وخالی لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے تو وہ مصیبت آفرین ہوتا ہے، وہ کسی نہ کسی جگہ دھما کا کیئے بغیر یا بے دینی وفتنہ وفساد پھیلائے بغیر نہیں رہتا، جس طرح کسی بچے یا دیوانے کے ہاتھ میں کارتوس بھرا اسلحہ ہوتو وہ کسی نہ کسی کونشا نہ بنائے گا چنانچہ آج دنیا غرب والوں کی طرف سے یہ مشاہدہ کر رہی ہے کہ آج جب ان کے ہاتھ میں مہلک ہتھیار آگئے ہیں تو وہ ہر آئے دن کسی نہ کسی ملک کونشا نہ بناتے رہتے ہیں۔اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے پاس سرمایہ داروں کی دولت بھی ہے اور اسلحہ بھی لیکن ایمان نہیں ہے چنانچہ بہت سے اسلامی ممالک انہی سرمایہ داروں کے ہاتھوں ویران ہو گئے ہیں، دنیا میں استعمار گری انہی سے شروع ہو ئی ہے۔مال اور اسلحہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلحہ سے ایک ہی وار ہوتا ہے اور اسلحہ صرف جان لیوا ہوتا ہے جبکہ مال کا اسلحہ ایمان سوز بھی ہوتا ہے۔چنانچہ یہی سرمایہ دار ہیں جو ملک میں جرائم پیشہ افراد کی بھی معاونت کرتے ہیں وہ انہی کے لقمات سے پلتے ہیں لیکن آج وہ خود ان کے گلے پڑے ہیں، یہ تصرف میں کسی قسم کی شرعی حدود و بندش کے قائل نہیں ہیں این جی اوز اپنا کام ان کے ذریعے کرتی ہیں، ملک میں تمام خرافات اور ضد دین حرکات انجام دینے والی تنظیمیں انہی سے چلتی ہیں۔اسلام نہ تنہا عمل کو مانتا ہے نہ حسن نیت کو بلکہ یہ مرکب از حسن نیت وعمل خالص کا قائل ہے، اسی بنیاد پر دنیا میں زیادہ انسانی خدمات انجام دینے والے غیر مسلم ملحدین کو وعدہ جہنم دیا گیا ہے، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں وہ اپنی نیکی کی جزاء یہیں سے لیتے ہیں (شوریٰ ۲۰)، دین اسلام میں مال و دولت دو حدوں میں محدود ہوتی ہے۔

ا۔اس کی درآمدی دولت کے راستے اور ذرائع محدود ہوتے ہیں لہٰذا کسی مسلمان ومومن کے پاس اتنی خطیر دولت جمع ہی نہیں ہوتی ہے چنانچہ امیر المومنین نے فرمایا''جہاں کہیں فقیر بھوکا ہو وہاں غنی نے حق چھینا ہوتا ہے یا اس نے بخل کیا ہے''۳۲۸ق۔صاحب ثروت ودولت افراد میں بھی تزاحم پیدا ہوتا ہے، تزاحم سے جنگ جنم لیتی ہے سرمایہ داروں کی طرف سے دوسرے سرمایہ داروں کے ذرائع کو روکا جاتا ہے، جب تک وہ دوسروں کے راستے نہ روکیں،

وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے ہیں، اس سے وہ دوسروں کے لئے گھیراؤ کرتے اور ان کے لیے خطرات کا باعث بنتے ہیں۔ یہاں دین بہت سی پابندیاں عائد کرتا ہے، ناپ تول میں کمی وبیشی پر سختی سے ممانعت ہے، حضرت صالح نبی کی دعوت کا آغاز اسی سے شروع ہوا تھا (اعراف ۸۵ انعام ۱۵۲۔)

معاشرے کو نقصان پہنچانے والے بہت سے کاروبار کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کی واضح مثال سود ہے۔ اسلام کے دونوں مصادر قرآن وسنت میں صاحبان مال و دولت کو بہت سے تصرفات واخراجات سے منع کیا گیا ہے، یہ جو ہر آئے دن قصور فراعنہ مانند مدارس دینی یا مساجد ضرار بناتے ہیں اور پھر جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ مقامی تاجروں نے بنائے ہیں یا فلاں نے اپنے خالص مال سے بنائے ہیں، چنانچہ سکردو کی جامع مسجد کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مقامی لوگوں نے بنائی ہے اور حیرت کی بات ہے کہ یہاں جھوٹ بولنے کے لیے آغا جعفری کو انتخاب کیا گیا ہے، جہاں انھوں نے کویت سے چندہ لانے کے بعد عوام سے کہا کہ لوگوں کی مدد سے بنائی ہے لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مساجد و مدارس کس کے مال سے بنائے گئے ہیں اور اس میں ان کا کتنا کمیشن ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کے سرمایہ دار سب خطابی و دیصانی اور عجلی ہیں، ان کی درآمدات دین و دیانت اور ملک و ملت کی بربادی و ویرانی کے لئے خرچ ہوتی ہیں اور وہ ملحدین و کافرین کی امداد سے اسلام کو روکنے کے لئے بہت سی عمارتیں بناتے ہیں۔ ہمارے ہی ملک کے سرمایہ داروں کے توسط سے علماء قرآن اور سنت سے خالی درسگاہیں اور اسلام و مسلمین کے خلاف مساجد ضرار تعمیر کرتے ہیں، چنانچہ علاقہ بلتستان کے شہر برالدو میں صلیبیوں نے ایک مشنری سکول کھولا ہے جس میں مسلمان بچے پڑھتے ہیں اس صلیبی مشنری سکول کے خلاف جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے شبیر کوثری نے ایک مدرسہ ضرار کھولا جو مسیحیوں کے فائدے اور مسلمانوں کے نقصان میں تھا، پھر اس مدرسہ کی تائید میں شیخ محسن علی نجفی، شیخ محمد حسن جعفری اور سید محمد سعید سے دورہ کروا کر اس مدرسہ کے حق میں شرعی تائید لی، اس طرح سے مشنری سکول اور مدارس ضرار بنائے جاتے ہیں اور ان کی پشت پناہی علماء اور سرمایہ دار کرتے ہیں۔

۱۔ ان کے علماء کے نزدیک بات صرف ترقی کی ہوتی ہے دین کی نہیں چنانچہ ذکی باقری نے ازدواج سے پہلے متعہ کر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ سیر و تفریح اور سوئمنگ پول میں تیرا کی کی اجازت دی۔

۲۔ عقد نکاح سے پہلے جوان لڑکیوں کو اپنی پسند کے لڑکوں کی گردن کے بال، چھاتی اور جسم کے حصے جہاں دیکھنا

چاہیں، معائنہ کرسکتی ہیں، کا فتویٰ دیا۔
۳۔ان کا کہنا ہے کہ ازدواج سے پہلے لڑکوں اور لڑکیوں کے خون کا ٹیسٹ لیں، یہ ان کی ترقی وتمدن کی منزل کی طرف پیش قدمی ہے۔
۴۔شیعہ امامیہ بچوں کے لئے جداگانہ تعلیم کے نام سے سکول قائم کر کے اسماعیلیوں کے نصاب اور ان کے بورڈ سے الحاق اور مسیحی اساتذہ اور استانیوں کی خدمات اور بچوں پر صلیبی نشانی کے لئے ٹائی کی پابندی علماء خوجہ کی منظوری سے ہوتی ہے۔
۵۔مدارس دینی کے نام سے مختلف علاقوں میں مدارس قائم کرنا دین کے فروغ واشاعت کی خاطر نہیں بلکہ علماء کو مصروف رکھنے کی خاطر ہے، ورنہ خطرہ رہتا ہے کہ وہ کوئی حق وحقیقت کی بات نہ کر دیں، قائم مدارس میں کھیل کود، کمپیوٹر، انگریزی زبان میں مطالعہ پاکستان اور انگریزی اخبار پڑھنے کی ترغیب ودعوت دی جاتی ہے۔
٦۔تقریبات ازدواج میں مخلوط اجتماعات اور ٹائی لگا کر آنے کی رسومات ان کے خود کو اثناعشری کہنے کا منافقانہ ثبوت ہے یہ دراصل اسماعیلیہ الحادیہ پر قائم ہیں۔
۷۔ذکی باقری صاحب اپنی مجالس میں بار بار تکرار واقرار کے ساتھ سامعین کو تلقین کرواتے تھے کہ یورپ وامریکہ میں اسلام ہے، مسلمان نہیں، جبکہ یہاں مسلمان ہیں، اسلام نہیں، اگر راقم ذکی باقری صاحب کے گذشتہ نکات کے ساتھ اختلاف کروں تو آپ کی اس بات سے اتفاق کروں گا کہ جن سے آپ نے خطاب کیا وہ مسلمان ہیں مگر ان میں اسلام نہیں، آپ کی پہلی بات کے حوالے سے پوچھوں گا کہ کیا اسلام ٹریفک پولیس کا نام ہے یا عورتوں اور مردوں کے بلاتکلف مخلوط اجتماع کا نام ہے یا کسی ملک کو برباد وویران کرنے کے بعد اس کی مذمت میں جلوس نکالنے کا نام ہے؟
سرمایہ دار اس طرح سے اسماعیلیوں کا شکار یا اغواء کرتے ہیں اور انتہائی دقت وباریک بینی سے کرتے ہیں جہاں بعض سرمایہ دار امور دینی میں حصہ لیتے دکھاتی دیتے ہیں جیسے مدرسے بناتے اور ان کے اخراجات وکفالت کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ مدارس کھولنے کے ساتھ ساتھ برائیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں، کتابیں پڑھنے اور غور وفکر کرنے سے روکتے ہیں تاکہ کہیں ان کی بے دینی کا پنڈورا بکس نہ کھل جائے یا کہیں لوگ اصل دین سے

آ گاہ نہ ہو جائیں۔

ابی الخطاب اسدی اجدع، مدعی الوہیت، ضال وملحد ہ کے عقائد فاسدہ کے حلال وحرام اور ایجادفرق ومذاہب سے آ گاہ ہونے کے بعد عصر حاضر کے خطابیوں کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ چنانچہ فی زمانہ جو خوجہ شیعہ اثنا عشری کے نام سے معروف ہیں، انہوں نے اپنے فرقے کے دفاع کے نام سے جو کفریات اور شرکیات سے بھرے عقائد واعمال نامشروع پھیلائے ہیں، ان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں موجود خوجہ وخواجگان جنہیں خوجہ اثنا عشری کہا جاتا ہے اور ان کو اسلام سے قریب گردانا جاتا ہے، یہ ایک قسم کا دھوکہ وفریب ہے، کہتے ہیں کہ یہ گروہ آغا خانیوں سے الگ ہونے والا گروہ ہے لیکن یہ بات مسلمانوں کو دھوکہ وفریب دینے کے لئے گھڑی گئی ہے، ان کے مظاہر دینی کی محفلوں اور منابر پر غلو وکفریات کی ترغیب وتشویق، مغربیات، ثقافت اسلام سے گریز وترجیح وتقدیم مغرب کا درس ملتا ہے۔ لہٰذا ان کے چہرے پر خط درشت خطابیہ وعجلیہ و دیصانیہ نظر آتا ہے۔ نام نہاد علماء دین کی ثقافت انگریزی ہے، رمضان میں جہاں وہ خود کو دیندار دکھانے کے لئے اپنے ملازمین کو افطاری کی رقم دیتے ہیں وہاں وہ خریداری آغا خانیوں کی دکان سے مشروط کرتے ہیں۔

دینی اداروں اور علماء کو گردش دینے والے اور ان کی پرورش وسرپرستی کرنے والے خطابیہ وعجلیہ و دیصانیہ ہیں۔ اگر آپ ان کی دینی سرگرمیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ وہ فی زمانہ حاکم با امر اللہ مدعی الوہیت اور اعلان کنندہ قیام قیامت صغرا ونسخ شریعت محمدؐ اور ظہور امام مہدی کے منادیوں کی پذیرائی کرنے والے گروہ ہیں۔ وہ چونکہ مسلم معاشرے میں اپنا مذموم ومکروہ چہرہ نہیں دکھا سکتے ہیں اور آغا خانی اپنی تعطیل شریعت کی وجہ سے خارج از دائرہ اسلام ہیں لہٰذا انہوں نے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے علماء اور بعض دیگران کا ایک مقدمہ الجیش بنایا ہے اس کا اندازہ آپ کو ان علماء وخطباء کے خطابات، ترجیحات اور مفتیان کے فتاویٰ، ترقی وتمدن کے نام سے محرمات کے ارتکاب، گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے مواقع فراہم کرنے اور نسل مسلمین کو گمراہ کرنے کے لئے قائم سکول کے نصاب ومعلمین سے ہو جائے گا۔

ا۔ سرمایہ دار استخارہ کے ذریعے مولوی کو اغواء کرتے ہیں' گویا روزانہ لاکھوں کروڑوں کی آمدنی والے، کاروبار کے سر پر گھر میں بیٹھ کر کھانے پینے کی تھیلیاں لانے والے جیب سے لفافہ نکالنے کا انتظار کرنے والے مولوی کے

استخارہ سے ہی چلتے ہیں اور وہ کبھی کبھار مولوی کے سامنے یہ کہتے ہوئے بھی سنائی دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کی دعاؤں سے حاصل ہوا ہے گویا کہ ان کے پاس لوٹ مار اور جھوٹ وفریب کی ناجائز کمائی سب ان کی دعاؤں کا ماحصل ہے۔اس سلسلے میں اپنا ایک تجربہ پیش کرتا ہوں ایک زمانے میں میرے خیال وگمان میں یہ تھا کہ اس وقت عرب امارات اور یورپ وغیرہ میں مقیم اور اندرون ملک میں سرمایہ دار میرے استخارہ سے کروڑ پتی بنتے ہیں اور میں ان کے لفافے سے ملنے والے خمس وصدقات پر گزارا کرتا تھا کیونکہ اللہ قناعت کو پسند کرتا ہے۔یہ کاروبار والے اپنا کاروبار میرے استخارہ سے چلاتے تھے۔ایک دن ایک سرمایہ دار اچانک میرے گھر میں آیا اور سلام و خیریت کے بعد کہا آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں وہی مرتضٰی ہوں جو آپ سے استخارہ کرواتا تھا، پھر کہا آپ کیا کرتے ہیں، میں نے کہا دینی کتابیں چھپواتا ہوں، کہا اگر آپ اندرون سندھ میں سکول کھولیں تو ہم آپ کی مدد کریں گے، مجھے یہ سن کر غصہ آیا، مگر کچھ نہ بولا کیونکہ وہ تازہ مہمان تھے۔ایک دن انہوں نے مجھے استخارے کے لیے پھر فون کیا، اور کہا میرے لائق کوئی حکم ہو تو بتائیں، میں نے کہا میں سرمایہ داروں سے پیسے لے کر دین کی خدمت نہیں کرتا، میرے پاس دین ہے، اس کی مد میں کوئی مدد ملے تو لیتا ہوں۔اس کی مثال پیش کرتا ہوں، کسی شخص کے پاس اپنا دفتر ہے اس دفتر کو چلانے کے لیے کوئی معاون ملے تو اس کو قبول کرتا ہے، جبکہ پیسہ لے کر دین کی خدمت کرنے کی مثال اس مزدور جیسی ہے جو فٹ پاتھ پر بیٹھتا ہے، جس کو ضرورت ہو وہ اسے جہاں چاہے لے جاتا ہے، میں ایسا مزدور نہیں ہوں۔سرمایہ دار جب استخارہ کرواتے ہیں تو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت دین دار ہیں، ایسا نہیں ہے، وہ مولویوں سے رشتہ وتعلقات رکھنے کے لیے استخارہ کرواتے اور دوسری طرف کھلے عام محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں اور اللہ کے صریح وواضح احکامات کو مسترد کرتے ہیں۔اس کی واضح مثال شبیر کوثری ہیں، وہ ایک دن میرے پاس آئے کہا آغا صاحب میں ایک سکول کھولنا چاہتا ہوں، مجھے غصہ آیا، میں نے کہا کیا تمہارا پیٹ نہیں بھرتا، پھر کہنے لگا اس کی ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ، میں نے کہا تم کو کسی این جی او وغیرہ سے پیسہ ملا ہے، اس لیے سکول کھولنا چاہتے ہو، یہ سن کر وہ چپ ہوگیا۔پھر اس نے سکول کھولا اور اس سکول کے مینیجر کو بدلنے کے لیے قم میں سعید سے استخارہ کروایا لہٰذا نہ استخارہ کوئی دین ہے اور نہ استخارہ کروانے والے دین دار ہوتے ہیں بلکہ یہ مولویوں سے رابطے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔

کیا سرمایہ دار بھی دیندار ہوتے ہیں جواب نہیں:

ادیان سماوی والٰہی کا محور عبادت وبندگی واطاعت الٰہی کے بعد لوگوں کا مال بغیر کسی استحقاق کے نہ لینے کا نام ہے۔لوگوں کا مال و دولت کسب وتجارت و زراعت اور صنعت سے ہی جمع ہوتا ہے، ماضی بعید میں نہیں جاتا ہوں فی زمانہ ناپ تول میں کمی بیشی، ملاوٹ اور اشیائے حرام کی فروخت میں پر چون سے لے کر تھوک فروشوں تک سب شامل ہیں، اسی طرح درآمدات و برآمدات میں گڑبڑ کے ذریعے بھی آمدنی میں اضافہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ چوری ڈاکہ اور رشوت خوری بھی ہوتی ہے اس کے ساتھ ملک میں موجود این جی اوز کا بھی ان سے رابطہ ہوتا ہے جب ملک کا نظام فاسد اور معاشرہ بے دینی کا شکار ہوتا ہے تو ملک میں سیکولر نظام کے حامیان کی تعداد بڑھتی اور جڑیں مضبوط ہونے لگتی ہیں تو وہاں علماء کا اس موضوع سے پہلو تہی کرنا، حلال وحرام نہ بتانا اور ان کے اپنے طرز زندگی میں اسراف وتبذیر اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے اپنے پاس فالتو آمدنی ہے۔

اسماعیل بن جعفر صادق کو ابی الخطاب اسدی کے اغواء کے بعد یہ رمز بن گیا کہ جو بھی چیز یا شخص کسی دوسرے شخص کے لیے مطمع نظر بنے، وہ اسمٰعیل ہے، رمز میں کبھی کسی خاندان اور علاقے والوں کے لئے اسماعیل ہوتا ہے، کبھی کسی اسکول اور کبھی کسی ادارہ کا اسماعیل ہوتا ہے، یہ یوسف واسماعیل بھی چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، بعض اپنے باپ کی نظر میں اسماعیل ہوتے ہیں لیکن تابعدار کسی اور کے لئے ہوتے ہیں، بڑے اسماعیل و یوسف وہ ہوتے ہیں جن کی خریداری کے لئے عزیز مصر بازار میں آتا ہے، اس تناسب سے اس کا اغوا کرنے والا بولی لگاتا ہے، چنانچہ پاکستان کی مروجہ درسگاہوں یا مراکز میں کارگر اسماعیلیوں کو اغواء کرنے کے لئے ملک کے سرمایہ دار مروجہ درسگاہوں میں اسکالرشپ کے نام سے انہیں اغواء کرتے ہیں اور ان کے باپ فخر کرتے ہیں کہ ان کے عزیز کو اسکالرشپ ملی ہے حالانکہ یہ قیمت پیشگی تاوانِ اسماعیل ہوتی ہے۔اس اصول کے تحت ہم بھی ان کی آنکھوں میں تین حوالے سے مطمع نظر قرار پائے:

۱۔ادارہ دار الثقافۃ الاسلامیہ

۲۔میں خود

۳۔میری اولاد

دارالثقافۃ الاسلامیہ کے اپنے آغاز و پیشرفت کے دوران سعید حیدر اوران کے گروہ پیش جماعت کی خواہش تھی کہ دارالثقافۃ الاسلامیہ کسی نہ کسی طرح میرے ہاتھ سے نکل جائے، نیز ایک جماعت اسرار کر رہی تھی کہ دارالثقافۃ الاسلامیہ کو درست بنائیں، اس کی ظاہری طور پر نمائندگی مرحوم ڈاکٹر صاحب کر رہے تھے لیکن ان کے پیچھے کون تھا معلوم نہیں، لیکن خود مرحوم میرے لیے عزائم سو سے پاک انسان تھے۔ اس خطرے کے پیش نظر ہم نے شرک خفی کے تحت اپنے بیٹے اور بھتیجے کے وارث دارالثقافہ ہونے کا اعلان کیا تھا کیونکہ یہ دونوں نام نہاد عالم دین بننے کے لئے ایران گئے ہوئے تھے۔

نام نہاد وہاں کہا جاتا ہے جہاں باہر اس نام کا مفہوم و معنی نہ پایا جاتا ہو اور جو مسمی باہر پایا جاتا ہو، وہ اس کے خلاف ہو، بطور مثال ہمارے ہاں علوم عربیہ صرف و نحو، علم اصول، فقہ و منطق پڑھنے والوں کو عالم دین کہا جاتا ہے جبکہ عالم دین قرآن و سنت، عقائد اسلام اور تاریخ اسلام پڑھنے اور سمجھنے والے کو کہتے ہیں آخر ماسبق علوم پڑھنے والوں کو کیوں عالم دین کہتے ہیں جبکہ وہ اٹھتے بیٹھتے بالائے منبر ضد دین نظریات کا پرچار کرتے ہیں اگر کوئی دقت اور احتیاط سے ساعت کریں تو وہ اس حقیقت کو جان جائیں گے کہ جب کوئی شخص عباء قباء میں خود کو عالم دین کہہ کر اداکاری و رقص کرے اور کسی محفل میں الحاد اور جھوٹ و کفریات بولے تو ان کو نام نہاد ہی کہیں گے۔ عالم دین جب آیات قرآن سے کھیلیں، نظم و نسق آیات کو درہم برہم کریں اور ایک کلمہ کو اٹھا کر صوفیوں کی شطحیات کے مطابق تفسیر کریں تو کیا یہ لوگ واقعاً عالم دین کہلانے کے مستحق قرار پائیں گے۔

اسماعیلیوں کی نظریں دارالثقافۃ الاسلامیہ پاکستان پر:

میں خود شکل و صورت کے حوالے سے اجتماع میں یوسف و اسماعیل بننے کے قابل نہیں تھا، علم کے حوالے سے بڑے نامور علماء خاص کر اساتید کی تحقیقات کے تحت ابتداء علوم میں ہی فیل انسان تھا لیکن نام درخشاں و تابناک دارالثقافۃ الاسلامیہ کے منشورات پاک از فرقہ واریت نیز ضد خرافات واباطیل فرسودہ کی وجہ سے حقائق کے جویان و متلاشی اور حقائق سے ہراساں دونوں کے لئے اسماعیل بنے ہوئے تھے۔ اباطیل خرافات عزاداری سے اصول عزاداری اور مثالی عزاداری تو بعض مدارس کراچی میں نصاب مدرسہ میں شامل ہوگئی تھیں لیکن جونہی ان کو پتہ چلا کہ ان کا مصنف شرف الدین ہے تو انہوں نے ان کتابوں کو نصاب سے نکال دیا۔ کتاب انتخاب

مصائب، طالبان اصلاح عزاداری کے نزدیک حقائق اور افسانوں میں تمیز کرنے کی کسوٹی تھی لیکن یہ عزاداری کو کل مذہب جاننے والوں کے لئے خار چشم بنی ہوئی تھی۔

ا۔ اگر چہ پاکستان میں طباعت کتب کی غرض سے بہت سے دینی ادارے وجود میں آئے تھے لیکن الحمد اللہ، اللہ کے فضل واحسان سے دارالثقافۃ الاسلامیہ بھی میرے احساس کے بغیر بہت سوں کی نظروں میں اسماعیل بنا ہوا تھا، لہٰذا اغوا گر اس کے گرد وپیش صف بندی کئے ہوئے تھے چنانچہ بعض گروہوں نے سعید حیدر اور راجھدی کو اپنا نمائندہ بنا کر دار الثقافۃ الاسلامیہ کو اغوا کیا ہوا تھا، وہ تمام سرگرمیاں اور کاروائیاں اپنی مرضی سے انجام دیتے تھے لیکن وہ مداخلت ربانی ومشیت ایزدی سے الحمد اللہ خود قبضہ چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔ اس طرح اللہ نے اس حقیر کو ان اغوا گروں سے نجات دلائی تھی، سب غائب ہو گئے، پتہ نہیں چلا یہ لوگ کہاں گئے، کدھر گئے یہاں تک کہ ایک دن آغا عقیل موسیٰ صاحب نے فرمایا ایک زمانے میں یہاں بڑی رونق لگی ہوئی تھی، ان کا کہنا تھا کہ ہمارے غروب ہونے سے یہاں تاریکی چھا گئی ہے۔ ان کی رونق سے مراد ان کے گروپ کے ایام اقتدار مراد تھا، ان کے بعد محترم سلمان نقوی صاحب کی دوربین نگاہیں اس ادارے پر پڑیں تو وہ اصرار کرنے لگے کہ آپ اپنی مرضی سے اس کو ولایت فقیہ کے سپرد کر دیں لیکن وہ اس خواہش وکوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے جبکہ بعض کو یہ نام مثل تیرسہ شعبہ لگتا تھا، وہ دارالثقافۃ کے لفظ کو مثل یہود جس طرح وہ راعنا پڑھتے تھے وہ اسے دار سقیفہ پڑھتے تھے، ان کو پتہ نہیں کہ تاریخ جمہوریت میں سقیفہ بھی مثل اسماعیل و یوسف تھا، جب سعید حیدر اور راجھدی اور ان کے مافیا گروہ کے قبضہ سے اللہ نے خود آزادی دلوادی تو یہاں خدمات پیش کرنے والے اس دن سے ابھی تک دوبارہ نظر نہیں آئے۔ اسی طرح جناب مولانا مظہر کاظمی صاحب ایک دفعہ اپنے ہمراہ کچھ دوست احباب کو بطور وسیلہ لے کر آئے تھے، انہوں نے بہت ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ادارے کا انتظام ان کے سپرد کرنے کی درخواست کی، دوسری دفعہ جناب دوست بابر اعوان، اقبال، عرفان اور مرحوم یعقوب کو لے کر تشریف لائے، انہوں نے اس ادارے کو ولایت فقیہ کے حوالے کرنے کی دوبارہ تکرار فرمائی، اسی طرح یہ ادارہ جناب امین شہیدی، جناب امتیاز اور جناب ثاقب کو بھی بہت گراں گزر رہا تھا۔

۲۔ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان کسی بھی فرد یا جماعت یا گروہ کی تجویز پر نہیں بنا ہے اور نہ ہی اس میں کسی نے حصہ

ڈالا ہے۔البتہ کئی اطراف سے اس ادارے کے حصہ دار و شریک بننے کی سعی و کوشش کی گئی لیکن میں نے بروقت ان کو مسترد کیا۔اس سلسلہ میں قابل ذکر "خانہ فرہنگ کراچی" جو بمعہ ایرانی کتابیں چھاپنے کے لئے پیش کش لے کر آئے جسے ہم نے مسترد کیا "مجمع علوم جہانی" کے سربراہ اعلیٰ مرحوم محترم شیخ حسن ابراہیمی بمعہ محترم عسکر اولادی تشریف لائے تھے، میں نے سختی سے ان کی اس طرح کی تجویز کو مسترد کیا تھا۔

۳۔خوجہ فاؤنڈیشن لندن کے مرکزی نمائندے باقاعدہ وقت لے کر آئے اور میری کتابیں انگریزی میں چھاپنے کی پیش کش کی جس کا ذکر "فصلنامہ عدالت" میں آیا ہے، اس کو بھی میں نے مسترد کیا، ان کے علاوہ اور کسی نے کوشش نہیں کی، نہ ہی میں نے دار الثقافۃ کو چلانے کے لئے کسی سے درخواست کی حتیٰ جب قرآن سیمینار منعقد کرایا تب بھی کسی سے خصوصی تعاون کی درخواست نہیں کی البتہ میں نے بعض افراد سے کچھ خاص کتابیں خریدنے اور لوگوں کو پہنچانے کے لئے ان سے درخواست کی تھی۔

۴۔ایک دفعہ میرے ذہن میں آیا کہ یہ کتابیں پاکستان میں قائم لائبریریوں تک پہنچانے کے لئے کوشش کی جائے، اس سلسلے میں پہلے کراچی یونیورسٹی سے لائبریریوں کی فہرست منگوائی اور ایڈریس منگوائے نیز ان کو خطوط لکھے کہ اگر ہم آپ کو کتابیں ترسیل کریں گے تو آپ قبول کریں گے یا نہیں، ہمیں جواب عنایت کریں، اس کا مثبت جواب ملنے کے بعد ہم نے خوجہ جماعت کے جنرل سیکرٹری جناب الطاف بھوجانی سے پہلی بار یہ درخواست کی کہ اس سلسلہ میں کچھ کتابیں خریدیں تو انہوں نے کتابوں کی خریداری کے لیے پہلی و آخری بار ہمیں پانچ ہزار روپے سے نوازا، اس کے بعد میں نے کبھی ان سے نہیں کہا البتہ بعض افراد نے میری ذات کے حوالے سے تعاون کیا اور وہ بھی میری طلب کے بغیر دیا، ان سے جمع شدہ رقم اور کتابوں سے جمع شدہ سے ہم نے ادارے کو اور اپنی ضروریات زندگی کو چلایا، بعض افراد نے ہمارے ادارے کی شہرت اور مقبولیت کی وجہ سے اپنی کتاب کی طباعت ہم سے کروائی چنانچہ جناب مولانا ہادی نقوی صاحب نے اپنی اسناد کی کتاب کے ترجمے کو ہم سے چھپوایا حالانکہ لاہور میں ایسے بہت سے ادارے تھے جو ان کو پسند نہیں آئے۔اس کے علاوہ ہماری اپنی زمین اور ھبہ والی جائیدادیں ہیں جو ہماری آمدن کا ایک ذریعہ ہیں۔بہر حال بہت سے لوگوں نے دار الثقافۃ کے لئے فاتحہ پڑھنا شروع کی کہ اب یہ ختم ہو گیا ہے لیکن اللہ نے اس کو بجھانے کے لئے پھونکیں مارنے والوں کی پھونکوں سے اسے

نہیں بجھنے دیا بلکہ پہلے سے زیادہ اور بہتر کتابیں منظر عام پر آئیں تو انہوں نے اردو کی تجوید کے فقدان کا مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

۵۔ یہاں سے ہم نے اپنے زعم میں اپنے بیٹے محمد باقر اور داماد سعید سے امیدیں وابستہ کیں کیونکہ ان دونوں کی اردو ہم سے کئی گنا اچھی ہے۔ انہوں نے اس امید پر چنداں توجہ نہیں دی بلکہ جو توجہ وہ پہلے مرکوز کئے ہوئے تھے، وہ بھی ختم کردی بلکہ ادارے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ آخر میں باقر نے تصحیح اور کمپوزنگ کے لیے باہر والوں سے بھی کئی گنا زیادہ معاوضہ طلب کیا جو میرے لیے ناقابل برداشت تھا بلکہ میرے ادارہ سے اعلان برأت تھا۔

دارالثقافۃ الاسلامیہ:

دارالثقافۃ الاسلامیہ پر عائد پابندی کی وجہ سے کتابوں کی قیمت زیادہ کرنے کی میری پالیسی کو باہر سے پہلے اندرون خانہ سے ہمارے محترم ہاشم، محمد باقر شگری، محمد باقر موسوی اور محمد سعید بھی باہر والوں کی مانند بولنے لگ گئے، اور انہی کی زبان میں ان کی وکالت کرنے لگے بلکہ انکا دفاع کرنے لگے۔ ان حالات میں ہم ان عزیزوں کی وجہ سے لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ بنے اور انکی بے پرواہی مزید دکھ کا سبب بنتی گئی۔

شیعہ مسلک سے باہر دارالثقافۃ الاسلامیہ کا نام اسماعیل اس وقت بنا جب کتاب ''قرآن سے پوچھو'' اور ''اٹھو قرآن سے دفاع کرو'' منظر عام پر آئی، بہت سے قادیانی نواز افراد نے مجھے مبارک باد کا ٹیلی فون کیا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے قرآنیون کے جال و شکار سے بھی نجات ملی، اللہ کے فضل سے نہ تو میں سنت کو چھوڑ کر قرآن قرآن کرنے والے کے ساتھ ہوں اور نہ قرآن کو گونگا پیش کر کے اخبار ضعیفات و موضوعات کی رٹ لگانے والوں کے ساتھ ہوں، ہم بیک وقت قرآن اور محمدؐ دونوں کو اپنے ہاتھوں میں اٹھاتے ہیں، یہاں سے جب دوست و مخالف سب پر مایوسی طاری ہوئی تو انہوں نے دوسرا طریقہ استعمال کرنا شروع کیا کہ مجھے کسی نہ کسی طرح تنہا کریں، یہاں سے قطع تعلقات و روابط کا سلسلہ شروع ہوا محترم جعفر نے کہا آپ نے بجری کا کام کیا ہے، ثقلین نے کہا تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی ہے، لالجیان نے مشورہ دیا اب اس کو چھوڑنا چاہیے، عادل نے کہا ایک اور تجربہ کریں، کتاب فروشوں نے اتفاق کیا ہے کہ وہ ہماری کتابیں نہیں خریدیں گے، حسنین عابدی اور رفدا حسین نے کہا ہمیں پتہ نہیں جبکہ سب کو پتہ تھا کہ کون میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، آخر میں شبیر کوثری میدان میں اتر آئے اور انہوں نے جو

کاری ضربت لگائی وہ یادر کھنے کی تھی نہ بتانے کی، اس نے میرے عزیزوں کو بلکہ میری امیدوں کو عزم راسخ کے ساتھ ہم سے چھینا تاہم ان کی ذہنی خیانت کا اندازہ پہلے دن سے تھا لیکن دوسری طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا کہ ہم دوستوں کو بھگا دیتے ہیں۔

ان کے جال میں اب تک کتنے لوگ پھنسے ہیں، یہ اللہ جانتا ہے لیکن ان کی نظر میرے اوپر زیادہ تھی لیکن میرے اوپر یہ اللہ کا فضل وکرم واحسان ہے کہ کسی سرمایہ دار کے تحفہ وتحائف اور لفافے تبلیغ دین یا اپنی ضروریات کی خاطر وصول کرنے میں مجھے قطعاً خوشی نہیں تھی، ان کے عزائم ومنویات کا مجھے اندازہ نہیں تھا، وہ صرف مولوی اور اس کے گھر والوں کی خدمت کو فی سبیل الی قربیٰ ابلیس افضل العمل سمجھتے ہیں ان کا کام مولوی کو بُری اور فرسودہ عادات کا عادی بنا کر موقعہ پر پریشان چھوڑنا ہوتا تھا۔

دارالثقافۃ الاسلامیہ کی بولی:

۱۔ جناب شبیر کوثری اور ان کے ترجمان بلا فیس عمار کے ادارہ کو بند کرنے کی تجویز کے بعد اس کی بولی کا دور آ گیا، اس سلسلہ میں ہمارے دوست جناب محمد جواد نقوی ایک دو آدمیوں کو لائے کہ وہ کسی علاقے میں دکان کرائے پر لے کر ہماری کتابیں وہاں منتقل کر دیتے ہیں اور نیچے کا حصہ کسی کو کرائے پر دے دیں گے تا کہ وہ وہاں پریس لگائیں لیکن اس کے لئے ہم تیار نہیں ہوئے۔ اس سلسلے میں کچھ دیر ہمارے ساتھ رہنے کے بعد جواد بھائی ہمیں چھوڑ گئے شاید خطداحیون یا انکو ملازمت دینے والوں نے انہیں منع کیا ہوگا۔

۲۔ والعصر سنٹر والے جناب ثقلین نقوی صاحب آگے بڑھے، انہوں نے کہا کہ ہم ''محفوظ'' والوں سے بات کریں گے۔ ان سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے یہ کتابیں چالیس فیصد رعایت پر خریدیں گے اور پاکستان میں دارالثقافۃ خود کوئی کتاب فروخت نہیں کرے گا، یہ صورت حال مزید ذلت وخواری اور بندش کا باعث تھی جو کہ ہم نے قبول نہیں کی۔

۳۔ ثقلین دارالثقافۃ کی تمام کتابیں اٹھانے کے لئے تیار تھے، کہا سب اٹھائیں گے، اس کے لئے قیمت جو بھی بتائی جاتی، وہ اس کے لیے تیار تھے لیکن ہم نے شرط لگائی کہ بتائیں خریدنے والا کون ہوگا اور یہ کہاں کہاں دیں گے ورنہ اگر خرید کر دریا میں پھینکیں گے یا کسی گڑھے میں دفنائیں گے تو یہ دین کے لئے اہانت وجسارت ہوگی

لیکن انہوں نے میری یہ شرط قبول نہ کی تو اس بات کو بھی ہم نے رد کیا۔

۴۔ ہمارے ایک شاگرد جناب آغا رضا جنہوں نے دار الثقافۃ الاسلامیہ کے درس ''اسلام شناسی'' میں تین چار مہینے شرکت کی، انہیں ہم پسند نہیں تھے، کافی عرصے کے بعد ایک دفعہ ہمارے دروازے پر نمودار ہوئے، گھر کے اندر آئے، مسئلہ تقلید اور خمس اٹھایا، میں نے کہا مجھے خمس کا مجتہد کے ہاتھ میں دینے اور تقسیم کار دونوں پر اعتراض ہے، لہٰذا میں نے اس سے دوری اختیار کی ہے، میرے پاس اس کا کوئی مصرف نہیں، انہوں نے ہزار منت سماجت کی اور کہا کہ یہ خمس نہیں صرف آپ کی دینی خدمات کی خاطر ہے، آپ مجھے اس کار خیر میں حصہ ڈالنے دیں۔ یہ کہہ کر کچھ رقم دے کر گئے، دوسری دفعہ پھر آئے، رقم دی تو میں نے کہا یہ جو رقم آپ مجھے دیں گے، وہ میرے اکاؤنٹ میں جمع ہوگی اور میرے مرنے کے بعد وارثت میں چلی جائے گی۔ آخری دفعہ جب میری کتاب ''باطنیہ'' اور ''شیعہ اہل بیت'' دیکھی تو کہا آپ کہیں ایجنسیوں کے لئے کام تو نہیں کر رہے۔

۵۔ جناب محمد علی صاحب سے ان کے والد کے دور سے واسطہ تھا، شریف اور نجیب انسان تھے، ہمیشہ معاونت بھی کرتے رہے، آخر میں جب ہم نے لینا بند کیا کہ ادارہ بھی بند ہوگیا ہے، اب میں لے کر کیا کروں گا تو انہوں نے اصرار کیا کہ یہ باہر سے آپ کے نام بھیجا ہے، میں نے کہا ہم نہیں لیں گے تو پھر وہ بھی ہم سے کٹ گئے، سال بھر کے بعد پھر آئے، پھر بنڈل پیش کیا جسے میں نے رد کیا، آخر میں میں نے کہا اگر آپ دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو قرآن اور سنت محمدؐ سے متعلق کچھ کتابیں خریدیں، چنانچہ انہوں نے کچھ کتابیں خریدیں۔

۴۔ اگلے مرحلے میں عادل بھائی آنکھوں میں آنسو بھر کر آئے کہ اگر آپ کتابوں کے سلسلہ میں کسی بات پر تیار نہیں ہوتے تو میں اپنا خمس لے کر آیا ہوں، قبول کریں اور گھر میں ایک دعوت کے لئے اصرار کیا لیکن میں نہیں گیا کیونکہ اس سے پہلے ثقلین کے گھر میں میرے خلاف کچہری لگائی گئی اور اس میں مجھے ذلیل کیا گیا تھا۔

۵۔ اب جو کچھ اس وقت میری ملکیت میں ہے طمع وحرص مال اور عیش ونوش کی غرض سے جمع کردہ ہے اور نہ یہ اولادوں کے لئے جمع کیا ہے بلکہ عام طور پر فروخت کتب سے حاصل شدہ رقم ہے جو کہ پاکستان کے سب کتب خانے جانتے ہیں کہ اس ادارے پر پابندی سے پہلے یہ ادارہ کیسے چلتا تھا، اب ہماری شائع کی ہوئی کتابیں بغیر اجازت چھپوانے والے نہ جانے کتنا فائدہ اٹھا رہے ہیں، میری نیت اولاد کی عیش ونوش نہیں تھی بلکہ تمام تر توجہ

دالارالثقافتہ اسلامیہ کوایک مرکزملکی وعالمی سطح تک پہنچاناتھا،وہ بھی نام بنانے کے لئےنہیں بلکہ اسلام پہنچانے کے لئے ہی تھا جس پرخطراحیون شب خون مارنے کے لئے بےچین تھےاوروہ اس کے لیے باقاعدہ کوشش کرتے تھےلیکن ان میں سے بعض کوخوداللہ نے دفع کیا۔میں بذات خودان اولادوں سے دل وابستہ کیےہوا تھاجونام نہاد عالم دین بنے ہوئے تھےلیکن دین ان لوگوں کے دلوں میں داخل نہیں ہوا تھانیز اللہ نے بھی میرے اس ارادہ ونیت شرکی سزاء آخرت سے پہلے مجھےاس دنیا میں دکھادی کہ دیکھوتمہاری ذمہ داری اپنی حیات تک محدودہوتی ہے،تمہاری اپنی حیات کےبعداس دین کا مالک ہی ''قیوم'' ہے،تمہارے یہاں سے جانے کے بعد یہ ذمہ داری خوددوسروں کےسرپرہےاوراس بارے میں پھرانہی سے پوچھا جائے گا،جب تمہاری حیات میں اولادنے تمہاری بات نہیں مانی توموت کےبعد کیسے مانے گی اورجب تمہاری اولادنہیں مانے گی تو کیاپتہ کہ دیگران مانیں یا نہ مانیں۔چنانچہ پہلےتوان کی طرف سےعدم دلچسپی کودیکھااوردوسرےمرحلےمیں لاتعلقی برتنے کااعلان سنا،شکر ہےاس ذات کا کہ میں نے اس ادارے کےنام سے کبھی چندہ نہیں لیااورنہ یہ آج میرے لیے بہت مصیبت آور ہوتا۔

تعیش ایک نشہ ہے:

اس کے بدترین آثارمیں سے بےغیرتی ہے،ہدایت ونصائح حتیٰ طعن ومذمت بھی تعیش پسندافرادپراثر اندازنہیں ہوتی،یہ لوگ اس آیت کریمہ کےمصداق بنے ہیں ہدایت ونصائح ان کے لئےکارآمدنہیں ہوتے گرچہ ان کےمہربان ان سےدلسوزی کریں اوردشمن ان کوگرانے اورذلیل کرنے کی کوشش کریں،ان پراثرنہیں ہوتا ہے بطورمثال پاکستان کےمتمول ترین نوازشریف کےرقیب وحریف ان کی عیاشی کی لمبی فہرست پیش کرتے ہیں،ان کی انگوٹھی کی اتنی قیمت ہے،وہ ان کی گھڑی اورسوٹ کی قیمت اورسرکاری خزانے سےخرچ ہونے والے ان کے روزمرہ دسترخوان کی لاگت بتاتے ہیں،بیرون ملک ان کےہوٹلوں کےروزانہ کےکرائے اوران کی نائی کی قیمت بتاتے ہیں تاکہ ان کوشرم وحیاءآجائے کہ عوام الناس تمہارے بارے میں کس چیز سےنفرت کرتے اورکس چیز کو پسندکرتے ہیں تاکہ یہ چیزیں ان پراثر اندازہوں لیکن محسوس ہوتا ہے کہ یہ کرسیاں اوریہ اقتدارملک وقوم کی تقدیر بدلنے کےلئےنہیں بلکہ تعیش وتسکین کےلیے ہیں گویاوہ روشن وتابناک پاکستان بنانے کے لئے بےتاب نہیں ہیں

حتیٰ اپنی شخصی و خاندانی عزت کی خاطر خاص کر شاہراہ دستور پر دھرنا دینے والوں کی طرف سے استعفیٰ مانگنے کے دوران بھی ان کے اعتراضات سے انہیں کوئی شرم نہیں آئی، جس طرح چرس و بھنگ پینے والے سے کہیں کہ تم چرسی ہو تو وہ نہیں شرماتے یہی صورتحال ان خطداحیون کی ہے، انہیں کتنا ہی کہیں تمہارا مذہب بے اساس و بے بنیاد ہے، پھر بھی وہ نہیں شرماتے۔ ان کا مقصد صرف مال بنانا اور عیش کرنا ہے گرچہ اس راہ میں انہیں ذلیل و خوار ہی کیوں نہ ہونا پڑے، ان کی نظر و خیال میں سب کچھ مال ہی مال ہے، ہمارے برخوردار اور داماد شاید ہمارے بعد اس حقیقت کی طرف متوجہ ہوں۔

اسی طرح یہ حضرات صرف مال و منال، استری والے سوٹ، قیمتی موبائل اور اس میں کھلا بیلنس، انٹرنیٹ کی سہولت اور جہاں جانا ہو وہاں کے لیے ہوائی سفر کا ٹکٹ مل جانے ہی کو اپنی کامیابی اور شاید دین دار ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں، جہاں تک دین اسلام کے کلمہ کی بات ہے، یہ ان کے اذہان سے محو ہے اور اسے محو کرنے میں شبیر کوثری کا کردار ہے۔

مجھے اپنی اولادوں کو جائز و ناجائز بتانے کی اجازت نہیں:

اخبار و جرائد اور بعض لوگوں سے معلوم ہوا تھا کہ مغرب میں والدین اپنے بچوں اور شریک حیات بیویوں کو ان کی غلط سرگرمیوں سے نہیں روک سکتے ہیں لیکن حوزہ علمیہ قم میں مصروف یا وہاں سے فارغ التحصیل نام نہاد علماء اور علمائیات فاضل و فاضلات کا بھی یہی نظریہ تھا کہ مجھے یہ حق حاصل نہیں کہ میں انہیں اپنے تحقیق شدہ عقائد و نظریات پیش کروں، یہ ان کے بقول ان پر تحمیل ہے بلکہ ان کی نظر میں یہ طے شدہ بات تھی کہ میرے عقائد غلط ہیں، لہٰذا وہ سوچتے تھے کہ مجھے راہ راست پر کیسے لائیں، چنانچہ محمد سعید نے میری بڑی بیٹی کو میرے پاس بھیجا تاکہ وہ مجھ سے متعہ کے درست ہونے اور حق مہر کم ہونے پر مناظرہ کریں چہ جائیکہ میں فلسفہ و عرفان میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لینے والی بیٹی، علم سے محروم ہونے کی حسرت میں شباب مومن کو خوش کرنے کے لئے سینہ کوبی کرنے والے داماد، سطحیات حوزہ سے فارغ معجم فرقان کے مؤلف اپنے بڑے بیٹے محمد باقر کو نصیحت کروں۔

اب ملاحظہ کریں کہ مذاہب فاسدہ کے ایجنٹوں کی رقم کے لفافوں میں کتنی خودکش جیکٹیں ہوتی ہیں، آج ان کا کہنا نہ ماننے پر انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا، مجھ پر روزگار تنگ کیا جا چکا ہے لیکن کل ان کے ساتھ کیا ہوگا وہ وقت

گزرنے کے بعد معلوم ہوگا لیکن چشم بصیرت اور ادراک حقیقت رکھنے والوں کے لئے یہ ابھی سے نمایاں ہے قم سے یہاں آنے کے بعد پہلے وہ نہج البلاغہ پر تحقیق اور اس کے بعد معجم فرقان کی تالیف میں مشغول ہوگئے تھے پھر ساتھ ہی قرآن سے متعلق آیت اللہ معرفت کی "تفسیر ومفسرون" کا ترجمہ کیا جو تقریباً مکمل تھا لیکن روکنے کی طاقت رکھنے والوں نے انہیں ان دونوں کاموں سے روک کر ان کو پرندوں کے کاروبار پر لگایا، ان میں وہ حرام گوشت پرندے بھی تھے جن کی خرید وفروخت حرام ہے، میرے منع کرنے کے باوجود وہ یہ کام کرتے رہے اور آخر میں ان کو قم کی طرف روانہ کیا گیا' تاکہ فی زمانہ یا آئندہ آنے والے دور میں' یہ میرے لیے کام نہ کریں، اور اس محاورے کا مصداق نہ بنیں "پدر نتوانہ پسر تمام کندع" یعنی تاکہ انہیں گواہ سلطانی بنائیں اور وہ میرے خلاف بولنے کے لئے ارسلان افتخار بنیں، ان بچوں کو دیکھنا چاہیے کہ یہ کیوں حرام ومشکوک چیزوں سے لطف اندوز ہوں۔

محمد باقر میرے پہلے فرزند ہونے کی حیثیت سے میری ان سے محبت متبادل تھی، یہ ایک باپ بیٹے کی حیثیت سے نہ تھی بلکہ یک طرفہ تھی، میں ان سے دین کی خاطر محبت کرتا تھا کہ شاید ان سے میرے گھر میں دین وایمان کا ماحول ہوگا لیکن ان سے کوئی مظاہر دین نہیں دیکھے بلکہ ہر آئے دن ہم ان کے چہرہ عبوس کا دیدار کرتے اور ان کی زبان سے آپ نہیں جانتے، آپ نہیں سمجھتے جیسی باتیں سنتے تھے، ان کے ہاں سامان تعیش میں ہر ہفتے مہینے میں نمایاں اضافہ ہوتا گیا، گھر میں میزوں کی تبدیلی اور فریج میں متنوع ماکولات جو ہمیں میسر نہیں تھیں، وہ انہیں میسر آگئیں نیز اور پرورش بھی آگئی جس کی ان نام نہاد علم دین پڑھنے کے حوالے سے قطعاً امید وتوقع نہیں تھی۔

میں نے ان کو بتایا کہ تمہارا حق بنتا ہے کہ اگر باپ منحرف ہو جائے تو بیٹا ان کی ہدایت کرے اور اگر اولاد منحرف ہو جائے تو باپ ہدایت کرے، فیصلہ کریں کہ ہم دونوں میں سے جو ایک گمراہ ہے، وہ کون ہے، میں نے اپنے عقائد لکھ دیئے ہیں تاکہ فیصلہ کریں درایں اثناء قم سے خرافات فروش انصاری آئے تھے انھوں نے بھی انہیں کہا کہ ہم سے الگ ہو جائیں' یہاں سے دوسرا معمّی سامنے آیا جبکہ ابھی پہلا بھی حل نہیں ہوا تھا اور اس کا سرا کسی اور سے ملتا ہے۔

انسان کے محصولات علمی میں سے ایک تجربات ومشاہدات ہیں، یہ تجربات اپنی جگہ دو نوعیت کے ہوتے ہیں، ایک تجربات ذاتی ہیں، دوسرے تجربات نوعی ہیں۔ تجربات نوعی روایات احاد وشاذ کی حیثیت رکھتے ہیں، ہماری

انتخاب کردہ بہو ۸۰ فیصد غلط تھی، ہم نے دیکھا کہ ان کے والدین شریف ونجیب ہیں جبکہ انتخاب میں خود بہو، ان کے برادران اور بہنیں سب شامل ہیں جبکہ ہم نے صرف والدین کے کردار کو دیکھا تھا اور باقی تین اطراف ہمارے لئے غیر آزمودہ تھیں جس کی وجہ سے ہم گرداب ومشکلات میں پھنسے جہاں ان کی تین بہنوں کے علاوہ بھائی بھی صاحب دولت تھے اس لیے وہ قناعت کی زندگی کو یہاں کیسے برداشت کرسکتی تھی لہٰذا نتیجہ توقع کے برعکس نکلا گویا ہم اپنے بیٹے کو بہو بنا کر باہر سے مؤنث کو داماد بنا کر لائے تھے یہ ہماری ناقص تحقیقات میں سے تھے لیکن یہ حقیقت مشکلات میں گھرنے کے بعد کشف ہوئی۔

مجھے اپنے دفاع کا حق ہے:

قرآن اور احادیث میں آیا ہے کہ ظلم سے دفاع نہ کرنے والا بھی ظالم ہے (نساء ۹۷) مظلوم اپنی طاقت وقدرت کے تناسب سے ہی دفاع کرتے ہیں اگر کوئی مظلوم ظالم کے خلاف لڑنے کے لئے اسلحہ نہیں رکھتا ہو تو وہ زبان کے اسلحہ سے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا دفاع کرے گا چنانچہ اس کی طرف قرآن کریم میں اشارہ آیا ہے (نساء ۱۴۸) اسلحہ زبان وہاں کارآمد ہوتا ہے جہاں ان کے لئے سامعین میسر ہوں، لیکن جہاں مجھے اپنے گھر میں محصور کیا اور لوگوں کو میرے گھر میں آنے سے روکا اور اگر کوئی آ بھی جائے اور بات کرنے کے لیے تیار نہ ہو یا کہ فوراً یک طرفہ فیصلہ کرلے جبکہ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی جیسے ثقلین نقوی نے کہا تھا، یا جعفری نے کہا تھا کہ میں نے اپنی مشکلات میں بجری کا کردار ادا کیا ہے، وہ اگر اس طرح سے میرے ساتھ سلوک کریں گے تو ان کے مقابلے میں، میں کیا کرسکتا ہوں، زبان کا اسلحہ چنداں کارآمد نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے اسلحہ قلم سے دفاع کرنے کو انتخاب کیا، تو مافیا نے مجھ سے مقابلے کے لئے میری اولاد کو اٹھایا خاص کر ان اولادوں کو اٹھایا جنہیں ہم نے اس دین سے دفاع کرنے کے لئے تیار کیا تھا گویا انہوں نے ہمارے ہاتھ سے اسلحہ چھین کر مجھے مارنے کا بندوبست کیا ہوا ہے۔

انہوں نے ان اولادوں کو اس طرح سے اٹھایا کہ ایک تو ان کو دین سے دفاع کرنے سے روکا، دوسرا مجھ سے نفرت وبغاوت پر اکسایا، سوال یہ ہے کہ اب یہاں پر میرے لئے عقل وشرع کیا حکم دیتے ہیں، کیا مجھے اسلحہ پھینک کر ظالمین کے سامنے تسلیم ہونا چاہیے جبکہ اس بار ظالم میری اپنی اولاد ہی ہے میرا بیٹا ہے، میری بیٹی ہے اور میری بہو

ہے، کیا مجھے ان کے سامنے تسلیم ہونا چاہیے یا ظالم جو بھی ہو اسے ظالم ہی کہنا چاہئے، چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا ہو، بھائی ہو یا داماد ہو، میرا دین اور میرا فہم قرآن وسنت یہی کہتا ہے کہ عدالت منطق قریب و بعید کو نہیں مانتی ہے یعقوب نے اپنی اولاد سے کہا یہ تمہارا خودساختہ جھوٹ ہے (یوسف۔۱۸) یوسف نے اپنے بھائیوں کے جرم سے کشف نقاب کر کے کہا تم لوگ چور ہو، جاہل ہو (یوسف۔۷۰،۸۹) ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا میں آپ سے برات چاہتا ہوں اللہ نے نوح سے فرمایا یہ تمہارا بیٹا نہیں۔

اگر کسی کا جوان بیٹا آفات وبلیات میں فوت ہو جائے، اس کے عزیز اس کو صبر وتحمل کی تلقین کرنے آتے ہیں، اگر یہ کسی فریق کی طرف سے ظلم و زیادتی کا نشانہ بنے تو سب مل کر اس کی مذمت کرتے ہیں، سابق زمانے میں اور شاید فی زمانہ جہاں قبائلی نظام رائج ہے وہاں کے لوگ آ کر مقتول کے ورثا کو ان کے قاتل سے انتقام لینے کے لئے یقین دلاتے ہیں، اگر کوئی اغواء ہو جائے تو ان کی رہائی کے لئے معاونت کرتے ہیں، اگر کوئی کسی کے مطمع امید و آرزو فرزندان کو والد سے باغی و طاغی بنائیں اور اپنے سامنے باپ سے نفرت وبیزاری وبرات کا اعلان کروائیں اور اگر باپ ان کے غلط رویے پر جواب دے تو کہتے ہیں یہ تو آپ کا بیٹا ہے، انصاف سے بتائیں کہ کیا والد کو اپنے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک کو اپنی زبان وقلم سے بیان نہیں کرنا چاہیے اور کیا فرزندان کے غلط رویے پر ان کی مذمت نہیں ہونی چاہیے۔

میرا کوئی جرم نہیں، شاید ہر حوالے سے بدشکل ہو گیا ہوں لیکن میرے دین کی وجہ سے میرا چہرہ اس معاشرے نے مسخ کیا ہوا ہے، اس وجہ سے مجھے بہت سی ناگوار اور ناقابل برداشت صعوبتیں اٹھانا پڑی ہیں، میرا دین اقنوم والا دین نہیں، تحقیق کرنے کی اجازت نہ دینے والا دین نہیں بلکہ جن وانس اور حاضر و آئندہ آنے والوں کو دعوت دینے والا دین ہے، اگر اس میں کسی کو کوئی خرابی نظر آتی ہے تو وہ آئے اور بتائے، یہ دین دوسروں کی بات سننے، دلیل کو ماننے اور سنی جانے والی باتوں میں سے بہترین کو انتخاب کرنے کی تعلیم وہدایت دینے والا دین ہے۔

آئندہ میری کتابوں کا نام سننے یا میرا نام سننے کے بعد کوئی ارسلان، کوثری ولالچی یہ نہ کہیں کہ ان کو اپنے گھر میں دیکھنا چاہیے، وہ پہلے اپنے بچوں سے انصاف کریں، اگر دین شرف الدین صحیح ہوتا تو وہ اپنے فرزندوں اور دامادوں جو کہ خود بھی عالم دین ہیں، پہلے اُن کو مطمئن کرتے اور وہ ان کے عقائد ونظریات سے نالاں نہ ہوتے۔ یہ

لوگ مان لیں کہ اگر ان کے اندر کوئی علم دین یا غیرت دینی ہوتی تو باہر کی چھ سے کوئیوں سے بچنے کے لئے اپنے فریضہ دینی کے تحت مجھے سمجھانے کے لئے کھل کر مجھ سے مباحثہ و مناظرہ کرتے خاص کر کے جس وقت میں نے دعوت مقابلہ و مناظرہ و مباحثہ دیا، اس لیے کہ میرے مرنے کے بعد متکلم وعدہ معاف گواہ نہ بنیں، صفحات سفید کو سیاہ کرنے کے نام سے کتابیں نہ لائیں اور انصاریاں، کوثریان اور قمیان یہ نہ کہیں کہ ان کے بیٹوں اور دامادوں کی قربانیاں دیکھیں۔

میں اپنی کتابوں کی ابتدا و اختتامیہ میں تکرار و اصرار کے ساتھ لکھتا رہا ہوں کہ غلطیوں سے پاک صرف قرآن کریم ہی ہے باقی جس جس کی بھی کوئی کتاب ہو ولو نابغہ روزگار کی ہی کیوں نہ ہو، وہ غلطیوں سے بھری ہوتی ہے، انسان اپنے چہرے کے داغ کو نہیں دیکھ پاتا ہے، دوسرے دیکھتے ہیں، جب میں نے کہا کہ آپ میرے اوپر احسان کریں، میری غلطیوں کی نشان دہی کریں تو جامعہ کوثر و اہل بیت والوں نے کہا آپ کی کتابوں سے سنیت کی بو آتی ہے لیکن وہ میری سنیت کو صفحہ قرطاس پر یہ کہہ کر نہیں لاتے ہیں کہ ان کے بقول اس طرح آپ کی کتابوں سے فساد و انتشار پھیلنے کا خطرہ رہتا ہے وہ بتائیں کہ کیا میرے خلاف بولنے اور مجھے پاگل کہنے سے فساد و انتشار نہیں پھیلتا! بعض کو میری کتابوں سے وہابیت کی بو آئی، جامعہ عروۃ الوثقیٰ کے عمید محترم کو میرے حج پر جانے کی وجہ سے سعودی ہونے کی بو آئی لیکن ان سب کو میرے ادارے کی واجب الادا رقوم کو بند کرنے اور مزید کتابیں خریدنے پر پابندیوں کی قساوت اور فتنہ و انتشار نظر نہیں آیا۔

فرزند پرستی قدم اوّل شرک:

قرآن کریم میں اولاد، بیویوں اور مال و دولت سے محبت کو شیطان کی فتنہ انگیزی کہا گیا ہے ایسی محبت سے بچ کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ آل عمران آیت ۱۴ میں آیا **زین للناس حب الشهوات من انساء و البنين** سورہ توبہ آیت ۱۱۹، نساء ۱۳۵ اور مائدہ ۸ میں انصاف پر ٹنے کا حکم دیا گیا ہے محبت خالص اللہ کے لئے مخصوص ہے کسی اور کے لئے ناروا ہے بلکہ حسب آیت کریمہ یہی کام شرک اوّل ہے صوفیوں اور مدعیان حقوق انسانی یا انسانی حقوق کی تنظیموں نے محبت کو اللہ سے تجاوز کر کے پہلے اولاد کے لئے مخصوص کیا، اس کے بعد ہر انسان حتیٰ کافر و مشرک و ملحد سے بھی محبت کرنے کی دعوت دی ہے اور پھر انسانوں سے اس محبت کو انسانیت کا نام

دے کر قرآن وشریعت پر عمل سے بھی بڑا درجہ دے دیا گیا ہے فرزند یا اولاد کی نشو ونما اور تربیت کی اللہ نے طبیعی طور پر انسانوں کے اندر ایک گرائش رکھی تا کہ وہ کسی کی ہدایت کے بغیر اس مخلوق ضعیف وناتواں کی سرپرستی کریں، اس گرائش کو محدود کرنے اور قابو میں رکھنے کے لئے قرآن کریم کی چندین آیات میں آیا ہے اولاد تمہاری دشمن ہے، ان سے بچ کر رہیں حتیٰ ان کی طرف جھکاؤ نہ کریں کیونکہ ان سے محبت دائرہ عقلی سے تجاوز کرنے کے بعد دائرہ شرک میں داخل ہو جاتی ہے، اس سے گریز کریں۔

چنانچہ اس سلسلہ میں ایک محبت نا روائی اور نا انصافی کا ذکر سورہ اعراف ۱۹۰ میں آیا ہے اس کی تفسیر میں علامہ شعراوی نے لکھا ہے قصی بن کلاب نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں اولاد عنایت کریں چنانچہ اللہ نے انہیں پانچ اولاد یں دیں تو انہوں نے اپنی اولادوں کو اللہ کا بندہ قرار دینے کی بجائے اور ان کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھنے کی بجائے عبدالعزیٰ، عبدالمنات اور عبدالکعبہ نام رکھا۔ غیر اللہ سے محبت کرنے کا انجام شرک ہی پر منتج ہوتا ہے یہاں سے جاہلیت والوں نے ملائکہ سے محبت میں ان کو اللہ کی بیٹی قرار دیا۔

یہود نے عزیر کو اور نصاریٰ نے عیسیٰ کو اللہ کا فرزند قرار دیا اور نصیریوں نے علی کو اللہ قرار دیا۔ جو کہ ایک بے بس و ناتواں مخلوق ہیں اور حسب تعبیر قرآن وہ مچھر سے اپنا غصب شدہ خون واپس نہیں لے سکتے ہیں، ان شخصیات کو انہوں نے مقام الوہیت و ربوبیت و خالقیت دی ہے اسی طرح فرقہ باطنیہ نے اولاد سے محبت کے بارے میں بہت سی روایتیں گھڑی ہیں جو کہ اس محبت فطری کے لئے ایک اضافی چیز ہے جو چیز فطری ہوتی ہے اس کو کلی طور پر ختم نہیں کر سکتے ہیں اور نہ اس طرح کی دعوت دینا درست ہے جیسا کہ حب المال کی طرف دعوت فالتو وزائد ہے چونکہ انسان کی فطرت میں حب المال ہے حب المال سے منع کرنا درست ہے، چنانچہ اولاد سے مزید محبت کی دعوت انسان کو اس کی نگرانی کرنے اور اس کی ہدایت ورشد سے روکنے کا سبب بنتی ہے۔

یہاں سے جھوٹ در جھوٹ قصہ کہانیاں بنانا پڑتی ہیں۔ چونکہ انسان قصہ کہانیوں اور افسانوں سے مطمئن ہوتے ہیں اس لیے ان قصہ کہانیوں اور جھوٹ کو نہ ماننے والوں کے بارے میں عداوت اور نفرت پیدا ہوتی ہے اور عداوت اور نفرت کے نفاذ کیلئے تشدد کرنا پڑتا ہے، چونکہ ان کے پاس جھوٹے قصہ کہانیوں اور بے بنیاد عقائد کو منوانے کا کوئی اور طریقہ نہیں رہتا ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کے ساتھ ایسا ہی ہوا، اب ان کے دین کے مطابق عقیدہ مسیح

ابن اللہ کو لوگوں نے قبول نہیں کیا تو یہاں سے وہ تشدد پر اتر آئے، اب ہم یہاں سے اگلے مرحلے میں وارد ہوتے ہیں، مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ان کی محبت میں شرک کا مرتکب ہوا ہوں۔الحمد اللہ نہیں ہوا ہوں، اس سے ہم محفوظ ہیں، لیکن جو غلطی ہم سے ہوئی ہے، اس کا ہمیں بعد میں پتہ چلا، یہ بھی نہیں ہونا چاہیے تھی، علامہ سباعی مصری اپنے تجربات میں لکھتے ہیں اولادوں سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ ہم تم سے محبت کرتے ہیں لیکن میں ایک حوالے سے مجبور تھا کیونکہ میری آٹھ اولاد کور وانا ث ہیں، چار ایک ماں سے اور چار دوسری ماں سے اور ہر ایک سے وابستہ رشتہ دار تفرقہ کی تزریق کرتے تھے خاص کر شبیر کوثری اور فدا حسین سندھی ان پر زیادہ توجہ کئے ہوئے تھے، وہ مجھے چہرہ عبوس و مایوس انداز میں دیکھتے تھے لہٰذا میں زیادہ مجبور ہوا کہ ان کو یقین دہانی کرواؤں کہ آپ میرے ادارے کے وارث ہیں۔

ہم وہ انسان ہیں کہ جنہیں پانی سر سے گزرنے کے بعد پتہ چلتا ہے، واہ میں قیام کے دوران ایک کتاب تالیف سباعی پر نظر پڑی، کتاب کا نام تھا زندگی نے مجھے کیا سکھایا، اس کتاب میں لکھا تھا کبھی اپنی اولاد سے یہ بات نہ کریں کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں بلکہ یہ بات بیوی سے بھی نہ کہیں ورنہ وہ باغی ہو جاتی ہے، یہ ان کا تجربہ ہے لیکن انہوں نے انسان کے لئے دوسری مشکلات کی طرف اشارہ نہیں کیا، یہاں پر کہنا پڑتا ہے کہ باہر سے آنے والے اندرون خانہ شاباش دے کر تفرقے کی باتیں چھوڑ کر جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے گھر میں دوست شبیر کوثری گھر کو ویران کر کے گئے تھے وہاں فریق کو تسلی دینے کے لئے کہنا پڑتا تھا تاکہ کچھ اثر ہو جائے۔

لیکن الحمد اللہ وہ دونوں میرے سامنے میری کتابوں کے عقائد کو رد نہیں کر سکتے تھے بلکہ ان کے اساتید بھی ایسا نہیں کر سکتے تھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں بڑا عالم و محقق ہوں، ایسا نہیں بلکہ ان کا مذہب سارے کا سارا جھوٹ سے بھرا ہوا مذہب ہے اس کو پیسہ اور سہولتیں دے کر امثال وصی باقر ولی جیسے آدمی سے زندہ رکھا ہوا ہے۔اس کے بعد ہم نے علامہ غلام مہدی ابی سینا لائن، محمد علی نقوی واہ کینٹ اور بابر اقبال چیچاوطنی کو بتایا کہ آپ لوگ اس بارے میں جو بھی کہیں گے، ہم مانیں گے، مسئلہ جو بھی ہے وہ آپ لوگوں کے حضور میں بولیں یا لکھ کر دے دیں، اگر آپ لوگ کہیں گے کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے تو ہم معافی مانگیں گے۔باقر اور سعید کا میری کتابوں اور دار الثقافۃ الاسلامیہ سے کراہت میرے لیے خلاف توقع تھا۔

ہمارے مخالفین جناب سلیم ودیگران کا کہنا تھا کہ باقر موسوی اور سعید آپ سے کہیں زیادہ پڑھے ہوئے ہیں ان کی گواہیوں کے بعد میرے علم کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ہے۔چونکہ دس پندرہ سال حوزہ میں بڑے امتیازات حاصل کرنے کے بعد بھی وہ اپنے بنیادی عقائد سے دفاع نہیں کر سکتے اور انہیں قرآن ومحمدؐ کے نام سے چڑ ہوتی ہے،اس لیے ان کے عالم دین ہونے کی کوئی حیثیت نہیں،چاہے وہ یہاں آکر اپنے نام کے ساتھ آیت اللہ، حجۃ الاسلام، ڈاکٹر صاحب لگائیں یا اٹھتے بیٹھتے انگریزی کو تکیہ کلام بنائیں،میرا جو بھی علمی سرمایہ ہے اگر وہ برائے نام بھی ہے تو انہی حوزات سے ماحصل ہے لیکن انہوں نے جن حوزات سے علم حاصل کیا ہے ان میں دین تو نہیں تھا کیونکہ دین ان حوزات کے نصاب میں شامل نہیں کیا گیا تھا اور ابھی بھی یہ حوزات دین سے خالی وعاری ہیں،ان میں عقائد اسلام،اخلاق،قرآن وسنت محمدؐ اور تاریخ اسلام بھی نہیں ہیں لیکن قرآن اور سنت عربی میں ہونے کی وجہ سے ہم نے ان مدارس وحوزات سے عربی پڑھی ہے۔

ہم نے اپنے فرزند اور بھتیجے کو قم کی سیاستوں سے دور رکھنے کے لئے خونسار میں داخلہ دلوایا تھا لیکن یہاں حوزہ پرستی و تعیش پرستی اور اصل دین سے چشم پوشی تھی لہٰذا یہاں سے فارغ ہو کر نکلنے والے طلاب چلتے پھرتے ہیں مگر بولتے نہیں ہیں۔

پاکستان امریکا و یورپ بلکہ کمیونزم کے نرغے میں ہونے کی وجہ سے کفر والحاد کے نرغے میں رہتا ہے،انقلاب اسلامی ایران آنے کے بعد جو کچھ امید و آرزو پیدا ہوئی تھی،وہ بھی سراب بن گئی،ہر آئے دن صوفی ازم،جعلی زیارتگاہیں،مراکز ظہور امام زمانہ،معجزات و کرامات اور بعض جگہ امام زمانہ کے نام سے فتیح خانہ و زیارت خانہ کا سلسلہ شروع ہوا،تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ یہاں اس کے انتظامات قم کے آقائی بہاؤالدینی اور نجف میں مراجع عظام فرمارہے ہیں،انہوں نے مال امام پر بھی کمیشن رکھا ہوا تھا،یہاں سے ہم نے ان تمام باتوں کا ذمہ دار حوزات سے آنے والے اور وہاں مقیم معلمین کو ٹھہرایا ہے،جس کا منہ بولتا ثبوت میرے فرزندان ارشد اور داماد ہیں جن کو میرا مخالف کرنے کے صلے میں انہیں استثنات سے نوازا گیا ہے۔

شبیر کی منافقانہ حرکتوں سے ایک مسئلہ عرصہ دراز سے معمّٰی بن کر حل نہیں ہو رہا تھا وہ حل ہو گیا وہ یہ تھا کہ شیعیان یا دوستداران اہل بیت اطہار کے دینی مراکز یہی حوزات علمیہ ہیں یہاں کے فقہاء وا ساتید ہمارے دین وشریعت

کے حقیقی ترجمان ہیں لیکن ایک عرصے سے یہ احساس ہو رہا تھا کہ جو مذہب، شیعہ اہل بیت کے نام سے ایران میں رائج ہے وہ یہاں کے مذہب شیعہ سے الگ ہے، ان دونوں میں آپس میں بہت فرق پایا جاتا ہے وہاں مال مسلمین کی طرف دست درازی حرام سمجھتے ہیں یہاں اس کو جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ دارالثقافۃ الاسلامیہ کی کتابیں یہاں کے شیعہ کتاب فروشوں نے چھپوائیں، یا یہ وہاں اذان میں صرف علی ولی اللہ پر اکتفاء کرتے ہیں جبکہ یہاں خلیفہ بلا فصل کا اضافہ کر کے پڑھتے ہیں وہاں والدین کی اہانت حرام و ناجائز سمجھتے ہیں لیکن یہاں اولاد سے کہتے ہیں اپنے والد کو عاق کرو۔ چنانچہ شبیر کی اس حرکت نے یہ معمہ حل کر دیا کہ ان حوزات میں مذہب اہل بیت نہیں بلکہ یہ فرقہ خطابیہ و عجلی کا مرکز ثقافت ہیں۔

میری اولاد میری باغی ہوگئی ہے:

کیوں باغی ہوگئی، جواب واضح ہے کہ ہم نے سورہ تغابن کی آیت ۱۴ پر عمل نہیں کیا، اس کے لیے دو محاورے ہیں، اگر کوئی تھوک اوپر کی طرف پھینکے گا تو وہ اس کے اپنے ہی اوپر آئے گا دوسرا محاورہ وہ اپنی ملازمت خود کر رہے ہیں اس کی برگشت اپنے نفس کی طرف جاتی ہے ہم خود مطالعے اور اپنی تالیفات میں مصروف رہے، بچوں کی طرف اتنی توجہ نہیں کی جتنی ضرورت تھی ہم نے ضرورت کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت نہیں کی ہے، اسی طرح دیگر علماء کی اولادیں بھی باغی ہو جاتی ہیں، اس بارے میں میرے پاس فی الحال جواب نفی میں ہے، دوسرے علماء اپنے بچوں کی ناجائز ضروریات موبائل، نیٹ و دیگر کھیل کود کی نگرانی نہیں کرتے ہیں ان کی ضروریات کو چپکے سے پورا کرتے ہیں حوزات میں مقیم علماء اعلام کے ۹۵ فیصد فرزندان کے جسم کے خلیات بھی مال امام زمان سے بنے ہوتے ہیں، یہ اپنے امام کے وجود کے بارے میں دس منٹ بول سکتے ہیں نہ دس صفحات لکھ سکتے ہیں، ان کے بچوں کو تو چھوڑیں امام مہدی کے متعلق ان کے والدین کو کچھ نہیں پتہ۔ ہم نے نگرانی کی، ان کو ڈانٹا، موبائل اور کمپیوٹر سے کھیلنے پر سرزنش کی تو وہ باغی ہو گئے اب تو ایک عرصے سے مسلمان اپنی اولاد کی سرپرستی کا اختیار ہی کھو بیٹھے ہیں۔

جب سے مسلمان ملکوں میں بچوں کی تعلیم مشنری سکول یا ان کے تیار کردہ نصاب و نظام کے تحت شروع ہوئی ہے اس وقت سے والدین یا عزیز و مہربان بھائی یا گھر میں موجود دوسرے بڑے افراد یا بزرگ، بہر حال جو بھی ہوں وہ

بچوں کی تربیت وسرپرستی سے بے دخل ہو گئے ہیں مشہور ہے کہ پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، یہ بات اتنی پرانی و بے معنی ہے جس کی مثال یہ ہے کہ آج کل چراغاں کے دن بجلی کے ہوتے ہوئے لوگ اپنی چھتوں پر موم بتی جلاتے ہیں، یہ الگ بات کہ ایسے دن بجلی کے ضیاع کا بھی کوئی جواز نہیں، آپ لوگ تو بچوں کو دودھ پیتے وقت گود سے اٹھا کر نرسری لے جاتے ہیں، بچے اس وقت استانی اور ہم کلاس کی بات سنتے ہیں، اس کے علاوہ ٹی وی، موبائل یا کمپیوٹر گیم یا نیٹ ہے، بتائیں جب بچے اتنے اہم موڑ پر اتنا زیادہ وقت آپ کی سرپرستی وتربیت سے دور رہیں گے تو پھر والدین کے لئے ان کی سرپرستی کے لیے کون سے مواقع باقی رہ گئے، ڈے کیئر سینٹر اور سکول سے فراغت سے واپس گھر آنے کے بعد بھی گلی کوچوں میں قائم پارکوں میں جانا بھی تربیت کا ایک حصہ سمجھا جانے لگا ہے، تعلیم کے بارے میں اس وقت دو مفروضے ہو سکتے ہیں، یا تو بچوں کو تعلیم ہی نہ دلوائیں، انہیں جاہل رکھیں یا انہیں دین و ایمان اور عزت وغیرت وحیاء کو رخصت کر کے تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دیں اور پھر اس کے نتائج کے لیے بھی آمادہ رہیں۔ ہم نہ اپنے بچوں کو تعلیم سے روکتے تھے نہ اس راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے تھے، ہم خرچہ بھی کرتے تھے اور نظارت بھی کرتے تھے لیکن بیرون خانہ کے کرم فرماؤں خالہ زاد اور دوست نما دشمنوں کی اس میں دخل اندازی اور انہوں نے ان پر جو اثر چھوڑا، ہم انہیں اس سے نہیں بچا سکے اور نہ ہی تصنیف وتالیف کی مصروفیت نے مجھے اس کی اجازت دی۔

ہماری تعلیم میں واقع خلل کو دو مرحلوں میں دیکھنے کی ضرورت ہے، ایک دور الحادیہ ہے، جب سے نظام تعلیم انگریزوں کے ہاتھ میں گیا اس وقت سے والدین بے دخل ہو گئے ہیں، اب اس وقت تربیت والدین یا تربیت اولاد یہ ساری باتیں بے معنی وفرسودہ اور افسانہ وکہانی یا حقائق سے چشم پوشی یا واقعیت سے غافل رکھنے کے علاوہ کچھ نہیں، اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے، ہزار میں ایک بھی نہیں بلکہ لاکھوں میں ایک آدھ گھرانہ ایسا ہو سکتا ہے، وہ بھی اتفاقی کہ جہاں والدین بچوں پر مکمل توجہ دیتے ہوں، اس سے پہلے کا دور تعلیم صحیح معنوں میں تو صرف اشراف کے لئے مخصوص تھی اور عوام کے لئے کھولی گئی درسگاہوں کے حالات آج کل کے ہمارے سرکاری سکولوں جیسے تھے جن میں پڑھنے والے کی کوئی قدر نہیں تھی۔

یہ جو باتیں کرتے ہیں کہ مدرسہ اور والدین کو تربیت اولاد میں ہم آہنگ کرنا چاہیے، اس میں کوئی وزن نہیں، ہماری

بدبختی اس میں ہے کہ ہماری مبلغات بھی تقلیدی ہیں، جو اکثر لوگ بولتے ہیں، وہی ہم لوگ بولتے ہیں اور وہی دوسرے سارے بھی بولتے اور لکھتے ہیں، وہ ایک لمحہ کے لئے بھی حقیقت اور واقعیت کے تصور کو ذہن میں لانے کے لئے تیار نہیں ہوتے، بچوں کی تعلیم میں والدین اور اساتذہ کی محبت کے مقابلے میں دوست کا زیادہ کردار ہوتا ہے، اس پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے بطور مثال ہمارے برخوردار باقر موسوی نے دس بارہ سال خونسار اور قم میں تعلیم حاصل کی جبکہ شبیر نے ایک گھنٹہ کے لیکچر یا چند کلمات کے ذریعہ اُس تعلیم کو مٹا دیا اور کہا آپ کے ابو آپ سے محبت نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک بیٹے نے کہا باپ تو مل سکتے ہیں لیکن دوست دوبارہ نہیں مل سکتا ہے، ایک نے کہا باپ ہماری یوں نگرانی کرتے ہیں گویا ہم بچے ہیں۔ لہٰذا اس معاملے میں والدین اور مدرسے کے ساتھ ساتھ دوستوں کا بھی کردار ہے۔ جہاں تک نام نہاد دینی مدارس کی پڑھی ہوئی اولادوں کے باغی ہونے کی بات ہے، جواب واضح ہے کہ ایک تو ان مدارس میں دین نامی کوئی چیز انھیں پڑھائی ہی نہیں جاتی دوسرا ان کو عیش ونوش کی عادت ہوتی ہے۔ ایک آیت میں اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ انسان کو جذبات واحساسات وعواطف کی لہر میں نہیں بہنا چاہیے جب اولاد وزوجات اپنی جگہ شتر بے مہار ہو جائیں تو اگر آپ اس شتر کو آزاد چھوڑیں گے تو وہ کسی جگہ گرے بغیر نہیں رہیں گے، جس کسی نے یہ کام کیا، اس نے اپنی تباہی وبربادی کے لیے گڑھے کو خود اپنے ہاتھوں کھودا ہے، اس کے لئے محاورہ ہے کہ وہ اپنی ملازمت خود کر رہے ہیں، ہمارے ہاں اولاد کی خرابی کی بنیادی وجہ ماؤں کی سرپرستی وچھتری ہے، بچے کا اُس وقت تک ماؤں کی پرورش میں رہنا ضروری ہے جب تک وہ سمجھ بوجھ نہیں رکھتا ہے وہاں اس کی سرپرستی کیلئے فطری تقاضے کی ضرورت ہوتی ہے، محبت و پیار وعطوفت کی ضرورت ہوتی ہے اُس وقت باپ کی سرپرستی کی ضرورت نہیں ہوتی، باپ اُس کی بے عقلی کے کاموں کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن جب بچہ سمجھ بوجھ کے قابل ہو جائے تو اُس کے بعد ضروری ہے کہ وہ باپ کی سرپرستی میں جائے، اس لئے کہ اسلامی معاشرے میں خواتین بیرونی حالات سے بہت کم واقف ہوتی ہیں اُن کو بیرونی تقاضے کا پتہ نہیں ہوتا، بیرون خانہ بچے کی سرگرمیوں کا اندازہ نہیں ہوتا، اُسوقت بچے کی نگرانی کا دور باپ کے پاس ہونا چاہئے، ایسا نہیں کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عاقل انسان نے ایک بے عقل انسان کی اقتداء وپیروی کی ہے اس کا سبب خود انسان ہے حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حب الشئی یعم ویصم کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا و بہرا کرتی ہے، زوجہ اولاد کی محبت

میں اندھی وبہری ہوتی ہے۔انسان کے اندر ودیعت عقل کے دروازے سماعت اور بصارت ہیں لیکن محبت ان دونوں دروازوں کو بند کرتی ہے۔

حوزہ علمیہ کی قدسیت کا احترام:

ان کے نزدیک شبیر کوثری اوران کے لشکر ابرہہ اور دشمنان اسلام کے پروجیکٹ پر کام کرنے کیلئے پیسہ وصول کرنا چنداں نامعقول بات نہیں، یہ لوگ تو اپنے مقتدیٰ اور پیشوا اور آئمہ اطہار سے جھوٹ کو نسبت دینے اور خرافات وفرسودات کو خانہ اہل بیت میں پھینکنے کو نہ صرف برا نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایسے افراد کی قدر و قیمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے نزدیک باپ سے بغاوت کرنے والے کچھ حد تک محترم بھی ہوتے ہیں چنانچہ باپ کو بغیر جرم وخطاء عاق کرنے والے اپنے دین کے کام کو چھوڑ کر پرندوں کا کاروبار کرنے کے بارے میں دس منٹ بات کرنے یا دس صفحات لکھنے کی صلاحیت سے عاری انسان کو استثنائی داخلہ دینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں اسلامی عقائد وفروع سے دفاع کرنے کی صلاحیت کے حامل انسانوں کیلئے جگہ نہیں ہے،میرا مقصد عقائد و نظریات کو چیلنج وتحدی کرنا نہیں تھا میں تو صرف اپنے مذہب کو طعن وقدح کرنے والوں کو جواب دینے کی کوشش میں اس مقام پر پہنچا ہوں،حوزہ والے منصوصیت آئمہ وعصمت آئمہ جیسے عقائد کے بارے میں طفرہ وڈنڈا، طاقت وتہمت اور الزام تراشی سے جواب دینے کی بجائے منصوصیت وعصمت کے اصل فارمولے کو بیان کریں تو شاید ہماری بھی رہنمائی ہوجائے۔

باقر موسوی جب سے قم سے یہاں آیا اور میری کتابیں اور مجلّات سامنے آنے لگے تو اس نے دیکھا اور سمجھا کہ مجھے بھی اس میدان میں کودنا چاہیے چنانچہ انہوں نے ہماری کتاب افق گفتگو سے ذوالجناح کے بارے میں جو حصہ تھا، اسے ایک پمفلٹ کی صورت میں چھپوا کر تقسیم کیا جس سے بہت سر وصداء پیدا ہوئی،اس کے بعد اس نے میری کتابوں کے سرورق پر کچھ کلمات اضافہ کیئے،نماز کے ایک ہزار نکتے پر بہت تند وتیز مقدمہ لکھا،باقر جو بھی لکھتے وہ میرے حساب میں جاتا تھا،میں نے خاموشی اختیار کی کہ کہیں وہ یہ نہ کہیں کہ میں نے ان کی حوصلہ شکنی کی ہے لیکن جب ہماری مخالفت ومزاحمت شروع ہوئی تو وہاں سے اس کے چہرہ میں میرے لئے عبوسیت آنا شروع ہوگئی، میں بار بار پوچھتا رہا کوئی مسائل ہیں تو بتاؤ لیکن نہیں بتایا یہاں تک کہ اس نے اس عرصے میں میری کتابوں پر صرف

ایک دو سال تک کچھ کام کیا، پھر اس نے سلام کرنا بھی چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اپنے کاموں میں میری اجازت کو غیر ضروری سمجھنے لگے، باہر جاتے وقت نہیں بتاتے تھے کہ میں فلاں جگہ جارہاں ہوں جبکہ سعید جب بھی گھر سے باہر گیا یہاں تک کہ اگر شبیر کے پاس جاتا تھا تو بھی کہہ کر جاتا کہ میں وہاں جارہا ہوں۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی میرے ساتھ ہمیشہ یہ سنت رہی کہ میں نے جب بھی اپنے ادارے کے بارے میں غیر اللہ سے امید قائم کی، فوراً اللہ نے مجھے اس کی سزا دی کہ تم نے ایسا کیوں کیا چنانچہ ان دونوں نالائقوں نے مثل سعید حیدر مجھ سے اور میرے ادارے سے نفرت اور بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان کیا۔

۱۔ میرے فرزند کا میرے ساتھ سلوک محقرانہ ومشاجرانہ جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی، روز بروز بڑھتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔

۲۔ شبیر کوثری تمام تر توجہ ونظارت سے نگرانی کررہا تھا، اس سے اندازہ ہورہا تھا کہ وہ کسی موقعہ کی تلاش میں ہے۔

۳۔ ۴۰ سال سے زائد عمر والے کو حوزہ میں داخلہ ملنا لمحہ فکریہ ہے۔

۴۔ وہ عرصہ چھ سات سال سے ہمیں سلام کرنے کا اہل نہیں سمجھتا ہے۔

۵۔ میں نے اس عرصہ میں صادق اور بڑی بیٹی اور داماد سید سعید سب کو واسطہ بنایا، ان سے کہا کہ آپ لوگوں کی شرعی وعقلی ذمہ داری ہے کہ آپ ان کو سمجھائیں، اگر ہماری غلطی ہے تو مجھے بتائیں تو انہوں نے صرف اتنا جواب دیا کہ وہ نہیں مانتے ہیں، انہوں نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا، ان کی طرف سے نہ تو مطالبات کا اور نہ ہی شکایات کا ذکر ہوا، صرف اتنا کہتے تھے کہ وہ نہیں مانتے ہیں' یہ بات اتنی سادہ بھی نہیں بلکہ مسئلے میں وہ سب شریک ہیں، اصلاح فریقین کے مسائل میں ایسا جواب دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتا ہے یا انہوں نے دونوں طرف مل کر یہی جواب بنایا ہے یا ان لوگوں نے دونوں سے خیانت کی ہے لہٰذا امید نہیں کی جاسکتی ہے کہ مجھے بعد میں انصاف ملے گا۔

۶۔ سرمایہ داروں کے لئے یہ آیت کافی ہے کہ جب وہ خود کو بے نیاز دیکھتے ہیں تو ان کی طغیانی وسرکشی بڑھ جاتی ہے، یہ بیک وقت کفر والحاد کی باتوں کو بھی مستحکم کرانے میں حصہ دار بنتے ہیں اور دوسری طرف ان کے دین ودیانت کا یہ عالم ہے کہ ایک خطیب کو بلا کر اسلام ومسلمین کا مسخرہ کراتے ہیں۔

میرے خلاف متحدہ محاذ بن گیا:

ایک فکر ونظریے کوگرانے اور زمین بوس کرنے کے لئے ایک شخص اور ایک گروہ کافی نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے متحدہ محاذ بنانا ضروری اور ناگزیر ہوتا ہے اس اصول کی روشنی میں دیکھا جائے تو دارالثقافۃ الاسلامیہ کے خلاف ہونے کے اسباب نمایاں نظر آئیں گے، اس وقت ملک کے گوشہ و کنار میں کوئی ایک بھی ایسا عالم دین نہیں ہوگا جن کے خلاف کوئی نہ ہو اور جو سب کے لئے قابل قبول ہو لیکن میرے نام کے ساتھ کہتے ہیں کہ ''وہ متنازعہ شخصیت ہیں''، یہ جو جامعہ روحانیت کراچی کہاں گی، زہرا اکیڈمی والوں کا کیا حشر ہوا، وہ ایک دوسرے سے نہیں ملتے ہیں، کسی نے کاروان بنایا، کسی نے کمیٹی بنائی، بلتستان میں دیکھا جائے آقائے جعفری صاحب پورے ضلع بلتستان کے قائد ہیں لیکن سوائے محدود علماء کے تمام علماء ان کے خلاف ہیں یہاں تک کہ ہمارے دوست قدیم جناب حاجی محمد علی اور امین صاحب نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو بھی علماء آقائے جعفری کے خلاف اٹھیں گے، ہم ان کا ساتھ دیں گے چاہے وہ کتنے فاسد الایمان والعمل کیوں نہ ہوں حتیٰ وہ فاسد عزائم ومنشور ہی کیوں نہ رکھتے ہوں چنانچہ انہوں نے جان علی شاہ کاظمی صانع خرافات محترم آغا ضیاء الدین اور خلفاء کرام کے خلاف سب وشتم کرنے والے بہشتی غالی اور حال ہی میں وحدت مسلمین کے نام سے وحدت ملحدین والوں کا ساتھ دیا ہے، کافی علماء حتیٰ ان کے شیخ غلام محمد بھی آقائے جعفری کے خلاف ہیں لیکن چونکہ یہ ایک دو گروہ تھے لہٰذا جعفری کو نہیں گرا سکے اور وہ آج بھی قائد ہیں لیکن ہمارے خلاف مہم جوئی ایک گروہ و جماعت کی نہیں بلکہ ایک متحدہ محاذ کی ہے۔

۱۔ وکلاء مراجع ہمارے خلاف ہیں۔

۲۔ تنظیمی نوجوان آئی ایس او، اصغریہ، آئی او وغیرہ۔

۳۔ اصحاب مدارس، اساتید وطلاب۔

۴۔ ذاکرین کرام۔

اسی طرح محترم مرتضیٰ زیدی بھی میرے مخالفین کی صف میں اس وقت شامل ہو گئے جب سے آپ نے ذاکری شروع کی ہے آقائے جعفری کو ذاکری نہیں آتی تھی، وہ اس سلسلہ میں میری شکایت نہیں کرتے تھے، آپ اس وقت میرے خلاف ہوئے جب میں نے آغا خانیوں اور سوشل ازم کے حامیوں کے خلاف بولنا اور لکھنا شروع کیا، یہ آپ کو ناگوار گزرا تھا لیکن اُس وقت آپ نے علانیہ مخالفت نہیں کی، لیکن تنظیمی ساتھیوں نے جب میری کتابوں پر

پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تو پھر آپ نے فرمایا آپ نے بجری کا کردار ادا کیا ہے۔

وکلاء کے لئے کتاب افق گفتگو نا قابل برداشت بنی:

میں نے جو کچھ افق گفتگو میں لکھا ہے وہ ایک عالم دین یا اس ملت کا نمائندہ بن کر نہیں لکھا ہے بلکہ اس ملت کی ایک رعیت کی حیثیت سے لکھا تھا تا کہ میں عوام یہود جیسا نہ بن جاؤں، وہ اپنے کلیسا کے سامنے اساقف و بطارائق کے خلاف کچھ نہیں بول سکتے، انہیں حلال وحرام کے بارے میں بات کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، میں نے سمجھا کہ یہ دین کلیسا نہیں ہے لیکن اندر سے یہ ایسا ہی تھا چنانچہ قم اور قم سے فارغ ہونے والوں نے میرے اوپر الزام لگایا ہے کہ میں نے ان کے اسرار کو فاش کیا ہے چنانچہ یہ گھنٹہ بھر کے خطاب میں الوہیت، توحید و رسالت اور آخرت بلکہ اصل دین کو گرانے کی باتیں کرتے ہیں۔ بطور مثال جہاں جہاں نبی کریمؐ کی عظمت و بزرگی اور آپؐ کی حقانیت کا مظاہرہ کرنے کا موقعہ آتا ہے وہاں علی کا نام لیتے ہیں اور اس منطق کے تحت نبیؐ کا نام لینے سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ ان کے بقول علی نفس رسولؐ اللہ ہیں، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ ذکر علی بھی ذکر رسولؐ ہی ہے۔ وہ کبھی نہیں کہیں گے کہ ذکر رسولؐ ہی ذکر علی ہے' کیونکہ خطداحیون کے عقیدے کے مطابق روح محمدؐ نے علی میں حلول کیا ہے اور چونکہ انہوں نے محمدؐ کو گرانا ہے لہٰذا ایسا نہیں ہے کہ وہ پیغمبر اکرمؐ کے بلند مقام سے ناآشنائی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں بلکہ مقام رسولؐ کو جانتے بوجھتے ہوئے انہیں اس مقام سے گرانے کے لیے ایسا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی نفس رسولؐ ہے۔ کیا ان سے اس کی وضاحت طلب کی جائے جبکہ یہ لوگ اس وقت نفس رسولؐ اللہ سے مراد علی کا نبوت میں شریک ہونا لیتے ہیں ان سے پوچھیں اس سے مراد کیا ہے تو کہتے ہیں نفس رسولؐ اللہ سے مراد جانشین ہے، امامت ہے، پوچھیں کہ امامت کو کیسے چلائیں گے تو کہتے ہیں علم سے، علم کہاں سے آئے گا' کہتے ہیں تعلیم یا القاء رسولؐ سے، اگر سوال کریں رسولؐ کیسے القاء کریں گے تو یہاں ان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

تنظیمی ساتھیوں کے لئے ان کی مجلس عاملہ کی میز پر کاغذی رومال بننے سے انکار ان پر گراں گزرا، مدارس وحوزات والوں کے لئے مدارس وحوزات پر نگارشات گراں گزریں، ذاکرین کے لئے تو واضح ہے کہ دور قاجاری و پہلوی میں لکھے گئے مقاتل امام حسین روضۃ الشہداء، اسرار الشہداء، مجالس امام حسین میں طریق البکاء کے اکاذیب پر

قدغن ناگوار گزری، ہمارے مخالف زیادہ تر ذاکرین طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے یہ اعلان میانوالی کے صدر نشین ذاکر و شاعر کے لئے گراں گزرا، آپ نے ہمارے خلاف لکھا، حوزہ علمیہ قم سے فارغ علماء میں سب سے پہلے ہماری کتابوں پر اظہار خفگی و ناراضگی جناب راجہ ناصر صاحب نے کی کیونکہ وہ اپنی اکاذیب سے زیادہ لطف اندوز ہوتے تھے، ان کے مصائب اہل بیت میں جھوٹ آقائی جواد نقوی کو بھی برداشت نہیں تھا چنانچہ مورگاہ میں منعقدہ سیمینار حسین شناسی میں انہوں نے شکایت کی کہ آقائے جواد نقوی اس سلسلہ میں میرے حق میں تھے چنانچہ وہ بقیۃ اللہ کے سیمینار حسین شناسی میں مجھے اپنا نائب بنا کر تشریف لے گئے تھے لیکن آپ نے اس وقت سے مخالفت کرنا شروع کی جب آپ بھی ان اکاذیب سے لطف اندوز ہونا شروع ہوگئے۔

چنانچہ ہماری طرف سے حضرت امام حسین کے قیام کے بارے میں ہونے والے مظالم و اکاذیب کو رد کرتے کرتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذاکر و روضہ خوان حضرات نے متحد ہوکر ہمارے استعمال قلم پر بھی پابندی لگائی تو ہم نے قرآن کریم پر ہونے والے مظالم کو اٹھایا، پھر اہل بیت کے نام سے اہل بیت پر ہونے والے مظالم کا اپنے قلم سے دفاع کیا۔

ہم نے ناکام تجربہ کو نہیں اپنایا، صانع خرافات جناب آغا افتخار نقوی اپنے مجہول النسبت مجلّہ پیام زینب میں لکھتے آئے ہیں کہ شیعہ مذہب میں چند ایسے گراں قدر کارنامے ہیں جو کسی قوم کو نصیب نہیں ہوئے، کاش یہ فرقے والے ہماری ان دو چیزوں پر غور کر لیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان دو سے اہل مغرب کو بہت چڑ ہے اور ان دو چیزوں نے ہی شیعت کو زندہ رکھا ہوا ہے، ا۔تقلید جس کی وجہ سے شیعہ ابھی زندہ ہیں ۲۔ ماتم یعنی مصیبتوں میں رونا جس سے شیعوں کو بہت فائدہ ہوا، اس پر میں نے از خود بہت غور کیا اور عمل کیا لیکن انہیں فکر اور تجربہ سے غیر مطابق پایا، چوتھی صدی سے یہ عمل عالم اسلام میں شروع ہوا ہے، لیکن عالم غرب جس نے عالم اسلام کی ہر قیمتی چیز کو غارت میں لیا لیکن ان کی بڑی غلطی کہ وہ اس عظیم سرمایہ کو نہیں لیکر گئے حتیٰ کہ ہمارے پاکستان والے جو نقل کرنے میں جلدی کرتے ہیں انھوں نے بھی اس کی نقل نہیں کی، میں خود مصائب پر زیادہ تر رویا ہوں اور آنسو بہائے ہیں، یہاں تک کہ الحادیوں کی یلغار اور فرقوں کے انتشار کو دیکھ کر امام مہدی کو پکار پکار کر بہت رویا تھا، نہ امام مہدی آئے اور نہ ہماری مصیبت میں کمی آئی، معلوم ہوا رونا کسی درد کی دوا نہیں۔ ہم نے اب بھی مصیبت میں حسب

عادت بہت دفعہ رونے کی تیاری کی، آنکھوں میں حرکت آئی لیکن کسی نے کہا رونا نہ رونا آپ کی مرضی، فائدہ کچھ نہیں ہوگا۔

شیعہ اور سنی یا وہابی:

ہماری تالیفات اپنی ابتداء تاریخ سے شیعیان خطراحیون کے نزدیک مطعون تھیں چونکہ یہ کتابیں اسلامی عقائد کی بنیاد پر تالیف ہوئی تھیں رفتہ رفتہ ان میں رنگ اسلامی چھا گیا، خطراحیون کا رنگ دھلتا جاتا تھا تو ان کا غیض وغضب بڑھتا جاتا تھا یہاں سے بعض نے مجھے سنیوں کا اتحادی قرار دیا تھا اور زیادہ غصے والے وہابی کہتے تھے' چنانچہ استاد جامعہ کوثر محترم میرزا حسین نے مجھے کہا آپ کی کتابوں سے سنیت کی بو آتی ہے چونکہ وہ حضرات خود ان کے مخالف اتحاد میں تھے کیونکہ وہ بغیر اتحادی جی نہیں سکتے تھے اور اس لیے کہ وہ فرق و مذاہب سے تعلق رکھتے تھے، فرق و مذاہب اپنے مذہب اور عقائد میں لنگڑے ہوتے ہیں لنگڑا چل نہیں سکتا ہے، اس کو چلنے کے لئے ایک مصنوعی پاؤں کی ضرورت رہتی ہے لہذا وہ کسی اتحادی کا نیازمند رہتا ہے چونکہ وہ دیگر مذاہب اسلامی سے زیادہ عداوت ونفرت رکھتا ہے، اس لیے اس کا ان سے یکجا اور جمع ہونا محال رہتا ہے لہذا وہ ہمیشہ ضد اسلام مذاہب و فرق سے اتحاد کرتا ہے مثلاً الحادیوں یا سیکولروں سے اتحاد کرتے ہیں یا کم سے کم ملحد اسماعلیوں اور قادیانیوں سے اتحاد کرتے ہیں۔

چنانچہ اس سال بھی یعنی ۱۴۳۵ھ میں یوم پاکستان کے موقعہ پر ضد جمہوریہ اسلامی پاکستان یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہنود سب کی پسند کے مطابق نئے پاکستان کا اعلان کیا گیا تو ان سے اتحاد و یکجہتی کیلئے قائد وحدت مسلمین گئے تھے۔

جب ہمیں اپنے ساتھ نہیں پایا تو انہوں نے ہمیں ڈرانے، خوف زدہ کرنے اور مرعوب کرنے کے لئے سنی یا وہابی کہنا شروع کر دیا لیکن ہم نے بیان وقلم سے اس کی تردید کی اور نہ ان کی ضد میں آ کر اپنے سنی یا وہابی ہونے کا اعلان کیا، اگر میں اسے رد کرتا تو وہ اس میں مزید تیزی دکھاتے اور اس کے ساتھ اور بھی قصہ کہانیاں بناتے چنانچہ ان کی ضد میں میں نے سنی یا وہابی ہونے کا اعلان نہیں کیا البتہ یہ ضرور لکھا کہ خطراحیون سے سنی و وہابی کئی گنا بہتر ہیں وہ اساس اسلام کا اعتراف تو کرتے ہیں لیکن میرا یہ نظریہ اصول مسلمہ سے متصادم ومتعارض تھا کیونکہ عمر بھر کی

تحقیق کے بعد اب میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مذاہب تمام کے تمام سرے سے بے بنیاد اور باطل ہیں۔
اسلام میں مذہب کی کوئی گنجائش نہیں ہے' کیونکہ مذہب اسلام سے ہٹ کر کوئی راستہ یا طریقہ نجات بنانے کو کہتے ہیں، اس کی قرآن میں مذمت آئی ہے، جہاں دین کا ایک حصہ بھی چھوڑیں گے وہاں مصداق کفر صدق آتی ہے اور جہاں ان سے اتحاد کریں گے وہاں آپ کا یہ عمل آیات کثیرہ سے متعارض قرار پائے گا گویا کہ آپ نے ایک قسم کے الحاد اور انحراف سے اتحاد کیا ہے نیز الحمد اللہ ہم اسلام کے حوالے سے کسی بھی دن لنگڑے نہیں ہوئے ہیں، جس دن خطراحیون نے سنّتی کی جگہ عترتی کا اضافہ کیا، اس دن معلوم ہوا کہ یہ لوگ سنت رسولؐ اللہ سے کس قدر چڑتے ہیں' جس طرح اس سے پہلے وہ قرآن سے چڑتے تھے، حدیث ثقلین میں عترتی لگانے کے بعد وہ قرآن اور سنت دونوں سے لنگڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ خطراحیون کے نزدیک اصل قرآن تو ان کے امام مہدی کے پاس ہے، اگر یہاں بھی ہو تو ان کے نزدیک قرآن پیغمبرؐ و امام کے علاوہ کسی کے لیے قابل فہم نہیں ہے، انہوں نے سنت پیغمبرؐ کی جگہ عترتی لگا کر سنت سے انحراف کیا اور اپنے مذہب کا نام جعفریہ رکھنے کے بعد وہ اہل بیت سے بھی محروم ہو گئے، اب وہ تمسیخ و تعطیل شریعت، الغاء شریعت اور ابطال ختم نبوت والوں کے ساتھ ہیں لیکن میرے نزدیک سنی و وہابی کبھی اپنے غالیوں کو رد کرتے ہیں، کبھی ان سے اتحاد کرتے ہیں، ہم الحمد اللہ پہلے دن سے الی یومنا ھذا قرآن اور سنت محمدؐ سے متمسک ہیں، نہ ہم مذہبی ہیں، نہ مذہب والوں کے اتحادی ہیں اور نہ ہم کسی بھی حوالے سے لنگڑے ہیں اور جب ہم لنگڑے نہیں ہیں تو کیوں کسی سے اتحاد کریں۔

نقصانات کا تاسف اور حزن وملال:

کسی بھی نقصان پر افسوس ہونا یا محزون و مغموم ہونا طبیعی ہے' لیکن نقصانات کے بھی اسباب وعوامل ہوتے ہیں جیسے اعزاء و اقرباء کی فوتگی۔ نقصان اگر معمولی ہو تو انسان حزن وملال پر اکتفاء کرتے ہیں، پھر صبر سے اپنے آپ کو قابو کر لیتے ہیں، اگر نقصان زیادہ ہو تو انسان دیر تک پریشان رہتا ہے مثلاً کسی بے اولاد میاں بیوی نے حاملہ جنین سے امید باندھی ہو اور وہ سقط ہو جائے تو دونوں محزون ہو جاتے ہیں، اگر نومولود پیدا ہونے کے چند دن بعد فوت ہو جائے تو اس پر زیادہ افسوس ہوتا ہے اور اگر کسی کی اولاد اور خصوصاً بیٹا جوان ہونے کے بعد مر ے تو گویا والدین کے لیے قیامت برپا ہو جاتی ہے یہاں انسان اس نقصان کو قضاء مشیت یا رضائے الٰہی قرار دے تو

اس کا دکھ اور حزن وملال کم ہو جاتا ہے بعض نقصانات سنت جاریہ کوئی ہیں اگر نقصان یہ ہو کہ کسی انسان کے ساتھ ظلم یا زیادتی ہوئی ہے تو اس کا اثر زیادہ دیر پا ہوتا ہے کسی کو گرفتار یا اغواء کرلیا جائے تو لوگ اس کے اظہار حزن وملال کے لیے ردیف وقافیہ والے کلمات استعمال کرتے ہیں تو اگر خود نہیں کر سکتے ہیں تو دوسروں کے سجائے ہوئے کلمات پڑھتے ہیں جنہیں مرثیے کہتے ہیں ہم اپنے پیشہ دینی کے حوالے اور خاص کر قائم ادارے کے حوالے سے اس فرزند سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے لیکن وہ میری امیدوں پر پورا اترنے سے پہلے سقط ہوئے یا کسی بے رحم جانی دشمن بلکہ دین سے انتقام لینے والے خطابیوں کے اغواء میں چلے گئے تو اس حوالے سے میرے یہ کلمات فقد اس فرزند کا مرثیہ شمار ہوں گے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ اس کی حفاظت اور نگہداری ونظارت میں دیگر اولادوں کی نسبت زیادہ تساہل برتا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس فرزند کو زیادہ آزادی ملنی چاہیے، وہ جو چاہے اس کو کبھی مایوس نہیں کرنا چاہیے، اس کی بڑی بڑی غلطیوں سے چشم پوشی کرنی چاہیے، اس کے تمام مطالبات منظور کرنے چاہئیں ،یہی تصور اس کی آخرت کی بربادی و خرابی اور برے روزگار کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، آخر میں یہی اولاد اس باپ کی دشمن اور باپ کے دشمن کی دوست بن جاتی ہے اور یہ فرزند آخر میں لوگوں کی نظروں میں منفور ومنحوس بننے کے ساتھ ساتھ اپنے گھر میں دشمن کی آرزوؤں اور امیدوں کا محافظ وپاسدار بن جاتا ہے۔

یہاں سے یہ بات واضح ہونا چاہیے اور اس میں ابہام نہیں رہنا چاہیے کہ اسماعیل سے مراد کبھی باپوں کے اسماعیل ہوتے ہیں، کبھی معاشرے کے اور کبھی علاقے کے اسماعیل ہوتے ہیں، کبھی پورے ملک وملت کے لئے اسماعیل ہوتے ہیں، اس دروازے سے خطابیوں اور قداحیوں کے شکاری دشت وجنگلات، بر و بحر اور دریاؤں میں اپنے اسماعیلوں کو تلاش کرتے ہیں۔

ہر ایک اپنی بساط واستطاعت اور قوت خرید کے تحت بازار عکاظ میں خود کو حاضر کرتا ہے، جس طرح کوئی بوڑھی عورت بازار میں داخل ہوتی ہے کوئی پورے مملکت کی سطح کے اسماعیل کی تلاش کرتا ہے اور کوئی خاندان اور کوئی گھر کے یوسف واسماعیل کی تلاش کرتا ہے۔

اسی طرح شبیر کوثری نے ہمارے بیٹے کو اپنے قابو میں کیا یہاں تک کہ وہ ان پر مکمل طور پر مسلط ہو گئے تھے، اب وہ

دوسرے مرحلہ میں داخل ہونا چاہتے تھے، چنانچہ اس کے آثار میرے سفر حج پر جانے سے پہلے اس وقت سامنے آئے جب وہ موٹر سائیکل خریدنے کی تیاری کر رہے تھے چنانچہ میں حج کو گیا تو وہاں سے ان سے رابطہ میں تھا، ٹیلی فون ہوتے رہے لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا، جب میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے کمرے میں روڈ کی طرف کھلنے والی کھڑکی اکھاڑ کر سلائڈنگ والی کھڑکی لگا دی گئی تھی، میں خاموش رہا، غصے کو اندر ہی پی لیا، کچھ بولا نہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے، وقت کا انتظار کیا، وہ مجھ سے خرچ ازخود نہیں مانگ رہے تھے میں خود دیتا تھا چنانچہ ایک موقعہ آیا تو میں نے ان سے کہا یہ کھڑکی کیوں بنوائی اور کس کی اجازت سے بنوائی اور کس نے اس کے لیے پیسے دیئے ہیں، یہاں سے اختلافات اپنی انتہاء کو پہنچے، وہ بتا نہیں سکے تو یہاں سے وہ تشدد پر اتر آئے اور شبیر کو گھر میں بلا کر ان کے سامنے میری کتابوں سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔

یہ گھر کے تمام راز و اسرار ان تک پہنچاتے تھے پھر شبیر کوثری اس کے ذریعہ اس گھر کو ویران و برباد کرنے کی منصوبہ بندی کرتے تھے، وہ اس فرزند کو اسی آیت کریمہ کا ورد کراتے تھے جو یوسف کے بھائی آپس میں ایک دوسرے کو سناتے تھے کہ ہمارے باپ کی تمام تر توجہ صرف یوسف پر لگی ہوئی ہے، وہ اس سلسلہ میں جادۂ مستقیم سے منحرف و گمراہ ہیں، ہمیں اپنے باپ پر بھروسہ کرنے کی بجائے اپنے لئے ازخود سوچنا چاہیے، یہی بات منافقین معاشرے میں اسماعیلیوں کے اغواءگر اسماعیلیوں سے کہتے ہیں۔

انہوں نے ہمارے گھر کے کتنے رازان کو بتائے، یہ اللہ جانتا ہے لیکن اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں تھی کیونکہ میرا خلوت وجلوت ایک تھا لہذا باہر والے مخالفین کتنے لوگوں کو میرے گھر میں یہاں ملازمت کے نام سے لائے ہیں لیکن ابھی وہ اس بات پر خود شرمندہ ہیں اگر ہمارے ہاں قرآن وسنت رسولؐ کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہوتا تو ہم کب سے ختم ہو چکے ہوتے، اس لئے مجھے یہاں کسی راز کے چوری ہونے کا خطرہ نہیں ہے لیکن ایک بیٹا جسے میں نے علم دین پڑھنے کے لئے بھیجا ہو، وہ معمولی بات کو بھی بڑا بنا کر پیش کریں اور اس میں کسی کے کہنے پر یا نادانی میں کچھ نہ کچھ جھوٹ کی آمیزش بھی کر دیں تو مجھے ان کی خیانت کا دکھ تو ضرور ہوگا، اس کے علاوہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تاریخ کو مسخ کرنے والے گروہ میرے مرنے کے بعد ان کو فرسودہ عقائد کا محافظ و مجاہد اور قربانی دینے والا مظلوم اور مجھے ظالم بنا کر پیش کریں لہذا میں ان کے اصل چہرے اور متعلقہ حقائق کو صفحۂ قرطاس پر لایا ہوں کیونکہ دین سے دفاع

سب چیزوں پر مقدم ہے۔

جس کے پاس اپنے فرسودہ عقائد کے لئے دس منٹ بولنے اور دس صفحات لکھنے کی صلاحیت نہ ہو، اُس بیٹے نے اپنے اُس باپ سے برات کا اعلان کیا جس نے چندین کتابوں میں اس فرقے کے علماء کو دعوت دی کہ وہ اپنے عقائد و نظریات کی اصلاح کریں، یہاں سے دیکھیں اس کی غلاظت میں کتنا اثر تھا' چنانچہ لقمہ حرام کھانے والوں کے بارے میں امام حسین نے فرمایا ان کے شکم مال حرام سے پُر ہو چکے ہیں لہٰذا ان پر کسی کا وعظ اثر نہیں کرے گا چنانچہ باقر نے تنہا ہم سے بیزاری کرنے پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ عرصہ دس سال پڑھنے کے بعد تمام دروس ان کے صفحہ دل سے مٹ گئے اور چند گھنٹوں میں شبیر کے اسباق ان کے اندر نقش حجر بن گئے یہاں تک کہ جاتے وقت اس نے وہی بات کہی جو شبیر نے ان کو سکھائی تھی کہ تمہارے گھر میں تمہارے ساتھ بڑی نا انصافی والا سلوک ہو رہا ہے تمہارے والد روح اللہ اور مہدی کو جس پیار و محبت سے دیکھتے ہیں تمھیں نہیں دیکھتے جبکہ میں اپنی دینی حیثیت کی بقاء انہی کے چہرے میں دیکھ رہا تھا اور ہم چار سال سے روح اللہ اور مہدی سے بات بھی نہیں کر رہے تھے۔

انہیں غلاظت کھلانے والے وقتاً فوقتاً سبق بھی دیتے رہتے ہیں اگر وہ انہیں کہیں اِدھر اُدھر امر و نہی کرتے دیکھتے تو ان کی کھنچائی اور سرزنش بھی کرتے تھے، اس طرح سابقہ اسباق انقلابیات بھی ان کے صفحہ ذہن سے مٹ جاتے ہیں چنانچہ ہمارے فرزند نے مجھے ایک عرصے سے سلام کرنا چھوڑ دیا تھا میرے پاس بیٹھنا تو دور کی بات ہے وہ مجھے دیکھ کے منہ بناتے تھے، چندین دفعہ اس نے ہم سے کہا کہ آپ نہیں سمجھتے ہیں، کیا وہ اور ان کی زوجہ سمجھتے ہیں ان کو کھلانے والے نے انہیں ہم سے ایک قسم کا بے نیاز کر رکھا تھا، اس صورت حال میں کسی موقعہ پر جب میں ان سے پوچھتا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے تو کہتے نہیں، میں کہتا کہ کچھ چاہیے تو میں دے دوں تو کہتے آپ کی مرضی ہے، ہم سمجھتے تھے کہ یہ شرماتے ہیں لیکن ایسا نہیں تھا کیونکہ انہوں نے کئی بار اپنے کمرے میں میز تبدیل کیے تھے اگر وہ شبیر کوثری سے پیسے نہیں لیتے تو یہ میز کیسے تبدیل ہوئے ہم سمجھتے تھے کہ علم دین پڑھا ہوا انسان آخر میں اتنا خراب نہیں ہوگا۔

یہاں ایرانی مدرسہ اور خونسار کے حوزہ سے فارغ ہو کر ان کی ازدواج ہونے اور صاحب اولاد ہونے کے بعد بھی وہ مجھے چار پانچ سال تک ستاتے رہے اور پھر وہ مجھے اس بڑھاپے میں چھوڑ کر دوبارہ عمر عزیز کو قرآن و سنت و تاریخ

وعقائد اسلام سے عاری حوزۂ علمیہ میں تحقیق کے لئے چلے گئے اسوقت میں نے آغا سعید کے حضور میں کہا کہ ان مدارس اور حوزوں سے پڑھنے کے خلاف بولنے اور لکھنے کی وجہ یہی تھی کہ ان کو دین و شریعت کا مصدر قرآن اور سنت میں استعمال ہونے والے کلمات کی الف با ءتک نہیں آتی ہے، وہ وہی کچھ جانتے ہیں جو مفروضات انہوں نے اساتید اور مقررین کی زبان سے سنے ہوتے ہیں۔ فقہ کے بارے میں بھی وہ سنی سنائی باتوں سے زیادہ کچھ نہیں جانتے حتیٰ کہ ان کو اپنے روزمرہ استعمال ہونے والے کلمات کے لغوی اور اصطلاحی معانی بھی نہیں آتے چنانچہ ان تینوں نے مجھے کہا کہ آپ کو اپنے عقائد ہم پر تحمیل کرنے کا حق نہیں پہنچتا ہے حالانکہ ان کو کلمہ تحمیل کا معنی بھی نہیں آتا ہے تحمیل کا کلمہ وہاں استعمال ہوتا ہے کہ جہاں ایک فریق کسی عمل کو کرنے پر دوسرے کو مجبور کرتا ہے اور نہ کرنے کی صورت میں دھمکی دیتا ہے۔

میں نے ان کو اپنے عقائد کی دعوت زبانی دی تھی نہ تحریراً حالانکہ از روئے دین و شریعت یہ حق شخص اجنبی کو بھی حاصل ہوتا ہے، دین کا مطلب ہی دعوت ہے چہ جائیکہ میں ان کا باپ ہوں، بچپن سے لے کر اب تک ان کی ضروریات زندگی پوری کرتے آیا ہوں، میں نے ان سے صرف یہی کہا تھا کہ سرمایہ داروں سے اور بالخصوص مذاہب فاسدہ و باطلہ اسماعیلیوں اور شباب مومنین سے رقم وصول نہ کریں، یہ زہر قاتل ہے، اسے نہ کھائیں گویا میں نے ان کو نجس یا نقصان دہ چیز نہ کھانے کے لئے کہا تھا اور کہا تھا کہ قناعت و کفایت شعاری کریں، اگر کوئی کمی رہ جائے تو ہم پورا کریں گے تحمیل سے ان کی مراد یہ تھی کہ میں ان کو کسی قسم کی ہدایت و نصیحت نہ کروں، میں ان کو یہ بھی نہ کہوں کہ تمہارا عقیدہ فاسد و بے بنیاد و بے اساس ہے وہ میرے مخالفین سے ملتے وقت میرا مذاق بھی اڑائیں، اپنے دلوں میں مجھے برا بھی سمجھتے ہوں اور میرے دشمنوں اور مخالفین سے دوستانہ روابط اور تعلقات بھی رکھیں، اس کے باوجود وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں اس سے چشم پوشی کروں گویا وہ دونوں ہاتھ سے لطف اندوز ہوتے رہیں اور میں مذموم خلائق ہو جاؤں۔

میں ان کے چہرے کے اثرات اور انداز گفتگو کو نوٹ کرتا اور بعد میں اس کا تجزیہ و تحلیل کرتا تھا اس کا ایک منظر دیکھیں کہ جب میرا ہر طرف سے گھیراؤ کیا گیا اور ادارہ بھی بند ہو گیا، عزیز و اقرباء اور دوستوں نے چھوڑ دیا تو میں نے شبیر اور عمار سے کہا کہ میں گھر میں پریشان ہوں، بچے بھی پریشان ہیں، آپ ہمیں مشورہ دیں، میں چاہتا ہوں

اہل خانہ کو تسلی کے لئے عمرے پر لے جاؤں جہاں انہیں مرکز دعوت اسلامی دکھاؤں تو انہوں نے کہا اچھی بات ہے، پاسپورٹ وغیرہ کسی ایجنسی کو دیا، ویزا لگا یا، نصف خرچہ شبیر نے دیا لیکن واپسی پر باتوں باتوں میں پوچھنے لگا کہ سونے کی دکان دیکھی یعنی مولوی گداگری کرتے ہیں اور گھر والوں کے زیورات بناتے ہیں یہاں سے دیکھیں کہ ان کے لفافہ میں کتنی خودکش عزت و آبرو ہوتی ہے لہٰذا میں ان کے سامنے خاضع نہیں ہوتا تھا اور بعض دیگر ان کی طرح ان کے ساتھ خاضعانہ انداز سلوک کو نہیں اپنایا تھا، میں نے ان کو سرکار عالی کبھی نہیں کہا، لہٰذا ان کے ساتھ ابتدائی دنوں کے بعد سردمہری شروع ہوگئی تھی۔

کہتے ہیں صدقہ ضروری ہے، صدقہ سب کچھ کرتا ہے کیونکہ ان کے پاس مال ہے اور زر پرستوں کا معبود برحق مال و زر ہی ہے، وہ زر ہی سے سعادت حاصل کرتے ہیں اور زر ہی سے دفع بلا کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ وہ وہاں میرے خلاف ان کو پیچھے رکھ کر کوئی مہم شروع کریں، ان کے پاس وسائل ہیں، ان کے پاس بیہودہ باتوں کے خریدار ہیں جبکہ میری کتابوں کی آواز پر بندش ہے لہٰذا مجھے کچھ نہ کچھ اپنے دفاع میں کرنا ہے، یہ بھی درست نہیں کہ ان مسائل کو اندرون خانہ ہی رکھنا چاہیے، اگر ایسا ہوتا تو اللہ بھی حضرت نوحؑ و ابراہیمؑ کی باتوں کو اندرون خانہ رکھتے امام صادق بھی اپنی ناراضگی کو مخفی رکھتے، جبکہ میرے اور میرے بیٹے کے درمیان اختلاف صرف خانہ داری نہیں بلکہ دینی ہے، اگر خانہ داری اختلاف ہوتا تو گزشتہ بیس سال میں ہوتا، ہمارے اور بیٹے کے درمیان اختلافات اس وقت نمودار ہوئے جب خطیب خوجہ کو اپنے مسلسل سوالات میں کوئی محکم ٹھوس نکتہ میرے خلاف اٹھانے کیلئے نہیں ملا اور کوئی میرے عقائد کے خلاف بولنے اور لکھنے کے لئے نہیں ملا، وصی ان کے کام نہیں آئے تو اس نے حضرت ابلیس کی اجازت سے اس کے طریقہ کار سے استعانت اور معاونت لے کر اندرون خانہ شر پھیلانا شروع کیا جہاں انہوں نے اس سلسلے میں مختلف زاویوں سے حملہ کیا۔ اس ملک میں ہر عالم دین کے ساتھ کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے شبیر کوثری سعید کو بار بار دکان پر بلاتے تھے، سعید اجازت لے کر جاتے تھے، میں ان کو روک نہیں سکتا تھا، چنانچہ ایک دفعہ قاسم نے مجھ سے کہا مہدی نے کہا ہے کہ آغا ہمیں باہر جانے سے روکتے ہیں گویا ہم بچے ہیں تو میں سعید کو کیسے روک سکتا تھا چنانچہ وہاں ہونے والی کلاس کی ایک دو باتیں وہ مجھے بتاتے تھے، آج انہوں نے یہ کہا ہے کہ گھر میں آپ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا ہے، آپ کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے، اس

طرح وہ لوگ ہمارے گھر کے مسائل سے واقف و آگاہ ہیں حالانکہ یہ سب جھوٹ در جھوٹ تھا گھر میں وہ میرے لئے اپنی اولادوں سے زیادہ عزیز تھے میں ان کو کس نظر سے دیکھتا تھا، وہ اللہ جانتا ہے چنانچہ ہم نے ان کو باقر کے ساتھ ملا کر وصی بنایا تھا، ہر قسم کی ضروریات پورا کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا نیز گھر میں سعید بچوں کی نظر میں سقراط و بقراط سمجھے جاتے تھے، آخر میں اگر وہ میری وجہ سے دل برداشتہ ہو گئے تو بچوں کی گرائش تو ابھی تک موجود ہے، سعید دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے کہ ہم سرمایہ داروں کے خلاف ہیں، ہم ان لوگوں کے معاوضے سختی کے ساتھ مسترد کرتے تھے۔

سعید نے ابھی تک حسب نقل خود میرے خلاف بولنے والوں میں سے کسی کو بھی رد کیا ہو، نہیں سنا ہے، لوگوں کے اعتراضات تو انہوں نے نقل کیے لیکن کسی کا بھی رد کیا ہو، نہیں سنا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ ایک دو جگہ تو ہوں گی کہ جہاں انہوں نے غلط الزام لگایا ہو اور جواب میں سعید نے کہا ہو کہ اس سلسلے میں آغا سے پوچھ کر جواب دوں گا، انہوں نے ایسا بھی کبھی نہیں کہا ہے، سعید کو اس طرح سے ہم سے الگ کیا گیا تھا، اس سے مجھ پر چنداں بُرا اثر نہیں پڑا ہے لیکن ان کو میں نے کسی بھی دن نہیں دیکھا کہ انہوں نے کبھی عربی یا فارسی کی کسی کتاب کو اٹھا کر دیکھا ہو۔

اولادوں کا باپ سے بغاوت وطغات:

اولاد کی باپ سے بغاوت وطغاوت کو دیکھا جائے تو صرف میری اولاد ہی میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر رہی اور اس بات میں بھی کوئی وزن نہیں کہ میری اولاد دوسروں کی اولاد کی بنسبت بہت بُری اور گندی ہے یا میں بحیثیت باپ دیگران کی بنسبت تنگ نظر و فرسودہ خیالات کا حامل انسان ہوں اور اولادوں کے ساتھ زیادہ بخیل و کنجوس ہوں بلکہ اس کے بعض اسباب وعوامل ہیں، بعض وجوہات قانون عام کی طرف برگشت کرتی ہیں چنانچہ اس وقت ملکی و عالمی سطح پر نسل انسانی یا مسلمانوں کو بگاڑنے اور اصل اسلام سے دور کرنے کے لیے ماحول سازگار بنایا گیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے قریبی حلقہ احباب اور ماحولیات کا اثر بھی رہا ہے، فی زمانہ نظام تعلیم کے اثرات بد سے بھی انکار ممکن نہیں اما جہاں تک قانون عام ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے کہ انسان اس وقت طاغی وباغی ہو جاتا ہے جب وہ اپنے آپ کو بے نیاز و بے محتاج دیکھتا ہے، جب کوئی انسان اپنی اولاد پر احسان کرتا ہے تو وہ بلامنت نہیں ہوتا بلکہ اسے اس میں سکون وقرار ولذت ملتی ہے، وہ کسی وقت بچوں کو ان احسانات کی یاد نہیں

دلاتا لیکن جب باپ کی جگہ کوئی دوسرا انسان کسی بچے کی ضروریات پوری کرے اور اس پر رقم خرچ کرے تو وہ رفتہ رفتہ باپ سے بے نیاز ہو جاتا ہے جس دن یہ بچہ صاحب مال و دولت اور صاحب حیثیت بنے اور اس وقت اتفاقی و ناگہانی طور پر اس کی نظر جب اس کے سابق دور کے مشفق و مہربان پر پڑتی ہے تو اس کی طغیانی و فرعونیت میں احساس کمتری اور ضعف و ناتوان گزشتہ نمودار ہوتا ہے لیکن چونکہ اب وہ صاحب مال و دولت و منصب اور صاحب حیثیت بن چکا ہوتا ہے اس لیے اسے اپنا محسن چھوٹا اور کم حیثیت نظر آتا ہے اور جب اسے خیال آتا ہے کہ میں اس کا نمک خوار تھا تو ایسے موقعہ پر نمودار ہونے والے احساس کمتری و ناتوانی اور ندامت کو ختم کرنے کے لیے وہ دو طریقوں میں سے ایک کو اپناتا ہے، یا تو وہ خود اپنے محسن اور اس کے محلے سے دور چلا جاتا ہے تا کہ وہ اپنے محسن کو بار بار نہ دیکھے یا اس بیچارے کو وہاں سے بھگا دیتا ہے۔ آج جو بچے اعلیٰ مناصب پر بڑے آفیسر بن کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنے بوڑھے اور نحیف و کمزور والدین کو دیکھ کر احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور انہیں یاد آتا ہے کہ یہ وہ محسن ہیں کہ جنہوں نے ہمیں پڑھا لکھا کر اس منصب تک پہنچایا۔ چنانچہ وہ انہیں دار الضعفاء یا دار الاوارثان یا دار الامان چھوڑ آتے ہیں تا کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل رہیں، یہ بات گزشتہ زمانے میں سنتے تھے کہ یورپ میں اولاد اپنے والدین کو اپنے سے دور بھگاتی ہے لیکن اب ایران اور پاکستان میں بھی یہ ثقافت فروغ دی جا رہی ہے اور والدین کے لیے دار الامان بنائے جا چکے ہیں، شاید اسی حقیقت ساطعہ کے تناظر میں یا حضرت علی سے منسوب روایت میں آیا ہے کہ انسان اس کے شر سے بچے کہ جس پر اس نے احسان کیا ہے۔

ہم نے اپنی اس مختصر عمر میں ایک دو نہیں چندین مثال و نمونے اپنے لئے دیکھے ہیں، نجف میں قیام کے دوران میں نے بعض کو خطاب کرنے یا اقتصادی مشکلات میں تعاون کیا لیکن انہوں نے یہاں آ کر میرے ساتھ بہت برا سلوک کیا، اسی طرح بلتستان میں اپنے علاقے میں جس کو ہم نے اپنی جگہ پر وارث بنایا ہے، اسی نے ہی میری کتابوں پر پابندی لگائی، اس تسلسل میں میرے فرزندان بھی ہو سکتے ہیں، جب انہیں ہم سے زیادہ سہارا دینے والا ملا تو انہوں نے ہمیں تف کیا تاریخ اس سلسلے میں بہت قصے بیان کرتی ہے، اولاد سلاطین و اولاد علماء میں ایسے کردار فراواں ملیں گے اس لئے فرماتے ہیں کہ مشکلات اور تنہائیوں میں تسکین سے متعلق تاریخ پڑھیں۔

اسماعیلی اور شرف الدین:

ہمیں اپنی ابتدائی تعلیم میں یہ سکھایا گیا تھا کہ ہم مسلمان ہیں، ہماری کتاب قرآن ہے اور نبی محمدؐ ہیں، ہمارے بارہ امام ہیں، بارہویں امام غیبت میں ہیں اس عقیدے کے تحت اسماعیلیوں کے امام اور آغاخانیوں سے ہمدردی و یکجہتی کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا خاص کر ان سے جن کے پاس اس وقت شریعت اسلام منسوخ و معطل ہے بلتستان میں اسماعیلیوں کو پذیرائی دینے اور بسانے والے شیخ غلام محمد غروی کا پی پی کو انتخاب کرنے کے بعد یہ دوسری وجہ تھی کہ میں ان کو پسند نہیں کرتا تھا، لیکن یہ نہیں سوچ رہا تھا کہ ان کے جانشین شیخ جعفری بھی ایسے ہی ہوں گے بہر حال صرف زبانی حد تک محدود مواقع پر میری مخالفت شیخ جعفری کو ناگوار گزری، کراچی میں قیام کرنے کے بعد مجھے ایک ایسا حلقہ ملا جس کی قیادت یا سربراہی مرحوم ڈاکٹر سرور کر رہے تھے لیکن بعد از گشت زمان پتہ چلا ان کا دوسرا گروہ اسماعیلی ہے، اس طرح بعد میں بننے والے دوست احباب بھی ایسے ہی تھے لیکن سب سے زیادہ اس سلسلے میں جن سے اسماعیلی تعلیمات کو مسترد کرنے کی وجہ سے ڈانٹ کھائی وہ جناب ظہیر صاحب لالچی برادران ہیں، ان کے بعد میں نے نہ سنبھلنے والی جو کاری ضربت کھائی، وہ شبیر کوثری سے کھائی البتہ ان کے معاونین میں ہمارے عزیزان بھی تھے، ذیل میں اُن کے کچھ جرائم بھی ملاحظہ کریں۔

اغواگر شرف الدین:

شبیر کوثری کو ہمارے پاس ہمارے دوست عمار لے کر آئے اور کہا کہ ہم ساتھ پڑھتے ہیں، وہ بعض دفعہ خمس کے لفافے بھی لایا کرتے تھے لیکن اللہ جانتا ہے، اس کو گواہ رکھ کر بتا رہا ہوں اور لکھ رہا ہوں کہ مجھے خمس کے لفافے دیکھ کر چنداں خوشی نہیں ہوتی تھی اور نہ کراہت بلکہ اپنے اندر ایک احساس کمتری ہوتا تھا کہ یہ خمس دینے والے بڑے نخرے والے ہیں اور ہم لینے والے ذلیل ہیں چونکہ مجھے خمس لانے والوں کا انداز گفتگو اور طریقہ واردات پسند نہیں تھا، میں اس سلسلے میں ایک مثال پیش کر رہا ہوں، ہمارے ایک دوست جناب ڈاکٹر وجیہ الحسن صاحب اس وقت ڈی ایم سی میں ڈاکٹری کر رہے تھے آپ وہاں انکی تنظیم کے یونٹ صدر بھی تھے ہمارے ایک اور دوست اعجاز بھی وہاں پڑھتے تھے، آج کل یہ دونوں ہم سے خفاء ہیں کیونکہ میں اسماعیلیوں کا مولوی نہیں بنا، وہ ہمیشہ مجھے کالج میں درس وغیرہ کے لئے بلاتے تھے، میری کتاب آمریت کے خلاف ائمہ اطہار کی جدوجہد کو انہوں

نے طباعت کیا، میں ان کو دینداری کے حوالے سے پسند کرتا تھا، بہرحال آپ پاکستان چھوڑ کر امریکا چلے گئے، کچھ عرصے کے بعد گھر تشریف لائے، عرصے کے بعد ملنے پر خوشی ہوئی، جاتے وقت ایک لفافہ چھوڑ گئے، میں نے پوچھا یہ کیا ہے، کہا یہ آپ کے لئے ہے، وہ چلے گئے، ہم نے لفافہ کھولا تو اس میں ایک سو ڈالر تھے لیکن ایک ایک ڈالر کی صورت میں تھے، مجھے رقم کے قلیل ہونے کی وجہ سے شکایت نہیں بلکہ اس نے مولوی کو اتنا فقیر وگداگر سمجھا کہ روزمرہ مانگنے والے فقیروں کی جمع کردہ رقم کی طرح یہ رقم دی جو بابا فی سبیل اللہ کہہ کر صدقات جمع کرتے ہیں یہ جہاں دیدہ انسان اس ریزگاری کو بدل کر سو ڈالر والا نوٹ بھی بنا سکتے تھے۔

لیکن شاید صدقے میں مداخلت کو جائز نہ سمجھا ہو کیونکہ ان کی فقہ کے مطابق دین میں مداخلت جائز ہے لیکن خمس وصدقات میں نہیں۔ چنانچہ وہ دوبارہ چند سال بعد واپس آئے تو مجھے مشکل سے ڈھونڈ کر واہ کینٹ آئے، آپ خود سمجھیں کہ اتنے پڑھے لکھے اور امریکہ میں رہنے والے مجھ غریب الدیار کو تلاش کر کے آنے والے کا میرے نزدیک کتنا مقام ہوگا، بہت خوشی ہوئی لیکن اُن کے آنے سے پہلے امریکہ اور دہلی میں منعقدہ کانفرنس سے موصول خبروں سے بہت دکھ ہوا، ہم جیسے بے وقوف مذہب اہل بیت کی وجہ سے ان کے گرویدہ بنے ہوئے تھے لیکن انھوں نے امامیہ کے نام سے ایک تنظیم کو امریکی این جی اوز میں شامل کیا ہوا تھا جس سے بڑا دکھ ہوا چنانچہ اس پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ یہاں بھی ایک این جی او بنائی ہے جس سے آج کل ڈاکٹر عارف صاحب جج کو چلاتے ہیں۔ یہاں سے پتہ چلا کہ ان کا خمس ہمارے لئے صدقات ہیں۔

خمس کی ایک اور خست آمیزی کا نمونہ جناب فدا حسین سندھی صاحب کا ہے، آپ اپنے مال و دولت اور اجتماعی و سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے بہت مغرور و متکبر انسان ہیں لیکن ملتے وقت سندھی ثقافت کے تحت گھٹنے پکڑتے ہیں، آپ بھی خمس کے لفافے لاتے تھے ان کے اور بعض ان جیسے لوگوں کے لفافوں کی مثال باڑے میں بھینسوں کو بھوسہ دینے والے کی مثال ہے، ہر ایک کے پاس تھوڑا تھوڑا ڈال کر جاتے ہیں، یہ لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، ان سے وصول ہونے والے خمس کی قدر و قیمت کا اندازہ یہاں سے لگا سکتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے اپنے گھر میں آئے مہمان سے سوال کیا کہ آج کل ملک میں سیلاب آیا ہے، کیا یہ اللہ کی طرف سے آفت ومصیبت ہے یا نہیں تو فوراً کہنے لگے آپ اس کو آفت کہتے ہیں، جواب نہیں میں دیا، جب ہم نے کہا کہ ان کی معاونت کا طریقہ کار کیا ہونا

چاہیے تو فوراً کہنے لگا آپ کہتے ہیں ان کی معاونت نہ کریں غرض ان کے خمس کھانے والوں کو ان موضوعات پر اجازت کے بغیر بات نہیں کرنا چاہیے۔

شبیر کوثری کے والد محترم اور برداران دیگر سرمایہ دار خوجہ و خواجگان کی فکر و سوچ کے حامل ہونے کے علاوہ ان کی الگ امتیازی برائی کا مجھے کوئی علم نہیں کیونکہ میں ان میں سے کسی سے بھی نہیں ملا ہوں اور نہ ہی ان سے کوئی واسطہ پڑا ہے۔ چند دفعہ خمس کے لفافے لائے لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان سے آشنا ہونے کے بعد ہم واہ آ گئے وہاں میری کتاب قرآن سے پوچھو شائع ہوئی تو ہم نے اس کتاب کو دیگران تک پہنچانے کے لئے بطور وسیلہ فدا حسین سندھی ان سے درخواست کی کہ اس کتاب کے کچھ نسخے خریدیں، فدا حسین صاحب خاموش ہوئے لیکن شبیر نے کہا عمار سے پوچھوں گا، یہاں سے میں نے ان سے امور دینی میں توقعات رکھنا لغو سمجھا۔

اس سے ہم نے اندازہ لگایا کہ یہ جو میری پذیرائی کرتے ہیں، وہ دین کے حوالے سے نہیں ہے بلکہ مجھے تعیش میں مصروف رکھنے کی خاطر ہے۔ اس سے مجھے اور لوگوں کے عزائم کا بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ دین کو اٹھانے کے حق میں نہیں، لہٰذا اس غلط فہمی سے نکلنا ضروری اور لازمی ہے کہ علماء کا احترام و عزت یا ان کی معاونت دین کی خاطر کرتے ہیں بلکہ یہ علماء کو دین سے باز رکھنے کی خاطر کرتے ہیں، انہیں دین و قرآن کو اٹھانے میں بالکل دلچسپی نہیں ہے چنانچہ میں ہر خمس دینے والے سے بدظن ہو گیا البتہ کچھ دیگر افراد بھی ہیں جو سربلندی دین کے لئے معاونت کرتے ہیں، یہ غریب اور مزدور طبقہ ہے باقی سب مشکوک ہیں، سب قاتل ایمان و ضمیر ہیں، اس دن سے ہم نے پیش کشوں کو مسترد کرنا شروع کیا۔ چنانچہ شبیر نے اپنے الگ ہونے کے بعد میری کتابیں چھاپنے والے محسن کوثری کو بھی کتابیں چھاپنے سے روک دیا ہے۔

شبیر نے مجھے عمرے پر جانے کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے دیئے لیکن یہ نہ اس راہ میں اجر و ثواب کمانے کے لئے تھا اور نہ اس دل مجروح اور قلب محزون کی تسلی کے لئے تھا، چنانچہ واپسی پر انہوں نے میرے اوپر کوہ ہمالیہ گرایا، جہاں انہوں نے پوچھا آپ نے سونے کی دکانوں کو دیکھا گویا میں ان سے خیرات لے کر وہاں سے اہل خانہ کے لیے زیورات بھی لایا ہوں۔ میں نے اپنی اہلیہ کو چار دفعہ حج کرایا ہے تین بیٹیوں اور بہو کو بھی حج کرایا ہے، تنہا بھی حج پر گیا ہوں لیکن اس مدت میں کسی کے لئے کوئی بالی، انگوٹھی، چوڑی یا کسی بھی شکل میں سونا نہیں لایا ہوں جب کہ

بیوی کو ابتدائی زندگی میں ایک ہار خرید کر دیا او ر دو بیٹیوں کے زواج کے موقعہ پر انہیں معمولی زیورات دیئے لیکن آخری دو بیٹیوں کو ان کے زواج کے موقعہ پر ایک انگوٹھی بھی نہیں دی، چنانچہ ان کو بغیر زیورات رخصت کیا، اس سے مجھے بہت خوشی و مسرت ہوئی، یہی زیورات ہوتے ہیں جن کی بدولت خطابیوں کے طعنے اور چہ میگوئیاں سننا پڑتی ہیں۔ خمس دینے والے یہی لوگ ہوتے ہیں اور زیادہ رقم وہ ان مولویوں کو دیتے ہیں جو زیادہ عیاش ہوتے ہیں۔

۱۔ میں نے تہران میں منعقدہ مجمع جہانی کی کانفرنس میں شرکت کو پاکستان میں خرافات فروشوں کی پذیرائی کو سامنے رکھ کر اعتراض نامہ ان کو فیکس کرنے کے لئے دیا کہ وہ اپنے فیکس سے یہ بھیجیں تو انہوں نے بہانہ بنا کر اس اعتراض نامہ کو نہیں بھیجا۔

۲۔ ایک سال حج کے موسم پر وہ بار بار آ کر مجھے کہنے لگے، وہاں بیماری آئی ہوئی ہے، آج کی خبر ہے کہ وہاں اتنے مرے ہیں، آج اتنے مرے ہیں یہ آخری دم تک کہتے رہے۔

۳۔ جب میرا ہر طرف سے محاصرہ ہوا اور بے چینی بڑھ گئی تو میں نے ان دونوں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے تو انہوں نے کہا دار الثقافۃ الاسلامیہ کو بند کریں، ہاشم کو فارغ کریں، گھر کے اخراجات بتائیں، میں نے دار الثقافۃ کو بند کیا، ہاشم کو فارغ کیا لیکن اپنے اخراجات کے سلسلے میں انہیں کچھ نہیں بتایا کیونکہ میں نے اپنے گھر کا خرچ کسی سے نہ لینے کا عہد کیا ہوا تھا۔

۴۔ مجھے اس بات سے دکھ ہوا کہ انہوں نے عمار کے ذریعے بد نیتی پر مبنی پیغام بھیجا کہ ہم نے آپ کے لئے ایک محفوظ جگہ بنائی ہے، آپ وہاں چلے جائیں، آپ کا ٹکٹ ہو گیا ہے، بچوں کو ہم بعد میں بھیجیں گے ہم نے انکار کیا اور کہا کہ میں اپنے بچوں کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔

۵۔ ایک دن انہوں نے ہم سے کچھ شکایت کی میں نے کہا ہماری بھی آپ برادران سے شکایات ہیں کہ آپ نے پلٹ کر نہیں پوچھا کہ دار الثقافۃ الاسلامیہ کے بارے میں کیا سوچا ہے، اس پر وہ چپ ہو گئے۔

۶۔ میری کتاب اٹھو قرآن سے دفاع کرو اور انبیاء قرآن حضرت محمد ؐ آئی تو ہم نے اس کے لئے ایک تقریب منعقد کی، ان دونوں کو بلایا، کتاب دیکھ کر وہ دونوں حیران ہو گئے، کہا ایک پارٹی نے ہم کو ٹیلی فون کیا تھا کہ ایک کتاب

آنے والی ہے، اس کے لئے پیسہ چاہیئے تو میں نے کہا انہیں ٹیلی فون کرو تو وہ خاموش ہو گئے۔

۷۔ایک دن انھوں نے ہم سے کہا کہ ایک مولوی کے اکاؤنٹ میں پینتالیس لاکھ روپے ہیں گویا ان کے نزدیک مولوی کو کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہونا چاہیے لیکن خود ان کے پاس اربوں روپے ہیں، انہیں اس کا حساب کتاب نظر نہیں آتا کہ یہ کس این جی اوز سے آئے ہیں اور ان میں کتنا سود اور دیگر حرام شامل ہے لیکن مولوی کے پاس رقم ان کو گراں گزرتی ہے حالانکہ یہ رقم وہ خود بھی دیتے ہیں۔

شبیر کوثری اور عمار میرے حافظے میں:

میں شبیر کوثری اور عمار کا مندرجہ بالا سلوک دیکھنے کے بعد اپنے ذہن کے حافظے میں نوٹ کرتا رہا حتیٰ ان کی وجہ سے میں عمار سے بھی بدظن ہو گیا تھا کیونکہ وہ اس کے ملازم تھے نیز وہ مالک کی ترجمانی کرتے تھے لیکن ایکسرے کا رخ زیادہ تر شبیر ہی کی طرف ہوتا تھا تو وہ ایک دن مجھ سے اگلوانے کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا، جہاں سے پوچھنا چاہیں پوچھیں حتیٰ میری ذات سے متعلق ہی کیوں نہ ہو لیکن ذات سے متعلق امور کے بارے میں انہوں نے الگ سے بندوبست کیا ہوا تھا۔

جس دن محمد سعید نے ان کو دیئے گئے درس کا عنوان سنایا تو اس کے بعد میرے اس گمان کو تقویت ملنا شروع ہو گئی کہ اب شبیر کا میرے لیے ایک مخلص دوست ہونے کے احتمالات کی سوئی گرنا شروع ہو گئی تو تسلسل سے خود بخود صفحۂ ذہن پر یاداشت نقش ہوتی گئی۔

لیکن ان کا ایک انسان حامل عزائم سوء اور خائن وغدار ہونا حد یقین وقطع جازم کو اس وقت پہنچا جب وہ عمار کے عقد نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے جامعہ امامیہ آئے تھے، وہاں سے میرے پاس آئے اور میں نے بغیر کسی تمہید کے ان سے کہا شبیر بھائی میرے گھر کی ویرانی و بربادی کی ڈوری آپ سے ملتی ہے تو آپ نے بھی بغیر کسی تردد و تفکر کے فتح کی انگلی دکھاتے ہوئے فوراً جواب دیا اس میں تو ابتداء سے ہی عمار برابر کے شریک تھے پہلے ان کی خیانت کی سند ان کے شاگرد باوفا کی زبان سے ملی تھی اب انتہائی خیانت کی سماعت خود خائن کی زبان سے صادر بیان میں سنی، اس جنایت کے بعد داستانیں ہی داستانیں کھلنے لگیں۔

باقر موسوی سے اعلان برات یا تف بہ پدر انہوں نے کروایا ہے، شبیر کے عمار سے جابرانہ رویے سے ایک اور مسئلہ

حل ہوگیا، وہ یہ ہے کہ میرے اور باقر کے درمیان حالات سخت کشیدہ ہوئے، آخر میں اس نے مجھے ستانا شروع کیا تو میں نے سعید کو واسطہ بنایا، پیغامات دیئے بلکہ میں نے ان کو عقلی اور شرعی ذمہ داری یاد دلائی کہ خاندان کے ایک مؤثر فرد ہونے کے حوالے سے آپ کی کیا ذمہ داری بنتی ہے، سعید نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا، وہ صرف یہ کہنے پر اکتفاء کرتے تھے کہ وہ نہیں مانتے ہیں، شاید یہاں بھی شبیر کی اجازت کی ضرورت تھی۔

اٹھو قرآن سے دفاع کرو اور موضوعات متنوعہ آنے کے بعد انہوں نے ایک کتاب اٹھو قرآن سے دفاع کرو لے لی جبکہ موضوعات متنوعہ سے میرے خلاف پروپیگنڈا ہو سکتا تھا، اس کے دس نسخے لیے۔

شبیر میرے پاس آتے وقت خطداحیون کے اثبات امامت یا فضیلت ائمہ کے بارے میں استناد کے طور پر پیش کی جانے والی تمام آیات متشابھات سے سوالات کرتے تھے، مجھے پتہ نہیں تھا کہ ان آیات سے بھی استدلال کر سکتے ہیں گویا انہوں نے یا تو شیعہ تفاسیر اوّل سے آخر تک پڑھی تھیں یا وہ ہمارے پاس آنے سے پہلے کسی سے پوچھ کر سوال بنا کر آتے تھے اور ان سوالات کو عمار کے ذہن میں بٹھا کر آتے تھے، سوالات کے جوابات کے بعد عمار پوچھتے تھے اور کوئی سوال باقی ہے، شبیر اس بارے میں بہت سے علماء سے بالواسطہ و بلاواسطہ پوچھتے تھے اور کبھی پوچھتے تھے کہ ہم سے متعلق ان کی کیا ذمہ داری بنتی ہے چنانچہ انہوں نے چندین دفعہ ذکی باقری سے بھی پوچھا کہ مجھے شرف الدین کے پاس جانا چاہیے یا نہیں تو انہوں نے انہیں منع کیا تھا' کبھی قرآن سمجھنے کی کوشش کرنا چاہتے تھے یا نہیں لیکن کبھی کہتے تھے ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں لیکن وہ تردّد میں رہتے تھے، کبھی کہتے تھے سب غلط ہے، شبیر نے ہماری کتابیں مختلف لوگوں کو دی ہوئی تھیں اور ان سے پوچھتے تھے کہ ان کتابوں کے مؤلف کے بارے میں ہمیں بتائیں، ان میں سے ایک ان کے سسر تھے جو ایک زمانے میں آیت اللہ خوئی کے کمیشن پر خمس لینے کے وکیل تھے وہ ان کے حکم کے منتظر تھے۔

تیسری بات جو شبیر عمار کو سمجھا کر لاتے تھے وہ وہی آیات متشابھات تھیں جن سے قدیم دور سے ہی منافقین استدلال کرتے آئے ہیں کیونکہ منافقین ہمیشہ سے آیات متشابھات سے ہی استدلال کرتے ہیں۔

استجابت دعا اور معجزات و کرامات کے حوالے سے جو کچھ پہلے انہوں نے مجالس سے سنا تھا ان کے بارے میں یہاں آتے وقت شبیر اپنے ذرائع معتبرہ سے سوال پوچھ کر اور معلومات لے کر آتے تھے وہ جب میرے جواب کو

سنتے تھے، کہتے تھے آغا ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں یا کوئی سحر کرتا ہے، غرض میں نے ان سے تکرار سے کہا آپ گٹر میں ہیں، آپ کو اگر خوشبو آتی ہے تو آپ کو مبارک ہو۔

عمار کے نکاح کی ازدواجی تقریب:

شبیر جامعہ امامیہ میں آئے تھے، تقریب کے بعد میرے پاس آئے تو میں نے ان کو اپنے قریب بلایا اور ان سے کہا شبیر جو کچھ میرے گھر میں اختلاف و انتشار کا ماحول بن گیا ہے، وہ سب کچھ آپ کے سر پر ہے تو شبیر نے واضح الفاظ میں کہا اس ماجرے میں ابتداء سے آخر تک عمار میرے ساتھ شریک تھے لیکن وہ بیچارہ اپنی سادگی کی وجہ سے خودان کی سازشوں اور تباہ کاریوں میں پھنسا ہوا تھا شبیر عمار کو صرف ملازم سمجھتے تھے لیکن یہاں وہ بغیر تنخواہ کے ملازم تھے، اس دن سے معلوم ہوا کہ وہ کب سے میرے گھر کو ویران کرنے میں سرگرم تھے۔

شبیر کوثری باقر اور سعید کو قابو کر کے میرے کاموں سے نفرت و برات کا اعلان کروانے کے بعد اگلے مرحلے میں داخل ہو گئے جہاں انہوں نے ہماری کتابیں چھاپنے والے جناب محسن کوثری کو بھی کتابیں چھاپنے سے روکا چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا حالات کی وجہ سے دفتر بند کر رہا ہوں، آئندہ کتابیں نہیں چھاپوں گا چنانچہ ہم نے ان کے حسابات ختم کیئے تو انھوں نے ایک ہفتہ کے بعد اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا، یہ ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ میں نے انھیں چند سال پہلے ہی کہا تھا کہ اب میں مزید کتابیں نہیں چھپواؤں گا لیکن خود انہی کے اصرار پر ہم نے دوبارہ ان سے کتابیں چھپوانا شروع کیا تھا۔

لیکن شبیر میرے ادارے اور مجھے اغواء کرنے میں دیگر تنظیمی جیالوں یا سرمایہ داروں سے بہت مختلف رہا ہے یعنی تنظیموں کے عزائم معلوم ہونے کے بعد ہم نے ازخودان سے دوری یا قطع تعلق کا اعلان کیا، الحمد اللہ ہم ہر ایک سے الگ ہو گئے تھے لیکن شبیر کا طریقہ واردات کچھ الگ اور عجیب تھا وہ روابط و تعلقات کے دوران میرے خلاف سازش میں سرگرم تھے لیکن تعلقات ختم ہونے کے بعد بھی لگا تار سرتوڑ مہم جاری رکھی اس سلسلے میں ہم ذیل میں ایک اجمالی فہرست پیش کرتے ہیں:

۱۔ ہم نے شبیر سے کسی بڑی رقم وصول کرنے سے معذرت کی، اگر چھوٹی یا معمولی رقم ہو تو لے لیا کرتے تھے، یہ اس لئے تھا کہ اس وقت میں پیسے سے زیادہ انسانی آواز اور چہرہ دیکھنے کیلئے ترستا تھا تا کہ کسی کا یہ پروپیگنڈا کامیاب نہ

ہو کہ وہ دوستوں پر بھی بدگمانی کرتے ہیں؛ جس طرح نبی کریمؐ نے عبداللہ بن ابی کی تمام کارشکن ضد اسلامی حرکتوں کو حتیٰ ناموس رسالت کے بارے میں افتراء پردازی کو بھی برداشت کیا اسی طرح حضرت علی نے عبداللہ بن سبا کو مارنے سے گریز کیا تا کہ لوگ آپ کے بارے میں یہ نہ کہیں کہ آپ اپنے دوستوں کو مارتے ہیں، میرے بارے میں بھی یہ مشہور کیا گیا کہ وہ اپنے دوستوں کو کاٹتے ہیں اور انہیں بھگا دیتے ہیں۔ چنانچہ حج کے موقعہ پر شبیر سے دو تین دفعہ ریال لانے کے لئے کہا تھا جب ریال لایا تو میں نے پاکستانی روپے ان کو دیئے تو وہ اس کو نہیں لینا چاہتے تھے، ہم نے اصرار سے واپس کیئے اس طرح ایک سال حج کیلئے پوری رقم دینے کے لئے آئے تھے تو ہم نے یہ کہہ کر واپس کیا کہ میں کسی کی طرف سے حج کے لئے رقم نہیں لیتا ہوں۔

۲۔ شبیر کوثری ظاہری طور پر درس کے نام سے کچھ اگلوانے آتے تھے۔ وہ خود استاد اکبر بن کر سنتے تھے اور سوالات عمار کے اندر ریکارڈ کر کے لاتے تھے اس دوران اُس نے کوئی آیت نہیں چھوڑی جس کو خطاحیون اپنے مذموم اور خلاف قرآن عزائم کے لئے استعمال نہ کرتے آئے ہوں، اس نے ان سب آیات کو اٹھایا، وہ ان آیات کے بارے میں قم تک سے رابطے میں تھے اور یہاں بھی رابطہ میں تھے لیکن چونکہ وہ استدلال خلاف نص قرآن تھا، وہ خود زیادہ نہیں بولتے تھے بلکہ عمار سے سوال کرواتے تھے اور پھر عمار سے کہتے تھے کہ آغا صاحب ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں۔

۳۔ خود ان کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کتنے دھندوں اور جرائم وموبقات والی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے چنانچہ انہوں نے خود ذکر کیا تھا کہ ایک دفعہ شباب مومن کا ایک نمائندہ آپ کے پاس چندہ لینے کے لئے آیا تھا، شباب مومن کو کربلا و نجف بھیجنے کے لئے دو کروڑ روپے چاہیے تھے، شباب مومن والے وہ ہیں جو یہاں رمضان میں کھلے عام دن بھر کھاتے پیتے رہتے ہیں اور روزے کی بے حرمتی کرتے ہیں، وہ تکبیر یعنی اللہ کے نام کی بجائے امام حسینؑ کے نام سے بکرے ذبح کر کے اس ذبیحہ کا خون پیتے ہیں اور اس خون سے منہ دھوتے ہیں، وہ کیوں زیارت کے لئے جاتے ہیں، زیارت کیلئے اتنی رقم کی کیا ضرورت ہے، یہاں سے بہت سے معمّے حل ہو جاتے ہیں حوزہ علمیہ نجف اور قم والے کیوں روز بروز غالی ہو رہے ہیں، حوزہ علمیہ قم میں روضہ شہداء میں طلبہ نا خواندہ کیوں سینہ مارتے ہیں، ہمارے عزیز داماد علی عباس کی حوزے میں سرپرستی نہ ہونے کے باوجود بدعت اسد

عاشورہ کے لئے چندین جھوٹ بولنے کے بعد تہران سے جہاز بدلتے گھر سے گھر تک ہوائی سفر کے اخراجات کا مسئلہ نیز دس پندرہ سال کے بعد حوزہ میں داخلے کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے، نجف اور قم کے طلاب کے اغوا کیلئے کتنی رقوم نجف کے لیے اور کتنی قم کے لیے مختص ہیں خاص کر اسی طرح باقر کے داخلے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، اسی طرح ان رقوم میں کتنی رقوم روضہ شہدا اور کتنی سینہ کوبان کیلئے مختص کی ہیں تحقیق طلب ہے، یہ دوہری پذیرش اتنی آسان نہیں ہے اور نہ ان کے اسرافات وتبذیر کی اور کوئی سند بن سکتی ہے۔

۴۔میری کتاب قرآن میں مذکرومونث اور قرآن میں حضرت محمدؐ آنے کے بعد ہم نے افتتاح کے لئے اپنے گھر میں شبیر کوثری اور عمار بھائی اور محمد جوادنقوی کو دعوت دی تھی تو یہ کتابیں دیکھ کر وہ ششدر و حیران رہ گئے کہ اس عالم میں یہ کتابیں کیسے آئیں انہوں نے کہا کہ ایک پارٹی نے ہم سے اس کی چھپائی کے لئے مدد مانگی تھی تو میں نے کہا اس کا فون ملائیں تو وہ چپ ہو گئے، وہ خوش نہیں ہوئے البتہ حالت کراہ میں ایک کتاب لے گئے۔

۵۔شبیر کوثری نے باقر موسوی سے مخفی طور پر روابط و تعلقات قائم کئے ہوئے تھے جہاں وہ میرے خلاف انھیں تربیت دے رہے تھے تاکہ آخری وار کے طور پر فیصلہ کن وار کریں یا میرے مرنے کے بعد باقر سے گواہ سلطانی کا کردار ادا کروائیں یہی وجہ تھی کہ وہ مجھے چہرہ عبوس ءفالج زدہ باپ کی طرح دیکھتے تھے، بڑے فرزند ہونے اور حوزہ علمیہ قم سے پڑھ کر آنے کے باوجود کسی ایک دن بھی خوشی دکھائے بغیر وہ ہم سے رخصت ہو گئے اس کا سبب شبیر کوثری تھے اور آپ ان کی این جی اوز کے صدقات خور تھے چنانچہ اس فراق میں باقر نے چار سال پہلے سے ہی ہم سے سلام کرنا بھی چھوڑا ہوا تھا۔

٦۔شبیر کوثری میرے داماد سید محمد سعید کو خصوصی طور پر باقر سے ہٹ کر ملتے تھے، اس بات کے راوی خود سعید تھے، سعید مجھ سے پوچھ کر اجازت لے کر جاتے تھے کہ انہوں نے بلایا ہے لیکن واپسی پر کہتے تھے وہ لوگ ہمارے گھر کے ماحول کو نظر میں رکھے ہوئے ہیں جبکہ دونوں کو دیا جانے والا نصاب درس ایک ہی ہوتا تھا، وہ آپ کو یہ باور کراتے تھے کہ آغا آپ لوگوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے ہیں، قارئین کرام اس بارے میں ذرا سعید سے پوچھیں کہ کیا میں ان سے امتیازی سلوک روا رکھتا تھا یا انہیں اپنے فرزندوں سے زیادہ عزیز بنا کے رکھا ہوا تھا۔

۷۔باقر کو میری رضایت کو ملحوظ خاطر رکھے بغیر اور مجھ سے پوچھے بغیر شبیر نے موٹر سائیکل دیا تاکہ اس کے ذریعے

گھر میں دوسرے بچوں کے ساتھ تناؤ پیدا ہو اور آتش فتنہ کا شعلہ بلند ہو جائے۔
۸۔میری عدم موجودگی میں میرے کمرے کی کھڑکی اکھاڑ کر ایلومینیم کی کھڑکی لگائی تا کہ میرے فیصلے کو سامنے رکھ کر اس کے مطابق منصوبہ بندی کریں۔
۹۔اپنی چھت کا دروازہ بغیر ضرورت کے بنایا،اس سے اندازہ ہوا کہ شبیر ان کو کسی برے کام میں مصروف کئے ہوئے تھے،مولوی زادہ کو رقم مفت میں ملے تو وہ کیا نہیں کرتے' جب ہم نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تو باقر نے یکے بعد دیگر ہم سے جُدا و الگ ہونے کے لئے بہانہ تراشی شروع کی چنانچہ ہر چار پانچ دن بعد انہوں نے پیسے مانگنا شروع کیے تا کہ یہ ثابت کریں کہ میں شبیر سے یا کسی دوسرے سے کچھ نہیں لیتا نیز انھوں نے اپنے ہاتھ سے اکھاڑے ہوئے دروازے کو دوبارہ لگانے کے لئے مجھ سے رقم مانگی۔
۱۰۔باقر کی طرف سے پیغام دیا کہ وہ اپنی بیوی کی طرف سے پریشان ہے،وہ آپ کے کام نہیں کرنا چاہتے چنانچہ شبیر کوثری خود بمعہ عمار آئے اور عمار سے کہا کہ باقر کہتا ہے کہ عمار آغا کی حمایت کرتے ہیں،ان کو خاموش کروتا کہ باقر کو کوئی نصیحت نہ کریں،چنانچہ اپنے حضور میں باقر سے مجھ سے میرے کاموں سے بیزاری و برات کا اعلان کروایا کہ میں کسی صورت میں ان سے نہ کہوں کہ یہ کام کریں جبکہ گھر اور بجلی، گیس اور پانی کے بلوں وغیرہ کے علاوہ ماہانہ چار ہزار روپے اور ان کے بچے کے لئے ۵۰۰ روپیہ دینے کا عہد لیا۔
۱۱۔ایک سال کے بعد جب دارالثقافہ سے کتابوں کی فروخت بالکل بند ہونے کو پہنچی تو میں نے علامہ غلام مہدی کے توسط سے ان کو پیغام بھیجا کہ کم سے کم بجلی کا بل تین حصوں میں تقسیم کریں، میں اور مہدی و روح اللہ اور تم برابر دیدو، میں اتنا برداشت نہیں کرسکتا ہوں تو انہوں نے اتفاق کیا لیکن بعد میں انکار کیا کیونکہ یہ ان کی طرف سے ہدایت تھی۔
۱۲۔وہ ہر آئے دن کوئی نہ کوئی پیچیدہ سوال وقفے وقفے سے کرتے تھے تا کہ جوابات مختلف نکلیں تو مجھے لاجواب ہونے پر پکڑیں وہ زیادہ تر معجزات وکرامات کے بارے میں بات کرتے تھے ایک دن اس نے کہا مدینہ میں ایک پہاڑ ہے جسے سعودی حکومت نے سرنگ کھود کر کرنٹ سے بھی توڑنے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں ٹوٹا۔
۱۳۔شبیر اپنے اندر جلتے ہوئے کلیجے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے میرے نظریات کے خلاف مسودے کی تلاش میں رہتے

تھے چنانچہ انہیں امام زمانہ کے وجود کے بارے میں اصول کافی کے باب الحجہ کی چند احادیث سے استدلال والی ایک کتاب ملی تو انہوں نے وہ مجھے ارسال کی، ایک دوسری کتاب ہے جوان کے خیال میں سعید کی تالیفات میں سے تھی، ان کے زعم میں سعید کی تالیف بھی میرے لئے نا گوار ہوگی، اس لئے وہ لوگ ان کو حجت بالغہ بنانے کے لئے بے تاب تھے شبیر کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے والی تفسیر خواہ وہ قم سے آجائے، اس کے لئے وہ بے تاب ہیں۔

انہوں نے انکار کیا کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے چنانچہ اس دن سے انہوں نے عمار کو اپنے نرغے میں رکھا یہاں تک کہ ان کا تو اپنے روزگار کا مسئلہ تھا، انہوں نے تازہ تازہ ازدواج کیا تھا، بے روزگاری ان کے اوپر پہاڑ گرنے کے مترادف تھی تو دوسری طرف سے شبیر کی چشم نفرت اور اس کے بغض وعناد کے نرغے میں ان کے لئے وہ دکان جہنم بن گئی تھی یہاں تک کہ وہ وہاں سے دوسری دکان میں منتقل ہو گئے، آخر میں وہاں سے بھی رہائی ملی۔

۱۴۔ شبیر اور دیگر خطابیوں کی واردات میں سے ایک یہ ہے کہ قرآنیات کو نہ چھیڑیں، آیات پر بحث واستدلال اور قرآن سمجھنے کی کوئی بھی کوشش ہو تو اسے روکا جائے چنانچہ انہوں نے محمد باقر کو تفسیر ومفسرون ہادی معرفت کے ترجمے اور معجم فرقان پر کام سے روکا اور سعید کو قاموس قرآن کی تیسری جلد پر کام سے روکا۔

عمار:

عمار ہمارے گھر مجالس ومحافل میں آیا کرتے تھے، وہ اس وقت اپنے والد محترم کے ساتھ آتے تھے نہ معلوم والدان کو لے کر آتے تھے یا وہ خود اپنے والد کو لائے تھے، بعد میں عمار شبیر کو لائے، جب دونوں آتے تھے تو محسوس ہوتا تھا عمار شبیر کا وزیر بے اختیار وترجمان ہے، دو باتیں تکرار سے ہوتی تھیں ایک سحر وجادو کا اثر ہوتا ہے یا نہیں، دوسرا جو کچھ ہورہا ہے وہ صرف شیعوں پر ہورہا ہے گویا دنیائے کفر والحاد، مغرب اور امریکا کا یہاں کوئی دخل نہیں ہے، یہاں شیعہ ہے اور دوسرا سنی حکومت لیکن یہ سب اس بات پر متفق تھے کہ قرآن سمجھنے کی کتاب نہیں ہے غرض انہوں نے عمار کو ایک دوست ومہربان کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک غلام زرخرید جیسا رکھا ہوا تھا لیکن عمار یہ احساس نہیں کر رہے تھے چنانچہ ایک دفعہ پولیس والے ان کو دکان سے اٹھا کر اپنے دفتر لے گئے چند گھنٹے رو کے رکھنے اور مار پیٹ کے بعد جب ان کو چھوڑا تو اس دن ان کو پتہ چلا کہ ہم ایک دوست کے ہاں نہیں بلکہ سیٹھ

صاحب کے ہاں ملازم ہیں، اس دن انہوں نے ہم سے سوال کیا کہ اس صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے تو ہم نے جواب میں کہا نوکری زندگی کے لئے ہوتی ہے نہ کہ زندگی نوکری کے لئے' لیکن میں نے ہمیشہ عمار سے یہ کہا آپ جہاں جائیں گے آپ کو سرمایہ دار کے پاس کام کرنا ہے، سرمایہ دار سب ایک ہوتے ہیں لیکن شبیر آپ کا دوست اور ساتھی ہے آپ کے لئے دوسروں کی بنسبت شبیر بہتر رہے گا۔

شبیر نے کہا ہمارے اوپر یہاں آنے کے حوالے سے دباؤ ہے، میں نے کہا آپ میرے لئے اپنے گھر والوں سے جھگڑا نہ کریں۔ شبیر علماء خاص کراچی جماعت کے مرجع ذکی باقری مفتی مغرب سے پوچھ کر آتے تھے، آخر میں عادل لالجی وغیرہ کے دباؤ کے بعد شبیر نے آنا چھوڑ دیا بلکہ یوں کہیں وہ عمار کو لے کر مجھے چھوڑنا چاہتے تھے لیکن عمار اس چیز کے لئے تیار نہ تھے آخر میں شبیر نے عمار کو سعید کے مسئلہ میں متہم کیا کہ عمار ان کے خلاف سازش کر رہا ہے، وہاں سے عمار دل برداشتہ ہو گئے، عمار نے اپنے ولیمہ میں دینے کے لئے ایک دو صفحات کا پیغام لکھنے کا کہا تھا لیکن لکھتے لکھتے بعد میں وہ کتابچہ بن گیا جو شاہراہ مسکونی کے نام سے چھاپا گیا جس کے بارے میں شبیر نے عمار سے کہا برادران نے اس کو پسند نہیں کیا کیونکہ وہ کتابچہ اسماعیلیوں سے تعلقات رکھنے کے خلاف تھا غرض بے چارہ عمار ایک طرف سے شبیر متکبر کی طرف سے دباؤ میں آ گیا اور دوسری طرف سے گھر میں ہونے والے خرافاتی پروگراموں سے عدم دلچسپی، والد صاحب کا ائمہ کے بارے میں عقیدہ نصیریت اور عمار کا اس عقیدے سے بغض ومخالفت، میری طرف سے یہ بات کہ ائمہ طاہرین علم غیب نہیں جانتے، وہ حاجتیں روا نہیں کر سکتے اور خلفاء پر سبّ ولعن منافی اسلام ہے ان متضاد عقائد ونظریات کے تردد کشمکش کی گندگی میں سے خوشبوئے اسلام آنے لگی ہے، میرے خیال میں عمار اپنے والد صاحب غالی لکھنوی اور شبیر کے عقائد پر مطمئن نہیں ہوئے اور ان کے والد صاحب کے خیال میں وہ مقصر شان اہل بیت ہیں اسی کشمکش میں طویل وقت گزرنے کے بعد عمار اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرف با اسلام ہو گئے، اب ان کے منہ سے اسلام کی خوشبو آنا شروع ہو گئی ہے۔

محمد باقر:

میرے گھر میں دو باقر تھے، ایک وہ جنہیں نوعمری میں ان کے والد زیارت کے لیے ایران جاتے وقت میرے پاس چھوڑ کر گئے تھے اور ایران سے واپسی کے بعد بھی انہیں یہاں ہی چھوڑ گئے، وہ ہمارے ساتھ ہمارے

گھر میں رہتے تھے، گھریلو کام کرتے تھے، کھانا پینا ساتھ کھاتے تھے ان جیسے بغیر پڑھے انسان کو جو تنخواہ رائج تھی، وہ ہم ان کو دیتے تھے، جب وہ بڑے ہوگئے تو ان کے والدین ان کو ملک سے باہر بھیجنے کے لئے کوششیں کرتے رہے چنانچہ ایک دفعہ وہ سعودیہ اور ایک دفعہ ملیشیا گئے لیکن دونوں ممالک میں وہ کامیاب نہیں ہوسکے، پھر خود کراچی میں جامعہ امامیہ میں باورچی کا کام کرنے لگے، پھر وہاں سے وہ عائشہ منزل میں چوکیدار بنے پھر ملیر میں دباغی کے لئے گئے، ہر کام اپنی جگہ مشقت والا کام تھا، ملیر میں تنخواہ سے ہی کھانا کھاتے تھے لہٰذا وہ واپس آگئے۔

وہ زیادہ پڑھے ہوئے نہیں تھے، مشکل سے ایف اے پاس کیا تھا، وہ کسی خاص ہنر کے حامل انسان بھی نہیں تھے، ان میں جو چیز تھی وہ گھر میں ناموس اور رمال میں امانت داری تھی ان کی یہی امانت داری میری پسند کا باعث بنی ہوئی تھی۔

مجھے اپنی اولادوں سے کچھ حد تک مایوسی ہونے لگی، اپنے بڑھاپے میں تنہائی اور غربت کا احساس ہونے لگا تو خیال آیا کہ اگر کسی دن بیمار ہوجاؤں یا معذور ہوجاؤں تو امید تھی کہ یہ دردمندی سے میری تیمارداری اور دیکھ بھال کریں گے۔

چنانچہ میں نے انہیں اپنے ضعف العمری میں شفیق و مہربان اور دلسوز فرزند کی جگہ امانت داری سے دیکھنے کی امید باندھ رکھی تھی، میں نے ان کو اپنی جائیداد میں ایک قسم کا شریک ارث قرار دیا اور دار الثقافۃ اسلامیہ میں حصہ دار بنایا، میں نے اچانک موت کی صورت میں ان کے اکاؤنٹ میں کچھ رقم ڈالی جہاں وارثین کے اختلاف سے بچنے کیلئے ایک وصیت نامہ لکھ کر بند کرکے باقر کو دیا نیز کتاب حیات حضرت محمد گولعد میں چھپوایا اور پہلے ان کو خرچہ دے کر حج پر بھیجا لیکن ان کے اندر جو صفت بد تھی وہ ناشناسی و ناقدری تھی، وہ میری اس محبت و شفقت اور اعتماد و بھروسے کا سرسری حساب کرتے تھے، اگر میرا کوئی مخالف میرے خلاف بات کرتا تو اس کو وحی منزل سمجھتے تھے اور جو کچھ باہر والے میرے خلاف بات کرتے تھے وہ اسے من و عن صحیح سمجھتے تھے نیز ان کے گھر والے یہ اصرار کرتے تھے کہ میں اپنی حیات میں ایک حصہ کاٹ کر ان کے نام دے دوں یہاں تک کہ بے صبری میں انہوں نے میری زمین کو اپنے بھائیوں کو ساڑھے چار ہزار سالانہ کے برائے نام معاوضہ کے اجارے پر دیا، یہ اجارہ ان کے ایک مہینے کی تنخواہ بنتی تھی، حالانکہ اس زمین سے مجھے آلو کی کاشت کرنے کی صورت میں چالیس پچاس ہزار روپے ملتے تھے اور گندم

کاشت کرنے کی صورت میں بیس پچیس ہزار ملتے تھے، اس کے باوجود ان کے گھر والے راضی نہیں تھے، وقتاً فوقتاً پیغامات بھیجتے تھے، ان کی لالچ و طمع اور احسان فراموشی کو دیکھنے کے بعد میرا ان پر بھی اعتماد و بھروسہ اٹھ گیا، اگر میں انہیں ارث میں سے ابھی سے کچھ دے دوں تو ان کی طرف سے وفاداری کرنے کی کیا ضمانت ہوگی، یہاں سے مستقبل میں ان سے لگی تمام امیدیں ختم ہوگئیں، وہ گھر کی خلوت وجلوت دونوں کے امین تھے، ان کے بلتستان جانے پر مجھے رونا آتا تھا، یہاں تک کہ ایک دفعہ انہیں بلتستان گئے مہینہ گزر گیا، میں نے خود فون کیا، بھائی کیا ہوا، تم نے فون تک نہیں کیا، خیر تو ہے تو کہنے لگے میں آپ پر بوجھ بنا ہوا تھا، اس لئے فون نہیں کیا، میں نے کہا یہ کس نے کہا ہے تو بولے ہمارے محلے کے ایک حاجی صاحب جو دس سال پہلے حج کو گئے تھے، آپ نے ان کو مکہ میں کہا تھا، باقر خود میرے لئے بوجھ بنے ہوئے ہیں، کیا کروں، وہ جاتے نہیں حالانکہ اسی سال سے پہلے والے سال میں نے باقر کو حج پر بھیجا تھا گویا وہ حیلہ بہانا بنا کر چھوڑ کر گئے اور میرے خلاف دل میں غصہ لے کر گئے ہر جگہ کہنے لگے آغا نے مجھے آسمان سے زمین پر گرایا، کہاں اور کیسے گرایا، تم خود گئے یا میں نے تم کو نکالا، جواب دے دیں۔

میرے بیٹے کے بعد شبیر نے دوسرے باقر کو بھی اپنے پاس بلایا کیونکہ اس نے باقر کا معنی تکرار سے سنا ہے، اس کے معنی شگاف کے ہیں تاکہ یہ دونوں مل کر شگاف کریں گے تو ان کے لئے کچھ نکل آئے گا لیکن مجھے اس بارے میں کسی قسم کی تشویش نہیں ہے کیونکہ ان سے پھوٹنے اور نکلنے والی چیزیں دو حالت سے خالی نہیں جس طرح شبیر نے باقر موسوی کو غلاظت کھلا کر ان کو میرے خلاف ورغلایا ہے، انہیں جھوٹ بولنے کی تربیت دی ہے، وہ ان کو بھی ایسا کریں گے، وہ ان دونوں سے جو پھینکیں گے وہ وہی ہوگا جو پہلوں کا دستور رہا ہے یعنی ان سے یہ جھوٹ کے انبار لگائیں گے نتیجہ وہی تکرار ہوگی اس میں کوئی نئی بات نہیں ہوگی۔ اگر وہ صدق پر مبنی کوئی بات میرے خلاف اگلیں تو مجھے اس سے بھی کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ کوئی ایسی بات جو ملک و ملت اور اسلام کے خلاف ہو مجھ سے سرزد نہیں ہوئی ہے۔

محمد باقر موسوی:

لوگ ترستے ہیں کہ ان کے عزیز یا فرزند کو حوزۂ علمیہ میں داخلہ مل جائے خاص کر جب سے انقلاب اسلامی برپا ہوا ہے، انقلاب کے بانی امام خمینی کے گرد و پیش ان کے شاگردوں یا معاونین میں سے اب کوئی قومی

اسمبلی کا سپیکر ہے، کوئی سینٹ کا ممبر اور کوئی صدر مملکت اور بعض وزیر بنے ہوئے ہیں یا عباء قباء والوں کے آگے پیچھے کم سے کم بندوق بردار ضرور رہوتے ہیں، علماء کو ان کے درمیان میں دیکھ کر یہاں کی اعلیٰ درسگاہوں سے اقتدار اور عیش ونوش کی خاطر علم حاصل کرنے والوں کے ذہن سے لعاب گرنے لگتا ہے چنانچہ بہت سے طالبان علم یہاں کی درسگاہوں اور والدین سے بغاوت کرتے ہوئے حوزہ کی طرف روانہ ہونے لگے، یہاں سے مدارس دینی میں پڑھنے والوں کی شامت آگئی ان سے کہا گیا ہم آپ کے لئے یہیں پہ عیش ونوش کا بندوبست کرتے ہیں، فی الحال ہم مروجہ درسگاہوں سے فارغ طلباء کو لے کر جاتے ہیں اس دوران ہمارے برخوردار ایرانی اسکول سے تازہ فارغ ہو کر مدرسہ جعفریہ میں علم لاءمفید کارڈ لگا رہے تھے، ایرانی نمائندوں کو ان کا فارسی میں تکلم اور ترجمہ پسند آیا، انہوں نے ان کو از خود پذیرش اور عزت دی تھی لیکن وہاں سے چھوڑنے کے دس سال بعد اب کی دفعہ دوبارہ جانے کی سفارش کس نے کی تھی، اس کا پتہ چلنے میں وقت لگے گا لیکن یہاں ایک فلسفہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ حوزہ میں عرصہ دراز رہنے والوں سے بعض لوگ نالاں رہتے ہیں، اس بارے میں ان سے سوال ہوتا تھا تو ان کے جواب میں یہ لوگ فرماتے ہیں یہی شاید وہ ستون حوزہ بننے کے لئے گئے تھے اس کی فہرست میں ان کو پذیرش ملی ہے۔

محمد باقر موسوی کو میں نے اپنے بڑے فرزند ہونے کے ناطے ابتدائی تعلیم سے ہی ایرانی اسکول میں داخل کروایا تھا تا کہ ان کے لیے اسلام شناسی آسان ہو جائے پھر وہ حوزہ علمیہ خونسار و قم میں پڑھے نیز ہمارا خیال تھا کہ ان کی زوجہ شریف بچپن سے ہی ایران اسلامی میں پڑھنے کی وجہ سے دین داری کے ساتھ اس ادارے کو چلائیں گی، دونوں مل کر دین کی خدمت کریں گے، اپنے فرزند کو بھی دیندار بنائیں گے نمی دانم ہم ان سے کتنی نیک امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے۔ لیکن عربی میں ایک ضرب المثل ہے "ہوا کشتی کے مخالف سمت میں چلتی ہے" خاص کر وہ عمل جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی خاطر کیا ہو تو نتیجہ برعکس نکلتا ہے۔ چنانچہ ان کا ہمارے ساتھ رویہ ناگفتہ بہ اور چہرہ عبوس ہوتا گیا۔ انہوں نے کسی بھی دن ہم سے باپ کے عنوان سے محبت واحترام میں بات کی ہو، یاد نہیں آتا بلکہ چندین بار اہانت آمیز، فرسودہ وانجان اور نہ سمجھنے والا سلوک روا رکھا، اس تمام بڑے سلوک کا سرا شبیر کی تعلیمات و تلقینات سے ہی ملتا تھا، جو چیز ان کا اپنا سرمایہ اصلی تھا وہ تعیش پسندی تھی لیکن اس کا بھی ایک سبب انکی نیم ایرانی زوجہ تھی۔

یہ ملک اپنی جگہ دولت مند وثروت مند ہونے کے ناطے سے عیش ونوش اور بہتر زندگی گزارنے کا عادی تھا' ایرانیوں کے منہ سے شکر کی بات کم ہی سننے کوملتی ہے البتہ ناشکری ان کے لبوں پر ہوتی ہے، یہ کلمہ ان کی اوّلین ترجیحات میں ہوتا ہے چنانچہ ان کی یہ فکر ان سے تجاوز کر کے وہاں کے مقیم غیر ایرانیوں میں بھی سرایت کرگئی یہاں تک کہ وہاں جانے والے اب واپس آنے کی نیت ہی نہیں رکھتے ہیں، اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ واپس نہیں آئیں گے یا کب آئیں گے تو یا تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم یہاں آ کے کیا کریں گے، گزر اوقات کہاں سے کریں گے، ان کے اندازے کے مطابق وہ کم سے کم پچاس ساٹھ ہزار روپے کہاں سے پورا کریں گے اور کبھی کہتے ہیں کہ بچوں کی تعلیم کی خاطر بیٹھے ہیں غرض عیش ونوش ان کی زندگی کے اوّلین اہداف میں سے ہے۔

شبیر کوثری انہیں سمجھاتے تھے کہ اپنے ابو سے بچ کے رہیں، ایک تو ان کی توجہ دوسری اولادوں پر ہے اور آپ پر وہ توجہ نہیں دیتے، دوسری بات ان کے عقائد ذرا مشکوک نظر آتے ہیں نیز آپ کا علم ان سے زیادہ ہے چنانچہ وہ مجھ سے منہ موڑتے اور دور ہوتے رہے، میں سوچ رہا تھا کہ انکی یہ دوری شاید پہلے نکتے کی وجہ سے ہوئی ہے البتہ مجھے امید تھی کہ قم سے پڑھ کر آئے تھے لہٰذا یہ میری کتابوں اور ادارے کے محافظ بنیں گے۔

میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ان کے تحفہ وتحائف کو اتنا مکروہ قرار دینے اور لانے والوں کو اتنی ڈانٹ ڈپٹ ہوتے دیکھنے کے بعد باقر کی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ ان سے کچھ لے لیں، ابھی اندازہ ہوتا ہے کہ تحفہ وتحائف واپس لے جانے والے فون کر کے ان کو دے کر جاتے ہوں گے کیونکہ وہ سوچتے ہوں گے کہ اگر پدر کو قابو نہ کر سکیں تو پسر کو تو قابو کریں تاکہ ان کے ذریعے وہ اپنے مذموم منصوبوں کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ مرض حرص وتعیش ہمارے برخوردار کو ایک عرصے سے عارض تھا چنانچہ ہم اپنی بیٹیوں کا اوپر جانا پسند کرتے تھے تاکہ بہن بھائی میں الفت ومحبت قائم رہے لیکن ان کو غصہ آتا تھا، وہ منہ بناتے تھے کہ کہیں ان کے وسائل تعیش پر بہنوں کی نظر نہ پڑ جائے چنانچہ وہ ان سے نفرت کرتے تھے۔ ان کے تعیش ہی نے ان کو شبیر جیسے بے دین وخائن اور منافق کے سامنے خاضع بنایا تھا چنانچہ وہ تنہا دین وایمان سے دور نہیں ہوئے، عزت نفس سے بھی گئے جو کچھ انہوں نے علم ومعرفت کے نام سے پڑھا تھا اور تفسیر نہج البلاغہ سے متعلق کتابیں جمع کی تھیں ان سب کو اوپر فروخت والی کتابوں میں جمع کر کے اپنے کمرے کو پرندہ خانہ بنایا تھا، اس وقت وہ مدیر چڑیا گھر ہو گئے

تھے، وہ جلد یا بدیر دیکھیں گے کہ وہ ان کی نظروں سے بھی گریں گے، یہ نتیجہ طبیعی ہے چنانچہ جس جس نے ایسے غلط اور غیر طبیعی طریقے سے سہولتیں حاصل کی ہیں، ان کا انجام برا ہوگا ان لوگوں کو دینداروں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے جس طرح اپنی محفل میں وہ میز پر کاغذی رومال رکھتے ہیں اسی طرح ان کے نامشروع اعمال کے لئے ایک مولوی کی ضرورت ہوتی تھی چنانچہ ہارون رشید بھی اپنے پاس ایک مولوی رکھتا تھا۔

قرآن کریم میں جو حکم آیا ہے کہ والدین اگر ماریں تو اف نہ کریں، اس کے لئے انہوں نے متبادل فتویٰ بنایا تھا کہ ان کو تف کریں۔ان سے کسی قسم کے مذاکرات صلح وصفائی اور افہام وتفاہیم کو مسترد کریں۔انہیں ہمیشہ نرغے میں رکھیں۔ان کے مال میں جتنا چاہیں تصرف کریں اور اسے بغیر کسی جھجک وتردد کے استعمال کریں ان کا مال غنائم جنگی کا حکم رکھتا ہے کیونکہ حقیقت میں ان کے مذہب میں حلال وحرام نامی کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔

اعلان برات یا تف بہ پدر:

ایران میں عیش ونوش میں ایک عمر گزارنے والی خواتین واپس آنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں چہ جائیکہ وہ خاتون جو وہاں کی پیدائش ہو، وہاں پلی بڑھی ہو، وہاں عیش وعشرت میں رہی ہو، جہاں خواتین کے لئے مافوق مرد کے برابر آزادی ہو وہاں وہ مجھ جیسے انسان کی طرح زندہ رہنے کیلئے لقمہ حیات کھا کر اور اس میں قناعت وکفایت شعاری تو برداشت نہیں کرسکتیں نیز جن کے بھائی بہن کا بھی کلمہ ''آزادی کی زندگی'' ایک تکیہ کلام بنا ہو وہ مولوی کے رحم وکرم پر زندگی گزارنے کے لئے تیار نہیں ہوں گی لیکن ہم نے اپنا کند ذہن ہونے کی وجہ سے سمجھا تھا کہ ان میں انقلاب ایمانی ہوگا لیکن ایسا نہیں تھا بلکہ میری طرف سے دیئے جانے والی رقم ان کے لئے ناچیز تھی اور ان کے گھریلو اخراجات کا اصل بوجھ شبیر اٹھا رہے تھے،ان کی دی گئی غلاظت نے ان کے اندر بہت زیادہ قساوت پیدا کی ہوئی تھی شبیر خطابی نے ان کو اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ مال نہیں دیا تھا،اس نے ایک دن اس کا حساب کتاب لینا ہی تھا لہٰذا اُس نے اس کو ایک تقریب کی شکل میں گواہ عادل جناب عمار کو رکھ کر بوڑھے باپ کو بغیر کسی تقصیر کے اپنے حضور میں ان سے بیزاری اور برات کا اعلان کروایا۔

ہم نے اندازہ تو لگایا تھا کہ یہ اعلان شبیر نے ان سے کروایا ہے لیکن میرے پاس اطمینان کنندہ اور تسلی بخش قرائن و شواہد نہیں تھے کہ میں ان کو ملزم ٹھہراؤں مجھے اس سلسلہ میں شواہد وقرائن چاہیے تھے،شبیر کے سامنے عمار نے

ہمارے داماد سعید سے کہا تھا کہ ہم آپ اور آغا کے درمیان صلح کراتے ہیں، یہ سننے کے بعد فوراً وہ دکان پر آئے اور عمار کو بری طرح سے ڈانٹا کہ تم میرے خلاف سازش کررہے ہو، میں یہ خوب جانتا ہوں، میں ثبوت پیش کروں گا، عمار اس پر حیران ہوگئے کہ انہوں نے ان کے خلاف کونسی سازش کی ہے، ان سے کہا کہ آپ ثابت کریں، اسی طرح کچھ دن ان کو اپنے عتاب میں رکھا۔ آپس میں ہر دن ان کے درمیان کشیدگی و ناراضگی بڑھتی رہی لیکن نوکری کی خاطر وہ جاتے رہتے تھے، یہاں سے اندازہ ہوگیا بلکہ یقین ہوگیا کہ عمار سادہ انسان ہے وہ چال چلن خطراتی نہیں سمجھتے ہیں، مجھے اندازہ ہوگیا کہ ان کو غصہ اس لئے تھا کہ تم اس صلح میں کیوں کود پڑے ہو، آئندہ ایسا نہیں کرنا ہے اس سے ہمارا اندازہ صحیح ثابت ہوا کہ یہ اعلان شبیر نے کروایا ہے۔

گھر میں ایک کمرہ کمپیوٹر کے لئے بنایا تھا، اس میں اردو اور فارسی کی غیر ضروری کتابیں رکھی ہوئی تھیں، ان سب کو نکال کر اوپر چھت کے کمرے میں فروخت والی کتابوں میں رکھا، باقر نے چھت پر پرندوں کے لئے پنجرہ وغیرہ لگایا، انواع واقسام پرندوں کا کاروبار شروع کیا، نیز پورے چھت کو اپنی ملکیت میں رکھنے کیلئے گھر والوں کو بھی روکا، میں نے علامہ مہدی اور سعید کے ذریعے ان کو پیغام بھیجا کہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہوں کہ یہاں پرندہ خانہ بنایا جائے، تم دین کے علم سے متعلق جو بھی ادارہ کھولو یا کاروبار کرو، میری طرف سے اجازت ہوگی نیز میں معاونت بھی کروں گا لیکن اس کی میں اجازت نہیں دوں گا، تم مسلمان ہو تم نے نام نہاد علم دین پڑھا، اپنے فقہاء و مجتہدین سے پوچھو اور سوچ کر مجھے جواب دو کہ کیا میری اجازت ضروری نہیں؟ اور تمہارا یہ عمل جائز ہے؟ لیکن باقر نے بات نہیں سنی، یہ شبیر کی طرف سے ہدایت تھی۔

میں نے چندین دفعہ ان کے سالے آغا رضا کو فون کیا لیکن انہوں نے فون نہیں اٹھایا، ایک دفعہ بیرون ملک سے واپسی پر آئے تھے تو میں نے ان سے کہا آپ مداخلت کریں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، قم میں سعید اور ان کے بھائی صادق اور بہن سے کہا کہ تمہاری یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ اس اختلاف کو ختم کرواؤ لیکن انہوں نے کہا وہ نہیں مانتے۔

چنانچہ اس سال رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کے ابتدائی دنوں میں محسوس ہوا کہ وہ کچھ سامان کی فروخت کررہے ہیں تو میری بیٹی نے کہا باقر یہاں سے ملک چھوڑ کر جارہے ہونگے، آپ ان سے بات کریں چنانچہ میں نے ان کی

زوجہ کو کمرے میں بلا کر ان سے کہا آپ لوگوں کا کیا ارادہ بنا ہے تو کہا فی الحال ایران جا رہے ہیں، میں نے کہا ہمارے درمیان جو نا چاکی چل رہی ہے، اس کا ازالہ کریں، میرے نزدیک ہم اور آپ کے درمیان اختلاف شرعی ہے کہ آپ شبیر سے پیسہ لے کر میرے خلاف اتر آئے ہیں، جب تک ان سے قطع تعلق نہیں کریں گے، ہم معاف نہیں کریں گے لیکن چند دن گزر گئے انہوں نے اپنی تیاری جاری رکھی لیکن ہمارے ساتھ مذاکرات و مصالحت کرنے کے آثار نظر نہیں آئے تو ہم نے ان کی زوجہ سے کہا کہ میری کتابوں میں سے بعض کی جلدیں غائب ہیں ، یہ کتابیں ہمیں دے کر جائیں چنانچہ وہ کتابیں لاتے رہے اور بروز منگل ۹ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کی صبح کو باقر نے بعض کتابیں لا کر زمین پر رکھنے کے بعد اپنے جانے کا کہا تو ہم نے ان سے کہا ہمارے درمیان اختلافات کا تصفیہ کر کے جائیں، تم جب تک شبیر سے تعلق نہیں چھوڑو گے، صلح نہیں ہوگی تو انہوں نے تعلق نہ ہونے کا کہنے کی بجائے الٹا ہمیں کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں، وہ کسی نہ کسی طرح سے سرسری رضایت لے کر جانے کے خواہش مند تھے، میں نے کہا نہیں، یہی آخری جدائی ہوگی، ہم اجازت نہیں دیں گے، پھر ان کے دل کے اندر خلجان باتیں جوان کو شبیر تلقین کیا کرتے تھے، اگل کے سامنے آگئیں اور کہنے لگے کہ آپ اپنے عقائد ہم پر تحمیل نہیں کر سکتے ہیں، میں نے کہا تحمیل کسے کہتے ہیں، میں نے تمہیں کس دن کہا تھا کہ میری بات سن لو، اگر نہیں مانتے تو میں یہ کروں گا۔

آئیں دیکھتے ہیں کہ تحمیل کے معنی کیا ہیں، قانون صرفی کے تحت کسی کے نہ چاہتے ہوئے کوئی چیز اس پر جبری ٹھونسی جائے اور وہ اسے رد نہ کر سکتا ہو یا اس کو آسانی سے نہ اٹھا سکتا ہو تو لغت میں اسے تحمیل کہتے ہیں۔ حقیقت خارجی میں انہوں نے میرے اوپر یہ حکم ٹھونسا ہے ان کی خواہش کے مطابق یا ان کی خاطر میں مجھے چاہئے تھا کہ میں اپنی وفادار زوجہ اور ان سے پیدا چار اولادوں سے دوری اختیار کروں، اس بارے میں وہ ہر آئے دن جھوٹ در جھوٹ بنا رہے ہیں وہ اپنی اس خواہش کو بغیر کسی عقلی و شرعی جواز کے مجھ پر ٹھونسنا چاہتے ہیں میں نے اپنے عقائد کی طرف ان کو کبھی دعوت نہیں دی ہے گرچہ اس ترک دعوت کی وجہ سے میں عدالت الٰہی کی گرفت میں آسکتا ہوں البتہ یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت رکھتی ہے کہ میں نے ان کو یہ ضرور کہا ہے کہ جن عقائد پر تم ہو وہ فاسد و باطل ہیں تم او قیانوس علم و دانش میں غواص ہو، اس پر ضرور سوچو، یہ دعوت ہم نے زبانی دی ہے اور تحریر میں بھی لکھی ہے لیکن اگر

تم یہ نہیں مانتے ہو تو میں تمہارے ساتھ یہ کروں گا ایسا کبھی نہیں کہا ہے اب آتے ہیں اس طرف کہ آیا اتنا لکھنے کا حق مجھے حاصل ہے یا نہیں۔

یہ باپ کی اپنے بیٹے کے خلاف تشہیر نہیں بلکہ وہ میرے خلاف تہمت وافترا عباندھتے اور اندرون خانہ کی باتیں شبیر کو بتاتے تھے بلکہ خطیب خوجہ نے ان سے اپنے باپ سے اعلان برات کروایا تھا ابتدائی دنوں میں انہوں نے ہر ایک سے کہا ہمیں ان کے عقائد ونظریات سے کسی قسم کا اختلاف نہیں لیکن برات کا اعلان بھی اس وقت کروایا جب وہ ایران مستقل رہنے کے لئے جا رہے ہیں اور وہ بھی میرے مخالفین کے توسط اور تعاون سے جا رہے ہیں، وہاں بھی ہمارے مخالفین سرگرم ہیں، انہوں نے یہاں جب شبیر سے رقم لے کر ہم سے بیزاری کا اعلان کیا ہے تو وہاں اپنی رہائش کی خاطر اس سے کئی گنا زیادہ دوسروں کی تلقینات پر عمل کریں گے۔

ہماری یاس وناامیدی پر فاتحہ خوانی اس وقت ہوئی جب اس نے میرے گھر کے اوپر پرندہ خانہ بنایا، یہاں سے بچی کچھی امیدوں پر ان کی بہن وبہنوئی اور میرے عزیز بھتیجے سید محمد سعید نے پانی پھیر دیا، میری اتنی زیادہ التماس کے باوجود انہوں نے اس سلسلے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا حتیٰ ان سے اس سلسلے میں یہ بات کرتے بھی تھے یا نہیں، پتہ نہیں چلا، سعید صرف اتنی بات کہنے پر اکتفاء کرتے تھے کہ باقر بات نہیں مانتے ہیں، وہ بھی انہوں نے میری شکایت کے بعد یہ بات کہی، اس میں بھی صداقت مشکوک ہے البتہ احتمال قوی ہے کہ جو ڈانٹ شبیر نے عمار کو پلائی تھی وہ ان کے سامنے تھی، عاقل کے لئے ایک اشارہ کافی ہے کہ کہیں خود نذر نہ ہو جائیں، یا شاید وہ خود نہیں چاہتے تھے کہ باپ بیٹے کی صلح ہو یا باقر سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ یہ بات شبیر کو نہ پہنچا دیں ورنہ تعیش کا نلکا بند ہو سکتا ہے۔

باقر سے کب مایوس ہوئے:

مجھے دھوکہ باقر سے نہیں ہوا کیونکہ باقر نے کسی بھی وقت میرے ساتھ پدرانہ سلوک اور شفقت آمیز رویہ نہیں اپنایا، نہ انہیں دین کے بارے میں وقت وحالات سے متاثر ہو کر دردمندی کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا تاہم اس نام نہاد درس دینی پڑھنے والے سے اتنی امید وابستہ رکھنا ناگزیر تھا کہ کم سے کم وہ عالم دین ہونے کا ظاہری مظاہرہ تو کریں گے اور بے دین وسیکولر لوگوں کی طرح مادہ پرست نہیں ہو جائیں گے، حلال وحرام کا خیال رکھیں گے، اپنی حفظ آبرو کی خاطر ہم سے اتنے باغی نہیں ہو جائیں گے لیکن آیت والدین کو اف نہ کرو کے متبادل

جو درس شبیر نے انہیں دیا تھا کہ تف کرو لیکن ان کی کوئی بھی بات مت سنو، وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں وہ اس کے حافظے میں نقش حجر ہو گیا تھا۔

جب ان کی زندگی میں تعیش و نیرنگی کو دیکھا، خاص کر جس دن ان کے ہاں موبائل فون آیا کہ جس کے بارے میں انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اس کا اتنا بل آئے گا، انہیں سہولت دی گئی کہ جہاں فون کرنا ہے کریں، جتنی بات کرنی ہے کریں، بل آنا شروع ہو گیا، اس وقت میرے پورے گھر میں ایک موبائل ہوتا تھا، وہ بھی خبریں وصول کرنے کے لئے تھا، بھیجنے کیلئے نہیں، اما اس موبائل فون کا طریقہ استعمال بھی حیران کن تھا نیز سعید بھی موبائل اور انٹرنیٹ کی خوبیوں سے استفادہ کرنے لگے، وہ کراچی بیٹھ کر مراجع کے دروس سنتے اور ان دروس کے ساتھ ساتھ، عالمی خبروں وغیرہ کی افادیت اور شریعت میں اس کی اجازت اور عدم اشکال کی ضمانت متعارف کراتے تھے، بہر حال موبائل فون کا بل، موٹر سائیکل، دروازے اور میری کھڑکی میری غیاب میں سلائیڈنگ میں تبدیل کرنے کے بعد یقین ہو گیا کہ یہاں جیش عیاش ابرہہ کا قبضہ ہو گیا ہے، آئندہ کیا کیا ہو گا، اس سلسلے میں ہم انتظار دجال کر رہے تھے۔

۹ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ کو فاضل خونسار، مجمع فرقان کی تصنیف میں مصروف غالی خوجہ خطابیہ کے صدقات خوری کے عادی ہونے کی وجہ سے اپنے دین وایمان وضمیر اور عزت مردانگی سب اپنے جہیز میں دے کر اپنی زوجہ کے عقد میں ایران چلے گئے، ولیمہ قم میں ہوگا، یہ ہوتے ہیں سرمایہ داروں کے لفافوں کے اثرات جو انسان کو گزشت زمان یا دقت وباریک بینی کے بعد معلوم ہوتے ہیں۔

یہ جو تفرقہ محمد سعید نے شبیر کی زبان سے نقل کیا تھا، یہ میری طرف سے نہیں تھا، یہ شبیر کی تلقین اور فاضلین خونسا رو قم کے عملی مظاہرے سے ہوا تھا گویا شبیر نے یہ کہا کہ اگر تفرقہ نہیں ہے تو ہم پیدا کریں گے، یہ سمجھتے ہیں کہ تنہا شرف الدین کے اسماعیل خطداحیون کے ہاتھوں ذلیل ہو گئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام وہ اشخاص جو ان کے صدقات خوری کے عادی ہیں، وہ سب انہی کے ذریعے ذلیل ہوتے ہیں پہلے ان کو یہاں ذلیل کرایا جہاں انہوں نے مدرسہ مہدیہ ملیر میں مرکز اسلامی اور پھر یہاں سے جامعۃ امامیہ تک استاد کے لئے درخواست دے کر بھیجا، یہاں سے ذلیل کروانے کے بعد ان سے پرندوں کا کاروبار کرایا، ان دو ذلتوں کے بعد قم میں نمی دانم کس کی ما دام العمر

غلامی میں رہنے کی ضمانت دے کر بھیجا ہوگا، دین سے تو گئے لیکن اچھی زندگی گزارنے کے لئے وقف ہونے کے بعد دیکھیں آئندہ ان سے وہ کیا کرواتے ہیں۔

باپ کی بیٹے سے محبت کوئی فضیلت نہیں رکھتی کیونکہ فضائل وہاں ہوتے ہیں جہاں اختیاری طور پر امور انجام دیئے جائیں جبکہ باپ کی بیٹے سے محبت جبلی وفطری ہے اور اصطلاحی وکلامی زبان میں اس کو تکوینی کہتے ہیں یہ محبت اسی طرح ہے کہ جس طرح لذیذ ماکولات ومشروبات کے استعمال کرنے والوں کی کوئی برتری وفضیلت نہیں ہوتی، ان کو اس محبت سے لطف آتا ہے، لذت ملتی ہے لہٰذا میں نے تم کو پالا تھا چھوٹی عمر میں دیکھا تھا والی منتوں والی باتوں کا وزن سمندر یا تالابوں میں مارے جانے والے پتھر کی بھی حیثیت نہیں رکھتا لیکن بیٹوں کی باپ سے محبت تشریعی ہے، باہر سے متوجہ حکم، معاشرے کی روایت اور سلطنت کی ہدایات ہیں یا حکم دین وشریعت ہے لہٰذا ان کے لئے خاص کر صاحب اولاد ہونے کے بعد باپ سے محبت بہت گراں اور سنگین ہوتی ہے اس وجہ سے اس فعل کے انجام دینے والے کے لئے اجر وثواب ہے لیکن باپ بیٹے کے درمیان تعلقات میں خلل بڑھنے کا سرا کسی بیرونی مداخلت سے ہی جڑا ہوتا ہے اور ان تعلقات پر کوئی بیرونی عنصر اثر انداز ہوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ باہر سے وہ کونسا انسان تھا کہ جس نے ان تعلقات میں شگاف ڈالنے یا انہیں خراب کرنے کی ابتدا کی۔

کیا باقر واپس آئے گا:

ایسے دکھ درد کے مواقع پر لوگ ایک ہی جملے سے سہارا لیتے ہیں، مایوس نہ ہوں، مایوسی اچھی صفت نہیں، خاص کر خطداحیون والے غائب ہونے والے کو مہدی کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں مہدی ضرور آئے گا، اگر آپ کی حیات میں نہیں آئے گا، آپ کے مرنے کی چند پشتوں کے بعد آئے گا، مجھے خود بھی ایسا لگتا ہے کہ باقر موسوی آئے گا، اعزام ہو کر آئے گا، مبلغ بن کر آئے گا، کس چیز کی تبلیغ کرنے کے لئے آئے گا، اسلام کے لئے نہیں، اسماعیلیوں کے لئے، امام غائب کے لئے نہیں، امام حاضر کے لئے، کفر والحاد اور تکفیریوں کو بنیاد بنا کر خلفاء سے نفرت پھیلانے کے لئے آئے گا، سربلندی اسلام کی بجائے کفر والحاد پھیلانے کی تلقین کرنے کے لئے آئے گا ''یا علی مدد'' کو کل اسلام بتانے کے لئے آئے گا، رکوع اور سجود سے اٹھتے بیٹھتے ''الھم فرجہ'' کہنے کے لئے یا پھر آغا مرتضیٰ زیدی کی جگہ ظہور کی خوشخبری سنانے کے لئے آئے گا۔ اللہ سے مدد واستعانت کی بجائے ''یا علی مدد'' کا ورد کرانے

کے لئے آئے گا، اطاعت ولی فقیہ کرتے ہوئے وحدت مسلمین اور علماء کونسل کو ووٹ دلوانے کے لیے آئے گا تا کہ یہ لوگ آگے الحادیوں کو ووٹ دے کران تکفیریوں کو ٹھکانے پر لگانے کے لئے یا بقول محترم راجہ ناصر اس بھیڑ کو ختم کرنے کی کوشش کرنے کے لئے آئے گا اور اس وقت یہ پرندہ خانہ خطِ احیون کا دفتر بن جائے گا۔

تاریخ ادیان میں باپ کی بیٹے سے اور بیٹے کی باپ سے برات ہوتی رہی ہے، اگر ہمارے عقائد آپ کو کہیں خراب یا فاسد یا خلاف قرآن و سنت نظر آتے ہیں تو بولیں یا لکھ کر دیں تو کہا ایسی کوئی بات نہیں، ہم اس سلسلے میں آغا سے اتفاق کرتے ہیں اور آج جب گھر سے جا رہے تھے تو کہتے ہیں آپ اپنے عقائد ہم پر تحمیل نہ کریں۔

سید محمد سعید:

عام طور پر ازدواج بھائیوں کی اولادوں میں ہی ہوتا ہے۔ میرے مرحوم بھائی سید محمد مہدی کے بڑے بیٹے سید محمد سعید ہیں۔ انھیں اولاد بڑے ترسنے کے بعد نصیب ہوئی، اس لئے وہ میرے لئے عزیز تھے نیز وہ میری چچازاد بہن کے بیٹے تھے۔ اس لئے بھی عزیز تھے، ایک دفعہ جب میں بلتستان گیا تو یہ میرے ساتھ کراچی آگئے یہاں امتحانات دے کر مدرسہ امام حسین فاؤنڈیشن اور بعد میں مہدیہ میں داخلہ لیا پھر قم سے خونسار گئے، وہ پڑھنے میں کچھ حد تک اچھے طالب علم نکلے ہیں، ہم نے اپنی بڑی بیٹی کو ان کے عقد میں دیا، سعید تنہا میرے لئے نہیں بلکہ پورے گھر میں عزیز بنے، ان کے ساتھ تمام گھر والوں کا رویہ و سلوک اور تعلقات ایسے نہیں تھے جیسے داماد اور سسرال والوں کے ہوتے ہیں بلکہ وہ گھر کے بڑے بیٹے جیسے تھے۔ ازدواج ہونے کے بعد داماد کا سسرال یا سسر کو اپنے نرغے میں رکھنا ایک عام اور معمولی سے بات ہے، پھر ان کے ساتھ نیک نیتی سب بھول جاتے ہیں اور ازدواج کے موقع پر اپنے وہ حقوق جو انہیں ملے، وہ انہیں یاد کر کے کہتے ہیں کہ وہ حقوق ان کی قابلیت اور لیاقت کے مرہون منت ہیں، اس سلسلے میں ہم نے کیا قربانیاں دی ہیں، وہ بھول جاتے ہیں۔ دکھ یہاں آ کر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے کہ قم میں علم شریعت پڑھنے والے بھی شیطانی رسومات پر عمل کرنے پر مصر رہتے ہیں۔

کراچی میں مقیم بلتستان کے معزز علماء کے لیے میری کتابوں کے مضامین نمی دانم کیوں انتہائی حد تک دلخراشی کا سبب بنے ہیں۔

یہاں یہ تذکرہ بھی کرنے کی ضرورت ہے کہ ان کو اپنے مذموم عزائم کے لئے استعمال کرنے اور ہم سے الگ کرنے

میں جناب محترم دانش محمد علی سکردو گلگو یہ کے علاوہ مدرسہ مہدیہ کراچی کے سرپرست اعلیٰ جناب مولانا شیخ سلیم کا بھی بہت کردار رہا ہے بہر حال ایک جماعت وگروہ اس کام کے لیے انتہائی سرگرم تھا کہ وہ میرے ہاتھ پیر کاٹیں اور مجھے زمین بوس کریں،ان میں بنیادی کردار شبیر کو جاتا ہے۔

شبیر محمد سعید کو اپنی دکان پر بلاتا تھا اور دکان سے فارغ ہونے کے بعد کسی ہوٹل یا اپنے گھر میں وہ ان کو اپنا تیار کردہ سبق سناتا تھا، درس کا عنوان ہوتا تھا کہ آپ کے ساتھ برا سلوک ہورہا ہے، آپ کو آغا سے الگ رہنا چاہیے، آپ کا اپنا گھر ہونا چاہیے یہ وہ باتیں تھیں جو مجھے خود سعید بتاتے تھے باقی اور کون کون سی زہریلی باتوں کے ذریعے وہ انہیں خاندان کو توڑنے والی باتوں میں پھنساتے تھے وہ اللہ جانتا ہے، سعید جہاں کہیں ایک طرف میرے مخالفین کی نشست میں ہونے والی گفتگو کا ایک ٹکڑا مجھے بتاتے تھے اور کہیں کسی دن راز کھل جائے تو شاید خود کو سچا اور میرا ہمدرد بتانے کیلئے کہتے تھے کہ میں نے آپ سے یہ کہا تھا اس طرح وہ دوسری طرف اصل باتیں چھپاتے بھی تھے، وہ عالم دین تھے اور ایک عالم دین ہونے کے حوالے سے ان کے لئے یہ جملہ کافی تھا کہ یہ لوگ خائن وغدار ہیں جو دوست بن کے ہمارے گھر آ کر تفرقہ ڈالتے ہیں۔

البتہ یہ اسباق اپنی جگہ دلنشیں تھے لیکن مجھے اس حقیقت کا بھی اعتراف کرنا ہے کہ سعید جب بھی جاتے تھے مجھ سے اجازت لے کر جاتے تھے یا وہ جہاں کہیں بھی جائیں مجھے بتا کر جاتے تھے کہ میں وہاں جا رہا ہوں ان کی یہ بات لائق تحسین تھی لیکن باقر موسوی نے اس پورے عرصے میں مجھے یاد نہیں کہ کہیں جانے سے پہلے مجھ سے اجازت لی ہو بلکہ میرے صراحت کے ساتھ منع کرنے کے باوجود وہ شبیر کے بلانے پر اپنی مرضی سے جاتے تھے۔

سعید کے شبیر کے ہاتھوں اغواء ہونے کے بارے میں میرے پاس بہت سے شواہد ہیں۔

۱۔جب عمار نے سعید سے کہا کہ ہم آپ اور آغا میں صلح کراتے ہیں تو بقول عمار آپ نے انکار کیا لیکن اس پر شبیر نے عمار کو بہت ڈانٹا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ میرے اور سعید کے درمیان اختلافات شبیر کے اپنے ایجاد کردہ تھے۔

۲۔سعید یہ بتائیں کہ میں نے کونسا ناروا سلوک آپ سے روا رکھا تھا کہ آپ صلح تک کے لئے راضی نہ ہوئے، اصل بات یہ ہے کہ شبیر اس صلح پر راضی نہیں تھے۔

۳۔سعید اس وقت بہت زیادہ موبائل استعمال کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی اہلیہ اور اپنے بھائیوں تک کو

موبائل کا عادی بنا دیا تھا جبکہ ہم اس کے مخالف تھے۔

۴۔سعید نے قاموس قرآن کی تیسری جلد پر کام بازار میں مانگ ہونے کے باوجود روک دیا تھا جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس پیسہ نہیں تھا جبکہ یہ کھلا جھوٹ ہے فرض کریں کہ اگر پیسے نہیں تھے تو مجھ سے اظہار کرتے جبکہ انہوں نے اس کا اظہار بھی نہیں کیا۔

۵۔سید محمد سعید کا مجھ سے الگ ہونے میں مجھے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے گرچہ میں باقر سے زیادہ ان سے امید وابستہ کیے ہوئے تھا، یہ اپنی ذات کے لئے نہیں تھا بلکہ پہلے دین کے لئے اور بعد میں خود ان کی ذات کے لئے تھا ورنہ بھتیجے جو داماد بھی ہوں، وہ کبھی سسر سے راضی نہیں ہوتے، جب یہ لوگ ضد پر اترتے ہیں تو شمر سے زیادہ شقی ہوتے ہیں اسکی دنیا میں فراواں مثالیں ہیں کیا علامہ شیخ محسن اور شیخ جعفری کے داماد ان سے راضی ہیں؟ یہ ایک معمول کی بات ہے اور یہ غیر متوقع نہیں ہے، میں نے ان کے اندر متانت وسنجیدگی کو دیکھ کر ان سے سربلندی دین کا کام کرنے کی امید و آرزو باندھ رکھی تھی جس طرح ان سے پہلے میں نے شیخ ضامن علی سے امید باندھی ہوئی تھی لیکن اب فرسودگی و بیہودگی میں باقر اور سعید دونوں ہی ضامن علی کے برابر یا ان سے بھی کچھ زیادہ آگے ہیں، یہ نہ سوچیں کہ قم میں سطحیات میں اچھے نمبر لینا یا درس خارج میں نمبر لینے سے انسان میدان عمل میں بھی نمبر لے لیتا ہے، ایسا نہیں ہے، ہمارے پاکستان میں علوم حوزہ میں شیخ محسن نجفی سے زیادہ قابل کون تھا لیکن ان کو جب مجمع جہانی نے سہولتیں دیں تو انہوں نے پہلی فرصت میں ترویج خرافات سے آغاز کرتے ہوئے گروہ ذاکرین کو فعال بنایا، مسجد امام صادق میں اپنے خطاب میں کتاب امام علی سے اپنے خطاب کو مزین کیا جس میں لکھا ہے کہ علی علوم اوّلین و آخرین جانتے ہیں چنانچہ شیخ محسن نجفی صاحب کو سہولیات کا استقبال کرتے ہوئے دیکھ کر انہیں این جی اوز نے اپنی توجہ کا مرکز بنایا، بتائیں کہ اب ان کی قابلیت علمی کہاں منتقل ہوگئی تھی گویا دیواروں اور عمارتوں میں نقش ہوگئی تھی، ان کے فرزند عزیز و ارشد جناب انور صاحب ابھی شیعوں کے پیغامات و عرائض عالم برزخ میں حضرت فاطمہ زہرا، امام رضا، امام علی اور امام حسین کو ٹیلیفون کے ذریعے پہنچاتے ہیں۔

شبیر کوثری فتح کی نشانی کے طور پر انگلی نہ اٹھائیں، نطداحیون کی تاریخ ایسی جنایات سے پُر ہے، ان کے مقابل میں جب امام جعفر صادق کچھ نہیں کرسکے تو ہم کیا کرسکتے ہیں، ہم کچھ اس لئے نہیں کرسکتے کیونکہ ہم دین کے پابند

ہیں، ہم سچ گو ہیں، جھوٹ، غدر، دھوکہ وفریب اور رشوت ستانی یہ چیزیں ان کے دین کی پیداوار ہیں، اس لیے ان سے ہم کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں جبکہ اللہ نے ہمیں ان جیسی حرکات کی اجازت بھی نہیں دی ہے، چنانچہ اللہ نے رسول اکرمؐ سے فرمایا ہے انما انت منذر انما علیك بلاغ ۔

عیش کرو، اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو بھی سکھاؤ، تمہیں حوزات سے جو دین سکھایا گیا ہے، اس میں عیش ہی بڑی چیز ہے اور وہ یہی حاصل کرتے ہیں، ہم نے اور باقر اور علی عباس نے عزت فروشی کر کے کتنی دولت بنائی ہے؟ اپنے بیٹے کو تعلیم فاسد دیں، بیٹیوں کو رخصتی کرتے وقت مہنگے زیورات اور جہیز نہ دینا، دونوں کے دلوں میں داغ حسرت بنا ہوا ہے یہ اللہ کا فضل واحسان ہے کہ تم لوگوں سے نجات ملی، ہم نے باقی دو بیٹیوں کو کس طرح سے رخصت کیا تھا، اس سلسلے میں کتنا حق مہر یہ لیا تھا تم نے خود دیکھا ہے، بتول کو حالت پریشانی میں رخصت کیا، اسی طرح کوثر کی رخصتی بھی تم نے دیکھی ہے الحمد اللہ دونوں اس پر راضی ہیں اور دونوں دامادوں سے زیادہ رقم لینے کے باوجود ان سے کوئی غصہ وشکایت کی بات نہیں سنی ہے، اللہ نے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں نے اس بدعت باطنیہ کو دفنایا ہے ۔

لیکن یہ ایک حقیقت نا قابل انکار ہے کہ کسی شخص کو زندگی کی زیادہ سہولتیں دینے والا کبھی اس کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ہے چاہے وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو ایسے شخص کی طرف سے ظاہری طور پر انسان کو عزت تو مل جاتی ہے لیکن وہ آپ جیسے لوگوں کو انسانِ مفکر سے نکال کر حیوان بنا دیتا ہے جہاں ایسے انسانوں کی شناخت کے بارے میں بقول امیر المومنین **هم هما علیها شغلها اتقهما** بنایا یہاں تک کہ انہیں قرآن سے بھی روکا گیا، اس ضمن میں میری دل کی گہرائیوں اور محبتوں سے لبریز پیشکش کی جگہ انہوں نے شبیر کی ایک این جی اوز کے ملازم بننے کو ترجیح دی حالانکہ اس سے تم آخرت میں یقینی طور پر ذلیل و رسوا ہو جاؤ گے بلکہ آخرت سے پہلے شاید دنیا میں بھی اتنے ذلیل وخوار ہو جاؤ گے کہ تمہیں منہ چھپانے کی بھی کہیں جگہ نہ ملے ۔

سید محمد سعید اپنے چند بے بنیاد اصولوں پر سختی سے کاربند ہے جو عقل وشرع اور مسلمہ اصول اجتماعی سے متصادم ومتعارض ہیں ۔ آپ ان بے بنیاد اصولوں پر پابندی پر کاربند ہونے کی وجہ سے خود کو حکیم امت تصور کرتے ہیں ۔

۱۔ آپ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ میں ایک ناکام و بدنام بلکہ منفور و مرغوب انسان ہوں بلکہ مشہور محاورے کے مطابق ایک متنازع شخص ہوں جس سے جتنا ہو سکے دور و غیر متعلق ہو جانا چاہیے بلکہ اس طرز زندگی اور فکر سے جتنا ہو سکے مبراء ہونا چاہیے۔

۲۔ جن مسائل پر میں سختی سے کاربند ہوا ہوں، آپ ان سب کے مخالف چلے ہیں۔ جس چیز کو ہم برا سمجھتے ہیں اور اس سے گریزاں ہوتے ہیں، آپ انہیں انجام دیتے ہیں، مثلاً میں دوسروں سے کسی قسم کی رقم وصول کرنے سے گریز کرتا رہا ہوں جبکہ آپ اور باقر اسکا استقبال کرتے رہے ہیں، اس عمل میں تنہا وہ ہی نہیں بلکہ میرے بیٹے اور داماد بھی ہمراز و ہم فکر ہیں۔

۳۔ جن افراد سے ہم سختی سے اختلاف کرتے ہیں یا جو ہم سے سختی سے نفرت کرتے ہیں، یہ ان لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے ہوئے ہیں۔ جن لوگوں کے خائن ہونے اور جہالتِ فکر کی وجہ سے ہم نے ان سے دوری اختیار کی ہے، وہ آپ سب کی مجلس بزم کے رونق بنے ہوئے ہیں گویا آپ مرجع بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ جو باتیں اور شکایات و اعتراضات میرے مخالفین میرے بارے میں انہیں سناتے ہیں، آپ وہ ہمیں نہیں بتاتے تھے اس لئے انکا یہ عمل ان کے بقول یا زعم کے مطابق یہ نمیمہ و سخن چینی میں آتا ہے اور شریعت اسکی اجازت نہیں دیتی لیکن یہ حوزہ والوں کا زعم ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا اور پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو فاضل و ارشد ہونے میں خود کو مغرور سمجھنے کی وجہ سے اپنی فقہ کی مبانی سے نا آشنا ہیں۔ آپ اپنے اس عمل کو اپنی حکمت عملی اور دور اندیشی سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے روح اللہ اور مہدی سے آپ کی دوستی ہے، آپ ان کی بے دینی کے باوجود ان پر کوئی اعتراض کرتے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی شکایت کرتے ہیں تا کہ ان سے دوستی قائم رہے چنانچہ باقر کو پرندہ فروشی کے کاروبار سے منع کرنے کا کہا اور کوئی دوسرا کاروبار کرنے کا کہا تو آپ نے ان تک یہ پیغام نہیں پہنچایا، آپ کے سامنے اگر کوئی فعل حرام بھی کرے تو آپ اسے منع کرنا اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے۔

۵۔ آپ عرصہ دس پندرہ سال سے بلتستان آتے جاتے رہے ہیں، آپ نے کبھی بھی وہاں کے لیے کسی کام یا پیغام کا مجھ سے پوچھا تک نہیں بلکہ جن کاموں کی ہم مخالفت کرتے ہیں، آپ نے انہیں انجام دیا ہے۔

۶۔ سعید نے باقر کو یہ باور کرایا ہے کہ آغا کی وجہ سے ہم معاشرے میں ذلیل ہو گئے ہیں۔ میں نے ان

سے تذکرہ کیا کہ میں ان مسائل میں پھنسا ہوا ہوں تو آپ نے فوراً کہا کہ ہم بھی تو آپ کے ساتھ مصیبت میں ہیں۔آپ نے شبیر تک سے کہا ہے کہ ہم آغا کی وجہ سے بدنام ہو چکے ہیں جبکہ آپ کی سب کے ساتھ دوستی قائم ہے لیکن ہم آپ پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کب تک شیطان اخرس بن کر لوگوں کے دلوں میں محبوبیت پیدا کریں گے لیکن الحمد اللہ شکر ہے اللہ تبارک وتعالی کا کہ ہم تمام مخالفین داخلی وخارجی کے باوجود تن تنہا ہر طرف سے اپنے اوپر حملہ آور ہونے کے باوجود اطمینان وسکون قلبی سے اپنے عقائد کے حق میں اور مخالفین کے بطلان پر یقین محکم کے لمحات سے گذر رہے ہیں۔

میری عزیزہ جامعہ الزہراء کی سند یافتہ بڑی بیٹی کے شوہر جناب سید محمد سعید نے ہم سے بیزاری کا مظاہرہ کرنے کے بعد خود ان کو بھی ترویج دین سے روکنے کا اقدام کیا ہے۔

۱۔اگر میرا ان کے ساتھ کردار وسلوک بُرا تھا تو میرا پیغام بھیجنے کے بعد ان کو میرے ایسے سلوک کو سامنے لانا چاہیے تھا۔

۲۔جن درسگاہوں میں وہ پڑھے ہیں یہاں غرض وغایت اعلیٰ وارفع، خوب بخوانید مجتہد بشوید امروز دنیا دنیا علم است ملا شوید ذاکر دین وایمان ندارد،ان کا منتہیٰ ومنزل عیش ونوش ہے۔

محمد سعید کی فلسفہ زیستی اور اسلام شناسی کی قربانی:

ہمارے معاشرے میں ایک پسندیدہ مشغلہ دوست ودشمن دونوں کو ایک ہاتھ میں رکھنا ہے۔آپ کو یہ نسخہ میسر آیا ہے۔آپ اسے اخلاق سے جوڑتے ہیں اسے نمیمہ اور کسی کے عیب بتانے کو چغل خور کہتے ہوئے وہ عیب چھپانا ضروری سمجھتے ہیں چاہے ان عیبوں کو چھپانے سے اسلام ومسلمین کو نقصان ہی کیوں نہ ہو۔آپ اسے اسلامی تعلیمات میں سمجھتے ہیں۔ایک انسان کیلئے ذاتی عیب جوئی اور نقص خلقت یعنی جسمانی نقص وغیرہ کے بیان کی ممانعت کا ہونا تو واضح ہے لیکن کیا یہ اجتماعی اور سیاسی حوالے سے بھی ایسا ہی ہے۔انسان عیوب سے بری نہیں رہ سکتا،اس سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں لیکن غلطی کرنے سے باز آنا چاہیے۔عقل وشریعت دونوں انسانوں کو آئندہ نقصان سے آگاہ کر کے غلطیوں سے بچنے کے لیے متنبہ کرتی ہیں تا کہ نا قابل جبران یا نا قابل تلافی نقصان سے بچا جا سکے لیکن معاشرے میں ہم ایک ایسے کردار کے حامل شخص کو دیکھتے ہیں جو ہمیشہ درمیان میں رہتا ہے،نہ ایک

طرف کو جاتا ہے تو نہ دوسری طرف کو۔ یہ دونوں سے ملتا ہے دونوں سے بات کرتا ہے لیکن دونوں کے درمیان میں رہتا ہے اور دونوں سے دوستی رکھتا ہے اور دونوں کے درمیان کوئی کردار ادا نہیں کرتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس طرح کے درمیانی کیفیت وکردار کے حامل افراد کے ہوتے ہوئے نہ کوئی ادارہ چل سکتا ہے، نہ کوئی مملکت چل سکتی ہے، نہ کوئی امیر المومنین چل سکتا ہے اور نہ کوئی ڈکٹیٹر چل سکتا ہے۔

آغا علی عباس:

علاقہ کھرمنگ کے میر واعظ کے فرزند ہیں، میں ان کو نہیں ان کے والد کو جانتا تھا لیکن وہ خود حسب تعارف محترم صالحی جامعہ اہل بیت اسلام آباد، امام حسین فاؤنڈیشن کراچی سے بغیر کچھ سیکھے قم گئے، وہاں انہوں نے چند سال گزارے تھے کہ ۲۰۰۲ء میں جب ہم ایران گئے تو جناب آغا صالحی ان کی طرف سے ہماری چھوٹی بیٹی کی خواستگاری کے لئے تشریف لائے تو ہم نے محترم صالحی سے ان کی پڑھائی کے حوالے سے استفسار کیا تو معلوم ہوا وہ اب تک آٹھ دس سال گزارنے کے بعد بھی داخلے کے امتحان میں کامیاب نہیں ہوئے تھے پھر مروجہ تعلیم کے حوالے سے پوچھا تو کہا بارہویں پاس ہے تو ہم نے کہا اگر بیٹی تیار ہو جائے تو اگلے مرحلے کے لئے بات کریں گے کیونکہ بیٹی کی رضایت بنیادی شرط ہے اور بیٹی کی رضایت کے بغیر باقی شرائط پیش کرنا درست نہیں، اس لئے مجھے کچھ وقت دیں، میں نے ذہنی طور پر سوچا تھا کہ اگر بیٹی راضی ہو جائے تو میں انکار نہیں کروں گا تعلیم یا درآمد و آمدن کی کمی کو بنیاد نہیں بنانا چاہیے کیونکہ میری نظر میں لڑکی کے کفو کے لیے صرف ظاہری طور پر پابند صوم وصلاۃ والا ایسا مسلمان ہونا کافی ہے جو دین وشریعت کے خلاف مذاق نہ کرتا ہو، میرے خیال میں یہ ایسا ہی تھا۔

اگر کمی بیشی ہوئی تو ہم خود پورا کریں گے، ہم کیوں جائیداد کو اولادوں میں مرنے کے بعد ورثے میں دینے کا انتظار کریں، کیوں نہ اپنی حیات میں ان کی گزر اوقات میں مدد کریں لیکن یہاں خطرہ انہی گرگ صفات نامردان سے رہتا ہے جو مال قبضہ کرنے کے بعد لڑکی کا کان پکڑ کر مارتے ہیں اور ازدواج طے ہوتے ہی ان کی مانگ بڑھ جاتی ہے پھر وہ لڑکی کو گھر بھیجتے ہیں یا ہبہ لیتے ہیں، اگر لڑکی کے والدین لڑکی کیلئے محبت اور پیار دکھائیں تو اور زیادہ ذلیل کرتے ہیں، لڑکی کو لیتے وقت معصوم بنتے ہیں، پھر جو کچھ ان کو دیا جاتا ہے، ہڑپ کرتے ہیں، خاص کر بلتستان والے ہبہ لے کر کان پکڑ کر خالی ہاتھ گھر بھیجتے ہیں اس لئے ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا بھی خطرے کا باعث رہتا

ہے،ان کے نزدیک عورتیں آج بھی قدیم دور یونان اور ہندوستان کی مظلوم عورتوں جیسی ہیں ان کا کل دین وایمان پیسہ ہوتا ہے، وہ دین دے کر پیسہ لینا جائز سمجھتے ہیں' بلکہ ان کے بڑے کا یہ فتویٰ بھی ہے کہ پیسہ جہاں سے بھی ملے، لینا جائز ہے، حرام نہیں ہے، ابھی جب یہ کتاب لکھنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ خطداحیون کے نزدیک امام کی معرفت کے بعد سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جبکہ میرا کہنا ہے کہ لڑکیوں کے نظام ازدواج میں جتنی بھی شرائط مغرب کی حقوق خواتین اور غرب پرستوں کی طرف سے لگائی جاتی ہیں انہیں ختم کرنا چاہیے۔

پورے عالم اسلام میں نظام ازدواج اس وقت قدیم دور یونان، روم و فارس و ہنود باضافہ نظام الحادی اور مشرق و مغرب کی جدید تعلیم فاسدہ پر چلنے کی وجہ سے مسلمان خواتین قرآن اور سنت محمدؐ میں دیئے گئے حقوق سے محروم ہیں، عالمی حقوق خواتین کی تنظیمیں اس محرومیت کی ذمہ داری کو دین اسلام کے کھاتے میں ڈالتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اسلام میں خواتین کو حقوق نہیں دیئے جاتے ہیں اور انہیں ازدواج کے بعد طلاق سے بیوہ زندگی گزارنے پر مجبور کیا جاتا ہے لیکن کوئی بھی اس پر توجہ نہیں دیتا کہ بعض مراسم ازدواج جزء شریعت کی حیثیت اختیار کرنے کی وجہ سے نا قابل تغیر وتبدیل بن چکے ہیں یہاں تک کہ جو چیز ان کے لئے باعث ذلت و عار ہے، وہ اس کو بھی اپنی عزت وافتخار کی علامت سمجھنے لگے ہیں۔

بلکہ وہ ان حقوق کو بھول کر کچھ ایسی باعثِ عار و ننگ و ذلت و خوار چیزوں کو اپنے حقوق سمجھنے لگے ہیں جو ان کی شقاوت اور بدبختی کا موجب بنی ہوئی ہیں اس کی ایک واضح مثال ازدواج میں لڑکی کے ساتھ جہیز کا سامان بھیجنا ہے، سامان چاہے جس نوعیت کا ہو یا جتنی مالیت کا ہو، دیکھنا یہ ہے کہ یہ کس چیز کی رمز ہے دنیا میں انسان اپنے وسائل تعیش اپنے ساتھ وہاں لے جاتے ہیں جہاں بے سروسامانی کا ماحول ہو جیسے دوران سفر، بسوں، ریل گاڑی یا پیدل سفر یا کھلے آسمان یا چراگاہوں میں اپنے لئے سونے کی خاطر، کھانا کھانے کے لئے برتن، پانی پینے کے لئے گلاس، ہاتھ دھونے کے لئے صابن اور طہارت کے لئے لوٹے تک ساتھ لے جاتے ہیں جبکہ ازدواج میں منسلک ہونے والی لڑکی کا نفقہ، خرچ و خوراک اور اس سے مربوط سامان بحکم صریح آیات قرآن وسنت نبی کریمؐ شوہر کی ذمہ داری ہے، بدعتِ جہیز کی ابتداء کرنے والا وہ کافر وملحد وخائن انسان ہے جس نے اسلام میں حق وارثت کو روکنے کی خاطر اور دوسروں کو دھوکہ دینے کی خاطر اس نئی رسم کو ایجاد کیا ہے نیز اس نے مسلمانوں کو ایک بڑے فساد میں مبتلاء

کرنے کے لئے جہیز کی یہ بدعت گھڑی ہے۔

علی عباس بلتستان کے ان سادات گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو دیگر گھرانوں سے افضل واشرف ہونے کا تاج فرعونی اپنے سر پر رکھتے ہیں، ان کو اپنے سید ہونے پر فخر رہتا ہے، ان کے علاقے کے سادات اور دیگر علاقوں کے سادات میں بھی فرق پایا جاتا ہے باقی علاقوں کے سادات شکستہ وفقیرانہ اور مسکینانہ حالت زار میں پرچی یا درخواست خمس لے کر دکانوں میں دینے کے لئے حاضر ہوتے ہیں جبکہ ان کے علاقے کے سادات لباس فاخرہ میں متکبرانہ و وڈیرانہ انداز میں کسی بھی مد میں کسی بھی گروہ، مسلمان یا کافر سب سے خمس لیتے ہیں ۔خمس کی درخواست کرتے ہیں ۔ان کے لیے بے حجاب و بے پردہ اور شہرت فاسدہ رکھنے والی خواتین کی قیادت میں جانا یا انھیں قوم پرستوں کا لیڈر رہنا عیب نہیں، اسلام کے خلاف جہاں کہیں کوئی آواز اُٹھائے وہ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

وہ دوسرے علاقوں کے سادات کو "کفش دوز بوستین دوز" یا اپنے مزارعے سمجھتے ہیں، ان کے لئے صرف سادات ہونا اور جھوٹی کہانیوں کے ذاکر ہونا تمام حسب ونسب کے حاصل ہونے کے برابر ہے ان کی نظر میں ہم مشتی کفش دوز ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ جہیز میں سب کچھ ملنا چاہیئے، پھر ہمیں گلاس، لوٹا اور دیگر برتن وغیرہ خریدنے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی وہ ایسا سوچ رہے تھے، جو شخص اپنے آل رسولؐ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اب حوزہ علمیہ میں چند سال گزارنے کے بعد وہ حجۃ الاسلام بھی بن گئے ہیں، جس رسولؐ نے عورتوں کو ذلت و حصارت کے تہہ خانوں سے نجات دلائی تھی، اس کی آل ہونے کے دعویدار آج بھی عورتوں کو ذلیل وخوار سمجھتے ہیں، ان کے خیال میں عورت کو کسی کی بیوی بننے کے بعد اس کے گھر کا گلاس، برتن، چمچے، دری اور ٹوکری وغیرہ بھی ساتھ لے کر آنا چاہیے۔

جب ہم اپنے بچوں کے ساتھ ایران گئے تو اس وقت ہماری دوسری بیٹی قم میں فلسفہ وعرفان میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھی، علی عباس کا بھائی سید حسن ان کی منگنی کے لئے آیا تو ہم نے کہا خاندان کے حوالے سے مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن بیٹی کی رضایت ضروری اور ناگزیر ہے باقی شرائط لڑکی کی رضایت کے بعد طے کریں گے، میں یہ کہہ کر واپس آیا کیونکہ میں ازدواجی مراسم میں تغیر وانقلاب کا داعی تھا جس کا آغاز میں نے

اپنے ہی گھر سے شروع کیا ہوا تھا جس میں، جہیز نہ ہو، حق مہر یہ موجود اور متعارف سے زیادہ ہو، ولیمے میں صرف ایک غذا ہو اور باقی بیہودگیاں بھی نہ ہوں مثلاً تمام رشتہ داروں کے لئے کپڑوں کے جوڑے اور لڑکے کیلئے جوڑا وغیرہ ضروری نہیں سمجھتا تھا، لڑکے کے لیئے صرف مسلمان کلمہ گو ہونا اور صوم و صلاۃ کا پابند ہونا ضروری ہے، علی عباس صاحب پڑھائی اور عمر دونوں حوالے سے شرائط پر پورا نہیں اترتے تھے لیکن میں نے ان کی اقتصادی کمی اور عربی میں فیل ہونے کو بنیاد نہیں بنایا، چلو اردو تو پڑھ لیتے ہیں، ہم انہیں مطالعہ پر لگا کر ایک اچھا خطیب بنائیں گے، اس نیت کے تحت ہم نے دلی طور پر اتفاق کیا تھا چنانچہ رشتہ طے ہونے سے پہلے ہی وہ لوگ مٹھائی لے کر آئے تھے لیکن ان کے بھائی کی بیوی گھر میں جہیز نہ دیکھنے کی وجہ سے ناراض ہو کر جلدی واپس چلی گئی لیکن سید حسن صاحب و دیگر اور محترم فتح علی شاہ صاحب سے ہم نے کہا یہ جو زیورات اور لباس لڑکے والے لڑکی کو دیتے ہیں ہم خدمت دین اور اصلاح معاشرہ کی خاطر ان تمام رسومات فاسدہ اور راویات باطلہ کے خاتمہ کیلئے خود کو قربانی کا بکرا بنانے کے لئے آمادہ ہیں اور اس کا آغاز اپنے گھر اور ذات سے شروع کرنے پر مصر ہیں کیونکہ اصلاح معاشرہ کا ایک باب اصلاح رسومات ازدواج ہے جو کہ اس معاشرہ اسلامی کے لئے ایک دردناک کینسر کی صورت میں لاعلاج مرض بنا ہوا ہے، ان رسومات میں الف سے ی تک بدعات ابلیسیہ اور باطنیہ و مغربیہ شامل ہیں چنانچہ بین الاقوامی کارندے این جی اوز کی صورت میں ان رسومات کا دفاع کرنے اور ان میں مزید اضافہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اس طرح کے مذموم عزائم کے لیے وہ غربا کے ازدواج کا اہتمام کر کے اپنی طرف سے جہیز بھی دیتے ہیں تا کہ خلاف قرآن و سنت رسومات نہ صرف آب و تاب کے ساتھ زندہ رہیں بلکہ انہیں تقویت بھی ملے چنانچہ ہم نے اس اصلاح کے لیے ایک اقدام کے طور پر ان رسومات میں شامل جہیز کا خاتمہ اور حق مہر یہ کا بڑھانا رکھا تھا ہم نے حق مہر یہ دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ معجّل جو نقدی کی صورت میں لیا جس کو ہم نے دولہا کی طرف سے زیورات اور لباس کی رقم میں حساب کر کے مہر معجّل بنایا اور پانچ سو درہم کو موجل رکھا۔

حق مہر یہ کے سلسلے میں ہم نے پہلے سے یہ طے کیا تھا کہ ہم مہر یہ کو کچھ زیادہ رکھیں گے اور اس کو دو حصوں میں رکھیں گے، ایک حاضر اور ایک معجّل، اس طرح سے جو دولہا والے لڑکی کو یہاں جو زیوارات دیتے ہیں وہ ہم نہیں لیں گے بلکہ اس رقم کو مہر یہ کی شکل میں لیں گے۔ جب یہ لوگ یہاں آئے تو ہم نے ان سے کہا زیورات کی رقم کو ہم مہر یہ کی

صورت میں لیں گے تو علی عباس کے نمائندوں کو گراں گزرا کیونکہ بلتستان اور خاص کران کے علاقے میں ان کی شریعت یہ ہے کہ بہترین عورت وہ ہے کہ جس کا مہریہ کم سے کم ہو، اس لئے یہ ان کو برداشت نہیں ہوا چنانچہ انہوں نے اس کو یہاں کراچی اور قم میں میرے خلاف خوب اچھالا کہ ہم نے ان پر ظلم کیا ہے، ہم نے انہیں چندین بار دعوت مذاکرہ دیا کہ آئیں ہم سے بات کریں کیونکہ ہم نے کوئی بات شریعت کے خلاف نہیں کی تو انہوں نے اس کو ٹالنے کی کوشش کی اور کہا کہ یہ ہم نے نہیں کہا اور اگر دوسرے لوگ کہیں تو ہم کیا کرسکتے ہیں تو اس پر ہم مطمئن ہو گئے تھے لیکن ان کی یہ بات جھوٹ پر مبنی تھی اور ہمارا یہ قدم ان کے دل پر داغ سیاہ بنا ہوا تھا۔

ان کے اپنے علاقے کے سادات اس غرور و تکبر میں اپنے لباس میں پھولے نہیں سماتے تھے، خاص کر ایک چادر ۱۱۴ روپے مہریہ رکھنے والے کھرمنگ چہلو والوں کو یہ کہاں برداشت ہوتا تھا کہ میں حق مہر کا تعین حسب تعبیر قرآن کروں کیونکہ میں غرب میں تعین کیئے جانے والے حق مہریہ کا قائل نہیں تھا نیز وہ اس انتظار میں تھے کہ علی شرف الدین اپنی بیٹی کے جہیز میں کیا کیا دیں گے چنانچہ رخصتی سے چند دن پہلے انہوں نے پہلی دفعہ گھر میں آتے ہی نظریں ادھر اُدھر دوڑانا شروع کیں تا کہ معلوم ہو کہ جہیز کہاں رکھا ہوا ہے اور اس میں کیا کیا ہے، جب جہیز کہیں نظر نہیں آیا تو فوراً اٹھ کر چلے گئے، میں نے جو ہال بک کیا تھا اسے منسوخ کیا، وہ دس دن گزرنے کے بعد بادل نخواستہ رقم لے کر آئے لیکن انہوں نے ہمارے خلاف یہاں بلتستان اور ایران میں پروپیگنڈا کیا کہ علی عباس مظلوم ہو گیا لیکن وہ خود انکار کرتے رہے کہ یہ پروپیگنڈا ہماری طرف سے نہیں ہے اور دوسروں کی زبان ہم بند نہیں کرسکتے ہیں، ہم نے ان پر اعتماد کیا تھا لیکن یہ غصہ و غیرت ان کے دل سے اترے نہیں تھے۔

چنانچہ علی عباس اپنی بارات میں بے حجاب ملکہ بلتستانیہ کو بھی لایا، ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ملکہ بھی آئی تھی اور بے حجاب آئی تھی، اگر اس وقت نظر آتی تو ہم ان کو چادر اوڑھنے کی دعوت دیتے یا واپس بھیجتے یا باہر نکالتے۔ دوسری دفعہ اپنے گھر میں جب چھوٹی بیٹی کی منگنی کے لئے آئے ہوئے مہمان آئے ہوئے تھے تو اس وقت اسد زیدی فاسق و فاجر کے لئے قم کے طلاب کھرمنگ کی طرف سے شاید انہی سادات کو مقابل اسلام گردانے والوں کی طرف سے رکھی گئی فاتحہ کا ذکر آیا تو علی عباس نے فوراً کہا اس میں کیا حرج تھا، اسد زیدی سید اور ذاکر حسین بھی ہے گویا ان دونوں اصناف کے حامل انسان کو دین و شریعت میں ہر طرح کی معافی حاصل ہے۔

علی عباس کو کچھ نہیں آتا ہے اگر کچھ تھوڑا بہت بھی آتا ہوتا تو روضۃ الشہداء کے سینہ کوبی میں شامل نہیں ہوتے، اچھے خطیب وواعظ بنتے، حرام پیسہ وصول کر کے چند جہاز بدلتے ہوئے قم سے بلتستان تک ہوائی سفر کی سہولت حاصل نہ کرتے، اسد مجالس جو اس علاقہ کی بدعات میں سے ہیں، ان دس روزہ مجالس میں ان کے والد کی وراثت میں پتہ نہیں وہ ایک دو دن آئے ہوں، منبر جو منبر رسول کہلاتا ہے، وہ خاندان کے درمیان تقسیم ہے شاید کسی کا حصہ خریدا بھی جاسکتا ہے

یہاں سے جاتے وقت ہم نے انہیں کچھ رقم دے دی تھی لیکن وہ بھی انہیں کم لگی تھی نیز انہوں نے قم میں جہیز نہ ملنے کی شکایت کی، تب بھی ہم نے انہیں چند مہینے کے لئے گھر دیا پھر ہم نے ایک تہائی کرائے پر گھر دیا شاید کہ یہ سدھر جائیں لیکن ان کے نخرے الٹا بڑھ گئے وہ روضہ شہداء میں سینہ کوبی کے کام میں شریک بنے ہوئے تھے جہاں وہ شباب مومنین کی پناہ گاہ میں تھے میں نے اس کی بھی شکایت کی کہ تمہارا کام منبر پر جا کر وعظ و نصیحت و ہدایت کرنا تھا یا شباب مومنین کے ساتھ سینہ کوبی کرنا تھا، تمہارا کام تعلیمات قرآن وسنت اور تاریخ اسلام بتانا تھا، اہداف و مقاصد قیام حسین بتانا تھا، سینہ کوبی نہیں تھا لیکن اس کو یہ بات گویا سنائی ہی نہیں دیتی تھی۔

چنانچہ اس سال جب وہ اپنی بدعت اسد عاشورا کی مجالس میں دروغ پردازی کے لیے بلتستان جاتے وقت ایک گھنٹہ کیلئے یہاں آئے تو اس وقت جس طرح باقر نے اپنے کرم فرما شبیر کے کہنے پر عمار کے حضور میں اعلان کیا تھا، اسی طرح علی عباس شباب المومنین والوں کے کہنے پر ہم سے اعلان برات کے لئے آیا تھا، وہ انتہائی غصے میں اعلان کر کے شباب والوں کو بتانے کے لئے گئے کیونکہ وہ میرے پاس نہیں آسکتے تھے اور وہ ہم سے اعلان برات کی خبر شباب مومنین کو دینے کیلئے آئے تھے، گفتگو کے دوران ان کے منہ سے نکلا آپ نے ہمارے جہیز کو روکا، جس طرح جہیز روکنا ان کے دل میں سیاہ داغ بنا ہوا ہے، دعوائے سیادت اور واعظ بننے والے کی زبان سے ہمارے جہیز کو روکنے کی بات ہم پر کتنی گراں گزری بلکہ یہ ایک سیاہ داغ ہے۔

علی عباس اور ان کے سسر دونوں سادات گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دونوں کے ساداتی تقاضے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

۱۔ علاقہ کھرمنگ کے سادات دوسرے علاقوں کے سادات سے مختلف ہیں سادات کھرمنگ اپنی مغروریت اور

فرعونیت دکھانے میں دیگر علاقوں کے سادات سے بہت آگے ہیں اور وہ نہ صرف دوسروں سے بلکہ دوسرے علاقوں کے سادات سے بھی خود کو اشرف سمجھتے ہیں۔

۲۔ وہ خمس کو اپنی جدہ فاطمہ زہراء کی وراثت سمجھتے ہیں اور اس کے حصول اور وصول کے لئے کسی قسم کی پابندی کو نہیں مانتے چاہے انہیں خمس دینے والے حرام کاروبار والے، ملک وملت کے دشمن اور این جی اوز والے ہی کیوں نہ ہوں یہاں تک کہ یہ اسماعیلیوں اور قادیانیوں سے بھی خمس لینا جائز سمجھتے ہیں۔

۳۔ سید ہونے کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے ہر قسم کا فسق وفجور اور دین سے بغاوت کرنا جائز ہے چنانچہ فاسق و فاجر اسد زیدی کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ سید اور ذاکر ہونے کے بعد انسان پر کوئی دینی پابندی نہیں رہتی ہے چنانچہ یہ لوگ ملک کی گندی ترین سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں اس لیے آپ نے خون خوار اور دین وشریعت کی باغی و طاغی شباب مومنین کے دل جیتنے کے لئے روضہ الشہداء پڑھ کر زور سے سینہ کوبی کی چنانچہ انہوں نے جب آپ کو ان ہی کی طرح دین سے لاپروائی کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے بعد آپ کو ہر قسم کی سہولیات دینے کا وعدہ کیا۔ میں ہر باپ کو یہ سفارش کرنا چاہتا تھا کہ لڑکی کو کسی صاحب جائیداد کے آنے کے انتظار میں نہ رکھیں، غریب بھی آجائے تو دے دیں لیکن لڑکا مسلمان ہونا چاہیے، اگر نادار ہے گزراوقات میں محتاج معاونت ہے تو ان کی مدد و اعانت کریں لیکن جہیز کی صورت میں نہیں جو کہ ایک بدعت ہے اور جو کہ لڑکیوں کی ذلت وخواری کا سبب بنا ہوا ہے، یہ کسی صورت میں نہیں دینا چاہیے، جہیز کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ گویا لڑکی کے جہیز میں ایک گوبر بھرا ٹرک اور باتھ روم کے لوٹے بھی آئے ہیں، کیا اس سے لڑکی کی عزت میں اضافہ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے اس سے پہلے اپنے بھتیجے سعید سے یہی کہا تھا اور ان سے کچھ حق مہر پیشگی لیا تھا لیکن جہیز نہیں دیا تھا۔

علماء کے شکاری:

علماء کے شکاری علماء کو جس جہت میں متوجہ پاتے ہیں، ان کو اسی راستے سے شکار کرتے ہیں وہ ان میں موجود خلل یا کمزوری کو نشانہ بناتے ہیں اور اس میں حصہ ڈالتے ہیں اور پھر اس کو پُر کرنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اگر وہ دین دار نہیں ہیں اور روشن خیال وترقی پسند ہیں تو اس کی ضرورت پر زور دیتے ہیں اور ان کے لئے مجالس قائم کرتے ہیں، پھر انہیں دوسرے شہروں اور ملکوں میں دعوتیں دیتے ہیں، چنانچہ ان چند سالوں میں انہوں

نے مرتضیٰ زیدی کو اس طرح رکھا ہوا تھا کو یا وہ ان کے ہاتھوں اغواء ہو چکے تھے انہوں نے ان کو کوبر سے بجلی بنانے کا مشورہ دینے پر بین الاقوامی سطح پر متعارف کروایا اور اس وجہ سے انہیں بہت سے ملکوں میں سیر کرائی اسی طرح جناب لالجی برادران اپنے گھر میں مجالس خمسہ رکھتے تھے جس میں وہ کیمرہ پکڑتے تھے اور ہم بولنے والے ہوتے تھے، وہ مووی بناتے تھے اور کوئی تیسرا آدمی ہوتا ہی نہیں تھا' اگر میں سامعین نہ ہونے کی شکایت کرتا تو کہتے کہ امام زمان تو حاضر ہیں خود ساختہ اور خلاف قرآن و سنت عقائد و رسومات کو بطور دین متعارف کروانے اور عزاداری کو انحرافات کی پٹڑی پر لگانے والے یہی لوگ ہیں ۔

وہ از خود موضوع ٹھونستے تھے' پھر موضوع پر گفتگو میں اشکال و راشکال سے پتہ چلتا تھا کہ ان کا مقصد مجلس کروانا نہیں ہوتا تھا بلکہ مولوی کو ٹھکانے لگانا ہوتا تھا چونکہ کتاب چھاپنے میں دار الثقافۃ الاسلامیہ ایک شہرت حاصل کیئے ہوئے تھا چنانچہ اس حوالے سے انہوں نے دو ایسی کتابیں ہمارے ادارے سے چھپوائیں جن میں ایک تذکرہ مجید اور دوسری کتاب مومن تھی، کتاب تذکرہ مجید کا خرچہ کس نے دیا، مجھے معلوم نہیں لیکن کتاب مومن کو کوکل والوں نے چھپوایا تھا' ہمیں کتاب مومن وافر تعداد میں چاہیے تھی، پوچھا یہ آپ کے پاس موجود ہے، جواب دیا اتنی نہیں چھاپیں گے، بعد میں معلوم ہوا یہ کتاب حسین اہوازی مؤسس حکومت فاطمیہ نے لکھی ہے جسے مرحوم مرتضیٰ حسین نے ترجمہ کر کے یہاں سے چھپوایا تھا، ہمیں اس کا علم نہیں تھا' کیونکہ کتاب شناسی کا موضوع بھی ایک اوقیانوس ہوتا ہے جہاں کوئی کتاب بے سند ہو، اس کی عالیشان طباعت کراتے ہیں اور اسے معتبر اداروں سے چھپواتے ہیں چنانچہ کتاب آئینہ نفس محترم ہادی نقوی نے ہم سے چھپوائی تھی ۔

ملک میں جاری تمام برائیوں میں خوجہ جماعت کا حصہ ہوتا ہے اس کا ایک مشاہدہ نیو کراچی میں مسجد سکینہ چلانے کی سازش و تحریک میں ہوا جس کے لیے بنس روڈ کے دھرنے کے بعد اگلے اقدامات کے لئے ایک ایکشن کمیٹی بنائی گئی جس میں بعض علماء فساد کو بڑھانے اور طول دینے کی کوشش کرتے تھے جبکہ بعض کا اس کو یہیں پر ختم کرنے کا اصرار تھا یہاں ایک عادی شخص ہاتھ میں بریف کیس لیے ہوئے خوجہ جماعت کی نمائندگی کرتا تھا، وہ اجلاسوں میں شامل اسماعیلیوں کا حصہ لاتا تھا، اس کا نام حیدر ملیجی تھا ۔

عزتی لقمہ:

انسان کے جینے کے لئے لقمہ ضروری اور ناگزیر ہے چنانچہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی جسد نہیں بنایا ہے جو کھانا نہیں کھاتا ہو، پیٹ کہتا ہے مجھے کھانا دو، وہ یہ شرط نہیں لگاتا ہے کہ لقمہ حلال ہونا چاہیے اور وہ بھی عزت مندانہ انداز سے حاصل کیا گیا ہو نہ کہ اس طرح سے کہ جس سے عزت مجروح ہوتی ہو، پیٹ ایسی کوئی شرط نہیں لگاتا اور اگر آپ باانداز ریئسانی کہیں تو لقمہ لقمہ ہوتا ہے اور پیٹ پیٹ ہوتا ہے اور اس کا حلال یا حرام ہونے سے کوئی تعلق نہیں نہ جانے مسلمانوں کو ہر چیز حلال کیوں نظر آتی ہے خاص کر آج کل کے جدت پسند انسانوں کو ظاہری طور پر ہر وہ لقمہ حلال نظر آتا ہے جو اندر سے مفت کا ہو، حالانکہ جس طرح لقمہ حرام ایمان سوز ہوتا ہے اسی طرح مفت کا لقمہ عزت سوز ہوتا ہے لیکن انسان کی عزت نفس کہتی ہے کہ عزت نفس کو بچاؤ اور ذلت کا لقمہ مت کھاؤ اور دین و ایمان کہتا ہے کہ لقمہ حرام مت کھاؤ، اس اصول و مبانی کی روشنی میں دیکھا جائے تو اگر کوئی شخص دین یا مولوی کی لائن یا پیشہ اس لئے انتخاب کرتا ہے کہ اس میں عیش و نوش کے بہت زیادہ وسائل و ذرائع ہیں تو وہ دیندار نہیں ہوسکتا چنانچہ ہمارے ایک پرانے دوست جناب ڈاکٹر حسن خان امچہ صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے ایک بچے کو اس لائن میں پڑھاؤں کیونکہ اس میں عزت کے علاوہ عیش بھی ہے، آپ نے اس بارے میں کافی عرق ریزی سے تحقیق کی ہے چنانچہ آپ ایک عرصہ حوزہ علمیہ میں رہے ہیں جہاں علماء بننے والے طلاب کا تکیہ کلام کیا ہوتا تھا وہ اس سے آگاہ ہیں اور انہوں نے وہاں سے واپس آنے والے محترم محمد علی شاہ، شیخ سلیم اور محترم جعفری کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اسلام کے نام سے کتنا لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یہاں کے علماء کو انتخابات کے دوران عزت بھی مل جاتی ہے اگر وہ یا ان کے حمایت یافتہ افراد جیت جائیں تو پانچ سال کے لئے عیش و نوش کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے لیکن وہ اندر سے ذلت و انحراف کی گولی بھی کھا رہے ہوتے ہیں۔

ایسے شخص کو خدمت دین کی توفیق بھی نہیں ہوگی اور عزت کا لقمہ بھی نصیب نہیں ہوگا بلکہ عزت کا لقمہ اس کے منہ کے دھانے سے گر جائے گا اور وہ یقینی طور پر دینی کاموں سے بھی دور ہو جائیں گے اور آئندہ اس کو تعیش کے جو وسائل فراہم ہوں گے وہ اس شرط پر ہوں گے کہ دین کا جو بھی کام آپ کر رہے ہیں، اس کو فوراً بند کیجئے، آپ آئندہ ایسا کوئی کام نہیں کریں گے اور اس کو کہیں گے کہ آئندہ عزت کا لقمہ کھانے کے لئے آپ کو خود کام کرنا پڑے گا، اس

کے لئے تگ و دو کرنا پڑے گی، درخواستیں لے کر ایسے مقامات تک بھی جانا ہوگا کہ جہاں پشیمانی و ذلت آپ کا استقبال کرے گی کیونکہ کسب جو بھی ہو اچھی بات ہے' چنانچہ شبیر کوثری نے ہمارے برخوردار کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا حالانکہ ہم نے ان کو ہر قسم کی یقین دہانی کرائی تھی اور ادارے کو ان کے سپرد کیا تھا لیکن اللہ نے ان کے منہ سے یہ میسر و حلال لقمہ چھینا جس طرح ان سے پہلے ضامن علی کے منہ سے چھینا تھا کیونکہ یہ لوگ حلال کی بجائے عیش و عشرت کی پریشان کن اور رتباہ کن تمنا پر توجہ مرکوز کیئے ہوئے تھے، اب انہیں ہر آئے دن ایک فعل حرام انجام دینا پڑتا ہے اور ایک فاسد و ظالم کی پشت پر ذلیلانہ وفقیرانہ انداز میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ اب ایسے لوگوں کے ذریعے یہاں سے کفریات وانحرافات اور عقائد فاسدہ کا خاتمہ وصفایا ممکن نہیں کیونکہ ان تمام عقائد فاسدہ کی پشت پر ضامن علی کھڑا ہوا ہے پھر ایک دن یہ ان کے لیے کارآمد نہیں رہیں گے اور ان کے پاس کوئی معقول ذریعہ آمدن بھی نہیں رہے گا اس دن سے ان کی ذلت کا ایک نیا دن شروع ہوگا چنانچہ آج ان کے بعض معتقدین جو بعض مفادات کی خاطر ان کے پیچھے صف اوّل میں کھڑے تھے، سنا ہے کہ انہوں نے ان کو چھوڑ کر ایک اور فاسد العقیدہ امام کو انتخاب کیا ہے۔

وہ اشخاص جو جذبہ دینی و ایمانی کے تحت اپنے علاقے یا ملک میں بڑھتے ہوئے انحرافات کے تناظر میں فقر و فاقہ برداشت کرتے ہیں اور انحرافات وعقائد فاسدہ کے خاتمے کے عزم وارادے سے نکلتے ہیں تو میں ان کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ رہتا ہوں۔ جبکہ ان جیسے افراد کا کہنا ہے کہ امام کے لئے حاضر و غائب نہیں گویا وہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام ہی اللہ ہے۔

میں المرتضٰی فاطمیہ کے طریقہ کار کو برداشت نہیں کرسکتا ہوں، میں ان کی تمنائے دولت پر حیران ہوگیا تو میں نے کہا شبیر بھائی آپ کی آمدنی کے لئے کراچی کے اہم اور بڑے بازاروں میں دو بڑی دکانیں ہیں، کیا ان سے حاصل ہونے والی روزانہ کی لاکھوں کی کمائی کافی نہیں ہے تو وہ کہنے لگے کہ یہ معاشرے کی خاطر ہے، میں نے سوچا کم سے کم اپنے اور اپنے سے وابستہ نوابوں کے بچوں کی اچھی تعلیم کا بندوبست تو کردوں، میں نے کہا آپ کا کاروبار جو چل رہا ہے شاید اس سلسلے میں آپ کو کہیں سے پیسہ مل رہا ہوگا، اس پر وہ چپ رہے، دراصل اس ملک میں جتنے بھی پرائیوٹ سکول چل رہے ہیں، چاہے وہ مروجہ تعلیم کے لیے ہوں یا دینی و مذہبی نام سے ہوں، یہ سب این جی اوز

والے چلاتے ہیں، لوگوں سے بھاری فیس بھی لیتے ہیں لیکن اس کے باوجود ٹیوشن بھی پڑھانا پڑھتی ہے انہوں نے ہر دن فیس اور دیگر اخراجات کے حوالے سے تعلیم کو نا قابل حصول بھی بنایا ہے یہ بھی کاغذی دستمال تھا۔

روایات میں آیا ہے ماں باپ مربی اولاد ہوتے ہیں چنانچہ دوران تربیت اولاد بچوں کو مٹی والی اور گلی سڑی، شراب و آلودہ چیزیں کھانے سے روکنا ماں کی ذمہ داری ہے کچھ بڑے ہونے کے بعد باہر لوگوں کا مال کھانے سے روکنا یا طمع لالچ دکھانے سے روکنا باپ کا فرض ہے اگر اولاد کو صحیح تربیت کرنے کا حق بھی باپ سے چھین لیا جائے اور الٹا اولاد سے کہا جائے کہ باپ کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے، آپ لوگ باپ کی کسی بھی بات کو نہ مانیں تو باہر کے لوگوں کی باپ کے خلاف ایسی باتوں کو ماننے والی اولاد کو کیا کہا جائے جو باپ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے اوپر اپنے عقائد نہیں ٹھونس سکتے ہیں تحمیل نہیں کر سکتے ہیں حالانکہ تحمیل کرنے کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ان پر جبر و تشدد کریں جبکہ یہ تو اس وقت کسی بھی والدین کے لئے میسر نہیں، کہیں بھی اس کی گنجائش نہیں کہ وہ جبر کریں لیکن والدا پنے بچوں کی ہدایت و رہنمائی بھی نہ کریں، اس منطق کی سند کیا ہے؟ ان میں سے کسی نے بھی نہیں بتائی۔ جس مذہب پر یہ لوگ ہیں، وہ سر سے پیر تک بے بنیاد ہے اس کے خود ساختہ اور گھڑے ہوئے اصولوں کی کوئی بنیاد نہیں، جن آیات سے یہ لوگ اپنے مذہب کے لئے استدلال کرتے ہیں وہ آیات متشابہات ہیں وہ آیات کی خود ساختہ و بے سند، مقطوع الصدوا لوسط وروایات کی مدد سے تفسیر کرتے ہیں وہ بھی عموماً ایک آیت بلکہ کسی آیت کا ایک ٹکڑا لیتے ہیں انہوں نے ہماری کتابیں پڑھی ہیں نہ اس موضوع پر اوروں کی کتابیں پڑھی ہیں حتیٰ انہوں نے اس فرقے کے بارے میں خود شیعوں کے فرق شناسوں کی کوئی کتاب پڑھی ہے اور نہ وہ پڑھنے لکھنے کیلئے تیار ہیں وہ اپنے فاسد مذہب پر اکڑے رہتے ہیں وہ اس پر قائم و دائم رہنے کیلئے غلا ظت خطابیون کھاتے ہیں۔

یہ ان کے شکاری ہیں جوان کو عزت کی حالت میں خرید کر کے ذلت کی حالت میں پہنچاتے ہیں پھر ان کو دکھا کر لوگوں کو دین سے روگردانی کراتے ہیں ایک جگہ وہ علماء کو ملک منزل من السماء دکھاتے ہیں تو دوسری جگہ انہیں مفت خور پیش کرتے ہیں، ان سے دین محفوظ رہتا ہے نہ ملک، اگر آج ہمارے ملک میں یہ بتایا جا تا ہے کہ اس ملک کا ہر فرد اتنی رقم کا مقروض ہے تو اس میں ان کا بہت کردار ہے وہ اپنے پروگراموں اور تقریبات میں انواع و اقسام کی غذا پیش کر کے گدا گر خمس خور اور کھال خور مولویوں کو اسی طرح سے فضول خرچی و اسراف کرنے کی دعوت دیتے

ہیں چنانچہ
وحدت مسلمین کے محترم سرپرست اعلیٰ کی ایک تقریب میں ۲۲ نوع کی غذا رکھی تھیں اور وہ بھی کسی فارم میں رکھی تھیں۔

اسی طرح آقائی جوادنقوی منادیِ نظام ولایت فقیہ نے بھی کیا تھا' آج جمہوری اسلامی ایران میں اشرافیہ کا ایک بڑا طبقہ خمس خور ہے اور آج وہ مثل شاہ قصر مرمر نوین میں رہتے ہیں آج علماء وفقہا بھی تاج محل کے مالک ہو گئے اور نمی دانم کتنے اور علماء ہیں جو تعلیمات قرآن وسنت کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے شاہانہ زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں ایک دفعہ شبیر کوثری ہمارے گھر میں افطار لایا تھا تو اس میں مرغی کی تقریباً تین چار قسم کی ڈش تھیں اور اس کے ساتھ چھوٹا گوشت بھی تھا اسی طرح جب ثقلین اور حسنین عابدی آتے تھے تو ہر ایک الگ الگ میوے کا تھیلا لا تا تھا، بعد میں میں نے انہیں اس سے منع کیا حتیٰ تھیلا لانا بھی ایک قسم کی خیانت ہے کیونکہ اس طرح گھر والوں کا ذائقہ خراب ہوتا ہے اور پھر وہ گھر کے سربراہ سے اس سے کم پر راضی نہیں ہوتے، دوسرے جب گھر والے انہیں دروازے پر دیکھتے ہیں تو گویا جبرائیل دق الباب کر رہے ہیں چنانچہ شبیر کوثری کی بھی دوسرے شکاریوں کی طرح یہی صورت حال ہے، مجھے پتہ نہیں ہے، اس سلسلہ میں باقر موسوی اور وصی حیدر اور علی عباس کے حال احوال کو جانتا ہوں، یہ لوگ تنہا ایمان سے نہیں گرے بلکہ انسانیت سے بھی گرے اور حیوانات میں شامل ہو گئے ہیں۔
باقر موسوی نے دارالثقافۃ الاسلامیہ کی جدید ٹیکنالوجی یعنی کمپیوٹر خانہ وکتابخانہ کو پرندہ خانہ بنایا اور اندرونی حصہ جو نہج البلاغہ اور معجم فرقان وترجمہ کتب مربوط با قرآن کے لیے مختص تھا اسے شہزادے وشہزادی نے عیاش خانہ بنایا تھا جس پر آنے والی لاگت کو شبیر کوثری نے شیطان کے راستے میں شرف الدین کو ستانے کی خاطر از خود برداشت کیا تھا اور پھر چالیس سال کی عمر میں حدیث طلب العلم یعنی 'مھد سے لحد تک علم حاصل کرو' پر عمل کیلئے ایران چلے گئے۔
خطابیوں کا پہلا جرم خاندان میں افتراق وانتشار و پھیلانا ہے، وہ زوجات کو ان کے شوہروں سے باغیہ اور اولاد کو طاغی بناتے ہیں چنانچہ اس سلسلے میں میری اولاد کو مجھ سے باغی اور میری ہدایت ونصائح سے سرکشی وطغیانی کرنے والا بنایا۔
ا۔ شبیر کوثری نے باپ کے بارے میں اتنی نفرت وعداوت بوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں۔

۲۔اپنی سوتیلی ماں سے ہونے والے بھائی بہنوں کے لئے جو عام طور پر کراہت وشکایت ورقابت ہوتی ہے وہ باقر موسوی میں حد سے زیادہ تھی اس سلسلے میں ان کا زیادہ غصہ باپ پر تھا۔

۳۔دین اور علم کے نام سے گرچہ کچھ سرگرمیوں میں وہ مصروف تھے لیکن شبیر نے کلی طور پر سعید اور باقر دونوں کو دین کا کام کرنے سے روک دیا۔

۴۔انہوں نے باقر کو دین اور علم سے اجنبی کاروبار کی طرف راغب کیا' چنانچہ کتابخانہ کو خالی کرنے کے علاوہ انہوں نے چھت پر بھی پرندوں کا جالی والا کمرہ بنایا تھا۔

۵۔جن خرافات کو وہ پہلے مسترد کر چکے تھے ان کو شبیر نے ان سے دوبارہ زندہ کروایا تھا۔

۶۔وہ دین میں اجتہاد و تحقیق کو ایک ناممکن عمل سمجھنے لگے تھے چنانچہ ان کے چھوٹے نانا جوہری صاحب فرماتے تھے کہ ہر کس و ناکس کو تحقیق کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ممکن بھی نہیں' کیونکہ اجتہاد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ حکم شرعی کو قرآن سے استنباط کریں،قرآن میں دوسروں کا مال کھانا حرام کہا گیا ہے جبکہ ہم اس کو حاجیوں کے ذریعے حلال سمجھتے ہیں اسی طرح کتب فقہ میں حرام گوشت پرندوں کا کاروبار حرام بتایا گیا ہے یہ جاننے کے باوجود باقر کا اس کاروبار پر اصرار تھا کیونکہ ان کو حرام کاروبار کرنے والے مرشد کی یہی ہدایت تھی۔

شبیر کوثری ایک طویل عرصے سے ہمارے انٹرویو سوالات اور نقل و حرکت کی از خود نگرانی کر رہے تھے وہ دین شناسی کے نام سے ضد دین عزائم لے کر آتے تھے اور ایک دن اس گھر کو ویران کرنے کے لئے عزم راسخ کئے ہوئے تھے اس کے لئے انہوں نے ہمارے داماد سعید اور باقر کو انتخاب کیا تھا اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہوئے اور کہاں ناکام رہے، یہ آئندہ آنے والا زمانہ بتائے گا۔

دوسری وجہ تصور علم ہے، دنیا میں علم کی دو تصور ہیں، ایک العلم للعلم یعنی علم برائے علم ہوتا ہے اس علم کو سیکھنے کے لئے طالب علموں کو مروجہ درسگاہوں میں بھیجتے ہیں' یہاں کی درسگاہوں سے فارغ انسانوں کو ولو وہ تیسرے چوتھے درجے کے ہی کیوں نہ ہوں، مناسب روزگار ملتا ہے لیکن بدقسمتی سے ان مدارس سے فارغ انسان کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک صحت مند و تندرست انسان کو معمولی علاج کے لئے ہسپتال داخل کیا گیا تھا چند ہفتے وہاں رہنے کے بعد وہ مفلوج الحال اور اس حالت میں وہاں سے نکلا کہ وہ اب کسی کام کا نہیں اور اب وہ کسب و کار سے

فارغ ہو گیا ہے۔اب تو ان مدارس میں داخلے کے لیے بھی سفارش ورشتہ داری چاہیے۔
جبکہ العلم للایمان یعنی علم برائے ایمان کے حصول کے لئے مدارس سے طلباء کو حوزات علمیہ میں بھیجتے تھے، العلم للایمان تک پہنچنے کے لئے علم ہی وسیلہ ہے تاریخ میں اس تصور میں علم کم ہی لوگوں نے لیا ہے خاص کر جب نصاب اوّل اسلام، ایمان باللہ، ایمان با آخرت، ایمان بر سالت او رعمل بواجبات کی جگہ علم صرف ونحو نے لے لی ہے، اس دن سے حوزات ومدارس صرف ونحو کے علم کے لئے مختص ہو گئے تھے جہاں اس علم کے مبتکرین ونوابغ اپنے علم کو جھولی میں ڈال کر بادشاہان وسلاطین وامراء کے درباروں میں حاضری دیتے تھے چنانچہ سیبویہ اور سکا کی دونوں دربار ہارون پہنچے تھے ۔مدارس دینی میں ایک عرصے سے صرف ونحو ہی کو بطور علم دین پڑھایا جارہا ہے ان کے درمیان مذاکرہ ومباحثہ چلتا رہتا ہے۔
چنانچہ اقبال لاجیان نے بھی فتویٰ دیا تھا کہ آغا صاحب کے ہاں نہ جائیں لہذا انہوں نے یہاں آنا چھوڑا تھا' کہا ان کی امی نے منع کیا ہے کہ یہاں مت جاؤ بلکہ انہوں نے عمار کو بھی ڈانٹا لیکن عمار آتے رہے اس نے یہ بھی کہا کہ دین سمجھنا مشکل ہے اور کسی بھی بات پر علماء کا اتفاق نہیں ہے ۔خطداحیون کے دین کو ردکرنے کی سب سے بڑی دلیل یا دین سے الگ رہنے کی منطق یہی ہے کہ علماء کا کسی بات پر اتفاق نہیں ہے، یہ بڑا المیہ ہے کہ یہ سارا الزام یا دھبہ علماء پر لگاتے ہیں یہ ان کی دین کے خلاف کھلی سازش وخیانت ہے کہ وہ ان کو علماء سمجھتے ہیں جنہیں انہوں نے پالا ہے جیسے باقر موسوی، وصی اور سعید وغیرہ اور انہیں کی باتیں ان کے لئے حجت ہیں۔
یہ لوگ دین کو چھوتے تک نہیں، وہ وہی منطق پیش کرتے ہیں جو سابق زمانے میں مشرکین پیش کرتے تھے، وہ دین کی پہاڑ جیسی واضح وروشن اور بڑی مضبوط دلیل کو بھی نا قابل سمجھ گردانتے ہیں' یہاں سے مجھے ان کے اس کردار سے بدبو آنے لگی کہ اتنا بڑا کاروبار کرنے والے کو دین کے بنیادی اصول ومبانی کیوں سمجھ نہیں آرہے ہیں۔
تعیش چاہے فردی وشخصی سطح پر یا اجتماعی وحکومتی یا گھرانے کی سطح پر ہو، یہ ایک مرض لاعلاج ہے' جسے آج کل کینسر کہتے ہیں، جس کے عارض ہونے کے بعد اس کا علاج ناممکن ہو جاتا ہے، ایسے مرض میں اضافہ یقینی وحتمی ہے، اس سے گریز زہد وتصوف سے نہیں بلکہ عقلی وشرعی طریقے سے اور عزت اور دوام عزت کے طالب سے ممکن ہے نیز تعیش پسندی سے گریز کرنے والا اس اسارت وحقارت سے بچ جاتا ہے چنانچہ اس مرض کے عواقب بہت برے

ہوں گے چندین آیات قرآن میں اس بات کا ذکر آیا ہے بعض دوستان یا بزرگان ملت سے ہم نے کہا کہ مجھے پیسے سے نفرت ہے تو کہنے لگے پھر تو آپ عارف ہو گئے ہم نے کہا نہیں، میں عرفان کو نہیں مانتا ہوں، میں عاقل ہو گیا ہوں، اگر میں نے گداگری سے زندگی کی نوعیت یا معیار زندگی میں اضافہ کیا تو یہ کسی حد پر رکے گا نہیں بلکہ مزید اضافے کی خواہش جنم لیتی رہے گی ہم نے جب بھی سوچا یا ارادہ کیا کہ تھوڑا سا گھر کی زندگی میں ضیق و تنگی کو کم کروں تو یہ خواہش ہر آئے دن بڑھنے لگی، پھر اسے ہم نے کبھی رکتے ہوئے نہیں دیکھا، تعیش پسندی تنہا دنیا ہی میں ذلیل و خوار نہیں کرتی بلکہ اس کے بعد انسان ضمیر و وجدان حتیٰ دین و ایمان سے بھی الگ ہو جاتا ہے' ہم اس خوش فہمی میں تھے کہ ہماری اولاد بھی ایسا ہی کرے گی' چونکہ ان کے حضور میں ہزاروں بلکہ بعض اوقات لاکھوں روپے والے لفافے لانے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر گھر سے باہر کرنا انہوں نے نہ صرف سنُا تھا بلکہ دیکھا بھی تھا۔

دوسری مثال جب ہم کراچی پہنچے تو خوجہ لوگ اور ان کا دیندار طبقہ جناب صادق حسن صاحب کے حجت اللہ ہونے کے معتقد تھے ایک دن دونوں بھائی ہمارے پاس آئے، حال و احوال پرسی کے بعد کہا ایک مشورے کے لئے آیا ہوں کہ ایک اسکول کھولنا ہے میں نے عرض کیا میں نے اس علم کو پڑھا نہیں ہے، لہٰذا مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں آتا ہے، ہمارے ساتھ ان کے تعلقات میں چنداں گرما گرمی نہیں تھی البتہ وہ ہمارے گھر میں اس دور میں منعقدہ مجالس میں شرکت کرتے تھے ایک دن وہ ایک ہائی روف چلاتے ہوئے ہمارے گھر آئے، میں نے پوچھا یہ گاڑی کسی کی ہے، کہا یہ آپ کی گاڑی ہے، میں یہ آپ کے لئے لایا ہوں، اللہ جانتا ہے کہ میں نے نہیں کہا کیوں لائے ہو اور نہ میں اندر سے خوش ہوا کیونکہ میں نہ بار بار باہر جاتا ہوں، نہ مجھے گاڑی چلانا آتا ہے، اب یہ تو میرے اخراجات میں اضافے کا باعث بنے گی اور بعد میں وبال جان بنے گی لیکن میری کتاب مثالی عزاداری آنے کے بعد جب میں واہ کینٹ میں تھا تو وہ کراچی میں ہمارے گھر آئے، نیچے اس برخوردار کی کچہری لی اور بقول باقر موسوی انہوں نے اس کی گھنٹہ کھنچائی کی بقول باقر کے اس وقت اس نے ہم سے دفاع کیا، دونوں بھائیوں نے میرے کراچی آنے کے بعد ثقلین کے گھر میں دو گھنٹے میری کھنچائی کی، وہاں آپس میں کشیدگی ہو گئی، میں نے سمجھا گاڑی کا اب مزہ آئے گا، وہ گاڑی اس لئے لائے تھے تاکہ میں معاشرے میں ایک گونگا بہرہ شیطان بنوں۔

برأت ازشرکیات ومنافقات اعزاءواحباب:

شرک سے برأت حکم قرآن ہے۔منافقین سے حتیٰ الامکان مدارات سنت رسولؐ ہے،مدارات کا دورانیہ گذرنے کےاور مایوس ہونے کےبعد برأت ہی واحد راستہ ہے۔میرے ان صفحات کو چاہے قرطاس ابیض کہیں یا اسود،انتہائی ناگوار اور نامساعد حالات میں اپنی طبیعت ،رقت قلبی ،شفقت پدری عطوفت صلہ رحمی کے خلاف اظہار حقانیت ووظیفہ دینی وشرعی واسلامی کومقدم رکھتے ہوئے دین مقدس اسلام کے حکم قاطع وصارم کوظالم و مظلوم میں تمیز اور فرق کوواضح کرنے کیلئے ضبط تحریر میں لا رہا ہوں۔

ان صفحات کوصفحات ابیض کہیں یا اسود ان صفحات کی ایک سطر بھی غصہ وانتقام سے نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ اپنا دینی وشرعی فرض سمجھ کرلکھ رہا ہوں کہ ایک باپ کواپنی اولادوں کے دین وشریعت سے انحرافات پرخاموش نا دیدہ نہیں رہنا چاہیے کیونکہ امر معروف ونہی ازمنکر اور اظہار ناراضگی ازمنکرات میں اولادو اعزاء مستثنیٰ نہیں ہیں۔اگر میری ان سے ناراضگی صرف اہانت و جسارت پدری کی بنیاد پر ہوتی تو میں ان کو معاف کرتا کیونکہ میرے ان صفحات سے اس کا ازالہ نہیں ہوگا جوانہوں نے کیا ہے،اگر تنہا میری ناراضگی کی بنیاد پروہ جہنم جائیں گےتو مجھے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا اگر میں ان کو معاف کروں تو شاید اللہ مجھے عفوودرگزر کرنے سے اجر عنایت کریں گےلیکن یہ ایک خالص دینی وشرعی فریضہ ہے جوان کی طرف سے ترک معروف اور ارتکاب منکرات پرانجام دے رہا ہوں اور وہ بھی امر بالمعروف ونہی ازمنکر کےتمام طوروطریقہ واسلوب کےاستعمال کرنے کے بعد کیا ہے کویا انہوں نے ورغلانے اور گمراہ کرنے والوں کی نصائح کومیری نصیحت پرترجیح دی ہے لہٰذا میری خاموشی وسکوت بعد میں ایک مثال نہ بن جائے اور میں ہی ان کی بے دینی کا سبب قرار نہ پاؤں چنانچہ ہمارے ایک دانشورودوست جنگی میں بہت عزت کرتا تھا کیونکہ وہ اچھے اچھے سوالات کرتے تھے جب سے میری آخری کتابیں آئی ہیں انہوں نے خاموشی اختیار کی ہےاور میرے بارے میں کہا ہے کہ آغا صاحب نے بچوں کے سامنے ہار مان لی ہے۔میں نے شریعت کو جتنا سمجھا ہے اس میں اولاد اور عزیزان معطل شریعت نہیں بن سکتے ہیں لہٰذا میں نے بمطابق فرمان امیر المومنین اس مسئلہ کےتمام اطراف و جوانب کوسامنے رکھنے کے بعد اٹھایا ہے(خطبہ۔۳۴)میں نے اولاد کے بارے میں استثنا یا عورتوں کے بارے میں استثناء کوقرآن سے متصادم تعلیمات باطنیہ پایا ہے۔

میں نے اپنی اولادوں اور دامادوں کے سلوک کو صفحۂ قرطاس پر اس لئے لانا ضروری سمجھا کہ میں اپنے گھر میں محصور تھا، وہ ہر جگہ اپنے دوستوں اور میرے مخالفین کے ساتھ مذاکرات کرتے رہے، اگر نہ بتاتے تب بھی سب کو معلوم ہے کہ عرصہ تین چار سال سے ہمارے درمیان تعلقات کا فقدان ہے سب جانتے ہیں باہر اس سلسلے میں چہ میگوئیاں کرتے ہونگے، تبصرہ کرتے ہونگے، یہ کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے خصوصاً مہدی اپنی سادگی کے علاوہ خطرناک جگہ مخبری بھی کر رہا ہے، باقر اور علی عباس کو میری ہی مخالفت کی بنیاد پر پذیرائی ملی۔لہٰذا یہ اندرون خانہ والی بات نہیں رہی ہے اور میرے مخالفین میرے خلاف اس کو بھی حوالہ بنائیں گے۔

یہ صفحات دفاع از پدر مظلوم ہیں جسے بیرون خانہ مظالم کے بعد اندرون خانہ اپنی اولادوں کی طرف سے بھی ظلم کا نشانہ بنایا گیا ہے تا کہ اس مسئلہ کو اندرون خانہ کا مسئلہ قرار دے کر اس مظلوم کے اپنے بیان و قلم پر بھی لگام لگائیں تا کہ قرآن کریم کے مطابق ہم مرتے وقت ظالم مریں، ایسا ماحول پیدا کیا ہوا ہے کہ اپنے دین یا اپنے اوپر گرائے جانے والے ظلم و زیادتیوں کا تذکرہ نہ کرسکیں، یہ بھی ظالم کا ایک بڑا حربہ ہوتا ہے، اس سے ان کے میرے اوپر مظالم بڑھتے گئے روح اللہ، مہدی کو سکھانے والوں نے ان کو سکھایا کہ بغیر کسی جھجک و تردد کے بغاوت کریں، چوری کریں، تمہارے ابو کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہی بات شبیر کوثری نے باقر کو سمجھائی تھی۔دین اسلام نے اس حد تک صبر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے ظلم سہتے ہوئے مرنے والوں کی قرآن میں مذمت آئی ہے قرآن میں ہے ﴿فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ﴾ (نساء۔۹۷) میں اپنا دفاع کرنے کیلئے قرآن و سنت سے مسلح ہوں، حملہ چاہے بیرون خانہ سے ہو یا اندرون خانہ سے۔ظلم و زیادتی اندرون خانہ سے بھی ہوتی ہے شاید بیرون خانہ والے اندرون خانہ والے کی مدد سے ہی کرتے ہیں، ان کا نام آنے کے بعد ضرور یہ سوال آئے گا کہ ان کو ورغلانے، خراب کرنے اور گمراہ کرنے والے منحوس و شقی اور فاسد لوگ کون ہیں، اپنے نام مفسدین کے نام میں شامل ہونے سے ڈر کر کہتے ہیں، اندرون خانہ کی باتیں بیرون خانہ نہیں کرنی چاہئیں۔قرآن اور سنت محمدؐ میں کہاں ہے بیٹے یا اولادوں کی بے دینی و جرائم کو چھپائیں ان کے شرکیات پر پردہ ڈالیں۔ یہ بات اس وقت تک درست قرار دی جاتی ہے جب اندرون خانہ صلح و صفائی کی کاوشیں امید افزاء ہوں ان کوششوں سے پہلے اس مسئلہ کو بیرونی عدالتوں میں اٹھانا درست نہیں چنانچہ میاں بیوی کے مسئلہ کو قرآن نے اندرون خانہ حل کرنے کا حکم دیا ہے۔اگر

اندرون خانہ کسی بھی صلح وصفائی کی کوشش کومسترد کریں اورہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو بتائیں وہاں مسئلہ کیسے حل ہوسکتا ہے راقم اس بات کا قائل نہیں ہے کہ میں بہت بڑا عالم ہوں، غلطیوں سے پاک معصوم انسان ہوں۔ ممکن ہے کہ میں ہی قصوروار ہوں، میں اپنے آپ کوغلطیوں سے پاک اورصاف ستھرا نہیں سمجھتا ہوں، ضروری نہیں ہمیشہ اولاد ہی قصوروار ہو، باپ بھی قصوروار ہوسکتا ہے، جس طرح ضروری نہیں عورتیں ہی مظلوم ہوں دنیا میں مظلوم شوہروں کی بھی ایک لمبی فہرست ملتی ہے بلکہ عورتوں نے بہت سے شوہروں کواپنا عقیقہ بنایا ہے اوروہ اپنی ہی عورتوں کے مظالم سے مرے ہیں، اس طرح دنیا میں اورخاص کراس دورالحادی میں نہ جانے روزانہ کتنے باپ اپنی اولادکا عقیقہ بنے ہیں اوربنتے جارہے ہیں میں اس حقیقت کوتسلیم کرتے ہوئے اپنی اولادوں کوبھی دعوت دیتا رہا ہوں کہ آئیں بات کریں چنانچہ یہ سلسلہ اپنے بچوں کے ساتھ جاری رکھا ہوا تھا اوران کو پیغام بھی بھیجا کہ اگر میں قصوروارہوں تو معافی مانگنے کے لئے تیار ہوں لہٰذا میں نے باہر اپنے مخالفین اوراندرون خانہ اولاد دونوں کو دعوت مذاکرات اورافہام وتفہیم دی ہے بلکہ اگر آمنے سامنے آنے سے معذوریت رکھتے ہیں تو طریق مکاتبہ کواپنانے کی دعوت دیتا رہا ہوں یہاں تک کہ ان کی امی کو بتایا یہ لڑکے گمراہ ہورہے ہیں تو انھوں نے توجہ نہیں دی پھر میں نے باہروالے دوستوں سے رابطہ کیا۔ اس سلسلہ میں محمد علی نقوی واہ ٔ بابر اعوان چیچہ وطنی اورعلامہ غلام مہدی، سید محمد، روح اللہ داماد سید عابد سرفہرست ہیں لیکن کیا کیا جائے کہ ہٹ دھرمی کرنے والے اوراپنی عقل کوکوزے میں بند کرکے دوسروں کی عقل پر چلنے والے اُن کی اجازت کے بغیر فیصلہ نہیں کرسکتے ہیں۔ میری یہ سطورات میرے لئے چہ میگوئیاں، نامناسب اقدامات اورمیرے خلاف تمسکات بھی بن سکتی ہیں ممکن ہے خود یہ عزیزان اوراغیار بھی کہہ سکتے ہیں گھر کی بات باہر نہیں نکلنی چاہیئے یا تحریر میں نہیں لانی چاہیئے وغیرہ لہٰذا مجھے آئندہ ہونے والے احتمالاتی سوالات واشکالات کا بھی جواب دینا ہے ورنہ میں اس وقت محکوم ہوجاؤں گا۔ میری مخالفت بیرونی اورداخلی اس بات پر نہیں ہے کہ انہوں نے میری کردارکشی کی ہے، حق تلفی کی ہے بلکہ میرا ان سب سے تنازعہ چاہے بیرونی ہو یا داخل خانہ موضوع صرف دین ودیانت ہی رہا ہے۔

یہ لوگ دین ودیانت سے کھلی لاپرواہی برتتے رہے بلکہ بغاوت بھی کرتے رہے اس میں حوزۂ علمیہ کے افاضل، یہاں کے ان کے استاد اوردوست بھی شامل ہیں، انہوں نے مجھے ہدایت ونصیحت کرنے کی بجائے

اپنی تحریر و بیان اور فتاوائے استبدادی سے میرے چہرے کو مسخ کیا، بغیر ثبوت میرے اوپر افتراءات باندھ کر مجھے اپنے گھر میں محصور کیا اور میری اولادوں اور دامادوں کو بھی میرے خلاف ورغلایا اور مجھ سے الگ کیا، ان کو ہم سے نفرت کروائی اور باغی بنایا۔ میں نے کبھی بھی باپ کی حیثیت سے مستبدانہ و متکبرانہ انداز میں ان پر اپنے عقائد و نظریات نہیں ٹھونسے ہیں جیسا کہ وہ بتاتے ہیں کہ آپ اپنے عقائد ہم پر نہیں ٹھونس سکتے ان کے بقول تحمیل نہیں کر سکتے ہیں یہ بات ان کی علم لغت میں جہالت کی نشانی ہے، میں نے ان کو پیغام بھیجا کہ اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں معافی مانگنے کیلئے تیار ہوں، اگر میرے عقائد و نظریات پسند نہیں اور تم ہم سے بحث و مناظرہ کرنا چاہتے ہو یا تحریر و کتابت کی صورت میں اپنا موقف مجھ تک پہنچانا چاہتے ہو تو پہنچا دو۔ میں نے ان پر حجت پوری کی ہے اس کے باوجود انہوں نے مجھ سے، میری کتابوں سے جن میں عربی اور فارسی کی کتابیں تھی اور میرے ادارے سے نفرت و دوری اختیار کی ہے۔ لہٰذا مجھے ان کو اور ان کو ورغلانے اور اکسانے والوں اور جن کے بارے میں میرے پاس قرائن و شواہد موجود ہیں سب کو سامنے لانا ہے۔ اللہ احکم الحاکمین ہے وہ مجھے اِس دنیا اور اُس عالم میں اپنی عدالت سے نوازیں گے۔

ان کا اور میرا راستہ جدا ہے ان کا مذہب شیعہ اسماعیلی غالی ہے میرا دین اسلام ہے ان کا مذہب گونگ و صامت ہے میرا دین ناطق و گویندہ دین اسلام ہے۔ یہ لوگ گزشتگان کی تقلید میں ہیں، میں قرآن کی بات کرتا ہوں، ان کو قرآن سے چڑ ہے، اس لئے چند سال سے قرآن سے رابطہ رہنے کے بعد قرمطیوں کے کہنے پر مثل ولید بن یزید کے، لفافہ ہاتھ میں آنے کے بعد قرآن سے کہا ہمارے راستے آپ سے الگ ہیں، آپ سے ہماری رشتہ داری ختم ہے ہم نے عیش و نوش کے لئے ہی کتابیں پڑھی تھیں وہ ہمیں مل گئی ہے۔ طرح طرح کے جوتے اور جوڑے بنائے، ایک نے قرآن کو کمرے سے نکال کر وہاں پر پرندہ خانہ بنایا، دوسرے نے قرآن کو چھوڑنے پر ہوائی سفر کی ٹکٹیں بنائی ہیں۔

مجھے ایک طویل عرصہ تک اپنے مقاصد شوم و عقائد فاسدہ کی چھت کیلئے استعمال کرنے والے دوست نماؤں نیز اپنے اعزاء اولادوں اور دامادوں نے میرے مخالفین کو خوش کرنے کیلئے میرے قرآن اور سنت سے ماخوذ و مستند دین کو غلط اور اپنے تقلید در تقلید مذہب کی خاطر غیر اعلانیہ لاتعلقی کا اعلان کیا ہوا ہے بلکہ محمد باقر نے یہ اعلان

شبیر کوثری اور عمار کو سامنے گواہ رکھ کر کیا ہے۔

ان صفحات کو غیض وغضب اور جذبہ انتقامی سے پاک اس مشفق ومہربان باپ کا حق فطری کہنا چاہئے کیونکہ ان کی اولاد واعزاء نے دوسروں کے کہنے میں آ کر یا ان کی رشوت وغلاظت خوری میں آ کر بغیر کسی دلیل اور منطق وتوجیہ کے اپنے باپ سے غیر اعلانیہ لاتعلقی کی ہے لیکن میں نے فطری جذباتی تقاضوں کے تحت انتقامی قصاص لینا اپنی دنیا و آخرت کیلئے بے فائدہ سمجھا اور اس پہلو کو پس پشت ڈال کر صرف دینی پہلو کو سامنے لا کر اپنی شرعی ذمہ داری کو سنبھالنے کیلئے سوچا۔

اولاد صلہ ارحام' اعزاء' عام شہری حتیٰ غیر مسلموں سے بھی ہمزہ وصل دین وشریعت ہے' جب ایک دوسرے کی زندگی مرحلہ نیاز واحتیاج طبیعی میں ہو تو ایک دوسرے کو برداشت کرنا چاہیئے جب دونوں زندگی بطور استقلال گزار سکتے ہیں تو فرض کفالت ختم ہو جاتا ہے اب جبکہ ہم ان کو دین وشریعت کی طرف دعوت نہیں دے سکتے ہیں وہ دین وشریعت میں آزاد وخود مختار ہو گئے ہیں چاہے وہ پدر و مادر آزاد کفریات اپنائیں یا مخرب ومنہدم مذہب کو اپنائیں تو والد کی طرف سے وجوب کفالت بھی ختم ہو جاتا ہے خاص کر دین سے بغاوت کی وجہ سے رشتہ ابوت اور بنوت بھی ختم ہو جاتا ہے۔

کسی بھی شکوہ وشکایت یا دعویٰ کے لئے قانون اور قاضی عدالت کا ہونا کافی نہیں ہے بلکہ مغیث اور مغیث علیہ کی صداقت اور صراحت گوئی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر مدعی اور مدعی علیہ دونوں یا ایک میں سے کوئی توریہ اور دروغ گوئی اپنائے تو عدالت واقعی میسر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کتمان شہادت اور دروغ گوئی کرنے سے بھی عدالت ناپید ہوگی۔ جہاں معاشرے میں دروغ گوئی معمول بن گئی ہو، کتمان شہادت حکمت اور مصلحت شناسی بن جائے تو عدالت میسر نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں نبیؐ بھی عدالت نہیں دے سکتے کیونکہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے میں گواہ اور قسم سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر مدعی جھوٹے گواہ لائیں، دوسری طرف مدعی علیہ دنیا میں انواع واقسام کی قسمیں لائیں تو قاضی بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ ہم نے اپنے بچوں کے ناروا سلوک وکردار کی بابت انکے قریب ترین افراد اور دوست احباب سے گذارش کی کہ وہ اس حوالے سے بات کریں لیکن کسی نے کوئی بات نہیں کی۔ میں اپنے قارئین کیلئے صداقت اور صراحت پر مبنی حق گوئی کو پیش کرتا ہوں۔

میرے دو بیٹے اور دو بیٹیاں جو میری پہلی بیوی سے تھے انکی ماں اور ماموں اور میری ساس نا قدر و نا شناس نے اپنے نخرے اور مفت خوری کی زندگی چھوڑ کر یہاں کراچی میں آنے سے انکار کیا اور مجھے بھی ذلت کی صفوں میں بیٹھے مفت کی مفت گدائی کی زندگی گذارنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے ہم نے انھیں طلاق دے کر دوسری بیوی لی تھی ۔لیکن عدت ختم ہونے اور ایک عرصہ گذرنے کے بعد اپنے بچوں کی خاطر وہ کراچی میں آ گئیں ۔بغیر اجازت میرے گھر میں داخل ہوئیں اور اپنے بچوں کے ساتھ رہنے لگیں، کچھ مدت گزرنے کے بعد بیٹوں اور بیٹیوں نے مجھ سے منت سماجت سے درخواست کی کہ میں ان کی ماں کو دوبارہ عقد میں لے لوں تو میں نے بچوں کی خاطر ان کو دوبارہ عقد میں لیا لیکن ان بچوں نے میرا یہ احسان فراموش کیا اور میرے لئے ہر آئے دن مسائل پر مسائل کھڑے کرتے رہے ۔بہر حال انقلاب اسلامی کا ابتدائی دور تھا مدارس اور دانشگاہ بہت کچھ سیدھی راہ پر آئے تھے لیکن حوزات اور مدارس کے منتظمین خشک لکڑی کی مانند تھے ان کو سیدھا کرنے پر ٹوٹنے کے ڈر سے ان کو سیدھا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ،وہ اسی طرح رہے اور رہیں گے ،بہر حال سکول میں بہت کچھ دین و دیانت تھی چنانچہ ہم نے چاروں کو ایرانی سکول میں داخل کروایا ،اس حوالے سے بہت مطمئن تھا ،فیس اتنی نہیں تھی ،ملعون ٹیوشن بھی نہیں تھی کتب درس اور اساتید کا طریقہ تعلیم بے دینی کی نہج پر نہیں تھا اس حوالے سے مطمئن تھا ،اس وقت تو اچھا تھا لیکن جب سکول سے فارغ ہو کر حوزہ اور جامعہ زہراء میں داخل کرایا تو فاسد عقائد اور فاسد تربیت یہیں سے شروع ہوئی ،ان کے دلوں میں سوتیلی ماں اور ان کے فرزندوں سے عداوت اور بغض و نفرت بڑھنے لگی ۔اس صورت حال میں شبیر کوثری نے پیسہ خرچ کر کے بہت فائدہ اٹھایا ۔اب دونوں بیٹیوں کے نزدیک آقا و مولا ان کے شوہر راست کو قابل اعتماد ہیں جبکہ باپ کو گھر کا ملازم سمجھنے لگیں ۔بس ظاہری تصنع اور سرسری تعارف سے گھر میں اندر سے ناپسندیدگی کی ایک خلیج قائم ہو گئی ۔شبیر کے توسط سے یہ لوگ عیاش ہو گئے ،مجھے اپنے مستقبل کی خاطر قناعت و کفایت شعاری کے علاوہ مجھے شکار کرنے کیلئے پیش کئے جانے والے لفافے رو کرنا پڑتے تھے لیکن وہ لوگ جاتے وقت انکو دے جاتے تھے ۔ماہانہ اخراجات کے علاوہ باقر کو موٹر سائیکل خریدنے کے لئے بھی کہا تھا جس کیلئے اس نے مہدی سے کہا کہ میں نے موٹر سائیکل خریدنی ہے یہ بات مجھے مہدی کی زبانی پتہ چلی ۔ابھی خریدا نہیں تھا تو میں کچھ بولا نہیں ،لیکن جب میں حج پر گیا تو اس نے موٹر سائیکل

خرید لیا۔دوسرا کام جو اس نے میری غیر موجودگی میں کیا کہ میرے کتاب خانے کی کھڑکیوں کو اکھاڑ کر ایلومینیم کی کھڑکیاں لگوائیں اور مجھے اس کی اطلاع بھی نہیں دی۔جب میں واپس پہنچا اور یہ حالات دیکھے تو اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی کہ اچھا بنایا یا غلط بنایا وغیرہ، میں انتظار کرتا رہا کہ اس کا کیا پس منظر ہے۔باقر اپنے آپ کو نیاز مند دکھانے کیلئے بار بار ہم سے پیسے مانگتے تھے گویا بہانہ تراشی کر رہے تھے تو میں نے کہا کہ تمھارے پاس پیسے نہیں تو یہ کھڑکیاں اور دروازے کیوں بنائے ہیں، کس نے پیسہ دیا ہے، کیوں میری اجازت کے بغیر یہ چیزیں بنائیں تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔یہاں سے انکا راز فاش ہونے کے بعد شبیر کوثری اور یہ دونوں میری ضد پر اتر آئے اور مجھ سے اور میرے ادارے سے بغیر اعلان برأت کرنے لگے اور میرا کام کرنے کیلئے میرے گھر میں مجھ سے خرچہ لیتے ہوئے بھی بھاری بھرکم اجرت مانگی حتیٰ کہ میرے پیسے سے چند کمپیوٹر خریدے گئے تھے لیکن وہ میرا کام نہیں کرتے تھے مولانا شکور نے ان سے کہا موضوعات متنوعہ کا فارسی ترجمہ کریں تو انہوں نے ترجمہ اور تصحیح کیلئے ڈیڑھ لاکھ روپے مانگے۔دو بیٹیوں کو ایرانی سکول میں پڑھایا لیکن میری خواہش کے باوجود میری کسی کتاب کا فارسی میں ترجمہ نہیں کیا۔اس طرح ہر آئے دن اس کی بغاوت بڑھتی گئی۔محسوس ہوتا تھا کہ شبیر کوثری اس کو ورغلا رہا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا کہ بغاوت کرو، وہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں اور اسکو یہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ تمھیں انگریزی نہیں آتی، تمھاری گزر اوقات کیسے ہوگی۔کبھی ان کو مدارس میں ملازمت کیلئے بھیجتے تھے کبھی کاروبار کی رغبت دلاتے تھے یہاں تک کہ اس نے میرے گھر میں اپنے کمرے سے کتابیں نکال کر پرندوں کا کاروبار کرنا شروع کیا۔۵۲ پنجرے اوپر چھت پر لگائے تھے لیکن میں نے ایک بھی لے جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ہم نے سعید کے توسط سے ان کو پیغام دیا کہ میں اس کاروبار کی قطعاً اجازت نہیں دیتا ہوں۔اگر کوئی اور کاروبار کرنا چاہیں تو کریں۔آخر میں وہ گھر چھوڑ کر اپنا کمرہ بند کر کے ایران چلے گئے۔ہمیں دمہ کی بیماری لگی تو ہسپتال میں داخل ہوا تو ڈاکٹروں نے سوال کرتے کرتے پوچھا کہ آپ گھر میں پرندے تو نہیں ہیں، تب ہم مجبور ہوئے اور کمرے کا تالا توڑا اور ان پنجروں کو باہر نکالا یہ ہے اس کا پس منظر جو نام نہاد درس دینی پڑھنے والے اور شبیر کوثری کی خبیث نیت اور حس انتقام نے مجھے اس روزگار کا سامنا کرایا۔ایک عرصہ مجھے چہرہ عبوس دکھانے کے بعد باقر نے جاتے وقت چیخ کر مجھے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔اس سے پہلے چندین دفعہ اپنی بیوی کی خوشنودی کی خاطر مجھے کہا آپ نہیں

سمجھتے۔اب یہ دوبارہ ایران گئے ہیں اس وقت ان کی عمر پینتیس سال ہے ایسی عمر والے کو حوزہ میں داخلہ نہیں ملتا ہے یقیناً کسی نے ان کے لئے سفارش کی ہوگی،ان سے کہا ہوگا وہ شیعت سے باغی شرف الدین کا بیٹا ہے،اپنے فاسد مذہب کو بچانے کیلئے اس کو پناہ دینا چاہیے۔

میرے چار بیٹے ہیں ان میں سے ایک کو غلط فہمی سے نام نہاد دینی سکول میں پڑھایا،نام نہاد اس لئے کہتا ہوں چونکہ اسم مسمی سے مطابقت نہیں رکھتا ہے،یہاں عربی گرائمر سکھاتے ہیں،دین سے متعلق صرف فقہ پڑھاتے ہیں لیکن فقہ قرآن اور سنت محمدؐ سے مستنبط نہیں بلکہ یہ فرقہ باطنیہ کی فقہ تھی۔ان لوگوں نے اپنے خالہ زادوں خالوؤں کے علاوہ غلاظت این جی اوز کھلانے والوں کے کہنے میں آ کر پہلا کام یہ کیا کہ گھر میں اختلاف وناچاکی اور ایک دوسرے سے کراہت ونفرت کا طریقہ اپنایا،آخر میں انھوں نے اپنی سوتیلی ماں اور بہن بھائیوں کی لپیٹ میں مجھے بھی گھسیٹا۔

ہم نے چاروں اولادوں کو انکی ماں اور خالہ زادوں کی خواہش پر انگریزی سکول میں داخل کروایا،جب کراچی میں انکی پڑھائی کا مسئلہ سنگین ہوا تو میں انہیں واہ کینٹ لے آیا۔یہاں میں نے روح اللہ کی زبان سے سنا کہ انکا ایک دوست ہے جو انکو چھوڑتا نہیں تھا کراچی جانے کے بعد بھی وہ رابطہ کرتے تھے قرائن سے ثابت ہوا وہ کوئی قادیانی یا اسماعیلی ہے دوسری طرف مہدی نے انحراف کا راستہ اختیار کیا۔واہ سے واپس کراچی آنے کے بعد روح اللہ کو اردو سائنس کالج میں داخل کروایا۔مہدی کو فوجی ہائی سکول میں داخل کرایا۔دونوں ایک سال پڑھائی کے بعد فیل ہوگئے،روح اللہ نے پہلے پڑھائی سے انکار کیا،بعد میں وہ پورا دن غائب رہتے تھے،یونیورسٹی کے نام پر کھانے کے لئے بھی نہیں آتے تھے،ابھی کہتے ہیں ہم نے انکو سائنس پڑھنے نہیں دی اور انحرافی روش اختیار کرتے گئے۔مہدی کسی مخبری کرنے والے ادارے میں کام کرتا ہے۔دونوں کا رہن سہن،لباس اور بے دینی انتہائی حد تک پہنچا تھا حالانکہ میں انہیں کوئی خرچہ نہیں دیتا تھا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کوئی انہیں دے رہا ہے اور انہیں اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر رہا ہے۔ان دونوں کو کویت میں مقیم حاجی صادق پیسہ بھیجتا ہوگا جو ایک این جی اوز میں ملازم ہیں،بلتستان کا دین و دیانت انہی کے ہاتھوں تباہ ہوا ہے۔دوسرے تقی کچورا اور قاسم شگری ہے جو اسماعیلیوں کا کارندہ ہے اور آغاخان کا گرویدہ ہے،ماروی میمن انکی آئیڈیل ہے اس کے پاس انکی فوٹو انکی کواہ

ہیں۔ یہ اشخاص میرے بچوں کو ہدایات دیتے ہیں۔ مہدی کہتا تھا کیا میں بچہ ہوں کہ انکی نگرانی میں ہی زندگی گزاروں۔ اس طرح دونوں میری حوصلہ شکنی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں آزاد ہو گئے، پوری پوری رات انٹرنیٹ دیکھتے، رات گئے گھر آتے، انہیں ان حرکتوں کیلئے رقم دی جاتی، جو یہی افراد انہیں مہیا کر رہے تھے۔ ایرانی کونسلیٹ جو میرے اوپر سعودی حکومت یا سفارت کیلئے کام کرنے کی تہمت لگاتے تھے، اس میں مہدی کو نوکری ملی۔ ایک کونسل جنرل نے مہدی سے کہا، تمھارا ابو سعودی سفارت کیلئے کام کرتے ہیں تو مہدی کے پاس دو جواب تھے، ایک سے ان کی نوکری پکی ہوتی، اگر وہ کہتے کہ میں اس بارے میں ثبوت پیش کروں گا، وہ ثبوت پیش کرتا تو نوکری کے علاوہ انہیں اور عزت بھی ملتی، دوسرا ان کو یہ کہنا تھا کہ نہیں یہ بات جھوٹ ہے کیونکہ میں اس گھر میں پیدا ہونے سے اب تک رہ رہا ہوں یہاں کبھی کسی سعودی یا عربی کا آنا جانا نہیں دیکھا حتیٰ فون آنا بھی نہیں سنا ہے، نہ ہی ہمارے ابو گھر سے باہر نکلتے ہیں، یہ آپ کو کس نے بتایا؟ یہ بھی نہیں کہا بلکہ الٹا یہ کہا کہ اگر ابو وہاں کام کرتے ہیں تو میرا کیا قصور ہے۔ اولاد نا خلف کا اپنے باپ کے حق میں رویہ ملاحظہ کریں کہ میرے مخالف کے پاس نوکری کیلئے میرے اوپر الزام کا دفاع بھی نہیں کرتے بلکہ گواہی دیتے ہیں، ہاں ان کی دو بہنوں کا ہمارے ساتھ سلوک اچھا تھا میری کتابوں کا تحریری کام بڑی بیٹی کرتی ہے لیکن ان دونوں کے شوہروں کا میرے کام یا میری فکر سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے نہ اس سلسلے میں کوئی گفتگو ہوتی ہے، معلوم نہیں مستقبل قریب میں کیا ہوگا، البتہ دونوں داماد مسلمان ہیں نماز روزہ کے پابند ہیں میں نے بھی اپنی مصلحت سے زیادہ بیٹیوں کی مصلحت کی خاطر ان کو اپنی بیٹیوں کا رشتہ با عزت طریقہ سے دیا ہے، دونوں کا حق مہر یہ چھ لاکھ رکھا ہے جو میرے لئے تسکین کا باعث ہے ایسے حالات میں مجھے کسی سے منت سماجت کی نوبت یا ذلت اٹھانے کی نوبت نہیں آئی شکر ہے۔ ہم نے انور، نثار اور دوسرے رشتہ داروں اور دوست احباب سے درخواست کی کہ ہمارے درمیان موجود اس کشیدگی کا حل نکلنا چاہیے، میں انکے عقلی و شرعی مطالبات کو سنوں گا اور انصاف بھی دوں گا لیکن کسی قسم کی شنوائی نہیں ہوئی اور وہ دین سے لا دین ہو گئے۔ ان اولادوں کو بے دین تو کہہ سکتا ہوں لیکن لا مذہب نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ مذہب رکھتے ہیں، ان کے مذہب کا نام شیعہ مذہب کہاں سے نکلا ہے؟ تو اس بارے میں حقیقت اور واقعیت یہ ہے کہ یہ فرزند خوارج ہیں سب سے پہلے اسلام سے بغاوت و طغاوت کرنے والے خوارج ہیں، یہ اپنے اصول و فروع میں تابع خوارج

ہیں یہ جن جن مسائل میں خوارج سے اتفاق کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

ا۔سبّ خلفاء اسلام: خوارج عثمان وعلی کوسبّ کرتے ہیں جبکہ شیعہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان کوسبّ کرتے ہیں۔

۲۔وہ بے اصول نعرہ ہرج ومرج بلند کرتے ہوئے کہتے ہیں لاالحکم الا اللہ، جبکہ شیعہ معصوم کے بغیر ہر قسم کی حکومت کو رد کرتے ہیں اُس کے لئے اولی الامر منکم سے استناد کرتے ہیں لیکن یہ معصوم کے بہانے الحادی حکومتوں کی حمایت کرتے ہیں۔

۳۔وہ مرتکب گناہ کبیرہ کو کافر گردانتے ہیں یہ منکر امامت کو کافر گردانتے ہیں۔

۴۔وہ کہتے ہیں اقتدار میں آنے کے لیے کوئی خصوصی شرائط نہیں وہ آزادی مطلق کے قائل تھے جبکہ ان کا کہنا ہے اقتدار کا حق صرف معصوم کو حاصل ہے۔

۵۔وہ فساد پھیلانے والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں یہ فساد پھیلانے والوں کو شہید کہتے ہیں۔

میری اولاد لڑکے اور لڑکیاں برابر چار چار ہیں ان میں سے چار نے ابتداء سے ہی مروجہ تعلیمی درسگاہوں میں پڑھا ہے ان میں دو لڑکے سید محمد روح اللہ اور مہدی کا سنا ہے کہ ان کی شکایت ہے کہ میں نے ان کو سائنس پڑھنے نہیں دی ہے یہ بالکل جھوٹ ہے اس میں ذرا برابر بھی سچ نہیں ہے میں ہی ان کو سائنس پڑھنے کیلئے ادارے کو بغیر سرپرستی اور نصف اہل خانہ کو تنہا چھوڑ کر واہ گیا تا کہ ان کو سائنس پڑھائیں، میں بحیثیت تابع قرآن ومحمدؐ علم کا مخالف رہا ہوں نہ رہوں گا لیکن یہ بھی بتاؤں کہ علم دین اسلام کے عقائد میں سے ہے نہ فروع دین میں سے ہے یہ علم انسان کو خود حاصل کرنا ہے جس طرح وسائل خورد ونوش، لباس ومسکن خود حاصل کرنا ہے لیکن قرآن اور حضرت محمدؐ علم پھیلانے کیلئے نہیں آئے ہیں البتہ اسلام کے اصول وفروع محکم ترین تغیر ناپذیر حقائق علمی پر قائم ہیں دین اسلام انسان کو شقاوت اور بدبختی سے بچانے کیلئے آیا ہے، علم کی فضیلت میں جو احادیث بعض ملا پیش کرتے ہیں وہ جاہلیوں کی خود ساختہ ہیں

دو بیٹے ابتداء ہی سے میرے دائرہ تربیت سے خارج رہے ہیں وہ تو انگلش میڈیم سکول کی استانیوں اور ہم جماعتوں اور اندرون خانہ اپنے خالہ زادوں کے علاوہ حاجی صادق جو کہ کویت میں مغربی این جی او کے دفتر میں کام کرتے تھے اور یہاں کار حرام کرنے والوں کی مدد کرتے ہیں، ان کے مالی تعاون کے علاوہ وہ

بلتیوں کے لئے قرمطیوں کا نمائندہ بنے ہیں اور انھی کی ہدایات پر چلتے رہے۔دونوں کے خالہ زادوں اور انکے والد محترم نے لباس علماء کو اپنا وسیلہ بنا رکھا تھا، جبکہ حقیقت میں ان کا مقصد تعیش ہی تھا۔اس مقصد کے لیے وہ کسی حد بندی کے قائل نہیں تھے، انکا مقصد صرف اور صرف عیش ہی تھا، وہ کسی فاسد کی چھتری اور سرپرستی میں جانے اور رہنے کو سیاست کہتے ہوئے برا نہیں سمجھتے کیونکہ بقول زرداری و بےنظیر وہ سیاست کو عین عبادت سمجھتے تھے۔انھوں نے ہماری اولادوں کے انحراف میں اپنا حصہ ڈالا جو کہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔دونوں نے اپنی تعلیم مروجہ سکولوں سے حاصل کی، انکے ہم کلاس بھی ایسے ہی تھے جو دین سے عاری تھے، نیز قادیانیوں کے گماشتے اساتید و ہم کلاس انکے ھم دم تھے۔یہ ظاہراً اچھا کلام اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے تھے وہ اپنی کامیابی، ترقی اور مستقبلِ درخشاں کو کرکٹ، ہاکی اور فٹ بال اور ڈراموں اور فلموں اور لڑکیوں جیسی شباہت اختیار کرنے اور ہر فاسد کے مروج وفدا کار بننے میں سمجھتے تھے۔دیندار کو رجعت پسند کہنے والے خالہ زادوں، روشن فکر اور سیکولروں سے متاثر ہو کر اپنے لیے بدنام ترین نوکریوں کی تلاش میں تگ و دو کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ انکی تربیت کرنے والے اسماعیلیوں کے نمائندے قاسم اور تقی کچورہ والے تھے وہ گھر میں آ کر انکی تربیت کرتے تھے، جس طرح اس مقصد کے لیے باقر اور سعید کو شبیر کوثری اپنے گھر اور کبھی ہوٹل میں لے جا کر انھیں ہم سے بغاوت کا درس دیتے تھے، غرض انکے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ایک متوقع حادثہ تھا۔نیز ان جیسے فاضل و فاضلات کی زندگی میں نمایاں تعیش لحہ لحہ متنوع موبائل کا استعمال، انٹرنیٹ کی خوبیاں، باہر سے لائے جانے والے قیمتی کھانوں کی لذت، دینی گفتگو اور سربلندئ دین کے بارے میں سکوت و خاموشی نے ان کے پاس بچے کچھے وراثتی ایمان کا بھی خاتمہ کر دیا۔لہٰذا ہمارے لیے ان کی طرف سے دین سے بغاوت اور ہم سے دوری چنداں غیر متوقع نہیں تھی۔جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ہم اس کے انتظار میں تھے۔گذشتہ چار سال سے روح اللہ اور مہدی سے پیار و محبت اور سلام کلام قطع ہے لیکن باقر اور سعید کے ذہن میں شبیر کوثری کا یہ درس اب بھی تازہ ہے کہ آغا جان آپ دونوں سے اتنی محبت نہیں کرتے جتنی روح اللہ اور مہدی سے کرتے ہیں، وہ اس درس کو ابھی تک نہیں بھولے ہیں، لیکن سعید سے پوچھو، مجھے چھوڑو میرے گھر میں کسی نے تمہاری اہانت یا جسارت کی ہو تو مجھے بتا دو؟۔جن عزیزوں نے نام نہاد علم اور دینی علوم کے ماحول میں تعلیم حاصل کی تھی، ان سے اس قسم کی توقع ہرگز نہیں تھی، لہٰذا

ان دونوں کا یہ رویہ ہمارے اوپر بجلی کی طرح گرا، ان سب کا مقصد بھی صرف عیش پسندی ہی تھا۔ وہ ہمارے نزدیک عالم دین تھے جنھوں نے اس خسیس اور پست دنیا کے لیے ہمیں سیخ کباب پر چڑھایا۔ یہ امام حسین کے اس فرمان کے تحت ہیں کہ میرے مخالفین سے مل کر انکی خدمات حاصل کر کے ہمیں ہی اپنے تیروں کا نشانہ بناتے ہو، ہماری کتابوں کے مضامین دیکھنے سے انکی آنکھوں پر دھند پڑ جاتی ہے، یہ مضامین انکے عقائد پر جھاڑو کا کام کرتے ہیں۔ دوسرا انکے پاس معرفت امام کے بعد حلال وحرام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ بعض عزیزان مقیم قم اپنی سگی بہن کو ارث دینے سے بھی گریز کرتے ہیں، انہوں نے ارث اور خمس دونوں سے عیش کی ہے۔

میرے دل میں ایک عرصے سے خلفشار وخلجان تھا کہ اس پریشانی کو کسی طرح رفع کروں، میں چاہتا تھا کہ گھر کا مسئلہ گھر کے اندر حل ہونا بہتر ہے چنانچہ میں نے ازخود بلاواسطہ اور بالواسطہ عزیزان سے عرض وگزارش کی کہ ان مسائل کو حل کریں، میں آپ کی بات کو سننے کے لئے تیار ہوں، میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ﴿وَ مَا أُبَرِّئُ نَفْسي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلاَّ ما رَحِمَ رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحيمٌ﴾ (یوسف۔۵۳) میں دیگر باپوں کی طرح مغرور نہیں بلکہ اللہ کے فضل سے ہر قسم کے غرور سے محفوظ ہوں، اگر آمنے سامنے بات کرنے میں کوئی چیز رکاوٹ ہے تو مکاتبہ کا طریقہ اپنایا جا سکتا ہے اس سلسلے میں ہم سعید سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے تھے لیکن انھیں اس فریضہ شرعی پر عمل کرنے میں انکے سالے اور ہم زلف کے علاوہ ان کے کرم فرما شبیر کی طرف سے بھی اجازت کا فقدان تھا لیکن اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا، آخر جب باہر کے بعد اندرون خانہ سے ذلیل وخوار ہونے کی نوبت آئی تو یہ یقیناً میرے فشار خون میں اضافہ کا سبب بنا، اس کا حل کیا تھا، اگر اس کو ایک خط کی صورت میں پیش کرتے تو اس کا جواب بھی نہیں ملنا تھا کیونکہ اسے بھی ناکام تجربے کا شکار ہونا تھا اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ میرے مرنے کے بعد یہ سب مظلوم بن جاتے اور ہم مظلوم ہونے کے باوجود ظالم قرار پاتے۔

مجھے اپنی اولادوں، دامادوں اور عزیزوں کے میرے ساتھ یا میرے خلاف سلوک کو صفحۂ قرطاس پر لانے اور نشر کرنے کیلئے موجودہ معاشرے کے حوالے سے انتہائی حد تک تردد وتذبذب میں مستغرق ہونا پڑا ہے، اس کے تمام منفی ومثبت پہلوؤں کا جائزہ لیا تو اس میں مندرجہ ذیل مفروضات بنے۔

۱۔ عزیزوں کے مستقبل پر برے اثرات مرتب ہونگے، جو کہ ایک باپ کتنا ہی مظلوم کیوں نہ ہو اس کیلئے

درست نہیں کیونکہ باپ کو جانا ہے بچوں کو یہاں جینا ہے،ان کے مستقبل کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیئے چاہے لڑکے کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں، برداشت کرنا چاہیئے۔

۲۔یہ گھر کی بات ہے اندرون خانہ تک محدود رہنی چاہئے۔

۳۔یہ میری ذات کے لئے برا ہوگا لوگ کہیں گے کتنا شقی باپ تھا جس نے اپنی اولادوں،عزیزوں کو بھی نہیں چھوڑا،یہ باتیں معمولی ہیں جن کو صفحۂ قرطاس پر لانا اچھا نہیں تھا۔

۴۔یہ کونسا دین ہے جو انھوں نے پیش کیا ہے،دین بھی اسکی اجازت نہیں دیتا کہ گھر کی باتیں باہر نشر کریں یہ کسی آیت یا سنت انبیا میں بھی نہیں۔

ان مفروضات کو سامنے رکھنے تک تردد و تذبذب میں ایک لمبا عرصہ گزرا یہاں تک کہ ۲ رجب ۱۴۳۶ کو اچانک مجھے امیر المومنین کا وہ خطبہ یاد آیا جو آپ نے معاویہ کے ساتھ جنگ سے روکنے والوں کے بارے میں فرمایا(خطبہ ۵۴) میں بھی مذکورہ بالا مفروضات کو یکا یک سامنے لایا اور اس نتیجے پر پہنچا۔

۱۔ان بچوں پر کسی قسم کے بُرے اثرات نہیں پڑیں گے کیونکہ جن غلات قرمطیوں نے انتہائی قساوت و شقاوت سے میرے گھر کو جہنم کا طبقہ اور ان بچوں کو مجھ سے باغی و طاغی بنا کر ان کی کفالت کی ذمہ داری لی ہے، یہی لوگ پھر ان کو شریف اور مجھے قصوروار بنائیں گے اور مزید ان کی عزت و احترام کریں گے اور کہیں گے ان لوگوں نے ہمارے کہنے پر قربانی دی ہے۔جس طرح انھوں نے بہت سے مفسدین کو ہیرو بنایا ہے جیسے مختار ثقفی،آل بویہ اور آل صفوی کی شان میں قصیدہ گوئی کی ہے اس طرح ان کی بھی تعریف کریں گے،ان کی قربانیوں کی کہانی بنائیں گے۔جس طرح آج میری مخالفت کی بنیاد پر ان کو حوزہ میں استثنائات ملی ہیں۔

۲۔دوسرا مفروضہ یہ کہ میرے اپنے بارے میں برا ہوگا تو یہاں میری دنیا تو بری ہوگئی جہاں دنیا نے میرے خلاف تمام حربے استعمال کئے، روزگار تنگ کیا، نام نہاد مولوی اور مدارس دینی کے طلباء نے میرے خلاف جھوٹ و افترات کی غلاظتیں پھینکی ہیں اس وقت میرے فرزند اور داماد ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔میرے مرنے کے بعد مجھے برا بھلا کہتے رہیں گے اس سے کیا فرق پڑتا ہے،ان کی بدگوئیوں سے جب صدر اسلام کے سربرآوردہ اصحاب سالم نہیں بچے، ہم کیا بچیں گے،کیا اللہ بدگوئی کی بنیاد پر انہیں سزا نہیں دے گا؟

۳۔اگر شفقت پدری میں ان کی الحادیات اور منافقات کو چھپا کر رکھوں تو اللہ نہیں چھپائے گا جس طرح فرزند نوح کو نہیں بخشا، میرا ان کے خلاف کچھ نہ لکھنا اور خاموشی سے دنیا سے رخصت ہونا دین کے خلاف ہوگا اور لوگ کہیں گے اپنے عزیزوں کے بارے میں خاموشی سے چلے گئے۔کہیں گے کیا امر بالمعروف و نہی از منکر صرف غیروں کے لئے ہوتا ہے اپنوں کے لئے نہیں۔اللہ نے نبی کریمؐ کی خاطر ابولہب کو نہیں بخشا۔

۴۔اگر ہم ان کے فاسد عقائد و اعمال کا زبان و قلم سے انکار نہیں کریں گے تو قیامت کے دن خود میرے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں۔

۵۔ہم نے ان کو کبھی بھی لامذہب نہیں کہا ہے کیونکہ وہ مذہب پر سختی سے کاربند ہیں انہیں اسی مذہب پر کاربندی کی وجہ سے عیش و نوش اور عزت ملی ہے لیکن ان کو بے دین کہتا ہوں کیونکہ دین و مذہب یکجا جمع نہیں ہو سکتے ہیں،اسی لئے مذہب پر ہوتے ہوئے وہ دیندار نہیں ہو سکتے ہیں۔

ذیل کے صفحات فرقہ ضالہ و منحرفہ خطداحیون کا اسماعیلیوں کو شکار کرتے کرتے میرے غریب خانے تک پہنچنے کا ماجراء ہے انہوں نے مجھے اپنے دام شیطانی میں پھنسانے کی سعی و چار جوئی میں چار جہتی کوشش کی جس کا نقشہ ان کے جد امجد ابلیس نے تیار کیا تھا انہوں نے میرے ساتھ کیا کیا ان کو صفحات میں لاؤں تو وہ اسفار ہوگا، یہاں صرف اپنے اسماعیلوں کے شکار کا ماجراء بیان کروں گا یہ بھی اپنی جگہ میری دینی و شرعی مجبوری ہے۔

اس دنیا میں خاص کر جہاں اقدار اسلامی کو پس پشت ڈالا جاتا ہو، وہاں میرے پاس اس خوش فہمی میں رہنے کا کوئی جواز نہیں کہ میری اولاد کو دنیا ہی میں ان کے جرائم کی سزا ملے گی، پھر مجھے اس میں کیا لذت حاصل ہوگی کہ میری عزیز اولاد میری بددعا کی وجہ سے بدبختی و شقاوت کی زندگی گزاریں اس سے مجھے کیا فائدہ ہوگا' کیا اولادوں کو ان کے مظالم پر سزا ملنے سے مظلوم باپوں کو کوئی امتیاز ملے گا اور اگر تمہیں اچھی زندگی ملے تو مجھے اس میں کیا نقصان ہوگا اولاد کے بُرے اعمال پر انہیں دنیا ہی میں سزا ملنے کی کوئی سند نہیں ملتی ہے اور آپ اس کا اردگرد میں مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ بہت سے والدین' اسلام و مسلمین پر ظلم ڈھانے والی اولاد کے ساتھ عیش و نوش اور آرام و سکون میں زندگی بسر کرتے ہیں اس سے یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کی گرفت میں نہیں آئیں گے، ظالمین میں سے بعض کو دنیا میں سزا نہ ملنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ ظالم نہیں ہیں یا آخرت نامی کوئی چیز نہیں بہر حال اس سلسلے میں

بہت سی حکایات نقل کرتے ہیں جو بے بنیاد ہیں بہتر ہوگا حساب یہاں صاف ہونا چاہیے دیکھنا چاہیے کہ ہم میں سے قرآن وسنت کی روشنی میں کون ظالم ہے اور کون مظلوم ہے۔

۱۔میرا اور ان کا راستہ جدا ہے ہمارے اور ان لوگوں کے آئندہ یکجا ہونے کے تمام احتمالات صفر سے بھی نیچے گر گئے ہیں۔

۲۔یہ لوگ کوثری اور شباب مومن اور قاسم تقی وغیرہ سے ہدایات لیتے ہیں، ہم ہدایت قرآن اور حضرت محمدؐ سے لیتے ہیں۔

۳۔ان لوگوں نے قرآن سے رشتہ توڑ کر لاتعلق کا عملی اعلان کیا ہے بعض کا قرآن سے رشتہ بنا ہی نہیں تھا ان کا رشتہ کسی قادیانی و آغاخانی سے تھا کیونکہ ان کے خیال میں سید ہونے اور عزاداری کے نام سے جھوٹ بولنے کی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد قرآن کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

لیکن قرمطی علماء نے اپنے مذہب کے پول اور ریپنڈورا بکس کھلنے کے ڈر سے جس طرح چور اپنے لئے راستہ بنانے کی خاطر چور چور کہتے ہیں یہاں کے قرمطی قائدین نے بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔انھوں نے اپنے زعم میں میرا روزگار تنگ کر کے رکھا ہے جس طرح حضرت محمدؐ کو شعب ابی طالب میں محصور رکھا تھا اس گمان میں کہ بتوں کے اوپر اللہ حاکم و قاضی نہیں۔

چنانچہ جناب حسن ظفر صاحب، آقائے جواد نقوی، جناب عقیل موسیٰ، شیخ سلیم، شیخ عباس رئیسی و اسامید و آئمہ جمعہ و طلاب مدارس سمیت اسلام سے ناخواندہ ان سب نے اتحادیہ تشکیل دیا۔شیخ ضامن علی، طٰہٰ شکر کے علاوہ قم میں مقیم بلتستان کے علماء نے بھی میرا گھیراؤ تنگ کیا حتیٰ ڈاکٹر حسن خان صاحب نے مجھے فاسد و بے بنیاد عقائد والا قرار دیا، میرے اوپر مظالم ڈھائے گئے تو میں نے حکم قرآن وسنت رسول کریمؐ اپنے سے دفاع کیا، ان کو جواب لکھا ان میں سے اکثر کو میرے خلاف بولنے کی تمسک میں بھی میری اپنی اولاد و داماد کو اہ سلطانی بنے ہوئے تھے ورنہ حوزہ علمیہ قم میں مقیم روحانیوں کی آنکھوں میں میرے لئے اتنا خون کیسے آیا؟ میں نے بزرگان قوم کے خلاف تو لکھا لیکن ان کے ظلم و زیادتی اور عقائد و کردار میں انحراف اور سرمایہ داروں کے ریزہ خواروں سے خاموشی سے گزر جاؤں تو کیا یہ ظالمانہ و جابرانہ رویہ نہیں، انہوں نے ہر جگہ مجھے اتنا مسخ کیا کہ اللہ جانتا ہے۔امام

جمعہ مسجد امام صادق اسلام آباد وجناب آقائے شفا نجفی اور اساتید وطلاب جامعہ کوثر نے کتنی غلاظتیں میرے بارے میں پھینکیں۔ انہوں نے جہاں جہاں موقعہ ملا انتہائی کلمات غلاظت سے میرا نام لیا ہے ان کیلئے میرے بارے میں جو بولیں اجازت تھی لیکن میرے لئے اجازت نہیں کہ ان علماء کا نام لوں، کیا اس دین میں صرف ظالموں کو ظلم کرنے کی آزادی ہے مظلوموں کو دفاع کرنے کی اجازت نہیں۔

یہاں سے وہ اپنی ظالمانہ و جابرانہ حرکتوں کو روکنے کیلئے کہیں گے کہ اپنی اولاد نا صالح کا ذکر کیوں کیا۔ کیا میرا یہ اقدام اللہ کی کتاب قرآن وسنت محمدؐ اور امت مسلمہ کی سنت کے خلاف ہے، کیا اللہ نے فرزند نوح، زوجہ ہود و لوط، خیانت کاران فرزندان یعقوب، پدر ابراہیم خلیل آزر اور ابولہب عم نبیؐ کا ذکر نہیں کیا ہے کیا امت مسلمہ میں ذکر ام المومنین حضرت عائشہ و بی بی فاطمہ و زینب کبریٰ نفی و اثبات میں نہیں کرتے، یہ کونسا اصول ہے یہ باتیں مغرب اور مغرب پرستوں کی باتیں ہیں جو بچوں کو ہر قانون وقواعد وضوابط سے آزادی دلانے کے لیے گھڑی گئی ہیں۔ نبی کریم نے فتح مکہ کے موقع پر جب کسی خاندان کی عورت کو سرقت میں پکڑا اور جرم ثابت ہونے پر سزا کا اعلان کیا تو اس خاندان نے اپنی عزت بچانے کے لئے اسامہ بن زید حارثہ حبیب رسولؐ اللہ کو سفارش کیلئے بھیجا تو نبی کریمؐ نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ جرم فاطمہ بھی کرے تو سزا دیں گے۔

ان کے اور میرے درمیان عدالت کو قیامت کے لئے اٹھا نہیں رکھوں گا خود اللہ کی طرف سے مجھے حکم ہے کہ میں اپنے اوپر ظلم و زیادتی کرنے والوں کو یہاں عدالت قراء میں بلاؤں اور اللہ کی کتاب اور حضرت محمدؐ کی شریعت پر پورا اتروں۔ ان کے اور ہمارے درمیان تنازع اس بات پر ہے کہ تم لوگ دین وعزت وشرافت دے کر عیش ونوش کرنے کی خاطر رقم لیتے ہو اور اس پست عیش کی خاطر تم نے باپ کی حیثیت کو مکا اور لات ماری ہے، چن چن کر باپ کے لئے غم وغصہ رکھنے والوں کو تم نے اپنا مشفق ومہربان بنا کر نجی اجتماعات میں میری توہین واہانت و جسارت کی ہے یہاں تک کہ تم ان کے ہو کے رہ گئے اور رہو گے۔

آج یہ چند صفحات اللہ اور اس کے رسول برحق حضرت محمدؐ کی خوشنودی کی خاطر تاسی شیخ الانبیاء ابراہیم خلیل کرتے ہوئے اپنے بیٹوں محمد باقر محمد صادق، روح اللہ، مہدی اور بیٹیوں، دامادوں، محمد باقر کی شریک حیات اور اپنی بیٹی طیبہ اور ربقراط بننے والے ان کے شوہر محمد سعید جو اپنی زوجہ کے باپ کو حقیر وفقیر ولا دین دکھانے

کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے غیر اسلامی فلسفہ و عرفان کو کامل دین بنا کر باپ سے حق و نصیحت ہدایت و رہنمائی چھیننے والی بیٹی معصومہ اور ان کے نامراد شوہر مغرور راز سیادت جو اپنے دماغ میں سید کو رسول اللہ سے چند فٹ افضل سمجھتا ہے، کفر و شرک والحاد سے پیسہ بٹورنے کو بے حرج گردانتے والے آنکھ چرانے والے نثار و سجاد، عزاداری کے نام سے دروغ گوئی کرنے والے خطابی و قداحی مذہب کی ترویج کرنے والوں سے مجھے پہلے ہی اعلان برات و بیزاری کرنا چاہیے تھا تاخیر ہوگئی جس کے لئے میں اللہ رب العزت سے مغفرت کا طالب ہوں۔ تاخیر اس لئے ہوئی کہ شاید انھیں ہدایت ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیم نے اپنے باپ سے برات کا انتظار کیا تھا اگر اس سے بھی زیادہ تاخیر کرتے یا برات کا اعلان ہی نہ کرتے تو یہاں غلبہ باطل بہ دین حق کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے مرنے سے پہلے جلد از جلد اعلان برات کا فیصلہ کیا۔

جس حقد و کینہ و عداوت کا مظاہرہ تم لوگوں نے میرے گھر والوں کے ساتھ روا رکھا ہے جو کہ اپنی جگہ منفرد و بے مثال ہے قابل انکار نہیں، اگر چہ دو سگے بھائیوں میں بھی نہیں بنتی ہے چہ جائیکہ جہاں دو ماؤں کی اولاد ہو لیکن اس کا انتقام باپ سے لینا کہیں نہیں دیکھا، سعیدہ طیبہ مجھے بتائیں تمہارا سلوک دوسری ماں اور ان کی اولاد کے ساتھ کیسا ہے کیا وہی سلوک میرے گھر میں بھی کرتے ہیں؟ آئیں اپنے پسند کی قضاوت کرنے والوں کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں تم لوگوں نے جس شقاوت و قساوت سے میرے ساتھ سلوک کیا ہے اس کی ابھی تک بلتستان سے یہاں تک کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ میں تمہاری جنایات اور موبقات و منافقات کو ضبط تحریر میں لایا ہوں، اگر تمہارے پاس کوئی جواب ہے تو لائیں ورنہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے فاتحہ کہنا دور کی بات ہے گھر میں لوگوں سے تسلیت لینے کے لئے بھی نہ بیٹھیں کیونکہ اس سے تمہیں شرم و حیا آنا چاہیے خسیس عیش و عشرت، بالی و چوڑی اور موبائل فون کے لئے تم لوگوں نے میرے دشمنوں سے سازباز کی ہے۔

میری ان سطورات کو دیکھ کر بہت سے لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں خود تصنیف و تالیف میں لگ گئے بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ نہیں دی تو بڑا ہونے کے بعد بے قابو ہوئے، دو بیویوں والی اولادوں میں ایسا ہی ہوتا ہے، مولویوں کے بچے خراب ہوتے ہیں یہ اس گروہ کی بات ہے جنہوں نے ہماری اولادوں کو گمراہ کیا ہے، وہ اپنے کار سیاہ کو چھپانے کیلئے مجھے ذمہ دار ٹھہرانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ بلکہ ان کے بچے اس سے زیادہ خراب اور

عیاش ہوتے ہیں جوشمال تہران لب ساحل چند دن گزارنے کیلئے جاتے ہیں وہ کتنے خراب ہونگے۔اس وقت بین الاقوامی منصوبہ بندی کے تحت بچوں اور عورتوں کو باغیہ وطاغیہ بنانے کے لئے شدومد سے کام ہو رہا ہے اس کیلئے انہوں نے گماشتہ بنایا ہے یہاں تک کہ لوگ اپنے بچوں کی غیر شرعی حرکات وسکنات کو برا نہیں سمجھتے ہیں بقول استعماری مولویوں کے بچوں کو اپنی طرف سے کچھ مت سکھاؤ، وہ کسی اور زمانے کیلئے خلق ہوئے ہیں، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور کھیل کود کی تشویق دو، اب تو مولوی بھی ایسا کرنے لگے ہیں، ہمارے گھر میں آنے والوں کا پہلا سوال یہی ہوتا تھا، ٹیلی ویژن دیکھتے ہیں، نیٹ استعمال کرتے ہیں یا نہیں، کونسا پروگرام اچھا لگا، ہم چونکہ ان کی نگرانی کرتے تھے وہ ان کو برا لگتا تھا لہذا وہ باہر سے آنے والے ان کو یہ بتاتے تھے والدین کی کوئی بات نہ مانیں۔جب خون وگوشت اور ہڈی لقمات حرام سے بنا ہو تو ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے لیکن جہاں طالبان اخیار ہوتے ہیں وہاں طالبان اشرار بھی ملتے ہیں جہاں اولاد نافرمان ہو جائے تو ان کے بھی خریدار ہوتے ہیں۔اخباروں میں پڑھا ہے بہت سی لڑکیوں کو یہاں اسلام منافی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے مغرب والوں نے اپنے ہاں بلایا ہے تو گویا یہاں کے برے اور بدنام لوگ وہاں کے نیک نام ہوتے ہیں جہاں یہ ملت اسلامیہ کی نظروں میں مبغوض ومنفور رہوتے ہیں وہاں یہ مغرب والوں کے لیے تھوڑی دیر کے لیے عزیز ہوتے ہیں۔مجھے ستانے والوں نے میری اولاد کو اس لئے تیار کیا ہے۔

جب میں نے دیکھا کہ میری حیات میں اب یہ لوگ راہ راست پر آنے والے نہیں تو حسب فرمان امام حسین جو لشکر سعد سے فرمایا **استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله**۔

میں ایک طویل عرصہ سے اپنے بیٹے، بیٹیوں اور دامادوں کی طرف سے بے رحمانہ ونا مناسب سلوک و رفتار دیکھ رہا تھا جبکہ ان میں سے بعض علم دین وشریعت پڑھنے کے دعویدار بھی ہیں اس صورت حال نے مجھے دیگر مسائل کی طرح اولاد اور والدین کے بارے میں منقول روایات وحکایات کی طرف متوجہ کیا تو میں نے دیگر بہت سی روایات کی طرح انہیں بھی توہمات وتخیلات ومفروضات پر مبنی اور منبع وحی سے منقطع پایا کہتے ہیں کہ والدین یا خاص کر ماں کی نفرین وبد عائیں اثر کرتی ہیں، یہ دل بہلانے والی بات ہے لہذا میں اس خوش فہمی میں نہیں ہوں کہ میری نافرمان اولاد جلد اپنے کیے کا خمیازہ بھگتے گی یا انہیں غلطی کا احساس ہو جائے گا غرض اس کی کوئی منطق

نہیں مٹتی کیونکہ یہ بھی ایک جھوٹ ہے ۔ان کی طغاوتوں اور بغاوتوں سے میری کوئی چیز نہیں کھوئی بلکہ اللہ نے ان کی مفقود منافقانہ محبتوں کے عوض میں ہر طرف سے نیکیوں کے دروازے کھولے ہیں، دل کو فراق اولاد میں مرض دق سے بچایا ہے، مرض قلب سے بچایا، ان کو اکسانے وورغلانے والے دشمن دین وشریعت وشرف انسانیت والوں کو شرمندگی نصیب ہوئی، قرآن اور اللہ کے رسولؐ سے زیادہ قریب کیا ہے، ادارہ روکنے والوں کو شرمندگی ہوئی چندرہ سال اقتصادی بائیکاٹ کے باوجود لقمہ عزت، اللہ نے جاری رکھا ہے حجت عقل میں طراوات اور ذہن میں فراست پیدا کی ہے ہر دن صبح ہوتے ہی شکر کرتا ہوں کہ گزشتہ دن بھی عزت سے گزرا ہے اگر کوئی میرے امتحان وآزمائش کے دن مقرر کئے ہیں تو ان میں سے ایک کم ہو گیا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ یہ سوالیہ میں ہی بتاؤں اور اس کا جواب دوں ۔ ہمارے درمیان اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ کوئی گھر اندر سے برباد نہیں ہوتا، اس کا سرا اکثر باہر ہی سے ملتا ہے یہاں بھی اس کا سرا باہر سے ملتا ہے۔

۱۔ گھر میں خالہ زادوں کا قیام تھا، ان کے والدین کے نزدیک بچوں کا تصور دین سرے سے نہیں تھا ان کی بود وباش تکیہ کلام کے ان پر برے اثرات پڑتے تھے ان میں سے کسی کے پاس دین نہیں تھا۔

۲۔ تنظیمی مخبری کرنے والوں کی آمد ورفت زیادہ تھی وہ بہت کچھ کہہ کر جاتے تھے۔

۳۔ جو احباب یہاں آتے تھے ان کی زبان میں بھی دین نہیں ہوتا تھا۔

۴۔ میں خود تعلیم کے خلاف نہیں تھا لیکن لڑکوں کی آزاد سرگرمیوں میں شرکت کے سخت خلاف تھا اور نظر رکھتا تھا لیکن یہاں آنے والوں کی باتوں میں زیادہ اثرات تھے ۔ان میں ایک گروہ ایک عرصے سے محمد سعید کے مشفق ومہربان بنے ہوئے تھے وہ لوگ جہاں ان کی میرے خلاف تربیت کرتے تھے، ساتھ ہی ان کو جدیدیت میں استقلال اور ہم سے الگ رہنے کی تلقین کرتے تھے اور انہیں وسائل بھی فراہم کرتے تھے ۔وہ بھی گھر میں اسراف وتبذیر کھل کر کرتے تھے ان کے منہ سے دین کی بات نہیں نکلتی تھی ۔اس کے علاوہ یہاں ان کے استاد شیخ سلیم اور شبیر کوثری ان کو کلاس دیتے تھے۔

نامۂ اعمال روشن ہونا چاہیے، ظالم ومظلوم کی پہچان یہاں ہونی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ دکھ ومصیبت و

پریشانی میں مبتلا ہونے کے باوجود اور بغیر کسی سبب وعلت اور بغیر کسی جواز کے مجھے ہی ظالم مشہور کر دیا جائے اور میری اولاد میرے مرنے کے بعد مظلوم ہو جائے اور میں ایک عمر مظلوم ومقہور زندگی گزارنے کے بعد ظالم تصور کیا جاؤں لہذا میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں بحیثیت ایک مظلوم باپ اپنا استغاثہ اپنی کتابوں کے قارئین کی عدالت میں پیش کروں اوران کو پیشگی متنبہ ومتوجہ کروں کہ یہ لوگ اتنے شریف وپاکباز نہیں اور نہ ہی یہ مظلوم ہیں ۔میرے اورانکے درمیان واقع ناچاکی اوراختلاف میری طرف سے ناروا سلوک کی وجہ سے نہیں ہوا ہے جس کا اظہار میں پہلے بھی بلاواسطہ اور بالواسطہ کرتا رہا ہوں اوراب بھی یہ صفحات بطور تحدی پیش کررہا ہوں ۔

میں یقین قاطع وجازم سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ عزیزان میں یہ جرأت نہیں ہوگی کہ اس سلسلے میں دنیا ہی میں عدالت ہو جائے اس کی بھی چند وجوہات ہیں ۔

۱۔آپ لوگوں کا ہدف زندگی عیش ونوش ہے، یہ ہدف آپ کو کسی حقیقت کو تسلیم کرنے اوراس کے سامنے خاضع ہونے کی اجازت نہیں دے گا جس طرح پُرتعیش زندگی کو اپنا ہدف زندگی بنانے والے دیگر افراد بھی سچ اور حقیقت کو تسلیم کرنے سے کتراتے ہیں کیونکہ اگر وہ حقیقت کو تسلیم کریں گے تو ان سے عیش ونوش کی زندگی چھن جائے گی،آپ مثل عمر بن سعد عیش و نوش کریں ،چلو مرغ اور چلو کباب کھائیں ،سونے کی بالیاں بنوائیں، چوڑیاں بنوائیں، کیونکہ آپ کی نظر میں آخرت نامی کوئی چیز نہیں ہے، زندگی تو صرف یہی دینا ہے ۔

۲۔اسکا واضح ثبوت یہ ہے کہ علم دین کی طلب کے نام سے وہاں جانے والوں کی واپسی کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا آپ اس سلسلے میں اس حدیث سے استناد کرتے ہیں **اطلبو العلم من المھد الی اللحد** کہ مہد سے لحد تک علم حاصل کرولیکن وہاں قیام ابدی کا قصد کرنا اوراس مقصد کیلئے عمر رسیدہ لوگوں کا بھی وہاں کے لئے رخت سفر باندھنا ان لوگوں کا اس حدیث کے متن وسند سے ناواقفیت کی دلیل ہے ۔کیونکہ علم کسی ہدف کا وسیلہ ہوتا ہے اور اصطلاح حوزہ میں یہ مقصد وہدف کے لیے مقدمہ ہوتا ہے اور اس مقدمے کا ہدف حصول منزل ہوتا ہے لحد اختتام وظائف ہوتا ہے اس حوالے سے اس سے اس فکر کی بو آتی ہے کہ یہ باطنیوں کی گھڑی ہوئی چیز ہے گود سے گور تک علم حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص عمر بھر سیڑھی پر یا گاڑی پر بیٹھا رہے ۔انسان سیڑھی یا گاڑی سے اترے گا تو منزل وہدف کو پائے گا ورنہ عمر بھر سفر ہی میں رہے گا۔علم ہی غایت قصواء ہے علم محدود مدت میں حاصل

کیا جاتا ہے نہ کہ انسان عمر بھر مدارس میں داخل رہے۔ نبی کریمؐ کی سیرت میں آیا ہے ایک اعرابی سورہ زلزلہ کی آیت فمن یعمل مثقال ذرۃ سننے کے بعد اٹھ کر چلے گئے تو نبیؐ نے فرمایا رجع فقیہا یہ فقیہ بن کر گیا ہے، چنانچہ مجھے برادران لالجیان نے صرف دو گھنٹے درس دیا تھا، یہی میری زندگی بھر کے لئے ایک رہنما اصول بن گیا جس پر میں سختی سے کاربند ہوں، لیکن یہی درس لالجیان نے باقر کو دیا تھا، ان پر اس نے اثر نہیں کیا، باقر اور محمد سعید کو شبیر کا درس نقش حجر بن گیا ہے جس کو آیات قارعۃ بھی نہیں مٹا سکتیں، ان کا درس ان دونوں کے لیے رہنما اصول بن گیا کہ کھاؤ پیو، عیش کرو اور دین کو چھوڑو جس پر عزیزان کاربند ہو گئے، نیز آپ لوگوں سے اسلام کو فروغ ملنے کی امید و آرزو باندھ کر رکھنا ظہور امام مہدی کی توقع رکھنے والوں جیسا ہے جس کے انتظار میں کئی نسلیں گزر گئیں اور کئی اور گزر جائیں گی البتہ افراد کے حوالے سے حصول علم کے راستے مختلف ہوتے ہیں بعض سماعت و بصارت کے ذریعے علم سیکھتے ہیں اور بعض علم کے نام پر عمر بھر مدارس سے کھاتے ہیں اور اسی کو علم سمجھتے رہتے ہیں۔

آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ ہم علم دین سیکھتے ہیں آپ دعوائے علم دین رکھتے ہیں جبکہ علم دین آپ اپنے نصاب میں پڑھتے ہیں اور نہ اس کو مطالعے کے لیے اپنی پہلی ترجیح میں رکھتے ہیں، جبکہ آپ کو کتب بینی سے گریز کرنے کا حکم ہے، اگر آپ علم دین پڑھتے ہیں تو کم از کم آپ کو اپنے مذہب کی بنیادی اصطلاحات سے آگاہی ہونی چاہئے جب کہ آپ کو مذہب کے معنی بھی نہیں آتے، اگر جانتے ہیں تو میرے ان سوالات کا جواب ارسال کریں۔

۱۔ آپ جگہ جگہ کلمہ مذہب استعمال کرتے ہیں، جبکہ قرآن اور سنت میں کسی بھی جگہ دین کے لئے کلمہ مذہب بطور مترادف یا جزء یا لازمہ دین نہیں کہا گیا ہے مذہب کے لغوی اور اس کے اصطلاحی معنی میں کیا تناسب ہونا چاہیے۔

۲۔ مذہب دین کے مقابل گھڑی گئی بے دینی کا نام ہے ان دونوں کے درمیان نقطۂ اشتراک کہاں ہے۔ دین کے مقابلہ میں مذہب کی گنجائش قرآن اور سنت میں کہاں آئی ہے۔

آپ کو اپنے عقائد کے لغوی اور اصطلاحی معنی تک بھی نہیں آتے ہیں آپ لوگ عوام الناس جیسے سرسری و عاری اور عوامی معنی بیان کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں بطور مثال ان کا بنیادی عقیدہ امامت ہے، امامت کس مادہ سے

ماخوذ ہے،اس کا اصل ریشہ کیا ہے پھر اس کو اصطلاحی معنی میں استعمال کرتے وقت لغوی معنی کا کہاں تک خیال رکھا گیا ہے پھر اصطلاحی معنی کو مقام عمل میں کس حد تک محفوظ رکھا ہے،اس طرح کلمہ عصمت ہے اس کلمہ کا مصدر و ماخذ کیا ہے یہ لغت عرب میں کس معنی میں استعمال ہوتا ہے پھر اس کلمہ کو اصطلاح میں استعمال کرتے وقت اضافہ کیا ہے پھر وہ اس سے اپنے امام کی عصمت ثابت کرتے وقت کونسے دلائل لائے ہیں،معلوم نہیں،ان کے ہاں ہر جگہ ڈنڈا ہی دلیل ہے اگر اس کے علاوہ کوئی اور دلیل ہے تو یہ میرے بیٹے بیٹیاں اور داماد چند صفحات اس کے بارے میں لکھ کر بھیجیں۔

۳۔آپ کے مذہب میں امامت اصول دین میں ہے اس بارے میں یہ سوال ہے کہ قانون اور شریعت دونوں صورتوں میں قیادت امت سے معذور انسانوں کو منصب نہیں سونپا جاتا ہے جبکہ آپ کے ہاں غیر حاضر یا حکومت وقت کی طرف سے ممنوع تصرف یا نابالغ سب کو امام کہتے ہیں،امام کس منطق کے تحت بناتے ہیں۔ انہوں نے دین اسلام سے نکلنے کے بعد اپنے لئے خودساختہ اصول بنایا ہے ان کا بنیادی اصول امامت ہے اگر پوچھیں امام کتنے ہیں اضطراب در اضطراب کچھ پانچ کچھ چھ سات کچھ آٹھ اور کچھ اصول کافی کی روایات کے مطابق گیارہ،بارہ اور تیرہ پر رکے ہیں۔

۲)۔امامت کا معنی قیادت کرنا ہے تو کیوں قیادت نہیں کرتے گھر میں کیوں بیٹھے ہیں۔

۳)۔یہ مذہب مشرکین و مسیحیین سے زیادہ قریب مسلمین سے دور مذہب ہے۔

۴۔ان کو قرآن اور سیرت حضرت محمدؐ اور اصحاب کی تاریخ سے دور رہنا پڑتا ہے بلکہ اسلام و قرآن سے متعلق جو بھی کتاب ہو ان کیلئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

۵۔ان کا عقیدہ امامت مسیحیوں کے اقنوم جیسا ہے لہٰذا اس کی تفسیر و تشریح میں تضاد و تناقص کوئی کے علاوہ اپنے مخالفین کیلئے سب و شتم،لعن و گالی اور جھوٹ و رشوت ستائی کرنا پڑتی ہے۔

۶۔مذہب یعنی اصل میں کوئی چیز اضافہ کرنے کو کہتے ہیں اس کو قرآن نے شرک کہا ہے شرک قرآن میں ان گناہوں میں شمار ہوتا ہے جن کی مغفرت نہیں ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ سے دور رہونیکی وجہ سے یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود سے پناہ لی ہے۔

میں ان کو لامذہب نہیں کہتا ہوں کیونکہ وہ بدترین مذہب پر قائم ہیں مذاہب میں بھی بدتر ہوتا ہے مذہب بدتر وہ مذہب ہے جس کو اپنانے کے بعد اس کو اٹھانے کیلئے بہت سی قربانیاں دینا پڑتی ہیں کیونکہ مذہب کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جادۂ مستقیم سے خارج ہو کر دوسری روڈ پر چلنا۔

۱)۔دوسری روڈ پر آگے پیچ و خم اور بند گلی بھی آتی ہے۔

۲)۔اہل دین کو چھوڑ کر باہر نکلنے کی وجوہات بتانا ہوتی ہیں مثلاً شیعہ ہے کس کا شیعہ ہے، علی کا شیعہ ہے تو کونسے علی کا شیعہ ہے کیوں یہ مذہب اختیار کیا ہے، علی نے یہ مذہب بنایا ہے یا کسی اور نے۔

۳)۔اس کے اصول کیا ہیں اگر ان میں امامت ہے تو اس امامت کو کس آیت کے تحت اصول دین میں رکھا ہے۔

ہمارے عزیز و عزیزہ فاضلین و فاضلات مجھے ان عقائد کے بارے میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات لکھ کر بھیجیں۔

۱۔شریعت اسلام میں ادنیٰ و معمولی سے عہدہ کی ذمہ داری سنبھالنے والے کو بھی بالغ ہونا چاہیے جبکہ آپ کے تین امام نابالغ گزرے ہیں، ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ کے بقول آپ کے آئمہ تمام کے تمام تقیہ میں تھے اور کچھ کر نہیں سکتے تھے تو اس صورت میں آپ لفظ امام کس معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

۲۔آپ کے بارہویں امام کہاں ہیں، کسی کو پتہ نہیں تو اس صورت میں آپ ان کو کیسے امام کہتے ہیں جبکہ امام آگے اور سامنے قیادت کرنے والے کو کہتے ہیں اس طرح امام آپ کے نظریات سے نہیں ملتا ہے کیونکہ وہ آپ کے آگے نہیں ہیں پھر وہ آپ کے امام کیسے ہوئے؟

۳۔آپ کے دائیں طرف نہیں، بائیں طرف نہیں، اوپر نہیں تو پھر نامعلوم المکان کو امام کیسے کہتے ہیں۔

۴۔آپ لوگ اپنی نشست و برخاست اور تکیہ کلام میں تکفیریوں کا ذکر کرتے ہیں؟ گویا دنیا میں آپ کے لئے کوئی اور مسئلہ نہیں لیکن اسلام کا ذکر کرنے سے گریز کرتے ہیں کیونکہ آپ کو یہاں کے اسلام سے اسلام سعودی نظر آتا ہے اس لئے اس سے گریزاں ہیں اس طرح دوسروں کو لفظ شیعہ سے چڑ ہے وہ اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ شیعہ سے مراد مذہب ایران ہے۔شیعہ کہتے ہیں ہمیں سیکولروں کا ساتھ دینا ہے آپ اپنی تقریر و گفتگو میں کہتے

ہیں ہمارا دین اور ہماری سیاست ایک ہیں آپ کی سیاست سیکولر نظام کا دفاع کرتی ہے بتائیں کیا سیکولر نظام ہی آپ کا دین ہے۔اس کے معنی یہ ہوئے کہ آپ در حقیقت اسلام کے خلاف سیکولرزم کے داعی ہیں اور اس کے مقابل دنیائے کفر کا ذکر نہیں کرتے ہیں آپ کا پورا زور تکفیری گروہ کے خلاف ہے گویا کہ تکفیری گروہ تازہ پیدا ہوا ہو، یہ وہی اہل سنت ہیں جو پہلے سے تھے اس وقت آپ جماعت اسلامی سے محاذ آرائی کرتے تھے اس کے بعد سپاہ صحابہ اور طالبان تکفیری ہیں، آپ کے گفتار و کردار سے واضح ہے آپ کے نزدیک سچے مسلمان بے نظیر، زرداری، نواز شریف، گیلانی، قادری، عمران اور بلاول ہیں جبکہ ان کی مخالفت کر کے آپ دشمن کی خدمت کر رہے ہیں دشمن یہی چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو کہ اس کی قدر و قیمت کتنی ہے لہٰذا تاریخ میں آیا ہے کہ کسی نے اپنا نام بنانے کے لیے کسی کو پیسے دے کر عرفات میں بھیجا تا کہ وہ وہاں برملا ان پر لعن کرے اور آپ پہلے سے اپنی نجی محفلوں میں مسلمانوں کے خلفاء کو برملا لعن طعن کر رہے تھے اور باہر نام نہاد اتحادی اجتماعات میں اس کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ایسا نہیں کرتے ،اسی طرح یہ لوگ اس کی بنیاد پر آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں گویا امت مسلمہ میں ایک تکفیری گروہ ہے اور ایک شیعہ گروہ ہے، یہاں اسلام نامی کوئی چیز نہیں۔

آپ حضرات کے لیے میری یہ عرض بہت گراں گزرے گی ،اس وقت لباس عالم دین میں آپ لوگ بدترین سیکولر ہیں، ہر وہ شخص سیکولر ہے جو ایک چیز کو اٹھا کر چیختا ہے۔گویا آپ کے علاقے میں سب سے بڑا سیکولر ملا شیخ جعفری ہے جس نے عرصہ بیس سال سے دین و دین داری کو کنارے پر لگا کر کفرازم کو اٹھایا ہے، آپ سب ان کا لشکر ہیں، جس میں کوئی شک و تردید نہیں۔

دین کے نام سے گھڑے گئے مذہب میں پیسہ جہاں سے ملے کھالیں، کہا جاتا ہے آپ کے ہاں تقیہ کے تحت جھوٹ بولنے کی اجازت ہے آپ نے یہ جھوٹ اپنے مذہب کی خاطر بنایا ہے اس وجہ سے آپ کے اندر دین داری غیر مؤثر ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے آپ حضرات اپنے غلط رویہ وسلوک سے دفاع کرنے سے عاجز و ناتواں ہیں لہٰذا میں آپ لوگوں کے کواہ سلطانی بننے ،خود کو مظلوم و روشن فکر، دور اندیش اور رلقراط پیش کرنے کی کوششوں کو للکارنے کے لئے یہ صفحات پیش کر رہا ہوں ،یقیناً آپ باز نہیں آئیں گے آیت قرآن ہے اگر ایسے لوگوں کو ہدایت کے راستے دکھائیں تو بھی یہ اس پر نہیں چلیں گیں ﴿فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلاً غَيْرَ

الَّذِی قِیلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِجْزاً مِنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوا یَظْلِمُونَ ﴾(اعراف۔۱۶۲)۔

باپوں اور اولادوں میں تصادم وتعارض

تاریخ بشریت میں اہل دیانت اور الحادی دونوں میں اولادوں کا اپنے باپ سے بغاوت اور جھگڑا ہونا ایک معمول ہے جسے تعجب اور حیرت سے نہیں دیکھتے ہیں، یہ اختلافات خانہ ارباب دولت وثروت اور صاحبانِ اقتدار وسلاطین کے ہاں زیادہ رہے ہیں لیکن دیانت کی بنیاد پر اختلافات اکثر دیندار اولادوں کی طرف سے والدین سے ہوتے ہیں، باپ کہنہ پرست، بت پرست آباؤاجداد کے دین کا محافظ ہوتا ہے اس کی روشن وتابناک اور درخشاں مثال دعوت حضرت محمدؐ میں ملے گی۔ پیغمبر اکرمؐ پر ایمان لانے والے بہت سے جوان اپنے والدین کی مخالفت کے باوجود آپؐ پر ایمان لائے ہیں۔

لیکن دین کی بنیاد پر باپ کے بیٹوں سے اختلافات بہت کم ہوتے ہیں جہاں باپ دلائل وبراہین والے دین کا داعی اور محافظ ہو اور اولاد جدید ضروریات کی حامی ہو اور دین اس کیلئے نسوار کی مانند ہو۔ یہاں مروجہ سکولوں اور دانشگاہوں میں والدین کے رسمی احترام اور دین ودیانت میں بغاوت کا درس دیا جاتا ہے اس کے علاوہ الحادی تنظیموں کے نمائندہ بچے بھی لڑکوں کو دوستی کے نام سے گمراہ کرنے پر تلے رہتے ہیں نیز روشن خیالوں کا بھی دین پر حاشیہ ہوتا ہے وہ حدیث خود ساختہ بیان کرتے ہیں کہ بچوں کو اپنی طرف سے کچھ مت سکھاؤ وہ کسی اور زمانے کیلئے پیدا ہوئے ہیں۔

لیکن ہماری اولاد ہمارے خلاف مشرکین کی منطق چلاتی رہی ہے، وہ دین کو اپنے دور کے مصنفین اور علماء ومراجع سے اوپر لے جانے کے لئے تیار نہیں ہے انکا کہنا ہے کہ ہم نے دین کو انہی سے لیا ہے اور ان سے آگے جانے کے لئے تیار نہیں' ان کے مذہب کا سلسلہ ابی زینب، میمون دیصانی اور مغیرہ عجلی سے ملتا ہے جنکی الحادیت سب کے لئے عیاں ہے۔ لیکن میرا کہنا ہے دین قرآن ومحمدؐ ہے وہ سب سے افضل واشرف ہیں آیت قرآن کے تحت آخری حجت پیغمبر اکرمؐ ہیں (نساء ۱۶۵) اصحاب واہلبیت حجت نہیں ہیں وہ دین سے باہر مذہب قائم نہیں کر سکتے ہیں۔ انکے مذہب کے عقائد آئمہ کے علم وقدرت لامحدود کے بعد زیارات، عزاداری، توسل پر توسل، قرآن اور محمدؐ سے چڑنا اور عام مسلمانوں کے خلاف دنیائے کفر والحاد سے دوستی وغیرہ شامل ہیں دین کے

خلاف مذہب ہے۔لہٰذا مجھے ان سے برات کرنے میں کسی قسم کا تردد و تذبذب نہیں،اگر ان کو مجھ سے برات کرنے کا کوئی جواز بنتا ہے تو وہ صفحۂ قرطاس پر لائیں۔

تاریخ بشریت میں باپوں کی باغی اولادوں کا باپ کے دشمنوں کی پناہ میں جانے کی بہت مثالیں ملتی ہیں،سلسلہ انبیاء میں فرزند نوح اور سلسلہ اہل بیت میں امام صادق کے فرزند اسماعیل ہیں جہاں وہ ابی الخطاب اسدی میمون دیصانی کی پناہ میں گئے،عبداللہ بن زبیر کے دو فرزند حجاج بن یوسف کی پناہ میں گئے' شاہ عباس صفوی کے دو فرزند عثمانیوں کی پناہ میں گئے۔لہٰذا میرے فرزندوں کا ان اسماعیلیوں کے ہاتھوں اغوا ہو جانا کوئی نئی بات نہیں جو صحیح العقائد اور محکم دلائل قرآن رکھنے والے باپ سے عیش ونوش کی خاطر الگ ہو گئے۔اسماعیل نے گواہ رکھ کر امام صادق سے اعلان برات نہیں کیا تھا،لیکن میرے فاسد عقائد والے فرزند نے صحیح اور مدلل عقائد والے باپ سے بیزاری کا اعلان اپنے اغوا کرنے والے شبیر کوثری اور عمار کو گواہ رکھ کر کیا تھا' عمر بھر میرا کھانے والے بیٹے نے میری کتاب کے فارسی ترجمہ کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے مانگے۔مجھے خطرہ لاحق ہوا کہیں ظالم بیٹا مظلوم نہ بن جائے اور مظلوم باپ ظالم مشہور نہ کر دیا جائے لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے اور تمہارے درمیان اعلان برات و بیزاری کے متنازعہ مسئلہ کو عدالت قراء میں لے جاؤں۔

اللہ کے حاضر و ناظر ہونے پر ایمان رکھتے ہوئے بتائیں کیا آپ ایک پڑھے لکھے سمجھدار ہونے کے ناطے یہاں رائج رسومات فاسدو بدعات ضالہ کے خلاف منہ کھولتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں ان رسومات فاسدہ و عقائد ضالہ کو فاسد کہتے ہیں یا ان کو جوں کے توں رکھنے کا مشورہ دیتے ہیں چنانچہ جناب فاضل محترم آقائے رئیسی بارہا تکرار سے کہہ چکے ہیں ہاں ہاں خرافات و اباطیل کو ختم ہونا چاہیے لیکن ان کے خلاف بولنے اور لکھنے کا جو طریقہ کار شرف الدین نے اپنایا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح سے یہ مواد ہمارے آس پاس موجود دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتا ہے کیونکہ ہمارا مذہب دوغلا ہے جو دو کلمات تقیہ او رتوریہ کے ذریعے پھیلا ہے اس لیے اس کا برملا اعلان کرنا درست نہیں چنانچہ آپ کے اس فلسفیانہ طریقہ کار سے ہمارے عزیز داماد محترم نثار بھی متاثر ہوئے ہیں۔

آپ کا اسلام یہی ہے کہ آپ وہاں اپنی وسعت اور گنجائش سے مافوق وسائل سفر استعمال کر کے یہاں

آجائیں اور یہاں کی عزاداری کے نام سے اکاذیب وخرافات اور کہانیوں سے خانہ اہل بیت کو آلودہ کریں، آپ کا اسلام یہی ہے کہ یہاں آکر دوستدار اہل بیت کہلانے والوں یا اپنے ماننے والوں کو کفر وشرک اور الحاد کی حمایت کا درس دیں، کیا آپ کا اسلام یہی ہے کہ مقامی کھڑپنچوں کے نمائندے بنیں، کیا یہاں عزاداری کے نام سے غیر اسلامی وغیر قرآنی اور غیر شرعی سرگرمیاں نہیں ہو رہی ہیں، کیا یہاں عیدین کے نام سے اسلام کا مذاق نہیں اڑایا جا رہا ہے، کیا یہاں اسلام تشدد پسندوں کی سپر نہیں بن رہا ہے کیا یہاں اسلام سیکولروں کے لئے ہاتھ صاف کرنے والا کاغذی دستمال نہیں بن رہا ہے۔ کیا اقدار اسلامی مسخ نہیں ہو رہی ہیں، کیا یہاں مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کی عزت نہیں ہو رہی ہے، آپ آخر کیوں ان حقائق کی طرف متوجہ نہیں ہو رہے ہیں کیا یہاں فضائل و مناقب اہل بیت کے نام سے قرآن وشریعت کی ضد پر مبنی صوفی ازم کا پرچار نہیں ہو رہا ہے۔

وطن عزیز پاکستان جو کہ اقدار اسلامی کی پاسداری کی وجہ سے عالم اسلام میں ایک بڑا مقام رکھتا ہے، یہ ملک ایک عرصہ سے ہجوم افکار وعقائد فاسدہ وضالہ بن چکا ہے۔ یہ علاقہ یہود وہنود ومجوس وصلیب کے لیے کھیل کا میدان بن چکا ہے، اس وجہ سے یہاں اقدار اسلامی خطرہ میں ہیں۔ یہ خطرہ یہاں تک پہنچا ہے کہ شاہراہ دستور پر ڈاکٹر طاہر القادری، گلوکاروں، رقاصاؤں اور کرکٹ کے سابق کپتان کی طرف سے پاکستان کو کلی طور پر ایک ایسے سیکولر نظام کے تحت چلانے کی تحریک چلائی جا رہی ہے جو گاندھی، نہرو یا کسی اتاترک کی حکمرانی کی عکاسی کرتا ہو۔ اس وقت پاکستان کو تھوڑی دیر کے لئے نیا پاکستان پھر بعد میں دوسرا ہندوستان بننے کی راہ دکھائی جا رہی ہے اس صورت حال کے پیش نظر ملک سے باہر درسگاہوں میں اپنی عمر عیش ونوش میں تلف کرنے والوں پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے مجھے بتائیں آپ کا یہاں تفرقہ ونفاق بین المسلمین کی حوصلہ افزائی کے علاوہ اور کیا کارنامہ ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ کا مذہب اہل بیت کا مذہب ہے حالانکہ اہل بیت کا اسلام سے ہٹ کر کوئی مذہب نہیں تھا، اہل بیت کا موقف دفاع از اسلام تھا لیکن آپ لوگوں کا موقف اہل بیت کے موقف سے بالکل مختلف نظر آتا ہے۔

آپ اسلام سے دفاع کرنے کی بجائے شاہراہ دستور پر جاری تحریک اتحادیہ ملحدین میں شامل ہیں، اللہ نہ کرے کسی دن یہ بھی شناخت اہل بیت بن جائے گرچہ حوزہ میں طویل عرصہ قیام کرنے والے اپنے سے کم عرصہ

گزارنے والوں کو کسی قسم کا حق سوال نہیں دیتے۔لیکن اللہ نے قرآن میں ہر نہ جاننے والے کو یہ حق دیا ہے۔

آپ حضرات سے صد افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ امام زمان ہے امام زمان کے بارے میں آپ کے دو نظریات ہیں:

ا۔امام زمان تشریف لا کر دنیا کو عدل وانصاف سے پر کریں گے گویا اس حوالے سے آپ کو کچھ نہیں کرنا ہے اور اس وقت آپ کے ذمہ امام زمانہ کے نام سے دیئے جانے والے صدقات اور این جی اوز کے مال سے لطف اندوزی کرنا ہے اگر آپ اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ کو وہیں قیام کرنا چاہیے آپ یہاں دہشت گردی کے خطرات کا نشانہ بننے سے بچنے کے لیے اسماعیلیوں اور شباب مومنین کی گدائی کیوں کرتے ہیں، یہاں کیوں آتے ہیں اور وہ بھی جھوٹ بولنے کے لیے۔

۲۔دوسرے نظریے کے تحت آپ مہدویت کے قائل ہیں یہ نظریہ سابق زمانے میں چنداں رواج نہیں پایا تھا، یہ نظریہ محترم سید جواد نقوی صاحب نے چھوڑا ہے تو آپ کو اس کام کا تعین کرنا ہوگا، اس کو اپنے نصاب میں پڑھنا ہوگا، اس سے متعلق کتابیں پڑھنا ہونگی، اس بارے میں حاصل معلومات کو دوسروں تک پہچانا ہوگا لیکن آپ یہ بھی نہیں کرتے، آپ سیاست وسماجیات پڑھے بغیر اپنی تجرباتی معاشیات کی نمائش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو آج کی دنیا میں موبائل فون کیسے استعمال کرنا چاہیے انٹرنیٹ سے متعلق کتنی معلومات ہونی چاہئیں۔

آپ حضرات سے کوئی یہ سوال کرے کہ کیا کوئی رجل رشید نہیں، کوئی جوان مرد نہیں اور کوئی غیرت دینی والا نہیں جو اس ملک میں نظام ازدواج میں غلط رسومات اور غلط شرائط کے خلاف بات کرے اور ان کے خاتمے کی راہ ہموار کرے کیونکہ ان کی وجہ سے قوم کی بیٹیاں اس نعمت سے محروم ہو رہی ہیں اور بہت سی بیٹیوں کو ان وجوہات کی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے بعض اپنے بیرون خانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے خودسوزی کرتی ہیں یا دارالامان پہنچتی ہیں یا پھر وہ اپنے غیرت مندوں کی گولی کا نشانہ بنتی ہیں، اس طرح کی بہت سی رسومات وشرائط کے خلاف آواز اٹھانے سے ناگفتہ بہ صورت حال پیش آتی ہے۔قم میں عمر گزارنے والے اور خدمت دین کے جھوٹے دعوے کر کے عیش کرنے والوں میں سے میری دوسری بیٹی کی رخصتی کی تقریب میں جامعہ زہراء کی ایک فاضلہ نے ہماری بیٹی سے کہا تھا کہ آپ کے ابو پاگل ہو گئے ہیں کیونکہ میں نے باہر سے لائے جانے والے لفافے نہ لینے کا

اعلان کیا تھا۔ یہ خود آپ لوگوں کے لیے بھی نا گوارگزراتھا گویا لفافہ وصول کرنا آپ کے ہاں باعث عزت وتکریم سمجھا جاتا ہے۔

یہاں امام حسین کے نام پر جھوٹ بولنے کے لیے آنے والے تمام خرافات کو جزءدین سمجھنے والے مجھ سے یہ کہنے لگے کہ آپ نے میرے جہیز کو روکا ہے گویا تین بچے ہونے کے باوجود ان کے دل پر لگا یہ داغ ابھی تک نہیں دھل سکا، ایک نے بے قراری کا مظاہرہ کیا اور ایک نے ابھی تک برداشت کیا، اگر وہ عالم دین ہوتا اور قرآن وسنت محمدؐ کو نصاب درس میں پڑھا ہوتا تو اس کے منہ سے ایسی بات نہ نکلتی، میں نے دوسری دو بیٹیوں کی منگنی کرنے والوں سے چھ لاکھ مہر یہ رکھا جس میں سے نقد ڈیڑھ لاکھ وصول کیا اور ان کو جہیز بھی نہیں دیا، انھوں نے اس عمل کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور اس کا استقبال کیا۔ اگر وہ عالم دین ہوتے تو مسائل کا قرآن اور سنت رسولؐ یا سیرت اہل بیت سے استناد کر کے اس پر بحث کرتے۔ آپ لوگوں کی عیش ونوش اس حد تک پہنچی ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ یہاں صرف دروغ گوئی وافسانہ گوئی کے علاوہ امت اسلام میں تفرقہ اندازی کے لئے آتے ہیں اور یہاں فتنے کی چنگاریاں چھوڑ کے اور تفرقہ بین المسلمین کی پرورش کر کے جاتے ہیں قرآن کریم سے آپ لوگوں کو چڑ ہے آپ آیات قرآن کریم سے زیادہ تفسیر المیزان پر بھروسہ کرتے ہیں، آپکو روایات کی سند پوچھنے سے بھی چڑ ہے اگر روایات پر تحقیق اور سند کی بات کریں تو کہتے ہیں ہمارے لیے یہی کافی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو چاہیے تھا کہ اپنے مذہب کے ستون کو بہتر اور واضح تر انداز سے بیان کر کے جاتے۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ آپ کو متنبہ کروں کہ آپ کو اپنے مذہب کی بنیادی الف ب بھی نہیں آتی آپ کچھ غیر مربوط اصطلاحات اپنے اندر بھرے ہوئے ہیں جس پر آپ لوگ غرور وتکبر کی قمیض میں پھولے نہیں سماتے اور ہمارے عرائض کا جواب دینا اپنے مقام عالی کے منافی سمجھتے ہیں۔

میری طرف سے آپ عزیزان کے حق میں کسی قسم کی ظلم وزیادتی، تقصیر وکوتاہی بتائے بغیر آپ نے میرے مخالفین کے کہنے پر مجھ سے اور میری کتابوں سے ہر قسم کی لاتعلقی کا غیر اعلانیہ طریقہ اپنایا ہے، نیز میرے عقائد کی خرابیوں کی وضاحت کیے بغیر خود کو دین کے محافظ اور پاسدار بنا کر مجھے دشمن کی بولی میں بکنے والے قرار دے کر میرے دشمنوں کو خوش کیا ہے، میرا دل دکھایا ہے، سمجھ لیں تمہارا مذہب بے بنیاد، بے پایہ و بے اساس ہے۔ قرآن و

سنت محمدؐ میں مذہب اہل بیت نامی کوئی چیز نہیں، اہل بیت نے اسلام سے ہٹ کر کوئی مذہب نہیں بنایا تھا اور نہ وہ بنا سکتے تھے، لہٰذا یہ حق میرا تھا کہ میں تم لوگوں سے اظہار لاتعلقی اور برات کرتا لیکن میں نے ایمان کی کمزوری اور حب اولاد کی وجہ سے تاخیر کی تھی، اب میں اعلان کرتا ہوں۔

چونکہ جھوٹ تمہارے پاس حرام نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب ہے۔ میں اس سلسلہ میں تم لوگوں کی سیرت پر چل کر جھوٹ اجمال و ابہام کوئی سے نہیں گزروں گا جہاں باقر نے میری دشمنی میں میرے گھر کو ویران و برباد کرنے والے یاجوج و ماجوج خطابی کی سکھائی گئی بولی کو بولا ہے کہ آپ نے روح شیطانی مخبر اغیا رمہدی سے جتنی محبت کی ہے اس کا ایک تہائی بھی ہم سے نہیں کی ہے۔ جبکہ ان دونوں سے چار سال سے ہمارے تمام تعلقات ختم ہیں لیکن میں نے ان دونوں کو نہیں بلکہ امور دینی اور اپنے ادارے کو تم دونوں جیسے نمک حراموں کے سپرد کیا تھا اس کا صلہ تم دونوں نے اپنے سلوک ظالمانہ سے دیا ہے۔

سعید کو شیطان اخرس بن کر منہ سے یہ بات بولنے کی توفیق نہیں ہوئی شاید مربی لقمہ حرام دینے والے سے ڈر کر نہیں بولا ہوگا کہ تم ایسی بات کیوں کرتے ہو، آغا ان سے بات نہیں کرتے، اگر میرے لئے تم سے زیادہ وہ لوگ عزیز ہوتے تو ان کی چھوٹی عمر میں جہاں ان کی غلطیاں معاف ہوتی رہیں وہاں کیا میں نے تم دونوں نمک حرام انسانوں کو اپنے ادارے اور کتابخانہ کا وارث نہیں بنایا۔ اس کیلئے میں نے عندالشہو د اعلان کیا تھا باوجود اس کے کہ تم دونوں نے غیر اعلانیہ و منافقانہ ہم سے اعلان برات کیا ہے عرصہ دس سال کے بعد اب ہماری باری آئی ہے اب ہم نے اعلان کرنا تھا تو طریقے سے دلائل و براہین کے ساتھ اعلان کر رہا ہوں، ہم نے تم لوگوں کے جرم و جنایت کو کتاب کی صورت میں مرتب و منظم کیا ہے جو عندالضرورت نشر ہوگی اس وقت تم دنیا و آخرت دونوں میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوگے، یہ خط صرف اعلان سرسری کی حد تک ہے۔

محمد باقر اور بہونامراد محمد سعید ناشناس و دختران مغرور فلسفہ و عرفان و علوم ضد اسلام و تحریف کنندہ قرآن و سنت محمدؐ، نصاب میں مختار ثقفی پڑھنے والے اپنے شوہروں کے کہنے میں آکر اپنے بھائی پرندہ پرور کی خاطر اپنے باپ سے حق ہدایت اور نصیحت کو چھینا ہے لہٰذا وہ فضیلت قناعت و کفایت سے محروم ہیں۔

باقر کی زوجہ پرستی میں باپ کی اہانت اور جسارت و بے اعتنائی میری نظروں سے چھپی ہوئی نہیں تھی

لیکن ان سے امید تھی کہ نام نہاد عالم بننے کے ظاہری تقاضے پورے کرتے ہوئے باپ کو تف نہیں کریں گے،اس خیال سے مجھے دھوکہ ہوا ہے۔ میں اتنا تصور نہیں کرسکتا تھا عمر بھر اس ملک میں مخالفین سے اتنی ڈانٹ اور چیخ وپکار نہیں سنی تھی جتنا یہ فرزند عالم نما اپنی الوداعی تقریب میں چیخا تھا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ عرصہ بیس سال سے اپنے نرغے میں رکھنے والے نے جاتے وقت کہا کہ بس اتنا دکھ دیکھا ہے کہ اب مزید برداشت نہیں ہوتا۔ اگر اس کے پاس دین و دیانت ہوتی تو شبیر اور عمار کو گواہ رکھ کر باپ کو عاق کرکے شبیر فاسد کو مطمئن نہیں کرتا۔

جہاں تک طیبہ اور معصومہ کی بات ہے یہ کتنی ہی پڑھی لکھی کیوں نہ ہوں، عورت کو اپنے شوہروں کے ساتھ رہنا ہے، جن کا شوہر اٹھتے بیٹھتے یہ کہے کہ تمہارا باپ بدشکل و بدصورت اور پاگل ہے لوگ ان کو برا بھلا کہتے ہیں تو وہ ضرور متاثر ہونگی۔ باپ بیٹے بیٹیوں میں تفرقہ ڈالنے کے لئے آنے والے جب لذیذ کھانے اور تحفہ تحائف لائیں تو باپ کو عقائد تحمیل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی بالیاں اور چوڑیاں دینے والے کی اہمیت ہوگی کیونکہ ان کے پاس وحی شیاطین ہوتی ہے ہم نے جو کچھ لکھا ہے تمہارے منہ سے نکلے ہوئے اعترافات اور تمہاری حرکات و سکنات کی شہادت و گواہی میں لکھا ہے اگر تمہارے پاس میرے کوئی اسرار ہیں تو لکھ کر نشر کریں، حساب وعدالت یہیں پر ہونا چاہیے۔

میں تم لوگوں کو دین و دیانت میں بمعہ دیگر بقراط وسقراط نما اور درویش نماؤں سے مختلف نہیں سمجھتا ہوں تم لوگوں کو تیسری اور چوتھی صدی کے درمیان عراق میں مدعی آل علی وآل ہاشم بننے والے زنجی سے مختلف نہیں سمجھتا ہوں جہاں انہوں نے آل علی وآل ہاشم سے انتساب کرکے عراق بحرین میں اباحہ مطلقہ و تحلیل محرمات کا اعلان کیا تھا آج کل تم لوگ بھی نام اہل بیت کو استعمال کرکے این جی اوز کے ضد اسلامی بجٹ سے عیش و نوش کر رہے ہو مسلمانوں سے جبہ گیری کرتے ہوئے کفر کے اتحادی بن کر راجہ ناصر نے شاہراہ دستور پر نقاب اتباع اہل بیت کو اتار کر کمیونیزم کی حمایت کرنے والے اور لادینی انقلاب برپا کرنے والے قادری وخان سے یکجہتی کا اعلان کیا جس سے راجہ ناصر، ان کے حامیان اور آپ کے چہرے منکشف ہوگئے ہیں میں دور نہیں جاتا ہوں اس بیس سالہ عرصے میں مجھے باقر اور سعید سے کسی بھی دن اسلام و مسلمین کے لئے لاحق خطرات کے بارے میں اظہار نظر کرتے ہوئے سننا نصیب نہیں ہوا، لہٰذا تم لوگوں کو بھی ان سے مختلف نہیں سمجھتا ہوں، جن مفاد پرست خیانت

کاروں کو میں گھر سے بھگا دیتا تھا تم ان سے رابطے میں رہتے تھے، ان سے نشست رکھے ہوئے تھے، میرے واپس کردہ لفافوں کو تم واپس لا کر اپنے بچوں کو کھلاتے تھے۔

ہمارا اپنی اولادوں سے خفا و نالاں ہونے کی بنیادی وجہ روح شیطان کی حد سے زیادہ عیاشی، مغرب گرائی دین سے لاپروائی اور رمہدی کی دوسروں کو مخبری اور الحادی حرکات وسکنات، بے دینوں سے تعلقات، کھلی بے دینی، باقیوں کی میرے مخالفین سے دوستی اور ان کے رحم وکرم سے لینے والی رقموں سے عیاشی اور فضول خرچی تھی جو ہم نہیں کرنے دیتے تھے جب ان سے پوچھتا تھا کہ تمہارے پاس یہ پیسہ کہاں سے آیا ہے، مجھے بتاؤ تو اس تسلسل میں سب یکساں تھے یہ کہاں سے لاتے تھے اس سوال کا توڑ موڑ کر جواب دیتے تھے۔

تم سب متحد ہو کر ہم سے انتقام لینے پر کمر بستہ ہو، تعداد میں تو جنگ احزاب جیسے ہو لیکن منطق کے فقدان کی وجہ سے مزید اسلحہ چلانے کی جرأت نہیں کر رہے ہو، شاید تم میرے مرنے کے انتظار میں ہو اس وقت تم لوگ متحرک ہو جاؤ گے اور شعار مظلوم بلند کرو گے لہٰذا میں نہیں چاہوں گا کہ ظالم مظلوم بن جائے اور مظلوم ظالم بن جائے۔

۱۔ میں نے کہا کہ باقر نے شبیر کے کہنے پر مجھ سے اعلان برات کیا تو سعید نے کہا ہم نے عمار سے پوچھا تھا انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی، کیا میری تالیفات کے کاموں میں حصہ نہ لینے اور بھاری رقم کی شرط اس کے ثبوت کے لئے کافی نہیں تھی سعید نے ہمیشہ جانب داری کی ہے اگر نہیں مانتے تو ہم ثابت کریں گے۔

۲۔ دار الثقافۃ الاسلامیہ کو پرندہ خانہ بنانے پر میری التجاء واصرار کے باوجود سعید نے کسی قسم کا کردار ادا کرنے سے گریز کیا صرف اتنا کہا کہ وہ نہیں مانتے۔

۳۔ علی عباس کے ہوائی سفر کے بارے میں کہا کہ یہ خرچ ان کے بھائی دے رہے ہیں۔

جہاں تک محمد سعید کی بات ہے میں ان کی طرف ایک بھتیجے یا داماد کی حیثیت سے نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ پورے خاندان کا بڑا بننے کی امید سے دیکھا تھا، سعید کی فرسودگی اور ملت میں جاری خرافات اور بدعتوں سے چشم پوشی نے مجھے نالاں کیا تو اس وقت ان کے دوست ضامن علی کی نمک حرامی، قرامطی اور سامری کردار میرے ذہن سے اتر گیا۔ میں نے ان سے یہ توقع رکھی کہ کراچی اور شگر دونوں گھروں کی نگرانی کریں گے، دین وایمان میں

مثالی بنیں گےلیکن خود ان کا اندرونی فیصلہ یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے میری مخالف جہت میں رہیں گے چاہے امور دینی ہوں یا معاشرتی یا انتخاب دوست ہمیشہ مخالف سمت میں ہی رہنا ہے ۔ جہاں تک دین کی بات ہے اس کا ذکر ہی نہیں کرنا ہے، ان کا مقصد عیش وعشرت وتعیش ہے، پیسہ جہاں سے ملے، جس مد میں ملے، کتاب چھاپنے کی مد میں ملے یا کتاب روکنے کی مد میں ان کے اپنے رہن سہن، سفری وسائل، ارتباط وسائل، موبائل انٹرنیٹ کے استعمال میں کہیں بھی دین کا نام نہیں آنا چاہیے ۔ یہی وجہ تھی کہ روح اللہ اور مہدی کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا، اگر یہ لوگ کہیں سے پیسہ لے سکتے ہیں تو ہم کیوں تقی، قاسم، حاجی صادق سے نہیں لے سکتے، سعید کی مہدی اور روح اللہ کے ساتھ گہری صمیمانہ دوستی قائم ہے جبکہ میرے ساتھ منافقانہ دورخی رکھے ہوئے ہیں ۔

مہدی اور روح اللہ کو گمراہ کرنے میں امتیاز کے علاوہ تقی اور قاسم کا بھی بہت کردار رہا ہے' ان تینوں کے عقائد فاسدہ رکھنے والے بے دینیوں سے روابط ہیں لیکن سعید کا کردار بہت موثر رہا ہے یہاں تک کہ انہوں نے ہم سے الگ تھلگ زندگی کا انتخاب کیا تھا، صلاح اور مشورے میرے مخالفین سے لینا بہتر اور مجھ سے لینا بیجا واحمقانہ تصور کئے ہوئے تھے، یہ سب ان کے اس نظریہ فلسفہ پر قائم تھا کہ اولا د اور داماد دوست بنانے میں آزاد اور خود مختار ہیں ۔

چنانچہ تقی اور قاسم آ کر ان دو بیٹوں کو نیچے ہال میں لے جا کر کلاس لیتے تھے، قاسم نے مہدی سے دفاع کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کہتا ہے کیا میں بچہ ہوں جو مجھے ادھر ادھر جانے سے روکتے ہیں ۔ ان کی بنیاد عقلی اور شرعی دونوں حوالے سے غلط ہے کہ بچے دوست بنانے میں آزاد ہوتے ہیں، یہ مغربی فکر ہے، انہوں نے لڑکی اور لڑکیوں کے لئے تمہید بنائی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں روح اللہ اور مہدی کے دوست جن کا ذکر کیا ہے ان کے علاوہ اور کتنے ہیں ۔ لیکن باقر اور سعید نے دوستوں میں تمام میرے مخالفین کو اپنے پاس جمع کیا ہے یا یہ لوگ از خود یہاں جمع ہوئے ہیں ۔ سعید میرے خلاف علی عباس، باقر اور معصومہ کی جانب داری کرتے رہے، وہ مختصری مداخلت اور ناحق بات کی بھی تردید کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہوئے، سعید نے باقر کو سمجھایا آغا کی وجہ سے ہم دونوں ذلیل ہورہے ہیں یہ بات باقر کے دل کو لگی ہے ۔

میری تمام اولاد بیٹے اور بیٹیوں جن سے میں شاکی ہوں اور وہ ہم سے خفا ہیں کا آپس میں سمجھوتہ نہیں ہو

سکا کیونکہ انھوں نے اپنے موقف سے تنازل نہیں کیا بلکہ اکڑتے رہے ہیں، وہ اسراف وتبذیر میں عیاش تھے جبکہ ان کے مصارف ومخارج ایک متوسط بر سر روزگار انسان جیسے تھے جو میرے لئے باعث تشویش اور لمحہ فکریہ تھا سر دست یہاں ان تین افراد کا نام لیتے ہیں جن کا تعلق اس نام نہاد صنف علماء سے بتایا جا تا تھا، پہلے باقر کو لیتے ہیں باقر کو قم سے یہاں آئے بارہ تیرہ سال ہو گئے، ان کے گھر پر ڈش، موبھی فلٹر، برقی جھاڑو، قیمتی کرسی میزیں تھیں میاں بیوی دونوں کے پاس موبائل تھے، باقی اخراجات ہم سے کئی گنا زیادہ تھے درآمدات ظاہری طور پر کچھ نہیں تھیں سوائے چار ہزار کے جو میں دیتا تھا اب ان سے پوچھیں یہ اخراجات کہاں سے پورے کرتے تھے اس کے دو مفروضے ہو سکتے ہیں۔

۱۔ یہ اخراجات میں ہی ان کو دیتا تھا تو میری شکایت غلط ہوگی کہ میں اسراف کرنے کی حد تک رقم بھی دوں اور اسراف کرنے کی مذمت بھی کروں کہ تم اسراف وتبذیر کیوں کرتے ہو۔ اگر یہ اخراجات دیگر اہل خانہ کو تنگی میں رکھ کر تم کو دیتا تھا تو تم باپ کو تلف کر کے کیوں گئے۔

۲۔ تمہیں یہ اخراجات باہر سے کوئی دیتا ہے جیسا کہ واضح وظاہر ہے، شبیر کوثری دیتا تھا کیوں دیتا تھا، یہ دو حال سے خالی نہیں، دین کی خدمت کی خاطر دیتا تھا تم نے دین کی کونسی خدمت کی ہے، کیا فرہنگ خانہ کو پرندہ خانہ بنانا' دین کا کام تھا یا وہ دین کا کام نہ کرنے پر پیسے دیتے تھے جو کہ قرائن وشواہد سے واضح ہے اور دین کا جو کام تم کر رہے تھے انہوں نے اس سے تمہیں روک دیا تھا اگر تم نے اس سلسلے میں پیسہ لیا تھا تو یہ لقمہ حرام تھا افسوس کہ تم نے لقمہ حرام کھایا اور اپنے معصوم بچے کو لقمہ حرام کھلایا تھا۔

میں اپنی اولادوں کی طرف سے عاق ہونے اور اس گھر کو ویران وبرباد کرنے میں محمد سعید اور محمد باقر کو ذمہ دار گردانتا ہوں اما دو بیٹیوں کی طرف سے بے اعتنائی اور اپنے شوہروں کے منافقانہ وظالمانہ کردار کو نظر انداز کرنیکا ذمہ دار بھی محمد باقر، سعید اور علی عباس کو گردانتا ہوں جہاں دونوں دامادوں نے کہا کہ تمہارے ابو بدشکل وبدصورت اور پاگل احمق ہیں ہمارا خاندان بہت اونچا خاندان ہے اس کے علاوہ انہیں بالیوں اور چوڑیوں نے گمراہ کیا ہے۔

محمد سعید سے سوالات:

۱۔ اسراف مالی۔ اس نے اس عرصے میں بے حد اسراف کیا ہے، مجھے ایران اور بلتستان میں کیے جانے

والے اسرافات کا علم نہیں، مجھے صرف یہاں پر کئے گئے اسرافات بتانے ہیں۔

۲۔میرے مخالفین سے دوستی کو دو زاویے سے کھولنے کی ضرورت ہے یا تو یہ لوگ مجھے دین وشریعت کے خلاف مظاہر کی حمایت کرتے دیکھ کر ان کے پاس جمع ہو گئے ہیں ،اگر ایسا نہیں تو ان لوگوں نے میرے عقائد و اعمال کی آپ کے پاس شکایت کی کہ ہم نے انہیں گمراہ قرار دیا ہے کیا ایسی صورت میں آپ نے انہیں احسن طریقے سے سمجھایا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے گرویدہ ہو گئے تھے؛ مجھے خوشی ہوگی کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے ان کو کس طرح سے سمجھایا ہے۔

۳۔آپ کے چیدہ چیدہ دوستان محمد علی گنگوپا، دانش، باقر مجلسی، شیخ کفایت، شیخ سلیم مجھے انتہائی کراہت ونفرت سے کیوں دیکھتے تھے میرے خلاف غلاظتیں کیوں پھینکتے تھے، کیا میں نے کوئی کھلے عام محرمات کا ارتکاب کیا تھا یا ان لوگوں کے خلاف ان جیسی جسارت بھری گفتگو کی تھی یا دین اسلام کے کسی اصول مسلمہ کا انکار کیا تھا اگر میں نے قرآن وسنت سے ثابت کیا ہے کہ تمھارے مذہب کے ستون و پائے اباطیل پر استوار ہیں اس لئے تم اور وہ مجھے مکروہانہ نظر سے دیکھتے ہو؟

۴۔میں نے ان دوستوں کو گھر میں آنے سے روکا تھا ڈانٹ ڈپٹ کی تھی یا زیادتی کی تھی جو نہیں کرنی چاہیے تھی اس لئے آپ نے ان کو اپنے پاس جگہ دی ہے تو آپ کو ہمارے اور ان کے درمیان صلح وصفائی کرانا چاہیے تھی کیا آپ نے کبھی اسکا ذکر کیا تھا۔

۵۔میں نے انھیں منافق لسان و القلب پا کر مردود کیا تھا اور آپ نے ان کو اپنے پاس مقام دیا ہے؟ اس کا کوئی شرعی جواز بنتا ہے؟

٦۔آپ دوست بنانے میں آزاد تھے لیکن یہ آزادی میں نے روح اللہ اور مہدی کو اپنی طرف سے نہیں دی تھی۔ ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف اسی پر ہوا ہے لیکن میں آپ کو مشورہ دینے کا حق رکھتا تھا تا ہم آپ کو میرے مخالفین سے دوستی کرنے کا حق حاصل نہیں تھا اگر آپ مجھے اپنا دوست سمجھتے تھے تو چونکہ ایک آدمی دوست و دشمن دونوں کو جمع نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت علی فرماتے ہیں ''اپنے دوست کے دشمن کو کبھی دوست نہ بنانا کیونکہ اس طرح تم اپنے دوست کو دشمن بنا لو گے'' لہٰذا جب تک میں آپ کا دشمن نہ بنوں اس وقت تک آپ کو میرے

دشمنوں سے دوستی نہیں کرنی چاہئے تھی کیا میں نے آپ سے دشمنی کا کوئی جال بچھایا تھا کہ آپ میرے دشمن بن گئے قارئین کرام یہ سوالات ان سے کریں کہ انہوں نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے۔

آپ اور ان کے پاس اصول زندگی میری مخالف میں جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ لوگ ہر دن دین سے گرتے اور دنیا میں غرق ہوتے گئے اور اٹھتے بیٹھتے دنیوی عیش ونوش کے بارے میں بولنا آپ کا تکیہ کلام بن گیا میرے لئے ان کی یہ حالت ناگفتہ بہ ہے۔ مجھے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ باقر اور ان کی اہلیہ کو عیش پرست بنانے میں آپکا کردار رہا ہے یا سعید پر ان دونوں کا اثر ہوا ہے۔

میرے مشاہدے کے مطابق سعید اور طیبہ کو خراب کرنے والے باقر اور ان کی زوجہ ہیں البتہ روح اللہ اور مہدی کو کھلا بے دین بنانے میں تم دونوں کا کردار ہے اور خود دونوں کا مرشد ابلیس لعین رہا ہے یہاں تک کہ دونوں کو قرآن اور سنت سے اجنبی و بے گانہ بنایا بلکہ روز قیامت سے بھی بے گانہ بنایا ہے۔﴿ذٰلِکَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَياةَ الدُّنْيا عَلَى الْآخِرَةِ وَ أَنَّ اللَّهَ لا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكافِرِينَ﴾(سورہ نحل۔۱۰۷)

﴿مَنْ كانَ يُرِيدُ الْعاجِلَةَ عَجَّلْنا لَهُ فِيها ما نَشاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلاها مَذْمُوماً مَدْحُوراً﴾(اسراء۔۱۸)

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعاجِلَةَ﴾(قیامت۔۲۰)﴿إِنَّ هؤُلاءِ يُحِبُّونَ الْعاجِلَةَ وَ يَذَرُونَ وَراءَهُمْ يَوْماً ثَقِيلاً﴾(انسان۔۲۷) اب تمہارے منہ سے دین اسلام کا کلمہ نہیں سنتا ہوں تم کسی قسم کی فضیلت کے حامل نہیں، تم اور تمہارے شاہینوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، وہاں تم لوگوں کا آپس میں مناظرہ ہوگا﴿قُلْ لِعِبادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا يُقِيمُوا الصَّلاةَ وَ يُنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْناهُمْ سِرًّا وَ عَلانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لا بَيْعٌ فِيهِ وَ لا خِلالٌ﴾(ابراہیم۔۳۱)

تمہارے دوست جو تمھیں میرے خلاف ورغلاتے ہیں یا میرے خلاف ہونے کی بنیاد پر تمہارا پیچھا کر رہے ہیں، ان کے چہرے کو دیکھیں ان کے منہ کو دیکھیں، کیا ان میں کوئی آثار دین و دیانت نظر آتا ہے سوائے مثل قارون قیمتی و فاخرہ چمکتے دمکتے لباس میں سمٹتے نہیں اور تم اپنی عیش ونوش میں اللہ کی بجائے ان مفاد پرستوں کو سلام بھیجتے ہو۔

۱۔ آغا جعفری وارث غلام محمد غروی بھٹوازم اور اسماعیلی ازم کے حامی ہیں اور یہ عقائد و اعمال و منویات

میں سب فاسد انسان ہیں، ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف انہی دو مسائل پر رہا ہے تیسرا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

۲۔شیخ علی جوہری اپنے بھائی کی جائیداد پر قابض ہیں،انہوں نے وارثین کو محروم رکھا ہے نیز ان کا عقیدہ اور رفقہ دونوں فاسد ہیں، ان کا دین و دیانت صرف آغا جعفری صاحب کی تعریف وتائید ہے،وہ بھی صرف اپنی مسجد کی امامت کی ضمانت کی خاطر ، اسکے علاوہ اور کوئی بات نہیں ،اندر کی بات اللہ جانتا ہے،اس بنیاد پر ہم نے ان کو مسترد کیا ہے۔

۳۔محمد علی کوئی بھی دینی کتاب نہیں پڑھتا ہے،اس کا مقصد ایک عالم دین سے باتیں نکال کر دوسرے کے خلاف استعمال کرنا ہوتا ہے، ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف تقلید کے بارے میں تھا،ہم نے کہا باطل ہے یہ ان کو ناگوار گزرا ہے'سعید مجھے بتائیں کیا وہ اس عرصے میں شیخ سلیم، شیخ جعفری، مفتح ابواب شرور اور جوہری قرمطی کے ہاں نہیں جاتے تھے،کیا کبھی ذکر کیا کہ ان کے ہاں گئے تھے،آپ یہ جانتے ہوئے کہ جامع مسجد چھورکاہ مسجد ضرار ہے لیکن میری مذمت کی باتیں سننے وہاں جاتے رہے۔جب ان لوگوں سے ملتے ہو تو میرے عقائد کے بارے میں گفتگو نہیں ہوتی ہے،وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تم کتنا نفاق استعمال کرتے تھے،آغا نثار سے پوچھا تم لوگ اس مسجد میں کیوں جاتے ہو تو کہنے لگے جس طرح حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ کے دور میں مشکلات تھیں ہمیں بھی مشکلات ہیں گویا شریعت آپکی مشکلات کا عقیقہ ہے۔

۴۔زمان جو خود کو دیندار اور پابند نماز و جمعہ بتاتے ہیں خود مسجد ضرار میں نہیں جاتے تھے بلکہ کسی نے ان کی ذمہ داری لگائی تھی ،ہم نے کہا تم مسجد ضرار این جی اوز کی انتظامیہ میں سے ہو،اس میں شرکت حرام ہے'پھر بھی وہ منہ بند کر کے چپ رہتا تھا۔

۵۔محمد نواز امام زمان کے بارے میں دانشور رہنے اور دانشوری دکھائی انہوں نے ثقلین سے بات اگلوائی تھی'محمد نواز نے میرے ایک کارٹن عید کارڈ جن کی قیمت میں نے پندرہ روپے رکھی تھی اور یہ باقاعدہ کاغذ پر میں نے لکھ کر بھیجا تھا لیکن اس نے مفت میں تقسیم کیئے۔

٦۔مجلسی کے بارے میں ہم نے کہا کہ ان کے عقائد فاسد ہیں یہ سننے کے باوجود کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ان سے دوستی قائم رکھی۔

۷۔محمد اکبر کو میری کتابیں دیکھنے سے نیند آتی تھی اگر ان میں غیرت دینی ہوتی تو میری کتابیں واپس کر دیتے جن کی قیمت بھی آپ نے ابھی تک ادا نہیں کی ہے۔آپ میں مذہبی غیرت کا فقدان ہونے کی وجہ سے آپ کو نیند آتی ہے حالانکہ آپ کی نیند حرام ہونا چاہیے تھی۔چھورکاہ کی مسجد ضرار جو اسلام کے خلاف بنی ہے وہاں تم اور تمہارے بہنوئی نثار جاتے رہے اور مجھ سے چھپا کر رکھا۔

۸۔عزیزم محمد سعید یہ کلمہ جو میں نے آپ کے لئے استعمال کیا ہے آخری دفعہ ہے،اس کے بعد نہیں ہوگا میں نے اپنی عزیز بیٹی کو اپنے بھتیجے کے عقد میں نہیں دیا تھا بلکہ عزیز بھتیجے کے لئے اپنی بیٹی دی تھی تا ہم آپ نے نا قدری کی۔میرے خیال میں اب آپ واپس نہیں آئیں گے عرصہ دس سال پندرہ سال کے لقمات حرام نے آپ سب کو قسی القلب بنا دیا ہے لہٰذا ہدایت نہیں ہوگی۔اس خط کے بعد بھی اگر آپ دامن اسلام میں نہیں آئے تو مجھے دھوکہ ہوا ہے کہ تمہارے اندر قدرے سمجھ بوجھ کی صلاحیت موجود ہے جو چیز سمجھ میں نہیں آئے گی مجھ سے پوچھ لیں گے لیکن آپ کی حرکتوں اور رویہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمہارے اندر یا تو صلاحیت ہی نہیں تھی یا آپ نے میری مخالف سمت میں اپنی بھلائی کو درک کیا ہے۔اگر تمہارے اندر صلاحیت ہوتی تو جس دن شبیر اور عمار نے تم سے کہا کہ تمہارے گھر میں تمہارے ساتھ برا سلوک ہو رہا ہے اس دن تمھیں سمجھنا چاہیے تھا کہ یہ لوگ خائن اور غدار ہیں ،دوست بن کر گھر میں تفرقہ ڈالنے آئے ہیں۔یہ میرے دوست نہیں ہو سکتے ہیں یہاں میں یہ بات واضح کروں کہ میں نے عمار کو شبیر کا ملازم اور نوکر یا ان کو ان کے تابع سمجھ کر ان سے احتساب نہیں کیا۔یہ بات میں نے ان کو پہنچائی ہے۔پھر بھی شبیر نے عمار کو تمھارے اور میرے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی وجہ سے ڈانٹ پلائی تھی ان کو اپنے نرغے میں رکھا تھا تم مجھے بتاؤ کیا تم نے عمار سے کہا کہ یہ ہمارے خاندان کا مسئلہ ہے؟

۹۔جب تمہیں پتہ چل گیا کہ سلیم میرے خلاف ہے اس نے تم کو اپنا نائب بنا کر سماجی وسیاسی کارکن کے طور پر استعمال کیا،وہ تم کو چھوڑنا چاہتا تھا لیکن تم اس کے مزید گرویدہ ہو گئے۔

علی عباس قم میں دس بارہ سال سے امتحان پاس نہیں کر سکے لہٰذا وہ عام طلاب کو ملنے والے شہریہ و رواتب سے محروم تھے وہ اپنی پڑھائی پر توجہ دینے کی بجائے دانش کی بے دانشی میں شریک ہو کر سینہ کوبی کرنے لگے ،یہ انجمن قم میں نہ پڑھ سکنے والوں نے بنائی تھی جس کے لئے شباب مومن خاص والے بجٹ بناتے ہیں۔میں نے

ان کو بحیثیت پدر زوجہ نصیحت کی کہ اس میں شرکت نہ کریں چونکہ وہ خود نہ پڑھنے والوں میں تھے اس لیے انہوں نے میری بات نہیں سنی، اب وہ جو اپنا مہینے کا خرچہ پورا نہیں کر سکتا تھا وہ ایران سے بلتستان اور بلتستان سے ایران تک جہاز بدلتے سفر کریں تو کیا یہ جاننا نہیں چاہیئے کہ یہ رقم کہاں سے آئی اور یہ رقم کس نے دی ہے۔ کہتے ہیں ہمارے بھائیوں نے دی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ وہ پہلے کیوں نہیں دیتے تھے۔

جب تم غربت کی زندگی گزار رہے تھے تو کیوں سوزی کتابوں کے بھر کے کارٹن لے گئے چار ٹکٹوں کی وجہ سے ۲۰ کلو فی ٹکٹ کے حساب سے ۸۰ کلو کتابیں لے جا سکتے تھے، اتنی زیادہ کتابیں لے جانے کی کیا منطق تھی تم نے تو دو تین کارٹن واپس کیئے تھے بتاؤ جو کتابیں تم لے گئے ان کی کتنی مالیت بنتی تھی۔ تم لوگوں کے چہیتوں کے دل غم و غصہ سے لبریز اور آنکھوں میں خون اترا تھا لیکن ایسا لگتا ہے گویا وہ باقر اور سعید کی وجہ سے برداشت کر رہے تھے ورنہ انہوں نے کب کا مجھے سیخ کباب کر کے اور گھسیٹ کر میرے اپنے گھر سے نکال دینا تھا۔ یہاں تک کہ کفایت اور مجلسی کی آنکھوں اور چہروں میں میرے لئے استحقار نمایاں ہیں یہاں تک کہ باقر مجلسی نے مجھے مافیا کہا ہے۔ میں کب تک تم لوگوں اور مہدی و روح اللہ کی منت سماجت سے زندہ رہوں اس سے میرے لئے موت ہزار درجہ بہتر ہے۔

میں نے تمہارے ساتھ دردمندانہ نصیحت کے علاوہ کونسی اہانت و جسارت والا سلوک کیا تھا کہ گھر میں مجھے سنانے کے لئے اپنا غیض و غضب، طیش و غبار نکالنے کی جسورانہ حرکت کو شباب کے لئے تحفہ کے طور پر لے جانے کے لئے آئے تھے۔ سیادت پر افتخار کرنے والے کے دل میں بدعت جہیز نہ ملنے کا داغ ناسور ابھی بھی شفا نہیں پایا تھا لیکن یہ درد سعید کو بھی رہا ہے لیکن ابھی تک منہ سے نہیں بتایا۔

میرے نزدیک گھر کی ویرانی اور بربادی اور اسلام عزیز سے متعلق جو امیدیں آرزوئیں میں نے سوچی تھیں ان پر پانی پھیرنے والے مجھے بغاوت اور نفرت و بیزاری سے دیکھنے والوں کے بانی تم دونوں بھائیوں کو ٹھہراتا ہوں کیونکہ عورت عورت ہوتی ہے ان کا پدر و مادر عزت و شرف دین و دیانت تعیش و تزئین ہوتی ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑتا ہوں۔ جہاں تک نثار اور سجاد کی بات ہے ان کے دل میں دین اور دیانت کی بو بھی نہیں آتی ہے انہوں نے عزاداری کو اپنے لئے ذریعہ معاش بنایا ہے ان کو حلال و حرام کا پاس رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

آپ عزیزان کا یہ بوڑھا بزرگ منتظر حضرت عزرائیل قابض ارواح ہے آپ کے دوستان کے کہنے کے مطابق میرا وجود دور ہوتے ہوئے بھی آپ لوگوں پر بوجھ بنا ہوا ہے، آپ لوگوں کو میرے خلاف ورغلانے اور غلاظتیں کھلانے والے کہتے ہونگے آپ لوگ خوش قسمت ہیں یہاں اطمینان وسکون سے نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں لیکن آپ لوگوں کے ابواپنی نادانی یا احساس کمتری یا بے وقوفی کی وجہ سے اندرون خانہ محصور ومحبوس ہو کر رہ گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے خانہ میں محصور ہو کر بھی سکون واطمینان کی زندگی بسر کر رہا ہوں' اللہ کا شکر ہے عزائم سُو لے کر مجھے بھی آپ لوگوں کی طرح مرض عیش ونوش میں مبتلا کرنے کے لیے یہاں آنے والوں سے نجات مل گئی ہے گویا ان سے میرا کٹ جانا ایک قسم کی وبا وبلا سے کٹ جانا ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ اگر کسی دن کو نجات کا دن منانا ہوتا تو میں لالجیان، کوثری اور فدا حسین سندھی سے نجات ملنے کا دن مناتا کہ جو مجھے باہر سے عزت اور اندر سے ذلیل وخوار کرنے کی گولی کھلا رہے تھے۔ جبکہ میرے مخالفین میری کتابوں کے مندرجات سے پریشان ہیں اگر وہ ان کا جواب دیں تو انہیں پنڈورا بکس کھلنے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا وہ خود پریشان ہیں لیکن آپ عزیزان کی کثرت عیش ونوش اور سہولیات کی وجہ سے آپ کے خون وگوشت کے اندر جو غیرت دینی کا سیل تھا، وہ اڑ گیا ہے، ناپید ہو گیا ہے لہذا آپ کو بھی اگر کوئی کہے کہ آپ کے عقائد بے بنیاد اور فاسد ہیں تو اس سے آپ کے اندر تحقیق کا جذبہ پیدا ہونے کی بجائے آپ کو غصہ آتا ہے ہم الحمد اللہ، اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اپنے عقائد اور مدعیٰ پر سیر کامل ومدلل دلائل پیش کر سکتا ہوں، آپ عزیزان اور آپ لوگوں کو ورغلانے والوں کے عقائد فاسدہ پر بھی دلائل دیتا ہوں جہاں آپ فقدان دلائل سے مثل مور سر نیچے کر کے اپنے پاؤں کو دیکھتے ہیں، ساتھ ہی مجھے اپنے مقاصد شوم کیلئے بطور کاغذی دستمال استعمال کرنے والوں سے رہائی ملی ہے وہاں دین کے نام سے چلانے والے مذہب سے بھی رہائی ونجات ملنے پر خوش ہوں۔

۱۔ آپ نے تکرار واصرار سے کہا کہ ہم آپ حضرات پر اپنے عقائد تحمیل نہیں کر سکتے ہیں، آپ کو تحمیل کے معنی بھی نہیں آتے ہیں؛ جس طرح اپنے مذہب کی اصطلاحات کے معنی نہیں آتے ہیں، تحمیل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس عقیدے کو اپنائیں ورنہ میں آپ کو ناقابل برداشت سزا دوں گا، کیا میں نے کبھی ایسا کہا تھا یا کسی قسم کی دھمکی دی تھی۔

۲۔کیا مسلمان ایک دوسرے کے عقائد کو نقد و تنقید کا نشانہ نہیں بنا سکتے ہیں؟ کیا قرآن کریم نے ادیان سابقہ کے غلط عقائد مثلِ عقیدہ ثالوث کو مسترد نہیں کیا ہے، آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ کلمات کن کی اختراع واختلاق ہیں یہ ان لوگوں کی اصطلاحات ہیں جن کے مذہب کا ستون اقنوم مسیح جیسا ہے اور جن کی حجت مجتہدین کے فتاویٰ سے اوپر نہیں جاتی ہے۔

۳۔سورہ سباء کی آیت ۲۴ میں آیا ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک ہدایت پر ہے اور دوسرا گمراہی پر، فرض کریں آپ ہدایت پر ہیں جو کہ نہیں ہیں اس لیے میں آپ کے عقائد کو للکار رہا ہوں، آپ مجھے جواب دیں کہ کیا کسی مسلمان کو اپنے عقائد سے دفاع بھی نہیں کرنا چاہیے ہاں میں نے کہا کہ یا تو آپ کی غیرت دینی کا سیل ختم ہوگیا ہے یا آپ کے پاس معیار واقدار سب محو ہو گئے ہیں۔

کیا ایک کم علم والے سے ایک زیادہ علم کے حامل انسان کو سوال نہیں کرنا چاہیے، چاہے وہ کہیں غلطی کر رہا ہو یا ایک بوڑھے باپ کی حیثیت سے نصیحت بھی نہیں کرنی چاہیے، اگر ایسا ہے تو اولادوں کی طرف سے یہ ایک بغاوت تصور ہوگی۔اس حوالے سے عرفان وفلسفہ کی ڈگری کے حامل اور مقام ارشدیت پر فائز عزیزوں کو یہ کہہ کر شرم وحیا آنا چاہیے۔مثلاً ایک مجتہد کا بیٹا اگر ڈاکٹر بن جائے یا وہ اپنے مطالعات کی وجہ سے حفظان صحت کے مسائل سے واقف ہو جائے تو وہ اپنے گھر میں والدین اور بہن بھائیوں کو یہ بتانے کا حق رکھتا ہے کہ یہ چیزیں گھر میں استعمال نہیں ہونی چاہئیں، آپ لوگ حوزہ علمیہ میں صرف ونحو واصول میں نمبر بڑھانے کیلئے مصروف رہنے کی وجہ کتب عقائد و کتب فرق دیکھنے سے آپ کی آنکھوں میں دھندلا پن آتا ہے' قرآن اور سنت محمدؐ سے آپ کے حوزہ والوں کو چڑ ہے۔

۱۔اور جس پر عقیدہ ٹھونسا جا رہا ہو، وہ کمزور وناتواں ہو جیسے چھوٹے بچے اور بیوی وغیرہ تو عقیدہ ٹھونسنے والے انہیں دھمکی دے کر ایسا کرتے ہیں۔

۲۔جہاں جس پر عقیدہ ٹھونسا جاتا ہے اگر وہ عقیدہ ٹھونسنے والے کے دسترخوان کے غذاخور ہوں تو ان کے نہ ماننے کی صورت میں ان کی غذا کے بند ہونے کا خطرہ ہوتا ہے' جس طرح آج کل آپ حضرات کو شبیر وشباب مومن کے دسترخوان کے نمک خوار ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کی نصیحت سننے کی اجازت نہیں، آج سعید

میری درخواست کے باوجود شبیر کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے خاندان کے جلتے ہوئے حالات دیکھنے کے باوجود کچھ نہیں بول سکتے ہیں۔اب تو صدقات کھانے کے بعد آپ کا کردار و گفتار بھی فاسد ہوگیا ہے، کیا میں اس بارے میں آپ کو متنبہ و متوجہ نہیں کرسکتا ہوں۔

۳۔عقیدہ ٹھونسنے والے کے پاس سیاسی و اجتماعی طاقت و قدرت ہونی چاہیئے۔

۱۔یہ تینوں طاقتیں میرے اندر نہیں ہیں، جسمانی طور پر ضعیف ہو چکا ہوں، اٹھنا بیٹھنا مشکل ہو رہا ہے۔

۲۔اقتصادی طور پر ہم بائیکاٹ کی وجہ سے مفلوج ہوگئے ہیں، آپ کے لئے شہریہ و رواتب کے علاوہ کتنے دانش وغیر دانشوروں کی توجہات کے علاوہ میرے مخالفین کی توجہ آپ عزیزان پر مستقر ہوگئی ہے۔

۳۔اجتماعی طور پر عام بائیکاٹ ہے لیکن اس سلسلے میں آپ عزیزان سے چند سوالات کئے جسطرح آپ عزیزان میرے مخالفین کے سامنے مجھ سے برأت و بیزاری اور لاتعلقی کا پہلے سے اعلان کر چکے ہیں، کیا یہ حق مجھے حاصل نہیں ہے کہ میں اس سلسلے میں آپ سے اعلان برأت کروں۔

۴۔سیاسی میدان میں ہم کبھی واردہی نہیں ہوئے ہیں۔

میں اور میرے بچے:

ان سوالات کا جواب دیں کس جرم و جنایت کی پاداش میں میرے دشمنوں کے معسکر میں گئے، اگر میری طرف سے تمہیں کبھی کسی وقت شتم و ضرب کیا ہے تو بتائیں، اگر میں نے اپنے عقائد و نظریات کو نہ ماننے کی صورت میں تمہیں تہدید و دھمکی دی تھی تو بتائیں۔تم لوگ پڑھے لکھے ہوتے ہوئے تمہیں میرے نظریات اور عقائد کو دلائل کے ساتھ مسترد کرنے کی ہمت کیوں نہیں ہوئی۔تم نے ہمیشہ کے لئے اپنے لئے ذلت و عار و ننگ کی زندگی خرید لی ہے، اس سے نہیں نکل سکو گے جب تک کہ برملا اپنی تقصیر و کوتاہی کا اعلان نہیں کرو گے مگر یہ تمہارے لئے ممکن نہیں ہے، تمہاری دین کے بارے میں معلومات صفر ہیں، جو کچھ دین کے نام سے تم جانتے ہو وہ خرافات، کہاوتیں اور افسانے ہیں۔

اپنی عزیز اولادوں اور ان کو اغوا کرنے والوں کو لامذہب نہیں کہتا ہوں کیونکہ وہ بدترین مذہب پر قائم

ہیں، جادۂ دین سے نکل کر مذہب اپنانے والوں کو بہت سی چہ میگوئیاں سننا پڑتی ہیں، مشکل سے مشکل سوالات کا جواب دینا پڑتا ہے، جوابات سے بچنے یا گریز کرنے کیلئے انہیں سماعت اور بصارت حتیٰ بصیرت کو بھی بند رکھنا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے مشرکین حضرت محمدؐ کی دعوت سے لوگوں کو روکنے کیلئے نفرت سے منہ موڑتے تھے کان کو سماعت سے روکنا پڑتا ہے کہ کہیں میرے مذہب کے خلاف کوئی بات ہورہی ہو تو میں اسے سُن نہ سکوں۔

چشم بصارت اور بصیرت کو بھی بند رکھنا پڑتا ہے، جس طرح مرض خسرہ کیلئے سورج نقصان دہ ہے شب پرہ کیلئے روشنی نقصان دہ ہے ان کے مذہب کے لئے شرف الدین کی کتابیں بہت نقصان دہ ہیں بلکہ احتیاط کریں کوئی بھی کتاب نہ پڑھیں۔

جھوٹ زیادہ بولنا پڑتا ہے ہمارے سعید کو اس دوران بہت جھوٹ بولنا پڑا ہے، باقر جھوٹ بولتے تھے، جب سے اس مذہب میں گئے میاں بیوی دونوں کی دوسری غذا جھوٹ تھی، اس میں کچھ سہولتیں بھی ہیں مثلاً حلال و حرام کی پابندیاں یہاں نہیں ہوتی ہیں اس لئے انہیں طہارت و نجاست کی بہت بات کرنا پڑتی ہے۔

عزیز باپ بہن بھائیوں کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے ڈر لگتا ہے کہ یہ ان کے دین پر حملہ نہ کریں ۔باہر چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے کیونکہ کوئی پوچھ سکتا ہے اپنے مہربان باپ کو کیوں تف کیا انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا، جواب نہیں ہوتا تھا سوائے اس کہ کے دوست احباب استاد اور باہر والے اجازت نہیں دیتے ہیں۔

برأت از احباب:

احباب سے مراد وہ احباب ہیں جنھوں نے نہ صرف میرے گھر کو تنظیمی سرگرمیوں کا مرکز بنایا بلکہ انھوں نے اپنی سینہ کوبی کیلئے عزاخانہ بنایا اور اسکو شیعہ علوم و معارف اور اسلامی مطالب کے طور پر پیش کیا وہ اپنے ساتھ مخبروں کو بھی ساتھ لائے یہاں سے ادارے کی نگرانی کرنے والوں نے میرے بارے میں شکوک و شبہات کا مظاہرہ کیا جو میرے لئے باعث پریشانی بنا، مجھے اس سلسلے میں جن احباب سے دھوکہ ہوا وہ مرحوم عباس، بابرو عرفان ،اعجاز بلوچ اور سرگودھا والے شیرازی تھے ،انھوں نے ہمیں بہت استعمال کیا۔ان کے مظاہرہ دین و دیانت نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میں سمجھا کہ اگر اس ملک میں بے لوث دین شناسی کا کوئی گروہ ہے تو یہی لوگ ہیں ۔جب میری تحقیقات پر مبنی کتابیں منظر عام پر آئیں تو اس آیت کا مصداق بنے ﴿لَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ

بہ﴾ (بقرہ۔۴۱) اوّل کافر یہی لوگ ہیں، انہوں نے میرے خلاف بغاوت اور نفرت اور بیزاری کا مظاہرہ کیا، ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ اسلام کے شیدا نہیں بلکہ وہی غلات ہیں جن سے ہم پہلے سے بیزار تھے۔ دین اسلام کے نام سے اسماعیلیت پھیلانا چاہتے ہیں جب انھوں نے دیکھا اسماعیلیہ کا پول کھل رہا ہے تو نذر محمد اور مشتاق مہدی جیسے تحقیق دکھانے والے سوال پہ سوال کرنے والے کتاب فیصلنامہ عدالت، شیعہ اہلبیت اور باطنیہ دیکھنے کے بعد غصے میں تاب نہ لاکر میرے خلاف ایس ایم ایس کرنے لگے۔ وہ اندر سے سیکولر لوگ تھے پرویز کے شیدا تھے، میرے لئے انکے عام افراد کا رویہ خلاف توقع نہیں تھا لیکن جب میں مسائل میں گھر گیا تو یہ لوگ غائب ہوگئے۔ اسلام اور اسلام کی حمایت میں کوئی بات ان کے منہ سے نکلتی نہیں سنی وہ مجھ سے صرف شیعوں کے خلاف باتیں سننے کیلئے بے تاب رہتے اور اس راہ میں فکری تعاون سے گریز کرتے رہے، وہ مجھے اپنے عزائم سے غافل رکھتے تھے وہ صرف چند کتابیں خریدنے پر اپنی ذمہ داری کو ادا سمجھنے لگے، ایک طویل عرصہ استعمال کرنے کے بعد مجھے مایوس کرنے سے بہت کوفت ہوئی، اس طرح مہدی ہوسٹل کے جوان جو میرے پاس آکر کہتے تھے ہمارے لائق کوئی حکم، ہمیں کوئی لکھنے کا کام دیں، میں سمجھ رہا تھا کہ یہ جوان دین کے بارے میں شاید کچھ بے تاب ہیں لیکن اب یہ لوگ شرکیات کے پاس دار بنے ہوئے ہیں اور اپنے علاقے میں میری کتابوں اور مجھ سے تعلقات رکھنے والوں کو روکتے رہتے ہیں لہٰذا میں ان سے بھی اپنے اعزاء کے ساتھ برأت کا اعلان کرتا ہوں۔

آج ۱۶ صفر المظفر ۱۴۳۶ھ کو اپنی اولادوں کی طرف سے تف خوردہ برات شدہ باپ، اللہ اور اس کے رسول حضرت محمدؐ کی رضا و خوشنودی کی خاطر تاسی بشیخ الانبیاء ابراہیم خلیل کرتے ہوئے آپ لوگوں سے جنہوں نے دس سال سے میرے عقائد و نظریات خالص سے اعلان برات اور لاتعلقی کر رکھی ہے میری اولادوں اور عزیزوں کو ورغلانے والے نام نہاد روحانیوں و غیر روحانیوں سے اہل بیت اطہار حضرت محمدؐ کے نام لے کر کفریات والحادیات فرقہ منحرفہ مانیہ، قادیانیہ اور باطنیہ کی تلقین کرنے والوں سے عقائد و نظریات خطابی و دیصانی رکھنے والوں سے اعلان برات اور لاتعلقی کرتا ہوں۔ گرچہ اس اعلان میں میری طرف سے تاخیر ہوئی ہے جس کے لئے میں درگاہ رب العزت میں طلب استغفار کرتا ہوں گرچہ یہ تاخیر بھی تاسی حضرت ابراہیم و یعقوب نبی تھی لیکن اصولی طور پر مجھے پہلے اعلان کرنا تھا کیونکہ میرے عقائد عقل و آیات محکمات سے مستند ہیں جبکہ آپ کے عقائد و نظریات

کی برگشت ابی الخطاب اسدی اجدع اور میمون دیصانی کو جاتی ہے اس عقیدے کی مرکزی برگشت حلول اللہ در آئمہ پر ہوتی ہے جس کے تحت آئمہ کے علم غیب، اعمال معجزہ، انکار قیامت، عقیدۂ رجعت، عقیدۂ مہدی نا معلوم کی بنیاد رکھی ہے۔ ممکن ہے آپ لوگ انکار کرو کہ ہمارے عقائد ایسے نہیں، یہ انکار آپ نجی گفتگو میں کرتے ہیں لیکن اعلانیہ طور پر انکار سے گریز کرتے ہیں' کیونکہ آپ کو ایسا اعلان کرنے کی اجازت نہیں، اگر ایسا نہیں ہے تو ان عقائد کے بطلان کے بارے میں تحریر دیں۔

﴿وَ إِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَ أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (یونس۔۴۱)

﴿وَ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَ رَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ﴾ (دخان۔۲۰)

﴿إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَ رَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسابِ﴾ (غافر۔۲۷)۔

ایام محنت و مصیبت لکھے ہیں۔

فرزندان من عزیزان اخیار، خلیلان اشقیاء و اشرار عیاش و نواش، دوست زر و زیورات، دوست مخالف و دشمنان بہ پدر مظلوم و محبوس و محصور، ضالہ و گمراہ از جادہ اسلام قرآن محمدؐ، شیعہ ابی الخطاب اجدع و میمون دیصانی، متواضع و منکسر زرداران و مفت خوران و صدقات خوران، دوستداران اسماعیلیوں و شباب خونخواران، نمک حرام پدر و نمک حلال منافقان، ما بلدا زاسلام!

۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۶

اعلان برأت از اجدعیان و دیصانیان و نمک حرامان۔

علی شرف الدین

☆☆☆---☆☆☆☆☆---☆☆☆

مصادر خطداحیون کا اسماعیلیون کا اغواء

قرآن کریم	
معجم المفهرس القرآن کریم	محمد عبدالفواد عبد الباقی
نهج البلاغه	خطب و رسائل کلمات امیر المومنین علی ابن ابی طالب تالیف سید شریف الرضی
معجم المفهرس الفاظ و کلمات نهج البلاغه	تالیف محمددشتی
مقالات والفرق	تالیف سعد اشعری
فرق شیعه	نوبختی
معجم الفرق الاسلامیه	یحیی شریف
فرهنگ فرق الاسلامی	جواد مشکور
موقف زیدیه و اهل السنة من عقیده الاسماعلیه	دکتور کمال الدین نور الدین مرجونی
اسماعلیله	تالیف احسان الهی ظهیر
فرق بین الفرق	بغدادی
تاریخ اسلام	حسن ابراهیم حسن
اصول کافی جلد ۱	یعقوب الکلینی
اسلام بلا فرق مذاهب	
دراسات فی ادیان الیهودیه و النصرانیه	تالیف دکتور مسعود عبد العزیز الخلف
علاقه بین الصوفیه و الامامیه	تالیف زیاد بن عبد الله الهمام
انتفاقات شیعه	هاشم معروف
هذه الصوفیه	تالیف عبد الرحمن الوکیل
القادیانیه	احسان الهی ظهیر
البریلویة	احسان الهی ظهیر
اهل البیت والقرآن الکریم	شیخ محمد هادی معرفة
الفقه عند شیخ الاکبر	محمود محمود الغراب
الاسلام و الادیان	الدکتور مصطفی حلمی
کتب حذر منها العلماء	ابی عبیده مشهور بن حسن آل سلمان
الاستشراق	کمال ابو دیب

الاسلام والمسیحیہ	الیکسی جوار افسکی ترجمہ خلف محمد الجراد
خارجگیری	محمود صلواتی
قرآن ہرگز تحریف نشدہ	استاد حسن زادہ آملی
الاسلام	الدکتور احمد عروۃ
کلیات عرفان اسلامی	ہمایون ہمتی
موعود جہانی	آیت اللہ سید ابو الفضل موسوی زنجانی
نظام سیاسی اسلام	اسد اللہ بیات
توحید کلمۃ	عبد الکریم بی آزار شیرازی
الامامۃ	محمد مہدی آصفی
نظام امامت و رہبری	لطف اللہ صافی
شیعہ ونبوت	دکتر علی گلزار غفوری

....

رسالۃ فی قواعد العقائد۔شیخ علی حسن خارم

عقائد تعالیم شیعہ۔شیخ محمد رضا مظفر

اکلیل والکرامہ۔سید صدیق حسن خان قنوجی

التوحید والشرک فی القرآن الکریم آیت اللہ جعفر سبحانی

الشیعہ۔محمد صادق صدر

الاعتماد فی شرح واجب الاعتقاد ۔مقداد بن عبد اللہ سیوری

شیعہ فی الاسلام ۔سید محمد حسین طباطبائی

احادیث وکلمات حول الامام المنتظر ۔سید عبد اللہ غریفی

اہل بیت القیادۃ الربانیۃ۔محمد کاظم محمد جواد

الشیعہ فی التاریخ ۔محمد حسین زینی

انوار الہدایۃ فی الامامۃ والولایۃ

تاریخ غیبت صغراء۔محمد صدر

المہدی ابو طالب تجلیل تبریزی

المحجۃ ۔سید ہاشم بحرانی

یوم الخلاص. کامل سلیمان

تایرخ غیبت کبریٰ. سید محمد صدر

معاضرة حول الامام مهدی والتعلیق علیما. عبد المحسن العباء

کتاب غیبت. محمد ابن ابراهیم نعمانی

امام مهدی وظهوره. سید حسین الحسینی ال علی شاهرودی

القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر. ابی عباس احمد بن محمد بن حجر المکی الهیتمی

عصر ظهور. علی کورانی

عقیده ظهور امام مهدی. مفتی نظام الدین شامزی

التشیع. هاشم موسوی

الامام مهدی. مهدی فقیه ایمانی

فروغ ولایت. جعفر سبحانی

امامان شیعه وجنبشهای مکتبی. محمدتقی مدرسی

جلوه ولایت. عذر انصاری

روح تشیع. شیخ عبد الله نعمه

تحلیل از زندگانی امام سجادؑ. باقر شریف قرشی

عنصر مبارزه در زندگانی ائمهؑ. سید علی خامنه ای

پیرامون زندگانی چهارده معصومؑ قربانیان عدالت. دکتر محمد رضا صالحی کرمانی

وسیله الخادم الی المخدوم در شرح صلوٰت چهارده معصوم. فضل الله بن روزبهان خنجی اصفهانی

صفحاتی از زندگانی امام جعفر صادقؑ. محمد حسین مظفر

امام رضا اسوه صراط مستقیم. شیخ حسن کافی

زندگانی امام علی الهادی. باقر شریف قرشی

حضرت امام صادقؑ فضل الله کمپانی

الانتفاضات الشیعه عبر التاریخ. هاشم معروف حسینی

الشیعه فی المیزان. محمد جواد مغنیه

نقش امامت در زندگی انسانها. سید حمید فتاحی

پرتوی از زندگی چهارده معصومؑ. محمد محمدی اشتهاردی

اصول عقائد۔آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی

درسہاء از اصول عقائد ۔محمد اسدی کرمارودی

پژوهش عمیق پیرامون زندگی علیؑ۔ جعفر سبحانی

علم امام ۔ محمد حسین مظفر

درسنامہ عقائد علی شیروانی

امیر المومنین اسوۃ وحدت۔محمد جوادشری

رجعت یا دولت کریمہ خاندان وحی۔محمد خادم شیرازی

تعلیمات جعفری در اصول دین مقدس اسلام۔میرزا ابو القاسم میرزائی (پاسری)

پاسخ شبہاتی پیرامون مکتب تشیع۔عباس علی موسوی

حیات فکری وسیاسی امامان شیعہ۔رسول جعفریان

شیعہ در تاریخ ۔محمد حسین زین عاملی

تشیع در مسیر تاریخ۔دکتر سید حسین جعفری

آموزش عقائد۔استاد محمد تقی مصباح یزدی

زمینہ های تفکر سیاسی در قلمرو تشیع وتسنن۔محمد مسجد جامعی

روزنامہ دنیا شوال ۱۴۳۵ھ ۔ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

روزنامہ ایکسپریس شوال ۱۴۳۵ھ۔ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

روزنامہ اوصاف شوال ۱۴۳۵ھ۔ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

روزنامہ نوائے وقت شوال ۱۴۳۵ھ ۔ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

علماء و فضلاء بلتستان وحوزہ علمیہ قم کا معاندانہ رویہ

اساتید و طلاب مدارس دینی کراچیمعاندانہ روی

علمائے نصیر آباد (کواردو) مقیم بلتستانمعاندانہ روی

حافظہ تلخ و ناگوار مظلوم تاریخ عصر حاضر علی شرف الدین پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۔اعوذباالله من الشیطن الرجیم ــــ ۴
۲۔مستعذ : ــــ ۴
۳۔مستعاذ ہ بہ: ــــ ۵
۴۔ستعاذ منہ: ــــ ۷
۵۔مستعاذ ہ لاجلہ: ــــ ۷
۶۔عصر جدید میں پھونکنے والے: ــــ ۸
۷۔گر ہ والدین واولاد: ــــ ۸
۸۔فرقہ باطنیہ کی پھونک: ــــ ۸
۹۔حقوق والدین اوراولاد: ــــ ۱۰
۱۰۔حقوق خواتین: ــــ ۱۰
۱۱۔نفاثات سیاسی: ــــ ۱۱
۱۲۔نفاثات دانشوران: ــــ ۱۱
۱۳۔منظمات احزاب: ــــ ۱۲
۱۴۔نفاثات مذہبی ــــ ۱۲
۱۵۔نفاثات اجتماعی،گرہ اجتماعی: ــــ ۱۳
۱۶۔نفاثات منظمات الحادی: ــــ ۱۴
۱۷۔اقتصادی گرہ: ــــ ۱۴
۱۸۔اتحادی گرہ: ــــ ۱۴
۱۹۔رب فلق،رب الناس اور ملک الناس
کی پناہ مانگتا ہوں: ــــ ۱۴
۲۰۔ابتدائیہ: ــــ ۱۶
۲۱۔خطابیون کی گرہ: ــــ ۲۰
۲۲۔اس تحریر کا مقصد: ــــ ۲۰
۲۳۔تحلیل وتجزیہ خطداحیون: ــــ ۲۱
۲۴۔محمد بن زینب اسدی اجدع : ــــ ۲۲
۲۵۔اسماعیلون: ــــ ۲۳
۲۶۔اسماعیل بن امام جعفر صادق ــــ ۲۳
۲۷۔اسماعیلیہ: ــــ ۲۴
۲۸۔خطداحیون میں ثالثون کے عقائد: ــــ ۲۵
۲۹۔دورابی الخطاب وقداحی: ــــ ۲۶
۳۰۔مہدویت معجون عقائد فواسد ہے: ــــ ۲۹
۳۱۔مصطلحات خطداحیون: ــــ ۲۹
۳۲۔اقنوم امام: ــــ ۳۰
۳۳۔منصوصیت ــــ ۳۲
۳۴۔دوسرا اقنوم عصمت آئمہ ہے ــــ ۳۴
۳۵۔وہ علم غیب جانتا ہے: ــــ ۳۵
۳۶۔اقنوم تصرف درکائنات: ــــ ۳۶
۳۷۔خطداحیون کے نزدیک امامت
بالاتر از مقام نبوت ہے: ــــ ۳۸
۳۸۔خطداحیون کا عقیدۂ امام ــــ ۳۹
۳۹۔عقیدۂ مہدویت ــــ ۳۹
۴۰۔قیام مہدی یا قیام دلیل وبرھان ــــ ۴۱

۴۱۔خودساختہ احادیث کا ایک عنوان
امام مہدی ہیں: ———— ۴۳
۴۲۔تصورمہدی: ———— ۴۶
۴۳۔تصورامام مہدی کے شیطانی ہونے
کا ایک ثبوت: ———— ۴۸
۴۴۔امام مہدیخطداحیون کے نزدیک ———— ۵۰
۴۵۔نظام امام زمانہ ———— ۵۴
۴۶۔فروغ واشاعت نظریہ مہدویت ———— ۵۶
۴۷۔اسلام کے خلاف محاذ سب سے پہلے خطداحیون
نے بنایا: ———— ۵۸
۴۸۔خطداحیون کے افکاروتاریخ،عقائدو
احکام اورثقافت واخلاق: ———— ۵۹
۴۹۔خطداحیون کی کوئی غیرت دینی نہیں ———— ۶۰
۵۰۔خطداحیون اہل بیت کی چھتری میں ———— ۶۱
۵۲۔شیعہ خطداحیون کے عقائد ———— ۶۲
۵۳۔فضائل ومناقب اہلبیت کے نام
سے رذائل کی اسفار: ———— ۶۳
۵۴۔اول ماخلق اللہ نوری ونورعلی ———— ۶۴
۵۵۔اولنا محمدواوسطنا محمدوآخرنا محمدوکلنا محمد ———— ۶۴
۵۶۔آسمان وزمین کواللہ نے آل محمدؐ کے
لئے خلق کیا ہے: ———— ۶۵
۵۷۔من عرف نفسہ فقدعرف ربہ ———— ۶۶
۵۸۔علی نفس رسول اللہ ہیں ———— ۶۶
۵۹۔کہتے ہیں کہ اہل بیت کے لیے
صدقہ حرام ہے: ———— ۶۷
۶۰۔آئمہ مخلوق نوری ہیں ———— ۶۸
۶۱۔آئمہ محدث ہیں ———— ۶۹
حضرت علی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ کے
ساتھ تھے: ———— ۶۹
۶۲۔ذکرعلی عبادت ہے ———— ۶۹
۶۳۔علی لاکھوں حروف جانتے ہیں ———— ۷۰
۶۴۔نبیؐ نے علی کوہزارکلمات سکھائے ہیں ———— ۷۱
۶۵۔نبیؐ نے مجھے ہزارباب سکھائے،
ہرباب سے ہزارباب کھل گئے: ———— ۷۱
۶۶۔شہروباب علم انا مدینة العلم
و علي بابها ———— ۷۲
رواۃ روایات: ———— ۷۵
۶۷۔سلونی قبل ان تفقدونی ———— ۷۵
۶۸۔علی عالم غیب وغیوب ہیں ———— ۷۷
۶۹۔حضرت علی کا بتوں کوتوڑنا ———— ۷۸
۷۰۔فضائل علی کے نام سے اسلام میں
الحادکا جاگزین ہونا: ———— ۸۱

۷۱۔سورج کا پلٹانا ۸۲
۷۲۔علی کعبہ میں پیدا ہوئے ۸۵
۷۳۔دشمن علی کون ۸۸
۷۴۔خطداحیون اور علم ۸۹
۷۵۔خطداحیون کے عقائد کے مصادر ۹۲
۷۶۔خطداحیون کے تضادات ۹۵
۷۷۔تقابل ادیان ۹۷
۷۸۔شہادت بدعت وشعار خطداحیون ۱۰۰
۷۹۔خطداحیون کی ثقافت عید ۱۰۲
۸۰۔عید اضحیٰ ۱۰۳
۸۱۔خطداحیون کے اخلاق ۱۰۵
۸۲۔خطداحیون کی غیرت دینی ۱۰۶
۸۳۔باقر مجلسی تفسیر قرآن میں طباطبائی
کے مقلد ہیں: ۱۰۹
۸۴۔فقہ خطداحیون ۱۱۱
۸۵۔فقہ خطابیون ۱۱۲
۸۶۔اباحیون کا عقیدہ ۱۱۵
۸۷۔حد فاصل بین خالق ومخلوق ۱۱۶
۸۸۔فقہ خطداحیون تقیہ ۱۱۷
۸۹۔خطابیون میں غیرت دینی کا فقدان ۱۱۹
۹۰۔فقہ خطداحیون اور خمس ۱۱۹
۹۱۔خمس ۱۱۲
۹۲۔خطداحیون کے افتراق وانتشار ۱۱۲
۹۳۔شیعہ زیدیہ ۱۲۴
۹۴۔اثنا عشری ۱۲۴
۹۵۔شیعہ اہل بیت ۱۲۵
۹۶۔ثقافت تقلید ۱۲۵
۹۷۔ثقافت ۱۲۶
۹۸۔ثقافت تعلیم ۱۲۷
۹۹۔تیسرا اسماعیلی ۱۲۸
۱۰۰۔اسماعیلیوں کا اغوا ۱۲۹
۱۰۱۔مذاہب ضالہ کے سربراہان
سرمایہ دار تھے: ۱۳۳
۱۰۲۔کیا سرمایہ دار بھی دیندار رہوتے ہیں
جواب نہیں: ۱۳۹
۱۰۳۔اسماعیلیوں کی نظریں دار الثقافۃ
الاسلامیہ پاکستان پر: ۱۴۰
۱۰۴۔دار الثقافۃ الاسلامیہ ۱۴۳
۱۰۵۔دار الثقافۃ الاسلامیہ کی بولی ۱۴۴
۱۰۶۔تعیش ایک نشہ ہے ۱۴۶
۱۰۷۔مجھے اپنی اولادوں کو جائز و ناجائز
بتانے کی اجازت نہیں: ۱۴۷

١٠٨۔مجھے اپنے دفاع کا حق ہے ——— ١٤٩

١٠٩۔فرزند پرستی قدم اول شرک ——— ١٥١

١١٠۔میری اولاد میری باغی ہوگئی ہے ——— ١٥٥

١١١۔حوزہ علمیہ کی قدسیت کا احترام ——— ١٥٨

١١٢۔میرے خلاف متحدہ محاذ بن گیا ——— ١٥٩

١١٣۔وکلاء کے لئے کتاب افق گفتگو
ناقابل برداشت بنی: ——— ١٦١

١١٤۔شیعہ اور سنی یا وہابی ——— ١٦٣

١١٥۔نقصانات کا تاسف اور حزن وملال — ١٦٦

١١٦۔اولادوں کا باپ سے بغاوت وطغات: ١٧٠

١١٧۔اسماعیلی اور شرف الدین ——— ١٧٢

١١٨۔اغوا گر شرف الدین ——— ١٧٢

١١٩۔شبیر کوثری اور عمار میرے حافظے میں — ١٧٦

١٢٠۔عمار کے نکاح کی ازدواجی تقریب — ١٧٨

١٢١۔عمار ——— ١٨٢

١٢٢۔محمد باقر ——— ١٨٣

١٢٣۔محمد باقر موسوی ——— ١٨٥

١٢٤۔اعلان برات یا تف بہ پدر ——— ١٨٨

١٢٥۔باقر سے کب مایوس ہوئے ——— ١٩١

١٢٦۔کیا باقر واپس آئے گا ——— ١٩٣

١٢٧۔سید محمد سعید ——— ١٩٤

محمد سعید کی فلسفہ زیستی ١٩٩

آغا عباس علی ٢٠٠

علماء کے شکاری ٢٠٦

عزتی لقمہ ٢٠٨

برات از شرکیات ومنافقات اعزاء واحباب ٢١٥

باپوں اور اولادوں میں تصادم وتعارض ٢٣٩

محمد سعید سے سوالات ٢٤٨

میں اور میرے بچے ٢٥٦

برات از احباب ٢٥٧

مصادر ------------------- ٢٦٠

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرمان منسوب به امام حسین

اس انسان پر ظلم کرنے

سے باز رہو

جس کے لیے اللہ کے سوا

کوئی یار و مددگار نہیں

کلمات امام حسین

مرحوم سید حسن شیرازی

Http://www.sibghtulislam.com

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان